صحیح احادیث سے ثابت ادعیہ اور اوراد و اذکار کا عدیم النظیر مجموعہ

حصن حصین مترجم

مؤلف

علامہ محمد ابن جزری رح

ناشر

میر محمد

کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

حصن حصین عربی

مع ترجمہ

قولِ متین اُردو

میر محمد
کتب خانہ
مرکزِ علم و ادب
آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالذّٰكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذّٰكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا

اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں (ان سب) کیلئے اللہ نے ان کے کام کا صلہ (یعنی) گناہوں کی معافی تیار کر رکھی ہے اور (علاوہ ازیں) اجر

حصن حصین

مع ترجمہ و شرح

قولِ متین

از

مولانا محمد عبد العلیم ندوی

ناشر

میر محمد، کتب خانہ مرکزِ علم و ادب آرام باغ کراچی

فہرست مضامین

تیسری منزل (ہفتہ)
"وَالاذانُ تِسعَ عَشرَۃَ کَلِمَۃً" سے — ۱۸۷

مہمات کے لئے تقسیم منازل

میر محمد، کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ المحمود اللہ جل جلالہ والمصلی علیہ محمد وآلہ والمدعو لہ الوطن ورجالہ
رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُدَّةٌ لِّلِقَائِهٖ قَالَ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ الضَّعِيْفُ الْمِسْكِيْنُ الْمُنْقَطِعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الرَّاجِيْ مِنْ كَرَمِهٖ اَنْ يُّنْجِيَهٗ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِنِ ابْنُ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيُّ لَطَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ فِيْ شِدَّتِهٖ

ترجمہ: اے اللہ! مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرما [۱] لا الٰہ الا اللہ خدا کے دیدار کا سامان ہے۔

کہتا ہے [۳]، بندہ محتاج ضعیف وعاجز، اللہ کی طرف منقطع ہونے والا، اس کے کرم سے یہ امید رکھتا ہے کہ ظالم قوم سے اسے محفوظ رکھے گا، یعنی محمد بن محمد بن محمد ابن الجزری الشافعی، اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت وسختی میں اس پر کرم فرمائے۔

شرح: حصن حصین کے بعض نسخوں میں درود شریف کلمۂ توحید سے پہلے ہے اور بعض میں بعد کو، لیکن چونکہ محدث علامہ ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح حرز ثمین میں درود شریف کو کلمۂ توحید سے پہلے لکھا ہے، اسلئے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

[۲] حدیث قدسی میں ہے لا الہ الا اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ میں داخل ہوگیا، میرے عذاب سے محفوظ رہا، مصنفؒ کا یہ جملہ اسی حدیث کی ترجمانی کر رہا ہے۔

[۳] مصنفؒ نے قرآن وحدیث کے مطابق اپنے آپ کو فقیر، ضعیف، مسکین کہا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ" اللہ بے نیاز ہے، اور تم محتاج ہو۔" "وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا" "اور انسان کمزور بنا ہے"۔ اور جیسے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے "اللھم احینی مسکینا، واحشرنی فی زمرۃ المساکین" اے اللہ مجھے مسکین بناکر زندہ رکھ اور مسکینی ہی کی حالت میں موت لا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر فرما۔

اور دعا میں اپنی حالت کی طرف اشارہ کیا کہ ایک ظالم (یعنی بادشاہ تیمور اور اس کی فوجوں) نے گھیر رکھا تھا۔

فقیر: اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس ایک وقت کا کھانا موجود ہو، **مسکین:** وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، **جزری:** نسبت ہے جزیرۃ ابن عمر کی طرف جس میں مصنفؒ رہا کرتے تھے، **شافعی:** نسبت ہے، امام المحدثین محمد بن ادریس شافعی کی طرف جو ائمہ اربعہ میں سے تیسرے امام ہیں۔

أَمَّا بَعْدُ حَمْدُ اللّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الدُّعَاءَ لِرَدِّ الْقَضَاءِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَتْقِیَاءِ الْاَصْفِیَاءِ فَاِنَّ هٰذَا الْحِصْنُ الْحَصِیْنُ مِنْ كَلَامِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَسِلَاحُ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ خِزَانَةِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْاَمِیْنِ وَالْهَیْكَلُ الْعَظِیْمُ مِنْ قَوْلِ الرَّسُوْلِ الْكَرِیْمِ وَالْحِرْزُ الْمَكْنُوْنُ مِنْ لَفْظِ الْمَعْصُوْمِ الْمَاْمُوْنِ بَذَلْتُ فِیْهِ النَّصِیْحَةَ وَاَخْرَجْتُهٗ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَةِ اَبْرَزْتُهٗ عُدَّةً عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَّجَرَّدْتُهٗ جُنَّةً تَقِیْ مِنْ شَرِّ النَّاسِ وَالْجِنَّةِ تَحَصَّنْتُ بِهٖ فِیْمَا دَهَمَ مِنَ الْمُصِیْبَةِ وَاعْتَصَمْتُ مِنْ كُلِّ ظَالِمٍ بِمَا حَوٰی مِنَ السِّهَامِ الْمُصِیْبَةِ وَقُلْتُ شِعْرًا اَلَا قُوْلُوْا لِشَخْصٍ قَدْ تَقَوّٰی ؛ عَلٰی ضَعْفِیْ وَلَمْ یَخْشٰی رَقِیْبَهٗ ؛ خَبَاْتُ لَهٗ سِهَامًا فِی اللَّیَالِیْ ؛ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ مُصِیْبَهٗ ؛

ترجمہ: اس قادرِ مطلق کی حمد وثنا کے بعد جس نے دُعا کو تقدیر[1] کا بدل ڈالنے والا بنایا، اور سردارِ انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پرہیزگار و برگزیدہ آل واصحاب پر درود وسلام کے بعد (واضح ہے) کہ یقیناً یہ کتاب سردارِ انبیا علیہم السلام کے کلام سے (منتخب کیا ہوا) مضبوط قلعہ ہے اور نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانہ سے (جمع کیا ہوا) مومنوں کا ہتھیار ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے (لکھا ہوا) بڑا تعویذ ہے، اور نبی معصوم و مامون کے الفاظ کا محفوظ نقش ہے ؛

میں نے اس میں خیر خواہی سے کام کیا ہے، اور اس[2] (کتاب) کو صحیح حدیثوں سے تیار کیا ہے، اور ہر سختی کے وقت لئے کام کا سامان بنا کر پیش کیا ہے، اور انسان و جنات کی شرارت سے بچنے کے لئے سپر محض بنا دیا ہے اور پیش آنے والی مصیبت میں اس کے ذریعہ قلعہ نشین بنا اور یہ کتاب جن نشانوں پر بیٹھنے والے تیروں پر مشتمل تھی، ان کے ذریعہ ہر ظالم سے بچاؤ کیا ؛

میں نے یہ قطعہ کہا ہے، خبردار! اس شخص سے کہہ دو جو مجھے کمزور سمجھ کر زور دکھا رہا ہے، اور اپنے نگہبان (حقیقی) سے نہیں ڈرتا، میں نے راتوں میں اس کے لئے تیر چھپا رکھے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ تیر اسے لگ کر رہیں گے۔

شرح: تقدیر کی دو قسمیں ہیں (۱) معلق (۲) مبرم۔ تقدیر معلق جو کسی شرط کے ساتھ متعلق ہو، تقدیر مبرم جو قطعی ہو کسی شرط کے ساتھ معلق نہ ہو، تقدیر مبرم کبھی نہیں بدل سکتی ہے، یہاں تقدیر معلق ہی مراد ہے۔

اس کتاب میں صرف ان احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا ہے، جو ہر قسم کی حاجت روائی کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں۔

تیروں سے مراد دعائیں ہیں، جس طرح تیر نشانہ پر کام کرتا ہے، اسی طرح یہ دعائیں حاجت کیلئے کارگر ہیں کیونکہ سب دعائیں ماثورہ ہیں اور آپ کے فرمانے میں خطا کی گنجائش ہی نہیں پھر کیونکر تاثیر نہ کریں۔

رقیب۔ اس نگہبان کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو اور یہ صفت پروردگار ہی کی ہے، ارشاد خداوندی ہے: "وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ" ــــــ اور ہرگز ایسا نہ سمجھنا کہ خدا (ان) ظالموں کے اعمال سے غافل ہے، اور (یہ جو فوراً ان پر عذاب نازل نہیں ہوتا ہے اس کی وجہ) بس (یہ ہے کہ) خدا ان کو اس دن تک کی مہلت دے رہا ہے جب کہ (مارے خوف کے لوگوں کی) آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ "وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا" ــــــ اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

یہاں تیروں سے پچھلی رات کی دعائیں مراد ہیں جو بہت مقبول ہوئی ہیں، یعنی میں نے دشمن کے دفع کرنے کے لئے راتوں میں دعائیں کی ہیں جو بمنزلہ تیروں کے ہیں۔

مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی نے اس کا اُردو نظم میں ترجمہ کیا ہے:-

قطعہ

کہو اس شخص سے جس نے نہ کیا خوف خدا ؛ ناتوانی پہ میری زور دکھایا اپنا
خفیہ اس کے لئے راتوں میں کئے میں نے تیر ؛ اور توقع ہے خدا سے کہ کریں اسکو فنا

أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ أَنْ يَنْفَعَ بِهٖ وَأَنْ يُفَرِّجَ عَنْ كُلِّ مُسْلِمٍ بِسَبَبِهٖ
عَلٰى أَنَّهٗ مَعَ اقْتِصَارِهٖ وَاخْتِصَارِهٖ لَمْ يَدَعْ حَدِيثًا صَحِيحًا فِي بَابِهٖ
إِلَّا اسْتَحْضَرَهٗ وَأَتٰى بِهٖ وَلَمَّا أَكْمَلْتُ تَرْتِيبَهٗ وَتَهْذِيبَهٗ طَلَبَنِي
عَدُوٌّ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَدْفَعَهٗ إِلَّا اللهُ تَعَالٰى فَهَرَبْتُ مِنْهُ مُخْتَفِيًا وَ
تَحَصَّنْتُ بِهٰذَا الْحِصْنِ فَرَأَيْتُ سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَا جَالِسٌ عَلٰى يَسَارِهٖ وَكَأَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا
تُرِيدُ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ لِي وَلِلْمُسْلِمِينَ فَرَفَعَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ الْكَرِيمَتَيْنِ وَأَنَا أَنْظُرُ
إِلَيْهِمَا فَدَعَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ الْكَرِيمَ وَكَانَ ذٰلِكَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ
فَهَرَبَ الْعَدُوُّ لَيْلَةَ الْأَحَدِ وَفَرَّجَ اللهُ عَنِّي وَعَنِ الْمُسْلِمِينَ
بِبَرَكَةِ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو اس سے نفع بخشے اور اس کے ذریعہ ہر مسلمان کا رنج وغم دُور فرمائے، (راقم الحروف نے) باوجودیکہ یہ کتاب چھوٹی سی اور مختصر ہے، مگر اپنے باب کی کوئی صحیح حدیث بغیر لائے اور ذکر کئے نہیں چھوڑی۔

جب میں اس کتاب کی ترتیب واصلاح مکمل کر چکا، تو مجھے ایک (میرے) ایسے دشمن نے طلب کیا، کہ جس کو اللہ کے سوا کوئی دفع کرنے والا نہ تھا اس لئے میں اس سے چھپ کر بھاگ گیا، اور اس (مضبوط ومستحکم) قلعہ سے اپنی حفاظت کی، (یعنی وظیفہ کے طور پر اسے پڑھنا شروع کیا) پس میں نے سرورِ انبیاء علیہم السّلام کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں آپ کے بائیں جانب بیٹھا ہوں، اور آپ فرماتے ہیں کہ "تم کیا چاہتے ہو؟" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے اور تمام مسلمانوں کے واسطے دُعا فرمائیں (فوراً) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری درخواست پر) اپنے مبارک ہاتھ اُٹھائے، میں آپ

کے ہاتھوں کی طرف دیکھتا رہا، پھر آپ نے دُعا فرمائی، اور اپنے رُوئے مبارک پر پھیر لئے۔
جمعرات کی رات میں نے یہ خواب دیکھا تھا، اتوار کی رات میں دشمن بھاگ گیا، اور ان احادیث نبویّہ کی برکت سے جو اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں، اللہ تعالٰے نے میری اور تمام مسلمانوں کی مصیبت دُور فرمائی۔

شرح: بائیں جانب بیٹھنا اس لئے تھا کہ وہ دل کی جانب ہے، لفظ یسار سے یسر یعنی آسانی کی طرف اشارہ ہے، اور "ادع اللہ لی وللمسلمین" سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کا دشمن یا ظالم تھا۔
اقتصار = اس کو کہتے ہیں جس کے الفاظ و معنی دونوں تھوڑے ہوں، اختصار = اس کو کہتے ہیں جس کے الفاظ تھوڑے ہوں اور معنی بہت۔

وَقَدْ رَمَزْتُ لِلْكُتُبِ الَّتِي خَرَّجْتُ مِنْهَا هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ بِحُرُوفٍ تَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ سَلَكْتُ فِيهَا أَخْصَرَ الْمَسَالِكِ فَجَعَلْتُ عَلَامَةَ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ خ وَمُسْلِمٍ م وَسُنَنِ أَبِي دَاوُدَ د وَالتِّرْمِذِيِّ ت وَالنَّسَائِيِّ س وَابْنِ مَاجَةَ الْقَزْوِينِيِّ ق وَهٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ عه وَهٰذِهِ السِّتَّةِ ع وَصَحِيحِ الْمُسْتَدْرَكِ لِلْحَاكِمِ مس وَصَحِيحِ ابْنِ حِبَّانَ حب وَأَبِي عَوَانَةَ عو وَابْنِ خُزَيْمَةَ مه وَالْمُوَطَّا طا وَسُنَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ قط وَمُصَنَّفِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ مص وَمُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ ا وَالْبَزَّارِ ر وَأَبِي يَعْلَى الْمُوْصِلِيِّ ص وَالدَّارِمِيِّ مي وَمُعْجَمِ الطَّبْرَانِيِّ الْكَبِيرِ ط وَالْأَوْسَطِ طس وَالصَّغِيرِ صط وَالدُّعَاءِ لَهُ طب وَلِابْنِ مَرْدُوَيْهِ مر وَالْبَيْهَقِيِّ قي وَالسُّنَنِ الْكَبِيرِ لَهُ سني وَعَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ لِابْنِ السُّنِّيِّ ى

ترجمہ: جن کتابوں سے میں نے یہ حدیثیں انتخاب کی ہیں، ان کے حروف سے اُن کی طرف اشارہ کر دیا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ حدیث فلاں کتاب سے لی گئی ہے (مثلاً) صحیح بخاری کا خ مسلم کا مُ سنن ابی داؤد کا دَ ترمذی کی تِ نسائی کا سَ ابن ماجہ کا قَ اور ان چاروں یعنی ابوداؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کا عہٗ اور ان چھوں یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ جن کو صحاح ستّہ کہتے ہیں عَ، صحیح مستدرک کا مُسُ، صحیح ابن حبان کا حِبْ، ابو عوانہ کا عَوُ، ابن خزیمہ کا مَہٗ، موطا امام مالک کا طَا، سُنن دارقطنی کا قُطْ، مصنف ابن ابی شیبہ کا مص، مسند امام احمد حنبل کا اَ، بزار کی رَ، ابو یعلےٰ موصلی کی صِ، مسند دارمی کی مِیُ معجم کبیر طبرانی کا طَ، اوسط کا طَسُ، صغیر کا صَطْ، کتاب دعائے طبرانی کا طَبُ، کتاب دعائے ابن مردویہ کا مَردُ، کتاب دعائے بیہقی کی قِیُ، سُنن کبیر بیہقی کا سُنِیُ، کتاب عمل الیوم واللیلہ ابن سُنّی کا یَ

شرح: حصن حصین کو ہمات میں پڑھنے کے لئے مذکورہ بالا علامتیں بھی ان ہی حرکات سے جو اصل الفاظ میں ہیں پڑھی جاتی ہیں، مثلاً بخاری میں خَ مفتوح ہے تو پڑھنے میں خَ کو زبر، مسلم کی میم کو پیش، ترمذی کی تِ کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے گا، کل ستائیس[۲۷] علامتیں، جن میں سے بارہ یک حرفی ہیں اور چودہ دو حرفی اور ایک سہ حرفی ہے، یک حرفی میں صرف میم کو پیش سے پڑھتے ہیں اور تِ اور صِ زیر سے باقی سب زبر سے پڑھی جاتی ہیں دو حرفی علامتوں میں تین بکسر اول و سکون ثانی ہیں، حِبْ، رِمْ، قِطْ اور تین بضم اول و سکون ثانی ہیں۔ مُسْ، قُطْ، مُصْ باقی بفتح اول و سکون ثانی ہیں۔ اقتصار، اس کو کہتے ہیں جس کے الفاظ و معنی دونوں تھوڑے ہوں، اختصار، اس کو کہتے ہیں جس کے الفاظ تھوڑے ہوں اور معنی بہت۔
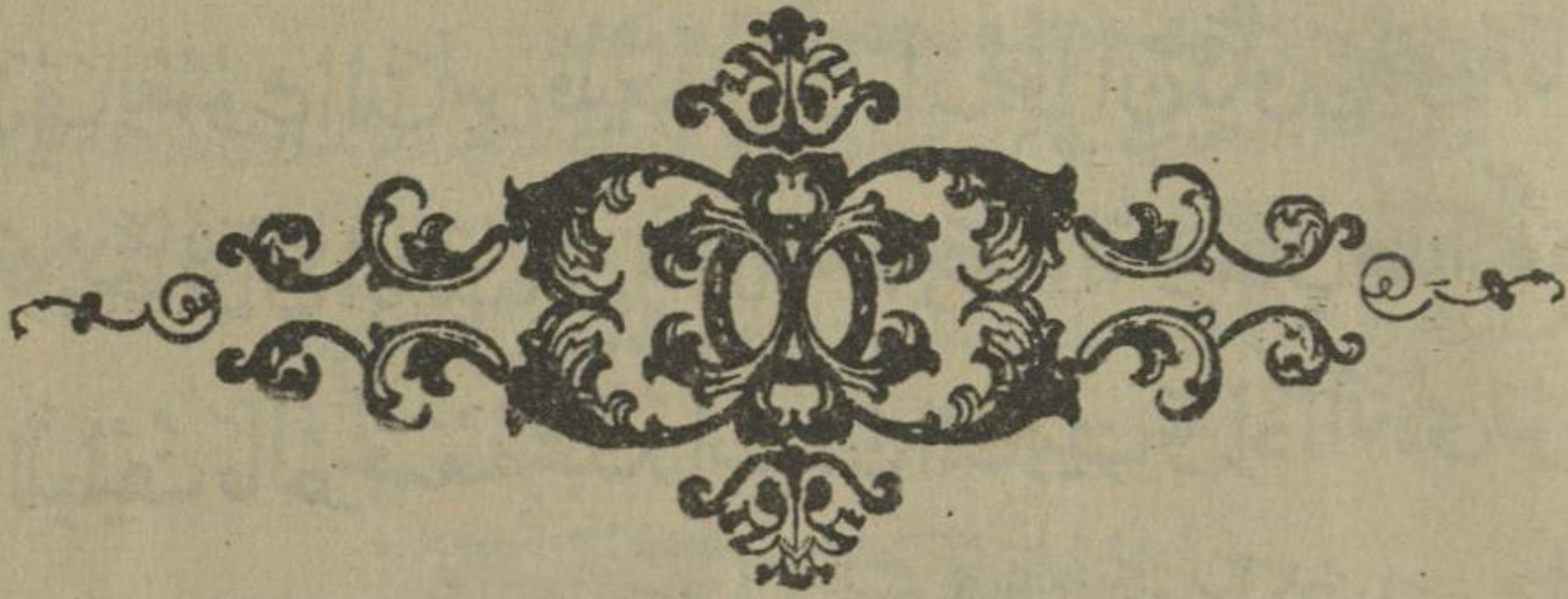
وَاُقَدِّمُ رَمْزَ مَنْ لَهُ اللَّفْظُ وَاِنْ كَانَ الْحَدِيْثُ مَوْقُوْفًا جَعَلْتُ قَبْلَ رَمْزِهٖ مَوْ لِيُعْلَمَ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ لِمَا بَعْدَهٗ مِنَ الْكُتُبِ وَذٰلِكَ قَلِيْلٌ حَيْثُ عُدِمَ الْمُتَّصِلُ اَوِ اخْتُلِفَ فِيْهِ عَلٰى اَنِّيْ لَمْ اَجْعَلْ هٰذِهِ الرُّمُوْزَ اِلَّا لِعَالِمٍ تَبَرَّأَ بِنَفْسِهٖ عَنِ التَّقْلِيْدِ اَوْ لِمُتَعَلِّمٍ يَتَعَرَّفُ صَحِيْحَ الْكُتُبِ وَالْمَسَانِيْدِ وَاِلَّا فَفِي الْحَقِيْقَةِ لَا احْتِيَاجَ اِلَيْهَا لِعُمُوْمِ النَّاسِ فَلْيُعْلَمْ اَنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ جَمِيْعُ مَا فِيْهِ صَحِيْحًا فَزَالَ الْاِلْتِبَاسُ وَقَدْ جَمَعَ بِحَمْدِ اللهِ تَعَالٰى هٰذَا الْمُخْتَصَرُ اللَّطِيْفُ مَا لَمْ تَجْمَعْهُ مُجَلَّدَاتٌ مِنَ التَّاٰلِيْفِ وَاِذَا انْتَهٰى نَرْجُوْ مِنَ اللهِ تَعَالٰى اَنْ نَجْعَلَ فِيْ اٰخِرِهٖ فَصْلًا يَفْتَحُ مَا اُقْفِلَ مِنْ لَفْظِ مَا فِيْهِ قَدْ اَشْكَلَ

ترجمہ: جس کتاب کے الفاظ لکھے ہیں اس کی علامت سب سے پہلے لکھی ہے، اور اگر حدیث موقوف ہے تو اس کی علامت سے پہلے لفظ مو لکھ دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ یہ حدیث ان کتابوں میں موقوف ہے، جن کی علامت سے پہلے لفظ مو ہے۔

اور اس کتاب میں حدیث موقوف بہت کم ہیں، حدیث موقوف صرف اس جگہ بیان کی ہے جہاں اس باب کی حدیث متصل یا تو مل نہ سکی یا ملی تو اس میں اختلاف تھا، علاوہ ازیں میں نے یہ علامتیں صرف اس عالم کے لئے بیان کی ہیں جو تقلید سے بالاتر ہے، اور اس طالب علم کے واسطے جو صحیح و مسند کو پہچانتا ہے، ورنہ عام لوگوں کو ان علامتوں کی کوئی ضرورت نہ تھی (اس لئے کہ ان کے لئے کسی عالم کی تقلید ہی کافی ہے)

معلوم رہے کہ میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس کتاب میں جو کچھ ہے صحیح ہے، لہٰذا صحیح غیر صحیح کا شبہ جاتا رہا اور خدا کا شکر ہے یا یہ نفیس مختصر ان تمام حدیثوں کی جامع ہے کہ بڑی بڑی تالیفات

بھی ان پر مشتمل نہیں، اور جب یہ ختم ہو جائے تو ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ اس کے اخیر میں ایک ایسی فصل لکھ دیں جو اس مغلق لفظ کو کھول دے کہ جس میں اشکال ہو۔

شرح: جہاں[1] کتابوں کے الفاظ مختلف ہیں تو اُس کتاب کی علامت جس کے الفاظِ حدیث لئے گئے ہیں، اور کتابوں کی علامت سے پہلے لکھی گئی ہے اگرچہ وہ رتبہ میں کم ہو، مثلاً ایک حدیث بخاری میں بھی ہے اور ترمذی میں بھی اور دونوں کے الفاظ مختلف ہیں اور مصنفؒ نے ترمذی کے الفاظ روایت کئے ہیں تو ت سب سے پہلے لکھی ہے اور اگر الفاظ ایک ہی سے ہیں تو پھر علامتیں بترتیب بیان کی ہیں۔

حدیث[2] کی بہت ساری قسمیں ہیں جن میں سے ایک موقوف ہے۔

حدیث موقوف اس حدیث کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے، بلکہ صحابی پر ہی ختم ہو جائے مثلاً حضرت ابن عباسؓ نے یہ فرمایا ہے اور حضرت عکرمہؒ نے یہ کہا ہے۔

حدیث[3] متصل وہ حدیث ہے جس کی سند میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک کوئی راوی نہ چھوٹا ہو۔

مسند، حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں صحابہ کی روایتیں بغیر ابواب کی ترتیب کے مروی ہوں، جیسے مسند امام احمد حنبلؒ وغیرہ۔ برخلاف بخاری و مسلم وغیرہ کے کہ ان کو صحیح کہتے ہیں۔

وَهٰذِهٖ مُقَدِّمَةٌ تَشْتَمِلُ عَلٰى اَحَادِيْثَ فِىْ فَضْلِ الدُّعَاءِ وَ الذِّكْرِ ثُمَّ اٰدَابُ الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ وَاَوْقَاتُ الْاِجَابَةِ وَاَحْوَالُهَا وَاَمَاكِنُهَا ثُمَّ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالَى الْاَعْظَمُ وَاَسْمَآؤُهُ الْحُسْنٰى ثُمَّ مَا يُقَالُ فِى الصَّبَاحِ اِلَى الْمَسَآءِ وَفِىْ طُوْلِ الْحَيٰوةِ اِلَى الْمَمَاتِ مِنْ جَمِيْعِ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ وَصَحَّ النَّصُّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الذِّكْرُ الَّذِىْ وَرَدَ فَضْلُهٗ وَلَمْ يَخْتَصَّ بِوَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ ثُمَّ الْاِسْتِغْفَارُ الَّذِىْ يَمْحُو الْخَطِيْئَاتِ ثُمَّ فَضْلُ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَسُوَرٍ مِّنْهُ وَاٰيَاتٍ ثُمَّ الدُّعَآءُ الَّذِىْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ

ترجمہ: یہ کتاب ایک مقدمہ ہے، جو دعا و ذکر کے فضائل کی حدیثوں پر مشتمل ہے، پھر دعا و ذکر کے آداب اور قبولیت کے اوقات و احوال اور مقامات کا ذکر ہے، پھر اسم اعظم اور اسمائے حسنیٰ کا بیان ہے، پھر وہ دعائیں ہیں جو صبح سے شام تک پڑھی جاتی ہیں، اور زندگی بھر میں مرنے تک کے تمام مطالب کی وہ دعائیں ہیں جن کی ہر وقت انسان کو ضرورت رہتی ہے اور ان کی تصریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پایۂ صحت کو پہنچ چکی ہے، پھر اس ذکر کا بیان ہے جس کی فضیلت حدیث میں وارد ہے، اور کسی[1] وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، پھر استغفار کا بیان ہے جو گناہوں کو مٹا دیتی ہے، پھر قرآن کریم اور اس کی چند سورتوں اور آیتوں کی فضیلت ہے، پھر ان دعاؤں کا ذکر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بلا تعین اوقات بصحت مروی ہیں۔

شرح: [1] یعنی کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں، جس وقت چاہے پڑھے، اس صورت میں لفظ "کذلک" صرف دعا سے متعلق ہوگا، مگر علامہ ملا علی قاریؒ نے اس توجیہ پر شبہ ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ لفظ "کذلک" استغفار، قرأت، دعا، تینوں سے متعلق ہے کیونکہ ان میں سے کسی کا بھی کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے، اسلئے

انسان کو چاہئے کہ ہر حالت اور ہر جگہ میں انہیں جاری رکھے، کیونکہ ذکر کی مداومت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوتی ہے: "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا" ــــ "مسلمانوں کثرت سے اللہ کو یاد کیا کرو"۔ اسی طرح تلاوتِ قرآن کا بھی کوئی وقت خاص نہیں ہے، جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے: "اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ الْكِتٰبِ" ــــ یہ کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے، اس کی تلاوت کرتے رہو، اسی طرح استغفار بھی کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، جیساکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے" طوبیٰ لمن وجد فی صحیفته استغفارًا كثیرًا" ــــ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے نامۂ اعمال میں بکثرت استغفار ہو۔

ثُمَّ خَتَمْتُهٗ بِفَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلٰى سَيِّدِ الْخَلْقِ وَرَسُوْلِ الْحَقِّ الَّذِىْ هَدَى اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَ بِهٖ مِنَ الْعَمٰى فَاَوْضَحَ الْمَحَجَّةَ وَلَمْ يَدَعْ لِاَحَدٍ حُجَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ

ترجمہ: اب میں اس کتاب کو سرورِ کائنات رسولِ برحق صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے ختم کرتا ہوں، جن کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے گمراہی سے ہدایت دی اور نابینائی سے بینائی عطا فرمائی اور راستہ کو ظاہر کر دیا اور کسی کے لئے کوئی حجت نہیں چھوڑی، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت وسلام بھیجے، جب تک بھی یاد کرنے والے انہیں یاد کرتے رہیں اور جب تک بھی ان کے ذکر سے غفلت برتنے والے غافل رہیں[1]۔

شرح: [1] یعنی اللہ تعالیٰ ہر وقت آپ پر رحمت وسلام بھیجے، کیونکہ کوئی وقت بھی غفلت یا ذکر سے خالی نہیں ہوتا بعض محدثینؒ نے اس درود شریف کو تمام درودوں سے افضل لکھا ہے۔

المحجة: سیدھا راستہ، صحیح بات۔

فَضْلُ الدُّعَآءِ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ تَلَا وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اَلْاٰيَةَ مص عه حب مس ا

"دُعا کی فضیلت"

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے دُعا عبادت کی جڑ ہے، پھر آپ نے (بطور استدلال) یہ آیت پڑھی "اور (لوگو!) تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ ہم سے دعائیں مانگتے رہو، ہم تمہاری (دعا) قبول کرینگے"۔ ابن ابی شیبہ، سنن اربعہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان حاکم، احمد (عن نعمان بن بشیرؓ)

شرح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کے الفاظ "الدعاء ھو العبادۃ" مبالغہ کے طور پر دُعا کی اہمیت بتلانے کے لئے فرمائے ہیں کہ دُعا عبادت کا بہت بڑا رکن ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے "الحج عرفۃ" یعنی حج (درحصل) عرفات ہی میں ٹھیرنے کا نام ہے تو یہ حصر مبالغہ کے طور پر ہے، نہ یہ کہ اور ارکان حج چھوڑ دیئے جائیں، ہاں! اگر عرفات میں قیام نہ کرے گا تو حج ہی نہ ہوگا۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ" (سورۂ مومن آیت ۶۰) اور (لوگو!) تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ ہم سے دعا مانگتے رہو ہم تمہاری (دُعا) قبول کریں گے، جو لوگ (ہمارے غرور کے) ہماری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں عنقریب (میرے پیچھے ذلیل) خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس آیت میں عبادت سے مُراد دُعا ہی ہے اور آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنے پر اجر و ثواب ہے اور نہ مانگنے پر خفگی و ناراضگی۔
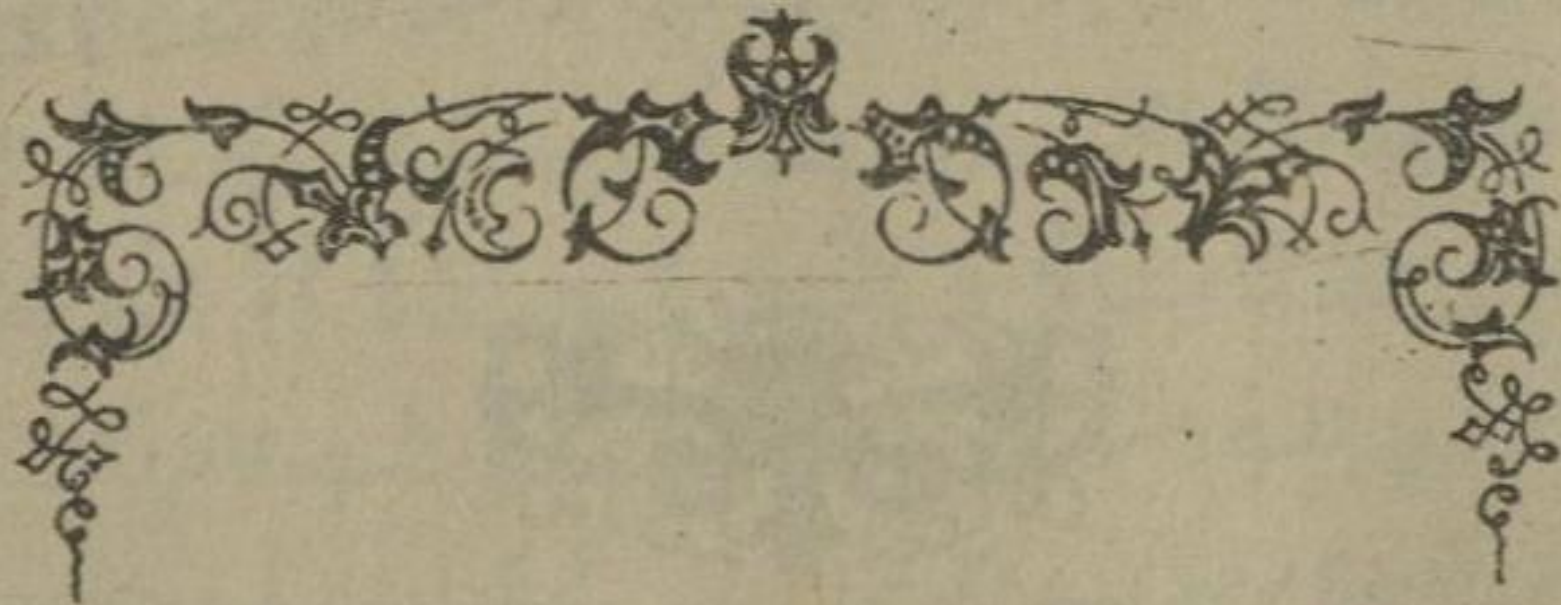
مَنْ فُتِحَ لَهُ فِي الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ
وَمَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُّسْأَلَ الْعَافِيَةَ

ت

ترجمہ: جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل جاتا ہے، اس کے واسطے قبولیت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں، ابن ابی شیبہ، (عن علیؓ وابن عمرؓ)
اس کے لئے بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، مستدرک حاکم (عن ابن عمرؓ)
اس پر رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دعا اس سے عافیت مانگنا ہے۔ ترمذی (عن ابن عمرؓ)

شرح: دُعا کی توفیق ہو جانا ہی اس کے قبول ہونے کی علامت ہے، مختلف روایتوں کے یک جا ذکر کرنے میں ایک لطیف اشارہ ہے اور وہ یہ کہ دُعا بہرحال فائدہ سے خالی نہیں، یا قبولیت کا سبب ہوتی ہے، یا مانگی مُراد ملتی ہے اور اگر مصلحت وقت کی بنا پر مطلب براری میں تاخیر ہوئی تو جزا ہاتھ سے نہیں جاتی، کیونکہ بہشت میں دروازے کھلنے کا سبب اور آخرت میں ذخیرہ ہوتی ہے، اور آخرت دنیا سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى" آخرت دنیا سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔
اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ بعض آدمی جن کی دعا دنیا میں مقبول نہ ہوئی ہوگی وہ جب اُس نعمت کو دیکھیں گے جو آخرت میں ان کے لئے ذخیرہ ہوگی تو کہیں گے کاش ہماری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی کہ یہاں ثواب کا پورا پورا ذخیرہ پا لیتے۔
عافیت مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی تمام ظاہری و باطنی آفات و مصائب اور رنج و آلام سے سلامتی کی دُعا کرے۔

لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ
ق حب مس لَا يُغْنِيْ حَذَرٌ مِّنْ قَدَرٍ وَالدُّعَآءُ يَنْفَعُ مِمَّا
نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ وَاِنَّ الْبَلَآءَ لَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَآءُ
فَيَعْتَلِجَانِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مس رطس

ترجمہ: دُعا کے سوا کوئی چیز تقدیر (کے فیصلہ) کو نہیں بدل سکتی، اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر بڑھا سکتی ہے، ترمذی، ابن ماجہ (عن سلمانؓ) ابن حبان، حاکم (عن ثوبانؓ)
(قضا و) قدر سے ڈرنا (کچھ) فائدہ نہیں دیتا، اور دعا اس (بلا) سے بھی فائدہ دیتی ہے، جو نازل ہو چکی اور اس بلا سے بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی ہے۔
اور بلا جب اُترنے کو ہوتی ہے اور دعا اس سے جا ملتی ہے، تو یہ دونوں قیامت تک آپس میں جنگ کرتے رہتے ہیں۔ حاکم، بزار، طبرانی فی الاوسط (عن عائشہؓ)

شرح: یہاں تقدیر سے بری چیز (بلا و مصیبت) مراد ہے، جس کے آنے کو آدمی ہر حال میں برا سمجھتا ہے، جب اس کو دُعا کی توفیق دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بلاؤں اور مصیبتوں کو دُور کر دیتے ہیں یا اس قدر آسان کر دیتے ہیں جو بمنزلہ دور ہونے کے ہو جاتی ہیں۔

بِر کے ظاہری معنی طاعت و فرمانبرداری کے ہیں، جو ہر عبادت کو شامل ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: "وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ" (البقرۃ رکوع ۲۲) لیکن (اصل) نیکی تو ان کی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور (آسمانی) کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔

پس حدیث کے دو معنی ہوں گے، اوّل یہ کہ عمر کی زیادتی مجازاً ہو، مثلاً تمام عمر خیر و طاعت میں بسر ہوئی، لہو و لعب میں ضائع و برباد نہیں ہوئی، تو گویا عمر زیادہ ہوئی، دوسرے یہ کہ عمر کی زیادتی حقیقتاً مراد ہو، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ" (الرعد رکوع ۶) (پھر اس میں سے) خدا جس کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ موجود) ہے (کہ اس میں سب کچھ لکھا رہتا ہے) مثلاً اللہ تعالیٰ نے "ام الکتاب" میں لکھ دیا کہ اگر فلاں شخص حج کرے گا تو اس کی عمر چالیس برس ہوگی اور اگر جہاد بھی کرے گا تو ساٹھ برس ہوگی، اگر اس نے (حج و جہاد) دونوں کئے اور اس کی عمر ساٹھ برس ہوگئی تو یہ عمر کی زیادتی ہے اور صرف حج کیا اور چالیس ہی برس عمر پائی تو یہ عمر کی کمی ہے۔

جن[۲] بلا و مصیبت کا آنا تقدیر الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے، وہ ڈرنے اور خوف کھانے سے ٹل نہیں سکتی، البتہ دعا کرنے سے وہ بلا دُور ہو جاتی ہے، دعا ہمیشہ بلاؤ مصیبت کے ٹل جانے کا سبب بنتی ہے اور آلام و مصائب سے اس طرح بچاتی اور محفوظ رکھتی ہے جس طرح لڑائی میں سپر تیر کو روکتی اور اس کے ضرر و نقصان سے حفاظت کرتی ہے۔

یعتلجان : دونوں آپس میں ایک دوسرے سے کشتی لڑتی ہیں، جنگ کرتی ہیں۔

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ ت ق حب مس
مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ ت مس مَنْ لَمْ يَدْعُ اللهَ غَضِبَ
عَلَيْهِ مص لَا تَعْجِزُوا فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ لَنْ يَهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ أَحَدٌ
حب مس مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ
وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ ت

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا[۱] سے زیادہ کوئی چیز باعزت نہیں، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، (عن ابی ہریرۃؓ) جو اللہ[۲] سے دعا نہیں کرتا اللہ اس پر غصہ ہوتا ہے۔ ترمذی، حاکم، (عن ابی ہریرۃؓ) دعا کرنے میں کوتاہی نہ کرو، اس لئے کہ دعا کے ساتھ ہرگز کوئی ہلاک نہیں ہوگا، ابن حبان، حاکم، (عن انسؓ) ـــــ جو شخص یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختی اور غم کے وقت (بھی) قبول کرے تو اسے چاہئے کہ فراخی اور خوش حالی کے وقت خوب[۳] دعائیں کرے۔ ترمذی، (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: قولی[۱] عبادتوں میں سے دعا سب سے بڑھ کر عبادت ہے، اس لئے کہ اس میں عاجزی وانکساری، بےچینی و تڑپ، گریہ وزاری، آہ وبکا اور عبادتوں سے زیادہ ہوتا ہے، البتہ نماز اور روزہ جو کہ عبادت بدنیہ ہیں دعا سے افضل ہیں اللہ[۲] تعالیٰ اس پر اس لئے ناراض اور غصہ ہوتا ہے کہ دعا جو اس کی انتہائی محبوب و مرغوب چیز تھی اس نے اسے ٹھکرایا اور متکبر بنا۔

اس لئے[۳] کہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے مربّی و محسن کو راحت و مصیبت، رنج وغم، تکلیف و آرام، تنگی و فراخی سب وقت یاد کرتا ہے اور اسی سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے، برخلاف مشرکوں اور کفاروں کے وہ مصیبتوں اور سختیوں میں تو اس سے دعائیں کرتے اور حاجتیں مانگتے ہیں اور خوش حالی و فراخی میں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کنارہ کش ہو جاتے ہیں "وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ" (حٰم سجدہ، رکوع ۶) اور جب ہم آدمی پر اپنا (فضل) وکرم کرتے ہیں تو (وہ ہماری طرف سے) منہ پھیر لیتا ہے اور ہم (سے) کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مُسْ مَرَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ مُّبْتَلِيْنَ فَقَالَ اَمَا كَانَ هٰؤُلَاءِ يَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ ر

ترجمہ: دعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے، آسمان و زمین کی روشنی ہے، حاکم (عن ابی ہریرۃ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو کسی بلا میں گرفتار تھی، آپ نے انھیں دیکھ کر فرمایا کیا یہ لوگ (آرام و راحت کے زمانہ میں) اللہ سے عافیت نہیں مانگا کرتے تھے؟ بزار (عن انس رض)

شرح: دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون، آسمان و زمین کی روشنی اس لئے ہے کہ مومن دعا کے ذریعہ اپنی اور غیروں کی بلا اور مصیبتیں دُور کرتا ہے اور اس سے ظاہر و باطن اور آسمان و زمین کی تاریکیاں جاتی رہتی ہیں۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں نماز کو بھی دین کا ستون فرمایا ہے، تو اس میں اور اُس حدیث میں کوئی منافات نہیں ہے اس لئے کہ ایک چھت کے کئی کئی ستون ہوتے ہیں، علاوہ ازیں نماز کے اندر دعا بھی تو ہے۔

اس حدیث مبارک میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص فراخی و خوش حالی میں دُعا کا التزام کرتا ہے وہ بَلا اور آفت سے محفوظ رہتا ہے اور جو دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے وہ بَلا و مصائب کا شکار ہو جاتا ہے۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِىْ مَسْأَلَةٍ اِلَّا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ اِمَّا اَنْ يُعَجِّلَهَا لَهُ وَاِمَّا اَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ ؕ

ترجمہ: جو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف (کوئی چیز) مانگنے کے لئے اپنا منہ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے یا تو مانگی مراد مل جاتی ہے یا اس کے واسطے آخرت میں اسے ذخیرہ کر دیتا ہے۔ مسند احمد (عن ابی ہریرہؓ)

شرح: جب کوئی بندہ اللہ سے دعا مانگتا ہے تو اس کی قبولیت کی تین صورتیں ہوتی ہیں یا تو فوراً مانگی مراد مل جاتی ہے یا اس کے سبب سے آنے والی بلا ٹل جاتی ہے، یا گناہ معاف ہو کر آخرت میں ذخیرہ ہو جاتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے: "وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ" (البقرۃ - رکوع ۲۶) اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو، اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ" (البقرۃ رکوع ۱۰) اور اللہ باخبر ہے اور تم بے خبر ہو۔

بندہ اپنی بھلائی و برائی سے بے خبر ہے، اسے چاہئے کہ وہ ہر وقت اپنے منعم حقیقی کے حکم کی بجا آوری میں لگا رہے اور جو کچھ پیش آئے اسے اپنے پروردگار کا حکم سمجھے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جب بندہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے لطف و کرم سے شرفِ قبولیت سے نواز دیتا ہے۔

حاکم نے ایک روایت نقل کی ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ایک مومن کو بلائیگا اور اسکو سامنے کھڑا کر کے پوچھیگا کہ اے میرے بندے! میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو مجھ سے دعا کرے اور میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیری دعا قبول کر ونگا، کیا تو نے دعا مانگی تھی؟ وہ کہیگا ہاں! اے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جو میں نے قبول نہ کی ہو کیا تو نے فلاں دن دعا نہیں کی تھی؟ کہ تیرا وہ غم جس میں تو مبتلا تھا دُور کر دوں اور میں نے وہ غم تجھ سے دور کر دیا، وہ عرض کرے گا سچ ہے اے پروردگار پھر فرمائیگا وہ دعا تو میں نے قبول کر کے دنیا ہی میں تیری آرزو پوری کر دی تھی اور فلاں روز پھر تو نے دوسرے غم میں مبتلا ہونے پر دعا کی تھی کہ اس کو بھی دور کر دوں مگر تو نے اس غم سے چھٹکارا نہیں پایا، وہ عرض کرے گا ہاں اے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اس دُعا کے بدلہ تیرے لئے جنت میں ایسی ایسی نعمتیں جمع کر رکھی ہیں، اسی طرح اور حاجتیں پوچھ کر بھی یہی فرمائے گا۔

پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن نے کوئی دعا نہ کی ہوگی جس کا اللہ تعالیٰ جلد قبول کرنا یا ذخیرہ رکھنا بیان نہ فرمادے، اُس وقت مومن یہ کہے گا کاش میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی، اس لئے بندہ کو ہر حال میں دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

اَلذِّکْرُ

ذکر کی فضیلت

قرآن مجید کی بے شمار آیتوں سے ذکر کی فضیلت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ " البقرۃ۔ رکوع ۱۸۔ تو تم ہماری یاد میں لگے رہو کہ ہمارے ہاں بھی تمہارا ذکر (خیر) ہوتا رہے۔ " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا " (الاحزاب رکوع ۶) مسلمانو! کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔

سفیان ابن عیینہؒ فرماتے ہیں مجھے حدیث قدسی پہنچی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " میں نے اپنے بندوں کو ایسی چیز دی ہے، اگر جبرئیل ومیکائیل کو دیتا تو ان کو بڑی نعمت دیتا "۔ اور وہ یہ آیت ہے: " فاذکرونی اذکرکم "

علامہ امام غزالیؒ کی مشہور تصنیف (احیاء علوم الدین) میں ثابتؒ بنانی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں جانتا ہوں جس وقت میرا پروردگار مجھے یاد کرتا ہے، لوگوں نے متعجب ہوکر پوچھا یہ آپ کیونکر جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا جب میں اس کو یاد کرتا ہوں تو وہ بھی مجھے یاد کرتا ہے۔

علامہ شیخ علی متقیؒ نے لکھا ہے۔ ذکر یہ ہے کہ انسان کو غفلت ونسیان سے نجات حاصل ہوجائے اور حق جل علیٰ کے ساتھ حضور قلب کا دوام میسر آجائے اور ہمیشہ دل وزبان سے اللہ کا نام جاری رہے، افضل تو یہ ہے کہ ذکر دل اور زبان دونوں سے ہو، اور اگر ایک سے ہو تو دل سے ذکر کرنا افضل ہے۔ علامہ امام نوویؒ نے بھی شرح مسلم میں اسی طرح فرمایا ہے، ذکر خواہ اسم ذات یا اسم صفت یا حکم یا فعل کا ہو برابر ہے اور اس میں قاری، حافظ، متکلم، محدث، فقیہ، مفتی مدرس، واعظ سب شامل ہیں۔

ذکر دراصل اللہ رب العزۃ کے وقتی تقاضوں اور ضرورتوں کے پورا کرنے کا نام ہے۔ یعنی موجودہ وقت کا جو تقاضہ ہو اس کے مطابق اللہ کے حکم کی بجاآوری ذکر ہے، مثلاً اوقات نماز میں نماز ادا کرنا، تلاشِ معاش کے وقت پاک روزی حاصل کرنا، راحت وسکون کے وقت آرام لینا، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ (سورۃ الجمعہ) پھر جب نماز ہوچکے تو (تم کو اختیار ہے کہ) اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ "۔ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۔" (سورۃ النبا) اور ہم ہی نے تمہاری نیند کو (موجب) راحت بنایا اور ہم ہی نے رات کو پردہ پوش بنایا اور ہم ہی نے دن کو روزی کے دھندوں کا وقت بنایا۔

يَقُوْلُ اللهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُ الحديث خ م ت س ق

ترجمہ: (حدیث قدسی ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں[1] اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو (اپنی رحمت ونصرت سے) اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے دل[2] میں یاد کرتا ہے تو میں (بھی) اس کو دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر (ملائکہ کی) مجلس میں اُس کو یاد کرتا ہوں۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی ہریرہؓ)

شرح: [1] یعنی میرا بندہ جیسی مجھ سے اُمید رکھتا ہے ویسا ہی میں بھی اس سے برتاؤ کرتا ہوں، اس حدیث سے یہ مقصود ہے کہ اللہ سے خوف کی بہ نسبت اُمید زیادہ رکھنا چاہئے اور اس سے اچھا گمان رکھے اور ہمیشہ عفو کا طلبگار رہے، ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو دوزخ میں لے جانے کا حکم فرمائے گا، جب وہ دوزخ کے کنارے پر پہنچے گا تو کھڑا رہ جائے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! میرا گمان تو تیرے ساتھ اچھا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کو ہٹالے جاؤ "انا عند ظن عبدی" میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں۔

اس حدیث کا آخری ٹکڑا یہ ہے۔ اگر کوئی مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں اگر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں، اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں ذکر نفس[2] سے دل میں ذکر کرنا یا زبان سے آہستہ پڑھنا مُراد ہے اور اللہ تعالیٰ کے جی میں یاد کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا حال مخلوق پر پوشیدہ ہے یا یہ اس کو ملائکہ وغیرہ سب سے پوشیدہ اپنے آپ ہی ثواب عنایت فرمادے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذکر قلبی ذکر لسانی سے افضل ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے وہ ذکر جس کو نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے نہ سُن سکیں ستّر درجہ افضل ہے اور یہ بھی آتا ہے "خیر الذکر الخفی" ذکروں میں سے بہتر ذکر خفی ہے۔

امید در جاکی حقیقت یہ ہے کہ حکم کے مطابق عمل کرے اور بخشش وکرم کا امیدوار رہے، بلا عمل کئے امید رکھنا بے سود ہے۔ "وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ" سورہ مومنون رکوع ۴۔ اور جتنا کچھ دیتے بن پڑتا ہے (خدا کی راہ میں) دیتے اور اس پر بھی) ان کے دلوں کو اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے دیکھئے یہ دینا دلانا وہاں مقبول بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ بندہ اگر اپنے رب کی طرف تھوڑا سا رجوع کرتا ہے تو وہاں سے توجہ التفات اور رحمت وشفقت اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْآ اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْآ اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ

ت ق مس آ

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمہارا بہترین عمل نہ بتلاؤں؟ جو تمہارے مالک (پروردگار) کے نزدیک سب سے ستھرا ہے اور تمہارے (جنت کے) درجات میں سب سے بلند ہے اور وہ تمہارے لئے (دنیا میں) سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہے اور نیز تمہارے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ (میدانِ جنگ میں) دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں اور تم ان کی گردنیں کاٹو، صحابہؓ نے عرض کیا ہاں بتلائیے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے! ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، احمد (عن ابی الدرداءؓ)

شرح: ذکر[1] اس لئے بہتر ہے کہ تمام عبادات بدنی اور مالی اللہ کے قرب کا وسیلہ ہیں اور ذکر ان میں سے مقصد اعلیٰ ہے، کیونکہ حدیث قدسی میں ہے "انا جلیس من ذکرنی" جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوں۔

اذکار میں تلاوت قرآن سب سے افضل ہے، چنانچہ اس کی فضیلت اخیر کتاب میں آئے گی اور خالی ذکر سے علوم دینیہ کا پڑھنا پڑھانا بہتر ہے، ارشاد نبوی ہے "فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم" عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر اس لئے کہ یہ ذکر بامعنی ہے اور عمل کا سبب ہے اور یہ مشہور ہے کہ عبادت متعدی عبادت لازم سے افضل و بہتر ہے، لیکن یہ حکم ذکر کے علاوہ اور عبادتوں کے ساتھ مخصوص ہے، ذکر اس سے مستثنیٰ ہے، ذکر کے متعلق یہ خیال کہ وہ عبادت متعدی نہیں، بعید از قیاس ہے "وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ"

[1] عبادت متعدی وہ ہے جس کا نفع عام ہو کرنے والے کے علاوہ غیر کو بھی پہنچے، عبادت لازم وہ ہے جس کا نفع خاص کرنے والے ہی کی ذات کو ہو۔

مَا صَدَقَةٌ اَفْضَلَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ طس اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً يَّطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا هَلُمُّوْٓا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا اَلْحَدِيْث خ م ت

ترجمہ: کوئی صدقہ (عمل صالح) اللہ کے ذکر سے بہتر نہیں، طبرانی فی الاوسط (عن ابن عباسؓ)

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اہل ذکر کو راستوں میں گشت لگاکر ڈھونڈتے پھرتے ہیں، پھر جب وہ کسی جماعت کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آجاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تب ملائکہ ان کو اپنے پروں سے آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں آخر حدیث تک فرمایا، بخاری، مسلم، ترمذی (عن ابی ہریرہؓ)

شرح: صدقہ اس مال کو کہتے ہیں جس کے دینے میں اللہ سے ثواب کی امید ہو، یہ حدیث فقراء وصابرین کے لئے تسلی ہے۔

بقیہ حدیث یہ ہے کہ جب فرشتے جناب باری میں جاتے ہیں تو پروردگار عالم ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں" ملائکہ عرض کرتے ہیں، تیری پاکی اور بڑائی بیان کر رہے ہیں اور تیری تعریف کر رہے ہیں اور تجھے بزرگی سے یاد کر رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں "خدا کی قسم انھوں نے تجھے نہیں دیکھا" رب العزت فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت زیادہ عبادت کریں اور کثرت سے بزرگی و پاکی بیان کریں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں"۔ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا انھوں نے بہشت دیکھی ہے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں "خدا کی قسم اے ہمارے پروردگار انھوں نے تیری بہشت نہیں دیکھی" پھر وہ فرماتا ہے اگر وہ بہشت دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ دیکھ لیں تو اسکی بے انتہا حرص و رغبت کریں" پھر فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں عرض کرتے ہیں "تیری دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں"۔ فرماتا ہے کیا انھوں نے دوزخ دیکھی ہے

ملائکہ عرض کرتے ہیں "خدا کی قسم انھوں نے اس کو نہیں دیکھا، پھر فرماتا ہے "اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو کیا حال ہو"۔ عرض کرتے ہیں اگر اس کو دیکھیں تو اس سے بھاگیں اور بے انتہا خوف زدہ ہوں"۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ بخش دیئے"۔ اُن میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو ذکر والوں میں صرف آبیٹھا تھا، خود ذکر نہیں کر رہا تھا بلکہ کسی کام آیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی میری بخشش سے محروم نہیں رہتا۔

مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِی لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ
خ م لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللہَ اِلَّا حَفَّتْہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ
وَغَشِیَتْہُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْہِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللہُ
فِیْمَنْ عِنْدَہٗ م ت ق

ترجمہ: جو شخص اپنے پروردگار کو یاد[1] کرتا ہے اور جو اپنے پروردگار کو یاد نہیں کرتا ہے اس کی مثال مُردہ اور زندہ کی سی ہے، بخاری، مسلم (عن ابی موسی الاشعریؓ)

جب کوئی جماعت اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے سکینت[2] وطمانیت ان پر اتر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو ان لوگوں[3] میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں، مسلم، ترمذی ابن ماجہ (عن ابی سعیدؓ)

شرح: ذکر[1] ذاکر کے دل کی حیات ہے اور اس سے غفلت موت ہے جس طرح زندہ آدمی اپنی زندگی سے بہرہ مند ہوتا ہے اسی طرح ذاکر اپنے ذکر سے فائدہ اٹھاتا ہے اور غافل جس کو اپنے عمل سے فائدہ نہیں مُردہ کی طرح ہے جس کو زندگی سُود مند نہیں، شعر

زندگانی نتواں گفت حیاتی کہ مراست ٭ زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

سکینہ[2] سے دل جمعی مراد ہے جس کے سبب سے دنیا کی خواہشات اور ماسوائے اللہ کی لذت نکل جاتی ہے اور اللہ کے ساتھ حضور حاصل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ[3] ان مقرب فرشتوں میں جنھوں نے حضرت آدم علیہ السّلام کے پیدا کرتے وقت کہا تھا کہ تو ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو دنیا میں فتنہ وفساد شر وخونریزی کرے گا؟ بطور فخر ذکر فرماتا ہے کہ باوجود نفس کی خواہشات شیطانی رکاوٹوں اور دیگر علائق کے ہمارے ذکر سے غافل نہیں رہتے۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَآئِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَنْبِئْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ت ق حب مس مص اٰخِرُ كَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ قُلْتُ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حب رط قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتَ وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَّشَجَرٍ وَّمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوْٓءٍ فَاَحْدِثْ لِلّٰهِ فِيْهِ تَوْبَةً اَلسِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ ط

ترجمہ: (ایک صحابیؓ نے عرض کیا) یارسول اللہؐ اسلام کے احکام[1] مجھ پر (افضلیت میں) بہت[2] ہوگئے ہیں، مجھے ایسی چیز بتادیجئے جس پر میں اعتماد و بھروسہ کرلوں۔ آپؐ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر[3] رہے۔ ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن ابی شیبہ (عن عبداللہ بن بسرؓ)

(حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں) آخری بات جس پر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا یہ تھی کہ میں نے عرض کیا، اللہ کو سب سے پیارا عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا (وہ یہ ہے) کہ تم دنیا سے اس حال میں[4] رخصت ہو کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو، (عن معاذ بن جبلؓ)

(حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے (کچھ) نصیحت فرمائیے، آپ نے فرمایا جتنا ہوسکے تقویٰ[5] اختیار کرو، ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کو یاد کرو اور جو کچھ برائی[6] (گناہ و غفلت) کی ہو، اُس کی اللہ ہی سے توبہ کر، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ توبہ، ظاہری گناہ کی ظاہری توبہ، طبرانی فی الکبیر (عن معاذؓ)

شرح: شرائع[1] اسلام سے مراد اسلام کی علامتیں ہیں جیسے نوافل وغیرہ جو مسلم کے حسن اسلام پر دلالت کرتی ہیں، کثرت[2] کا یہ مفہوم ہے کہ تعداد میں اس حد کو پہنچ گئی ہیں کہ ان سب کے کرنے سے تو عاجز و قاصر ہوں اور اگر بعض کرتا ہوں تو یہ پریشانی ہے کہ کونسی افضل و بہتر ہے جس کو اختیار کروں۔

زبان کا ترؔ رہنا، سہولت، آسانی اور زبان کی روانی سے کنایہ ہے، جس طرح زبان کی خشکی سے کنایہ اس کے رُکنے کا ہوتا ہے، زبان سے دل کی زبان مُراد ہے کیونکہ منہ کی زبان ہمیشہ ذکر سے تر نہیں رہ سکتی یا مبالغہ کے طور پر ملسانک منہ کی زبان فرمایا ہے، یا یہ کہ بقدر طاقت تر رکھنی چاہیئے، یا یہ کہ دل و زبان دونوں متفق رہیں، یہ نور علیٰ نور ہے۔

اسؔ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی زبان کا خلاصہ ہے اور اس کا مدار حسن خاتمہ پر ہے، جیسا حدیث میں آتا ہے، جو بندہ "لا الٰہ الا اللہ" کہے اور اسی کلمہ پر مرجائے تو وہ بہشت میں داخل ہوگا اور زندگی میں ذکر کا التزام موت کے وقت ذکر کا سبب ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے "کما تعیشون تموتون کما تموتون تحشرون" جس طرح زندگی بسر کی اسی طرح مروگے اور جس طرح مروگے اسی طرح اٹھائے جاؤگے۔

غالباً حضرت معاذ بن جبل نے یہ دونوں باتیں یمن جاتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں، تقویٰؔ کے معنی ہیں حرام چیزوں سے پرہیز کرنا اور خواہشاتِ نفس کی پیروی اور ارتکاب فواحش سے بچنا اور حقیقت میں تقویٰ یہ ہے کہ حدود الٰہیہ کی حفاظت کرے، اس کے عہد و پیمان کو پورا کرے، شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اتباع کرے۔

تقویٰ کی دو قسمیں ہیں عوام کا تقویٰ، خواص کا تقویٰ، عوام کا تقویٰ تو یہی ہے کہ احکام الٰہیہ کی اطاعت کریں اور ممنوعات سے بچتے رہیں، خواص کا تقویٰ یہ ہے کہ راضی برضا رہیں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ متقی وہ شخص ہے جو اپنے حق میں خدا کے سوا کسی سے نیکی کی اُمید نہ رکھے۔

"ہر پتھر اور درخت کے پاس یاد کرنے سے" مقام مشاہدہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہر چیز اللہ کی وحدانیت کی دلیل ہے، جس پر نظر پڑے یہ جانے کہ اسی کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا خالق اور بنانے والا ایک ہی ہے جس کا کوئی ہمسر و شریک نہیں۔

مجرد گناہ صادر ہونے سے توبہ کرنی واجب ہے، امام نوویؒ سے منقول ہے، گناہ کے بعد بغیر تاخیر توبہ کرنا واجب ہے، خواہ صغیرہ گناہ ہی ہو، اگر توبہ میں تاخیر کرے گا تو ترک واجب کا دوسرا گناہ اس کے ذمہ دار ہوگا۔

جس طرح گناہ کیا ہے، اسی طرح توبہ کرے، اگر گناہ پوشیدہ کیا تھا تو توبہ بھی پوشیدہ کرے اور اگر ظاہر میں کیا تو توبہ بھی ظاہر میں کرے، یہی مستحب ہے۔

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط
اَ مُصْ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تَضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ قَالَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
طا مُصْ طس صط لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِيْ حَجْرِهٖ دَرَاهِمُ يُقَسِّمُهَا
وَآخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ كَانَ الذَّاكِرُ لِلّٰهِ اَفْضَلَ ط

ترجمہ: آدمی کوئی عمل ایسا نہیں کرتا جو ذکر الٰہی سے زیادہ اللہ کے عذاب سے بچانے والا ہو، طبرانی فی الکبیر احمد ابن ابی شیبہ (عن معاذؓ)

صحابہؓ نے عرض کیا، "اور نہ جہاد اللہ کے راستہ میں؟" آپ نے فرمایا "ہاں، نہ جہاد اللہ کے راستہ میں" مگر یہ کہ اپنی تلوار سے (دشمن خدا کو) یہاں تک مارے کہ وہ ٹوٹ جائے، آپ نے اسے تین بار فرمایا، طبرانی فی الکبیر، ابن ابی شیبہ، طبرانی فی الاوسط والصغیر (عن معاذؓ و جابرؓ)

اگر ایک آدمی کی گود میں درہم ہوں جن کو وہ تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا محض اللہ کا ذکر کرتا ہو تو ذاکر اس سے افضل واعلیٰ ہے، طبرانی فی الکبیر (عن ابی موسی الاشعریؓ)

شرح: قیامت کے روز اللہ کے عذاب سے بچانے والا ذکر کے برابر کوئی دوسرا عمل نہ ہوگا، حتیٰ کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اس کے برابر نہ ہو سکے گا، محدثینؒ نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ وہ جہاد جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو، اس سے نرا اللہ کا ذکر بہتر ہے لیکن جس جہاد میں اللہ کا ذکر بھی ہو وہ مطلق ذکر کرنے سے بہتر واعلیٰ ہے، حاصل یہ ہے کہ خالی ذکر دوسری نری عبادتوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

• قالہ ثلث مرات" اسے تین بار فرمایا، اس کے تین معنی ہیں یا تو آپ نے "ولا الجهاد فی سبیل الله" اور نہ جہاد اللہ کے راستے میں تین بار فرمایا یا "الا ان یضرب بسیفه" مگر یہ کہ وہ اپنی تلوار سے مارے تین بار فرمایا یا "حتی ینقطع" یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے تین بار فرمایا

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر عمل ذکر کرنا ہے۔

ذاکر اس لئے افضل واعلیٰ ہے کہ حدیث قدسی میں ہے جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور بندہ کے لئے اللہ کا یاد کرنا ہر چیز سے افضل واعلیٰ ہے۔

إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيَعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ الْيَوْمَ مَنْ أَهْلُ الْكَرَمِ قِيْلَ مَنْ أَهْلُ الْكَرَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَهْلُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ

حِبْ طَ صِ

ترجمہ: جب تم بہشت[1] کے باغوں میں گذرو تو جی بھر کر کھاؤ[2] پیو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یارسول اللہ! بہشت کے باغ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا "ذکر کی مجلسیں" ترمذی (عن انسؓ)

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے روز لوگوں کو معلوم ہو جائے گا اہل کرم[3] (جن پر اللہ عزوجل انعام فرمائے گا) کون ہیں؟ دریافت کیا گیا یارسول اللہ اہل کرم کون ہیں؟ آپ نے فرمایا مساجد میں ذکر کی مجلسیں کرنے والے، ابن حبان، طبرانی فی الکبیر، ابویعلی (عن ابی سعید الخدریؓ)

شرح: یعنی جب تم[1] ذکر کرنے والوں کے پاس سے گذرو تو تم بھی ان کے ساتھ ذکر میں شریک ہو جاؤ یا سننے کے لئے بیٹھ جاؤ کیونکہ وہ اب بھی جنت کے باغوں میں ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" جو شخص (اعمال کی جواب دہی کے لئے) اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اس کو بہشت کے دو باغ ملیں گے) بعض مفسرین نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ ایک جنت دنیا میں ہے یعنی ذکر کی مجلسیں، دوسری آخرت میں

فارتعوا[2] کے معنی ہیں تم چرو، فراخی سے کھاؤ پیو، بعض حضرات نے اس کے معنی "میوہ کھاؤ" کہے ہیں، یعنی وہ عمل کرو جو جنت میں میوہ کھانے کا سبب بنے، جیسے تسبیح، تحمید، تہلیل، اس لئے کہ دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گذرو تو چر لو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا وہ باغ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا مسجدیں، پھر دریافت کیا چرنا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر

علامہ[3] ملا قاریؒ رقمطراز ہیں کہ ظاہر تر یہ ہے کہ یہاں مطلق ذکر کے حلقے مراد ہیں، مگر مطلق ذکر کے حلقوں سے مساجد کے ذکر کے حلقے بہتر و افضل ہیں۔

علامہ امام نوویؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے جس طرح ذکر کرنا مستحب ہے اسی طرح ذکر کے لئے حلقے میں بیٹھنا بھی مستحب ہے۔

اہل کرم[4] وہ حضرات ہیں جنہوں نے ذکر الٰہی کے لئے مساجد میں ذکر کے حلقے اور درس و تدریس کی مجلسیں قائم کی ہیں، ارشاد باری ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ، النور رکوع ۵۔ ایسے لوگ خدا (کے نام) کی تسبیح (و تقدیس) کرتے رہتے ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت[4]

۴ خدا کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل نہیں کرنے پاتی۔

مَا مِنْ اٰدَمِيٍّ اِلَّا لِقَلْبِهٖ بَيْتَانِ فِيْ اَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِي الْاٰخَرِ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ الشَّيْطَانُ مِنْقَارَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ وَوَسْوَسَ لَهٗ مص

ترجمہ: ہر آدمی کے دل میں دو مکان ہیں، ایک میں فرشتہ (رہتا) ہے، دوسرے میں شیطان، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنی چونچ (یعنی مُنہ) اس کے دل میں رکھ دیتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے۔ ابن ابی شیبہ (عن عبداللہ بن شقیق رض)

شرح: انسان جب تک اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی حفاظت میں رہتا ہے، جب ذکر الٰہی سے غفلت برتتا ہے تو شیطان ہر طرح بہلاتا پھسلاتا ہے اور برائی و گناہ پر برانگیختہ کرتا ہے، پھر جب تک وہ ذکر نہیں کرتا اس کا یہی حال رہتا ہے۔

دوسری حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے ہر ایک کے دو ساتھی مقرر کئے گئے ہیں۔ ایک جن دوسرا فرشتہ، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لئے بھی؟ فرمایا میرے لئے بھی! لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہوگیا، اب وہ مجھے نیکی ہی کا حکم دیتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ایک عارف نے اللہ سے درخواست کی کہ اسے شیطان کے وسوسہ کی کیفیت دکھلادے تو (خواب میں) اس بزرگ نے دیکھا کہ شیطان بائیں شانہ کی ہڈی کے نیچے مچھر کی سی سونڈ لئے بیٹھا ہے اور اسی سونڈ کو آدمی کے دل میں رکھکر اسکو وسوسہ میں ڈالتا ہے۔

خنس = پیچھے ہونا، کرنا، علیحدہ ہونا، کرنا، سکڑنا، سمٹنا۔
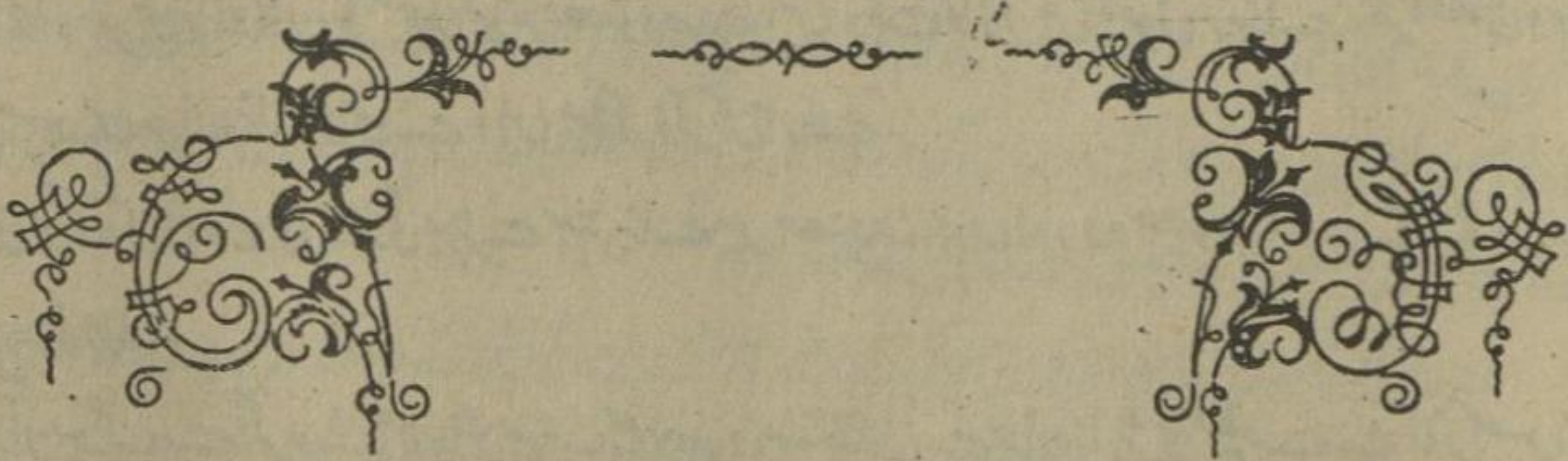
مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ ت اِنْقَلَبَ بِاَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ طـ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ بِمَنْزِلَةِ الصَّابِرِ فِي الْفَارِّيْنَ رطس

ترجمہ: جس شخص[۱] نے جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا، پھر دو رکعت نماز ادا کی تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا پورا پورا ثواب ہوگا۔ ترمذی (عن انسؓ)

وہ ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے (عن ابی امامہؓ) طبرانی فی الکبیر

غفلت شعاروں میں اللہ کا ذکر کرنے والا[۲] ایسا ہے جیسا میدان[۳] جنگ سے بھاگنے والوں میں صابر غازی، بزار، طبرانی فی الاوسط (عن ابن مسعودؓ)

شرح: یعنی[۱] جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر طلوع آفتاب تک اللہ کے ذکر میں برابر مشغول رہے، خواہ بیٹھکر یا کھڑے ہو کر یا لیٹ کر، تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے، لیکن بیٹھکر ذکر کرنا افضل ہے، ہاں اگر کوئی دوسری عبادت پیش آجائے، مثلاً طواف کعبہ یا نماز جنازہ یا درس قرآن وحدیث وغیرہ تو ایسی صورت میں بیٹھا رہنا افضل نہیں ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ نماز پڑھی ہے اسی جگہ کا التزام ضروری نہیں بلکہ جہاں چاہے ذکر کرے، خواہ گھر ہو یا دوکان یا مسجد، کیونکہ مقصود صرف اس وقت کا ذکر میں مشغول رہنا ہے، مگر افضل وبہتر یہی ہے کہ مسجد میں جہاں نماز پڑھی ہے وہیں بیٹھکر ذکر کرتا رہے۔

یعنی لوگ[۲] اپنی دنیوی زندگی بہتر سے بہتر بنانے میں مصروف ہوں اور وہ حصول آخرت کے لئے اللہ سے لو لگائے ہوئے ہوں۔

میدان[۳] جنگ سے اگر لوٹ آنا جائز ہو تب بھی صبر و استقلال سے جما رہنا بڑی عظمت ہے اور اس کا بڑا مرتبہ ہے، ارشاد باری ہے "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
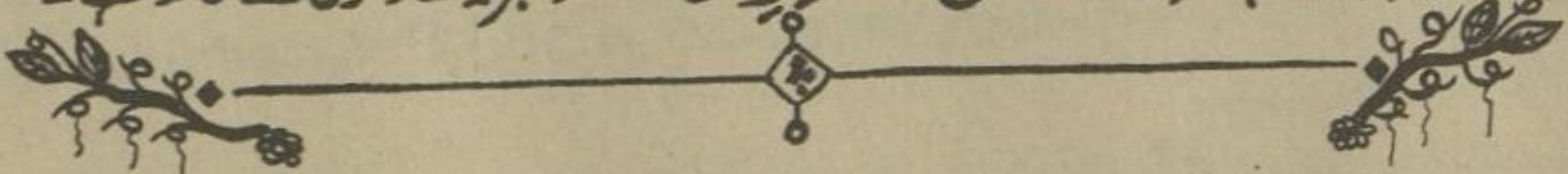
مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَّتَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيْهِ اِلَّا كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ مُسْ دَتِ حِبْ آسَ وَمَا مَشٰى اَحَدٌ مَّمْشًى لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً وَمَا اَوٰى اَحَدٌ اِلٰى فِرَاشِهٖ لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةٌ سَ اَحِبْ

ترجمہ: جب لوگ کسی مجلس میں جمع ہوں اور وہاں سے بلا اللہ کا ذکر کئے جدا ہو جائیں تو گویا وہ گدھے کی لاش سے علیحدہ ہوئے اور یہ مجلس قیامت کے دن ان کے لئے حسرت وافسوس کا باعث ہوگی، حاکم، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، احمد، نسائی (عن ابی ہریرہؓ)

جب کوئی آدمی کسی راستہ پر سے گذرا اور (اس میں) اللہ کا ذکر نہ کیا تو (یہ غفلت قیامت کے دن) اس کے واسطے حسرت وافسوس کا سبب ہوگی اور جو کوئی اپنے بستر پر سویا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس کے لئے (ایک دن اس ذکر کا چھوڑنا) حسرت وافسوس کا باعث ہوگا۔ نسائی، احمد، ابن حبان (عن ابی ہریرةؓ)

شرح: ان احادیث میں غفلت و بے توجہی سے نفرت اور ذکر الٰہی کی طرف رغبت وشوق دلانا مقصود ہے، اسی لئے جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اس کو "مردار گدھے سے" تشبیہ دی ہے کیونکہ جس طرح دنیا میں مردار گدھا کسی کام کا نہیں اسی طرح وہ مجلس آخرت میں بے سود ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش میں ذکر الٰہی کے علاوہ ہر چیز سے گونگا ہوتا۔

إِنَّ الْجَبَلَ يُنَادِي الْجَبَلَ بِاسْمِهٖ أَيْ فُلَانُ هَلْ مَرَّ بِكَ أَحَدٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَإِذَا قَالَ نَعَمْ اسْتَبْشَرَ الْحَدِيْثَ ط إِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْأَهِلَّةَ وَالنُّجُوْمَ وَالْأَظِلَّةَ لِذِكْرِ اللّٰهِ مس لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَّرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا ط ى

ترجمہ: ایک پہاڑ[۱] دوسرے پہاڑ کا نام لیکر آواز دیتا ہے (اور پوچھتا ہے) اے فلاں! کیا کوئی تجھ پر (ایسا آدمی) گذرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ جب وہ (جواب میں) ہاں کہتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے "الحدیث" آخر حدیث تک فرمایا. طبرانی (عن ابن مسعودؓ)

اللہ[۲] کے نیک بندے وہ ہیں جو چاند، سورج، ستاروں اور سایوں کا صرف اللہ کے ذکر کے واسطے خیال رکھتے ہیں (عن عبداللہ بن اوفیؓ)

جنتی[۳] (قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے سے پہلے) کسی چیز پر حسرت نہیں کرینگے مگر اس گھڑی پر جوان پر بغیر ذکرِ خداوندی کے گذر گئی، طبرانی، ابن سنی (عن معاذؓ)

شرح، حضرت انس[۱]ؓ سے روایت ہے کہ ہر صبح وشام زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے پوچھتا ہے کہ کیا کسی نے تجھ پر نماز ادا کی ہے؟ یا ذکر کیا ہے، جب وہ جواب دیتا ہے ہاں! تو یہ ٹکڑا اسے اپنے سے بہتر وافضل سمجھتا ہے کیونکہ ذکر الٰہی سے رحمت اترتی ہے اور وہ اس نعمت سے محروم رہا۔

بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو زمین کا وہ حصہ جہاں اس نے اپنے مولائے حقیقی کے سامنے اپنی عبدیت کا اظہار کیا تھا یا ذکر وغیرہ سے اپنی عاجزی وانکساری اور ذلت کا ثبوت دیا تھا، قیامت کے روز جب کوئی گواہی دینے والا نہیں ملے گا یہ پروردگار کے سامنے اس کا گواہ ہوگا اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس پر روتا اور گریہ وزاری کرتا ہے۔

یعنی[۲] آفتاب وماہتاب اور ستاروں کے طلوع وغروب اور رفتار کو پہچانتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کن اوقات میں عبادت مثلاً نماز روزہ وغیرہ صحیح ہے اور کن اوقات میں مکروہ ہے اور اپنے تمام اوقات اللہ کے ذکر میں مشغول رکھتے ہیں۔

جنتیوں[۳] کی یہ حسرت ان کے جنت میں داخل ہونے سے پیشتر ہوگی، کیونکہ جنت میں نہ حسرت ہوگی نہ افسوس وہاں تو چین ہی چین ہوگا، دنیا ایک ساعت کی طرح ہے جو ذکر الٰہی سے معمور رہنی چاہئے تاکہ قیامت میں حسرت وندامت نہ ہو[۴]

[۴] اللہ تعالیٰ یہ نعمت مجھے بھی نصیب فرمائے۔ آمین

أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللهِ حَتّٰى يَقُولُوا مَجْنُونٌ حب أ ص ى كَانَ يَأْمُرُ أَنْ يُّرَاعَى التَّكْبِيْرُ وَالتَّقْدِيْسُ وَالتَّهْلِيْلُ وَاَنْ يُّعْقَدَ بِالْاَنَامِلِ قَالَ لِاَنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُّسْتَنْطَقَاتٌ د ت ــه عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ وَالتَّهْلِيْلِ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ مص رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ بِيَمِيْنِهٖ س

ترجمہ: اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ دیوانہ کہے جانے لگو، ابن حبان، احمد، ابویعلی ابن سنی (عن ابی سعید الخدریؓ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اپنے صحابہ کو) حکم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اکبر، سبحان الملک القدوس اور لا الٰہ الا اللہ کی نگرانی کی جائے اور انھیں انگلیوں پر شمار کیا جائے، اس لئے کہ (قیامت کے روز) ان انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور (انھیں گویائی دیکر) بلوایا جائے گا، ابوداود، ترمذی (عن بسرہ بنت یاسرؓ)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مخاطب ہوکر فرمایا اے عورتو! سبحان اللہ، سبحان الملک القدوس، اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے غافل مت ہو ورنہ رحمت سے فراموش کردی جاؤ گی، ابن ابی شیبہ (عن بسرہ بنت یاسرؓ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر "سبحان اللہ" شمار کرتے دیکھا ہے، نسائی (عن عبداللہ بن عمرؓ)

شرح: یعنی اس کثرت سے اللہ کا ذکر اور اس کی یاد ہو کہ لوگ اپنی کم سمجھی اور جہالت کی بنا پر ذاکرین کو دیوانہ کہنے لگیں، یہ ذکر کی دیوانگی انبیاؑ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت ہے، ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت امام بصریؒ سے صحابہؓ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر تم انھیں دیکھتے تو دیوانہ کہتے اور وہ تمہیں دیکھتے تو مرتد بتلاتے بادشاہ ہرقل نے جس وقت اپنے قاصد سے صحابہؓ کے حالات دریافت کرائے تو اس نے آکر جواب میں یہ کہا: "باللیل رھبان و بالنھار فرسان" یعنی وہ ایسے لوگ ہیں جو رات کو عبادت گذار ہیں اور دن کو شہسوار ہیں ذاکر کو چاہئے اپنے ذکر میں مصروف رہے، لوگوں کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرے کیونکہ بہت سے احمق اور جاہل انبیاء علیہم السلام کو بھی دیوانہ کہا کرتے تھے، چنانچہ ارشاد باری ہے " وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ

الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ" اور (اے پیغمبر کفار مکہ تم سے اس طرح خطاب کر کے) کہتے ہیں کہ اے شخص جس (کے ذہن میں یہ خبط سمایا ہے کہ اس) پر (خدا کے ہاں سے) قرآن نازل ہوا ہے تو تو دیوانہ ہے، سورۃ الحجر رکوع [1]

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیس کے سبحان الملک القدوس، سبوح قدوس، سبحان اللہ وبحمدہ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وغیرہ الفاظ مروی ہیں، آپ فرمایا کرتے تھے انھیں انگلیوں پر شمار کر کے پڑھا کرو، چنانچہ حدیث میں آتا ہے جس نے ہر فرض کے بعد تینتیس[۳۳] بار سبحان اللہ، تینتیس[۳۳] بار الحمد للہ، چونتیس[۳۴] بار اللہ اکبر پڑھا تو اس کو کہنے والا یا کرنے والا نا کام نہیں رہ سکتا (صحیح مسلم) اور نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ستر ستر اور سو سو مرتبہ استغفار فرمایا کرتے تھے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تسبیحات وغیرہ کا انگلیوں پر شمار کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

[3] عورتوں کو اس لئے علیحدہ خطاب فرمایا کہ وہ اپنی معذوری کی وجہ سے بہت سے فرائض کے ادا کرنے میں قاصر رہتی ہیں تو کم از کم ان تسبیحات سے جن کا بے انتہا اجر و ثواب ہے محروم نہ رہیں اور اپنے اوقات ذکر الہی میں گذاریں اور "فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ" کے گروہ میں شریک ہوں اور "كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى" طٰہٰ رکوع، (خدا) فرمائے گا ایسا ہی (ہونا چاہئے تھا دنیا میں) ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں مگر تو نے ان کی کچھ خبر نہ لی اور اسی طرح آج تیری (بھی) خبر نہ لی جائے گی، والی جماعت سے محفوظ رہیں۔

لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً

سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتُ

قَالَ الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَيَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِفَافًا

ترجمہ: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا نماز فجر سے طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی کرنے والوں کے ساتھ بیٹھا رہنا، حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی نسل کے چار غلام آزاد کر دینے سے زیادہ پسند ہے اور (نیز) نماز عصر سے غروب آفتاب تک ذاکرین کے ہمراہ بیٹھنا چار غلام آزاد کر دینے سے زیادہ محبوب ہے۔ ابو داؤد (عن انسؓ)

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تنہا چلنے والے سبقت لے گئے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! تنہا چلنے والے کون ہیں؟ مسلم، ترمذی (عن ابی ہریرہؓ) آپ نے فرمایا بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں (مسلم)

آپ نے فرمایا اللہ کے ذکر کے شائق و مشتاق (کیونکہ) ذکر ان کے گناہوں کے بوجھ ہلکے کرتا رہتا ہے (اور) وہ قیامت کے دن (دربارِ الٰہی میں گناہوں سے) ہلکے پھلکے ہو کر آئیں گے۔ ترمذی (عن ابی ہریرہؓ)

شرح: حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی نسل کا اس لئے ذکر فرمایا کہ وہ تمام عرب سے حسب و نسب میں بڑھ چڑھ کر ہیں اور نماز فجر اور نماز عصر کے اوقات کی قید اس لئے لگائی کہ یہ دنیوی مشغولیت و مصروفیت کے ہوتے ہیں اور نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے بھی انہی اوقات میں جمع ہوتے اور بدلتے ہیں تاکہ لوگ ان اوقات کو ضائع نہ کریں

اور ذکر میں مشغول رہیں، آپ نے ان اوقات کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے، خود ارشاد باری ہے "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ" کہف رکوع ۴ اور (اے پیغمبرؐ) جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کی یاد کرتے (اور) اسی کی رضامندی چاہتے ہیں ان کے ساتھ (اُٹھنے بیٹھنے پر) اپنے نفس کو مجبور کرو۔

"راکبؔ مفرد" لغت میں اُس سوار کو کہتے ہیں جس کے پاس سواری کے سوا کچھ نہ ہو، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مفرد کے دو معنی فرمائے، بکثرتؔ اللہ کا ذکر کرنے والا اور اللہؔ کے ذکر کا فریفتہ و شیدا، دونوں تقریبًا ہم معنی ہیں، کیونکہ جو کثرت سے ذکر کرے گا وہ ضرور فریفتہ ہوگا اور جو شائق ہوگا وہ یقینًا کثرت سے ذکر کرے گا اور اصل تنہائی تو نفس کی، وہ تنہائی ہے جو اللہ کے ذکر کے لئے ہو، یعنی (تعلق مع اللہ) اللہ کا وہ تعلق جس سے غفلت نہ ہو اور اگر غفلت ہو بھی جائے تو فورًا ہوشیار ہو کر ذکر میں لگ جائے، یہاں کثرت سے ہمیشگی و مداومت مُراد ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہر نماز کے بعد اور صبح و شام سوتے جاگتے، لیٹے بیٹھے ذکر کرنے سے ذکر کی کثرت پیدا ہو جاتی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا وَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى ت حب مس لَيَذْكُرَنَّ اللّٰهَ قَوْمٌ فِي الدُّنْيَا عَلَى الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّاتِ الْعُلَى ص إِنَّ الَّذِينَ لَا تَزَالُ أَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُونَ مو مص

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانچ چیزوں کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی کرائیں (اور آپ نے پوری حدیث بیان فرمائی) یہاں تک کہ حضرت یحییٰ علیہ السّلام نے (بنی اسرائیل سے) فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ کا ذکر کرو، کیونکہ اُس (ذاکر) کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کے پیچھے دشمن دوڑتا ہوا نکلا اور اس نے ایک مضبوط قلعہ پر پہنچکر اپنے آپ کو بچالیا، اسی طرح بندہ اپنے آپ کو بغیر ذکرِ خداوندی کے شیطان سے نہیں بچا سکتا۔ ترمذی، ابن حبان، حاکم (عن الحارث الاشعریؓ)

خدا کی قسم دنیا میں ایک جماعت اللہ کو نرم و نازک بستروں پر یاد کرتی ہے جنھیں اللہ بلند جنتوں میں داخل فرمائے گا، ابویعلی (عن ابی سعید الخدریؓ)

جو لوگ ہمیشہ اپنی زبان اللہ کے ذکر سے تر رکھتے ہیں وہ ہنستے ہوئے جنت میں جائیں گے۔ ابن ابی شیبہ (عن ابی الدرداءؓ)

شرح محدثینؒ نے "پانچ کلمات" کی تشریح توحید، نماز، روزہ، صدقہ اور ذکر سے کی ہے۔

یہ حدیث[۲] پادشاہ، امراء اور ان دولتمند حضرات کے بارے میں ہے جن کو اس دنیا کی آسائش و راحت اپنے منعم حقیقی کی یاد سے غافل نہیں کرتی، اس کی جزا میں انھیں دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی بڑی بڑی نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ السجدہ رکوع ۲۔ (رات کے وقت) ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے (اور عذاب کے) خوف اور (رحمت کی) اُمید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ (بھی) ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں تو کوئی شخص بھی نہیں جانتا کہ لوگوں کے (نیک عملوں کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پردۂ غیب میں موجود ہے۔
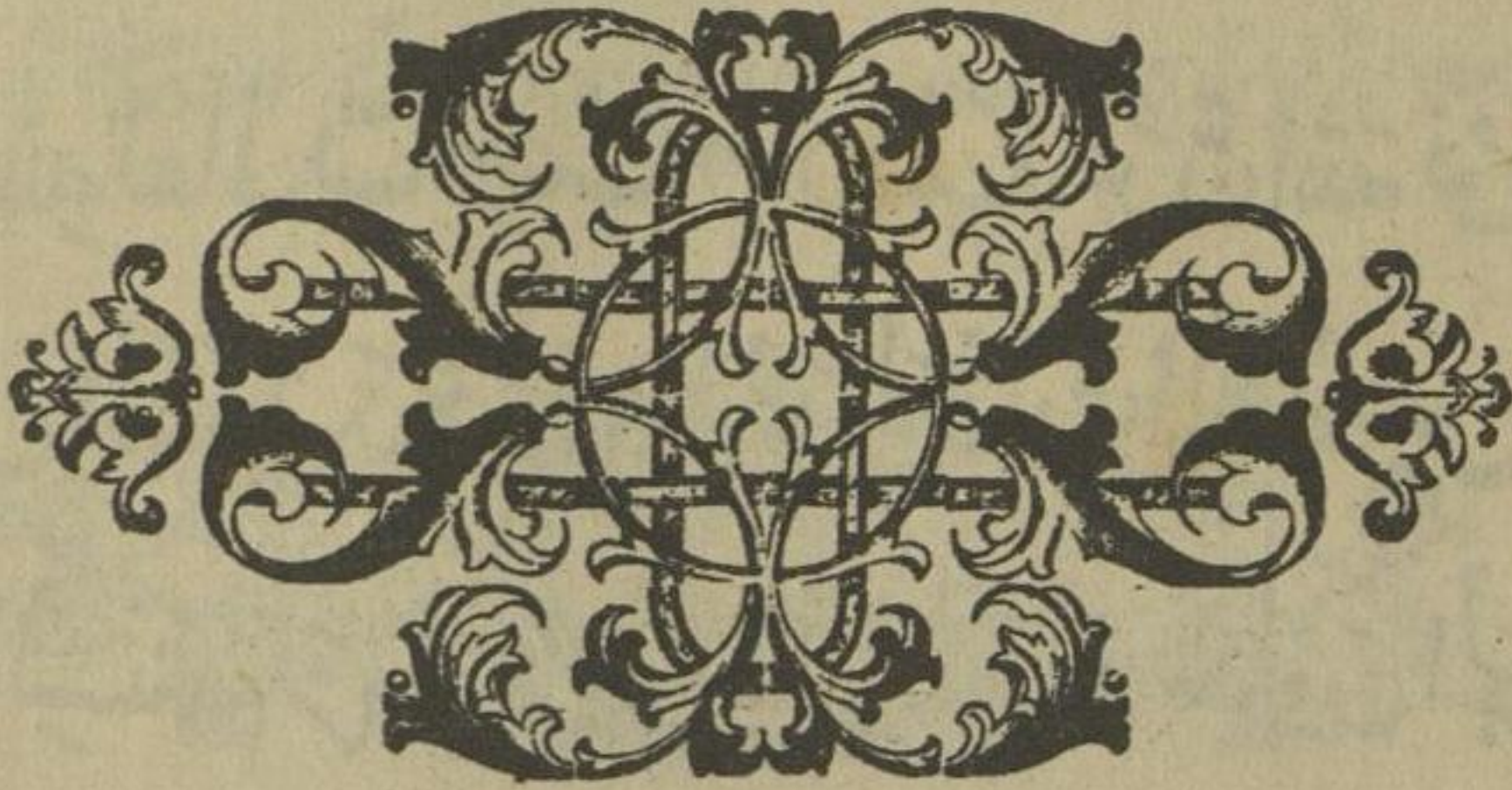
اٰدَابُ الدُّعَاءِ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ اَنْ يَّكُوْنَ رُكْنًا وَّ اَنْ يَّكُوْنَ شَرْطًا وَّ اَنْ يَّكُوْنَ غَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ مَّامُوْرَاتٍ وَّ مَنْهِيَّاتٍ وَّ غَيْرِهَا وَهِيَ تَجَنُّبُ الْحَرَامِ فِي الْمَاٰكِلِ وَالْمَشْرَبِ وَالْمَلْبَسِ وَالْمَكْسَبِ م ت وَالْاِخْلَاصُ لِلّٰهِ تَعَالٰى مس وَتَقْدِيْمُ عَمَلٍ صَالِحٍ وَذِكْرُهٗ عِنْدَ الشِّدَّةِ مُتِ د وَالتَّنَظُّفُ وَالتَّطَهُّرُ عه حب مس وَالْوُضُوْءُ ع وَاِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ ع وَالصَّلٰوةُ عه حب مس وَالْجُثُوُّ عَلَى الرُّكَبِ عو وَالثَّنَاءُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا ع وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ دتِ س حب مس وَبَسْطُ الْيَدَيْنِ تِ مس وَرَفْعُهُمَا ع وَاَنْ يَّكُوْنَ رَفْعُهُمَا حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ دا مس وَكَشْفُهُمَا مو وَالتَّاَدُّبُ م دتِ س وَالْخُشُوْعُ مو مص وَالتَّمَسْكُنُ مَعَ الْخُضُوْعِ تِ وَاَنْ لَّا يَرْفَعَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّمَاءِ مس وَاَنْ يَّسْاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى بِاَسْمَائِهِ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِهِ الْعُلٰى حب مس وَاَنْ يَّجْتَنِبَ السَّجْعَ وَتَكَلُّفَهٗ خ وَاَنْ لَّا يَتَكَلَّفَ التَّغَنِّيَ بِالْاَنْغَامِ مو وَاَنْ يَّتَوَسَّلَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِاَنْبِيَائِهٖ خ ر مس وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِهٖ خ وَخَفْضُ الصَّوْتِ

عَ وَالِاعْتِرَافُ بِالذَّنْبِ عَ وَاخْتِيَارُ الْاَدْعِيَةِ الصَّحِيحَةِ الْمَاثُوْرَةِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهُ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً اِلٰى
غَيْرِهٖ دس وَتَخَيُّرُ الْجَوَامِعِ مِنَ الدُّعَاءِ د وَاَنْ يَّبْدَأَ بِنَفْسِهٖ
وَاَنْ يَّدْعُوَ لِوَالِدَيْهِ وَاِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُ وَاَنْ لَّا يَخُصَّ
نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ اِنْ كَانَ اِمَامًا دتِ ق وَاَنْ يَّسْاَلَ بِعَزْمٍ
عَ وَاَنْ يَّدْعُوَ بِرَغْبَةٍ حِب عو وَاَنْ يُّخْرِجَهٗ مِنْ قَلْبِهٖ بِجِدٍّ
وَّاجْتِهَادٍ وَّاَنْ يُّحْضِرَ قَلْبَهٗ وَيُحْسِنَ رَجَاءَهٗ مُس وَاَنْ يُّكَرِّرَ
الدُّعَاءَ خَ مُ وَاَقَلُّهُ التَّثْلِيْثُ دى وَاَنْ يُّلِحَّ فِيْهِ سَ
مُس عو وَاَنْ لَّا يَدْعُوَ بِاِثْمٍ وَّلَا قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مُ تِ
وَاَنْ لَّا يَدْعُوَ بِاَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ سَ وَاَنْ لَّا يَعْتَدِيَ فِي الدُّعَاءِ
بِاَنْ يَّدْعُوَ بِمُسْتَحِيْلٍ اَوْ مَا فِيْ مَعْنَاهُ خَ وَاَنْ لَّا يَتَحَجَّرَ خَ دس
قَ وَاَنْ يَّسْاَلَ حَاجَاتِهٖ كُلَّهَا تِ حِب وَتَاْمِيْنُ الدَّاعِيْ وَ
الْمُسْتَمِعِ خَ مُ دس وَمَسْحُ وَجْهِهٖ بِيَدَيْهِ بَعْدَ فَرَاغِهٖ دتِ
حِب قَ مُس وَاَنْ لَّا يَسْتَعْجِلَ بِاَنْ يَّسْتَبْطِئَ الْاِجَابَةَ اَوْ يَقُوْلَ
دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ خَ مُ دس قَ

دُعا کے آداب

ترجمہ: آداب دعا میں سے بعض کو رُکنیت[1] کا درجہ حاصل ہے اور بعض کو شرط[2] کا اور ان کے علاوہ کچھ ایسے ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے (مامورات) اور کچھ ایسے ہیں جن کے کرنے سے روکا گیا ہے (منہیات) اور وہ سب تنتالیس[43] ہیں۔

آداب دُعا یہ ہیں: (اوّل) کھانے، پینے، پہننے اور کمانے میں حرام چیزوں سے پرہیز کرنا، مُسلم، ترمذی، (عن ابی ہریرۃ رض) (دوسرے) اخلاص، حاکم (تیسرے) دُعا سے پہلے کچھ نیک عمل کرنا اور سختی کے وقت اپنی کی ہوئی نیکی یاد کرنا، مسلم، ترمذی، ابوداؤد (عن ابن عمر رض) (چوتھے) پاک صاف ہونا (طہارت[9]) سنن اربعہ ابن حبان، حاکم (عن ابی بکر الصدیق رض) (پانچویں) وضو کرنا، صحاح ستہ (عن ابی موسی الاشعری رض) (چھٹے) قبلہ کی طرف مُنہ کرنا، صحاح ستہ (عن عبداللہ بن زید بن عاصم المزنی رض) (ساتویں) دُعا سے پہلے نماز پڑھنا سنن اربع، ابن حبان، حاکم (عن ابی الصدیق رض) (آٹھویں) دوزانو بیٹھنا، ابوعوانہ (عن عامر بن خارجہ رض) (نویں) دُعا کے اوّل و آخر اللہ کی حمد وثنا کرنا، صحاح ستہ (عن انس رض) (دسویں) اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دُعا سے پہلے درود بھیجنا، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن فضالۃ رض) — (گیارہویں) دونوں ہاتھوں کا پھیلانا، ترمذی، حاکم (عن ابی الدرداء رض) (بارہویں) دونوں[10] ہاتھوں کا اُٹھانا، صحاح ستہ (عن ابی حمید الساعدی و انس رض) (تیرہویں) ہاتھ[11] مونڈھوں کے برابر اُٹھانے چاہئیں ابوداؤد، احمد، حاکم (عن ابن عباس رض) (چودھویں) دونوں ہاتھوں کو کُھلا رکھنا، یہ حدیث موقوف[12] ہے (پندرہویں) دُعا مانگتے وقت[13] باادب رہنا، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن علی رض) (سولہویں) فروتنی[14] وعاجزی کرنا، ابن ابی شیبہ، موقوف (عن مسلم بن میاء رض) (سترہویں) فروتنی اور عاجزی کے ساتھ ذلت ومسکنت کا اظہار کرنا، ترمذی (عن الفضل بن عیاض رض) (اٹھارہویں) دُعا کے وقت اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہ اُٹھائے، مسلم، نسائی (عن ابی ہریرۃ رض) (انیسویں) اللہ سے اُس کے اسماء ذاتی اور صفاتی کا واسطہ دیکر مانگے، ابن حبان، حاکم (عن ابن مسعود رض) (بیسویں) دُعا[15] میں بہ تکلّف قافیہ بندی سے پرہیز کرے، بخاری (عن عکرمۃ) (اکیسویں) دُعا[16] میں خوش الحانی کے ساتھ گانا نہ گائے، یہ حدیث موقوف ہے (بائیسویں) انبیاء[17] علیہم السّلام کے وسیلہ سے دعا مانگے، بخاری، بزار، حاکم (عن عمر رض) (تیئیسویں) اللہ[18] کے نیک بندوں کا واسطہ دے، بخاری (عن انس رض) (چوبیسویں) آواز[19] پست کرنا، صحاح ستہ (عن ابی موسی الاشعری رض) (پچیسویں) گناہ کا اعتراف کرنا، صحاح ستہ (عن عائشہ رض) (چھبیسویں) رسُول[20] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح ماثورہ دعاؤں کا اختیار کرنا، کیونکہ آپ نے کسی غیر کے بتانے کی حاجت نہیں رکھی، ابوداؤد نسائی (عن ابی بکر الثقفی رض) (ستائیسویں) جامع دعائیں اختیار کرنا، ابوداؤد (عن عائشہ رض) (اٹھائیسویں) اپنی[21] ذات سے دعا کی ابتدا کرے اور اپنے والدین اور مؤمن بھائیوں کے لئے دعا کرے (عن ابی الدرداء رض)

(ام سلمہؓ) (اکتیسویں) اگر[۲۲] امام ہو تو تنہا اپنے لئے دُعا نہ مانگے، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ (عن ثوبانؓ) (تیسویں) عزم[۲۳] ویقین کے ساتھ دعا مانگے صحاح ستہ (عن ابی ہریرۃؓ) (اکتیسویں) انتہائی رغبت واشتیاق سے دُعا مانگے، ابن حبان، ابوعوانہ (عن ابی ہریرۃؓ) (بتیسویں) کوشش[۲۴] ومحنت سے حضور قلب کے ساتھ تہہ دل سے دعا کرے اور اچھی اُمید رکھے (عن ابی ہریرۃؓ) (تینتیسویں) ایک[۲۵] ہی دُعا بار بار مانگے، بخاری، مُسلم؛ (عن جریر بن عبداللہ البجلیؓ) (چونتیسویں) ایک[۲۶] ہی دعا کے بار بار پڑھنے کا ادنیٰ درجہ کم از کم تین بار کہنا ہے، ابوداؤد، ابن سنی (عن امیہ المخزومیؓ) (پینتیسویں) دُعا[۲۷] میں اصرار ومبالغہ کرے، نسائی، حاکم، ابوعوانہ (عن عبداللہ بن جعفرؓ) (چھتیسویں) گناہ[۲۸] اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے، مسلم وترمذی (عن ابی ہریرۃؓ) (سینتیسویں) جو چیز[۲۹] ازل سے ہو چکی ہے اس کی دُعا نہ کرے (مثلاً لمبا آدمی ٹھگنا ہونے کی دُعا نہ کرے) نسائی (عن ابن مسعودؓ) (اڑتیسویں) معدوم[۳۰] ومحال امر کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرے، بخاری (عن ابن عباسؓ) (انتالیسویں) رحمت[۳۱] خداوندی کو تنگ نہ کرے، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃؓ) (چالیسویں) اپنی[۳۲] تمام حاجتیں مانگے، ابن حبان (عن انسؓ) (اکتالیسویں) دعا[۳۳] کرنے اور سننے والے آمین کہیں، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ) (بیالیسویں) دُعا سے[۳۴] فارغ ہونے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ مونہہ پر پھیرے، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، ابن ماجہ، حاکم (عن ابن عباسؓ) (تینتالیسویں) اس[۳۵] قدر جلدی نہ کرے کہ قبولیت میں دیر سمجھے یا یہ کہنے لگ جائے کہ میں نے دُعا کی تھی قبول نہیں ہوئی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: رکن[۱] وہ ہے جس پر چیز موقوف ہو اور اس میں داخل ہو، جیسے نیت، تکبیر تحریمہ، قیام اور قرأت نماز کے ارکان ہیں۔ شرط[۲] وہ ہے جس پر چیز موقوف ہو اور اس سے خارج ہو جیسے طہارت، ستر، عورت، استقبال قبلہ نماز کے شرائط ہیں۔

ماموراتؔ[۳] سے مستحبات اور منہیاتؔ[۴] سے مکروہات مُراد ہیں۔

یہ آداب دعا کے شرائط[۵] ہیں اور یہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ مفہوم حدیث ہے، حدیث میں آتا ہے حرام سے پرہیز کرو، جس پیٹ میں حرام کا لقمہ ہوگا، اس کی چالیس دن تک دعا مقبول نہیں ہوگی۔

اکل حرام کی سب سے بدترین قسم یہ ہے کہ دین فروشی کی جائے، یہودیوں کے دین کو اسی نے برباد کر دیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اِشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا: یعنی یہودیوں نے اس کے عوض میں تھوڑے سے دام (یعنی دنیوی فائدے) حاصل کئے۔

آداب جمع ہے اَدَبْ کی، ادب کا سب سے بہتر ترجمہ جس سے ادب کے ٹھیک مفہوم کی طرف ذہن منتقل ہو جائے پاس اور لحاظ ہے، جس کا ادب کیا جاتا ہے اس کے تعلق سے ادب حق ہے اور ادب کرنے والے کے تعلق سے فرض۔ آدمی اپنے سے برتر کا ادب کرتا ہے، برتری کئی طرح کی ہوتی ہے، برتری رشتے اور قرابت کی، برتری عمر کی، برتری علم وہنر کی، برتری استادی اور تعلیم وارشاد کی، برتری حکومت کی، برتری دولت کی، برتری احسان کی، برتری دینداری کی اور سب سے بڑھ کر برتری

رسالت کی کہ پیغمبر بہت سی برتریوں کا جامع ہوتا ہے۔
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:۔ "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" الحشر رکوع ا اور (مسلمانو!) جو چیز پیغمبر تم کو (ہاتھ اٹھاکر) دے دیا کریں وہ تو لے لیا کرو (شاعر نے بھی خوب کہا ہے ع "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر") اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو منع کریں (اُس سے) دست کش رہو۔
اخلاص یہ ہے کہ دُعا میں کسی قسم کا شرک اور دکھلاوا نہ ہو اور یہ دُعا کا رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ "فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ" المؤمن رکوع ۲ (مسلمانو!) خالص خدا ہی کی فرماں برداری مدنظر رکھ کر اللہ کو پکارو "فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ" العنکبوت رکوع ، پھر جب (لوگ) کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو بڑے خلوص سے خدا کی بزرگی کا اظہار کرکے اسی کو پکارتے ہیں۔
نیک عمل کرنا یہ ہے کہ دعا سے پہلے نماز وغیرہ پڑھے یا صدقہ دے، مصیبت وسختی کے وقت اپنی نیکی کا واسطہ دیکر دعا کرے، جیسا اصحاب غار نے کیا تھا۔
اصحاب غار کا مختصر سا قصہ یہ ہے کہ تین شخص ایک پہاڑ کی کھو میں پناہ گزیں ہوئے، ایک بڑا بھاری پتھر اس کے منہ پر گرا اور ان کے نکلنے کا راستہ بند کر دیا تو وہ آپس میں کہنے لگے جس نے جو نیک عمل کیا ہو اس کو یاد کر کے اللہ سے دعا کرے شاید اللہ اس مصیبت سے نجات دے، ایک شخص جو اپنے والدین کا انتہائی مطیع و فرماں بردار تھا، اپنے والدین کی خدمت کا ذکر کر کے دُعا کی۔ اس سے کچھ پتھر سرک گیا، دُوسرے نے اپنے زنا سے بچنے کا واقعہ یاد کر کے دُعا کی اس سے پتھر اور زیادہ ہٹ گیا، تیسرے نے جو مزدور کی مزدوری بڑھا کر دی تھی اس کا ذکر کر کے دُعا کی، اس سے پتھر بالکل ہٹ گیا اور کھو کا مُنہ کھل گیا۔
یعنی میل کچیل سے صاف اور نجاست وگندگی سے پاک ہو
طہارت کے معنی ہیں پاکیزگی، صفائی، ستھرائی اور چونکہ آدمی جسم اور رُوح دو چیزوں سے مرکب ہے اس لئے طہارت بھی دو طرح کی ہونی چاہئے، جسمانی، روحانی، بدن کا گندگی اور میل کچیل سے پاک رکھنا جسمانی طہارت ہے، روحانی طہارت یہ ہے کہ آدمی معتقداتِ فاسدہ اور خیالات بیہودہ اور اخلاقِ بد کی کدورت سے پاک ہو، طہارت کسی قسم کی بھی ہو اصل میں وہ آدمی کے اپنے نفس کا حق ہے، جس طرح جسمانی طہارت جسم کے بچاؤ کے لئے ہے اسی طرح روحانی طہارت رُوح کی حفاظت کے لئے ہے۔
کپڑے اور جگہ کی طہارت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ "يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ" المدثر رکوع ا ۔۔ (اے پیغمبر تم) جو (وحی کی ہیبت سے) چادر لپیٹے پڑے ہو اٹھو اور (لوگوں کو عذاب خدا سے) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بڑائیاں بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو (خوب اچھی طرح) پاک (وصاف) رکھو اور نجاست سے الگ رہو۔
وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ الحج۔ رکوع ۴ ۔۔ اور ہمارے اس (یعنی خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور قیام ورکوع (اور) سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) کے لئے پاک

(وصاف) رکھو۔

حدیث شریف میں ہے:۔ "الطھور شطر الایمان" یعنی آدمی کا پاک صاف رہنا آدھا ایمان ہے۔
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔
قرآن مجید میں پاک اور ستھرے لوگوں کی خوبی یوں بیان کی ہے:۔ "وَاللّٰہُ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ" یعنی خدا بار بار توبہ کرنے والوں اور طہارت کاملہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

دُعا کے لئے ہاتھ اٹھانے میں علما کا اختلاف ہے۔ احناف، شوافع، مالکیہ حضرات دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں، لیکن حنابلہ نہیں اٹھاتے، احادیث میں مختلف حالات میں مختلف طریقے سے ہاتھ اٹھانا آیا ہے۔
منیۃ المصلی میں ہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے دعا کے وقت ہاتھ کھلے نہ رکھ سکے تو ایک ہاتھ دوسرے پر رکھے سینہ کے برابر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہاتھوں کا اٹھانا ثابت ہے۔ اگر کوئی مشکل امر پیش آجائے تو ہاتھ اٹھانے میں مبالغہ کرنا مستحب ہے۔ حدیث شریف ہے!۔ "ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان ید عو بعرفات باسطا یدیہ کالمتضرع والمسکین" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں ہاتھ پھیلا کر عاجزی ومسکینی کے ساتھ دعا فرماتے تھے۔

مطلق ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں ہے، جیسے حالت طواف میں دعا کرنا کہ اس میں ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں ہے بلکہ جن حالتوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے، انھیں حالات میں اٹھانا مستحب ہوگا۔
دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ کے برابر اُٹھا کر کھولے اور ہتھیلیوں میں کسی قدر خلا رکھے۔ دعا کرتے وقت دونوں ہاتھ کھلے رکھے کسی کپڑے وغیرہ سے نہ ڈھکے۔

مصنفؒ سے اس حدیث میں تسامح ہوگیا ہے، اس لئے کہ مصنفؒ نے لفظ مو کے بعد کسی کتاب کی علامت نہیں لکھی۔

[۱۲] باادب رہنے کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ قول وفعل اور ظاہر وباطن کو اچھے اخلاق وعادات سے مزین کرے مثلاً سچ بولنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، سخاوت کرنا وغیرہ، دوسرے دعا کے وقت خواہ بتکلف ہی ہو ادب سے دعا مانگے۔

[۱۳] خشوع کے معنی خوف وذلت کے ہیں اولاً اس سے باطن کا سکون مُراد ہے، جس سے ظاہر کا سکون لازمی وضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے:۔ "انہ صلے اللہ علیہ وسلم رای رجلا یعبث بلحیتہ فقال لو خشع قلبہ لخشعت جوارحہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی ڈاڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اگر اسکے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء وجوارح سے بھی خشیت کا اظہار ہوتا۔"
خشوع وخضوع میں فرق یہ ہے کہ آواز میں اظہار مسکنت کرنے کو خشوع کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ "وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا ھَمْسًا" طٰہٰ۔ رکوع ۶ — اور (مارے خوف کے خدائے) رحمٰن کے آگے (سب کی) آوازیں بیٹھ جائیں گی اور جوارح سے مسکنت وعاجزی ظاہر کرنے کا نام خضوع ہے۔ ارشاد ہے:۔ "اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُہُمْ لَہَا

خَاضِعِيْنَ ؕ" الشعراء رکوع ا ــــ ہم چاہیں تو ان (لوگوں) پر آسمان سے ایک (زبردست) نشانی اتاریں اور ان کی گردنیں اس کے آگے جھک کر رہ جائیں۔

صحابہ کرامؓ[۱۴] کی نمازوں میں نہایت محویت، استغراق، خشوع، خضوع اور تضرع وزاری پائی جاتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ اس خشوع وخضوع کے ساتھ نماز اور قرآن پڑھتے کہ اُن پر شدت سے گریہ طاری ہوجاتا اور کفار کی عورتوں اور بچوں پر اس کا اثر پڑتا۔ حضرت عمرؓ نماز میں اس شدت سے روتے کہ پچھلی صف کے لوگ رونے کی آواز سنتے۔ حضرت عبداللہ بن شدادؓ کا بیان ہے کہ میں باوجودیکہ پچھلی صف میں رہتا تھا، لیکن حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز سنتا تھا۔

حضرت تمیم داریؓ ایک رات تہجد کے لئے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت یعنی "اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ الخ" جاثیہ رکوع ۲ کی قرأت میں صبح کردی، اسی کو بار بار پڑھتے تھے، رکوع کرتے تھے، سجدے میں جاتے تھے اور روتے تھے۔

دعا[۱۵] میں بتکلف قافیہ بندی نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس سے حضور قلب نہیں رہتا، لیکن اگر بلا تکلف خود بخود ظاہر ہو تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اچھا ہے جیسا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: اللھم انی اعوذبك من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعاء لا يسمع

دعا[۱۶] نہایت سادگی اور خوش الحانی سے مانگے، تال سُر لگا کر موسیقی کے طرز پر نہ مانگے، مؤلفؒ سے اس حدیث میں بھی تسامح ہوا ہے کیونکہ مؤلفؒ نے یہاں بھی لفظ مو کے بعد کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، علامہ ملا علی قاری حرز ثمین میں رقمطراز ہیں کہ "اب تک اس روایت کا پتہ نہیں چلا کہ کس صحابی پر موقوف ہے اور کس کتاب میں مذکور ہے۔

دعا[۱۷] میں وسیلہ پکڑنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے استسقاء کے موقع پر اس طرح دعا کی تھی "اللھم انا كنا نتوسل اليك نبينا صلے الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا فيسقون" اے اللہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کی حیات بابرکات میں) آپ کے وسیلہ سے دُعا مانگتے تھے، تو تُو بارش فرمادیتا تھا، (اب) ہم آپ کے چچا (حضرت عباسؓ) کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم پر بارش برسا۔

مصنفؒ نے اس موقوف حدیث کو بھی متصل بیان کیا ہے کہ بخاری کی علامت سے پہلے لفظ مو نہیں لکھا اس میں بھی مصنفؒ سے تسامح ہوا ہے

حضرت عثمان بن حنیف کی حدیث میں ہے کہ ایک نابینا صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول! آپ میرے لئے بینائی کی دعا فرمادیجئے، آپ نے دعا کرنے کی بجائے فرمایا: تُو اچھی طرح وضو کرکے یوں دُعا کر "اے اللہ میں تیری بارگاہ میں تیرے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو سفارشی پیش کرتے ہوئے تجھ سے سوال کرتا ہوں"۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام نے بھی کہا تھا "یارب اسئلك بحق محمد ان تغفرلی۔

مؤلفؒ نے کہا ہے وسیلہ پکڑنا مستحبات میں سے ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے علاوہ صلحاء، شہداء، علماء اور صدیقین کے توسل سے بھی دعا مانگے، صالح وہ ہے جو اللہ اور بندہ کے پورے پورے حقوق ادا کرے۔

آہستہ آہستہ دھیمی آواز سے دعا کرے، اس لئے کہ جس کو وہ پکار رہا ہے وہ پوشیدہ پوشیدہ چیز سے واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى" طٰہٰ رکوع ۱۔ اور (اے مخاطب) اگر تو پکار کر بات کرے تو وہ (تیرے پکارنے کا محتاج نہیں کیونکہ وہ) آہستہ اور (آہستہ سے) زیادہ مخفی بات کو بھی جانتا ہے اور یہ اپنے مولیٰ اور منعم حقیقی کے سامنے انتہائی ادب ہے، جس طرح حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی تھی "اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا" سورہ (مریم) رکوع ۱۔ جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا۔ خود ارشاد باری ہے "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ" (اعراف) رکوع ۲۴۔ اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ۔

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ آہستہ دعا کرنا زور سے دعا کرنے سے ستر درجہ افضل ہے، لیکن یہ حالات کے اعتبار سے ہے کہیں بلند آہنگی سے دعا کرنا بہتر ہے اور کہیں پست آواز سے دعا کرنا افضل ہے۔

رات جس میں ہم نیند کا لطف اٹھاتے ہیں اس میں صحابہ کرامؓ عبادت الٰہی اور تہجد گذاری میں مصروف رہتے تھے۔ ایک صحابی نے رات کو نماز میں نہایت بلند آہنگی سے قرأت کی، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا اس پر رحم کرے مجھے بہت سی آیتیں یاد دلائیں جن کو میں بھول گیا تھا۔

ایک بار آپ مسجد میں معتکف تھے اور صحابہ کرامؓ بھی مصروف نماز تھے اور اس قدر بلند آہنگی کے ساتھ قرأت کرتے تھے کہ آپ نے پردہ اٹھا کر فرمایا "تم میں ہر شخص خدا کے ساتھ سرگوشی کر رہا ہے، اتنا نہ چلاؤ کہ ایک سے دوسرے کو تکلیف پہنچے"۔

ایک روز آپ رات کو گھر سے نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ پست آواز کے ساتھ نماز میں قرأت کر رہے ہیں آگے بڑھے تو حضرت عمرؓ نہایت بلند آہنگی کے ساتھ نماز میں قرأت کرتے ہوئے نظر آئے، دونوں بزرگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ "ابوبکر! نماز میں تمہاری آواز پست تھی"۔ بولے کہ "میں جس سے (خدا سے) سرگوشی کر رہا تھا اس کے کان میں میری آواز پہنچ گئی، حضرت عمرؓ سے ارشاد ہوا کہ "تمہاری آواز نہایت بلند تھی"۔ بولے کہ "یا رسول اللہ میں سونے والوں کو جگاتا اور شیطان کو دھتکارتا ہوں"۔

عموماً جس طرح لوگوں کو حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو حاجتیں پیش آتی تھیں، اور وہ اپنی حاجت روائی کے لئے خدا سے دعائیں مانگتے تھے اور خدا نے ان کی دعائیں قبول بھی کیں اور ان کی حاجت روائی ہوگئی، تو جب ان حاجتوں میں سے کوئی سی حاجت مسلمانوں کو پیش آئے تو وہ اپنا ہم حاجت کوئی پیغمبر قرآن سے تلاش کرے اور جن لفظوں میں اس پیغمبر نے دعا کی ہو ان ہی لفظوں میں دعا کرے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تمام انبیاء علیہم السلام کی دعائیں بیان فرما دی ہیں۔

ہمارا خیال ہے یہ دعا بھی ایک فقیر کی سی صدا ہے اور بعض صدائیں خاص کر دلکش ہوتی ہیں اور جس

سے وہ حاجت مانگی جاتی ہے اس کو خاص طور پر متوجہ کرنے کے لئے اثر خاص رکھتی ہے، اس لئے جہاں تک ہو سکے وہ دعائیں پڑھے جو قرآن مجید میں ہیں یا جو احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، کیونکہ آپ نے دین و دنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی جسے اپنے پروردگار سے طلب نہ فرمایا ہو۔

[21] جب دعا کرے تو اپنے نفس سے شروع کرے پھر جس کے لئے چاہے دُعا کرے، ترمذی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا ذکر احدا فدعا له بدأ بنفسه" — رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کا ذکر فرماتے تھے تو اس کے لئے دعا کرتے اور اپنے سے اس کو شروع کرتے۔

حافظ عراقی نے شرح مقدمہ ابن الصلاح میں اس حدیث کو معلول قرار دیدیا ہے اور بڑی محققانہ تفصیل کی ہے من شاء فلیراجع۔

اسی طرح حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہما السلام نے دعا کی ہے:۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۔ ابراہیم رکوع ۶ — اے ہمارے پروردگار جس دن (اعمال کا) حساب ہونے لگے مجھ کو اور میرے باپ کو اور (رب) ایمان والوں کو بخش دیجیو

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ نوح رکوع ۲ — اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے باپ کو اور جو شخص ایمان لا کر میرے گھر میں (پناہ لینے) آیا ہے اس کو اور (عام) باایمان مردوں اور باایمان عورتوں کو بخش۔

[22] اگر امام بنے تو اپنے ہی لئے دعا نہ کرے بلکہ سب مقتدیوں کو اس میں شریک کرلے، جس قدر ممکن ہو جامع دُعائیں کرے اور جمع کے صیغے استعمال کرے جیسے:۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ البقرہ رکوع ۲۵ — اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یؤم القوم اقراهم لکتاب اللہ تعالیٰ فان کانوا فی القرآءة سواء فاعلمهم بالسنة فان کانوا فی السنة سواء فاقدمهم هجرة فان کانوا فی الهجرة سواء فاقدمهم سنا (مسلم) — ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا امام وہ شخص ہو جو سب میں قرآن اچھا پڑھتا ہو اور قرآن کے پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امام بنے جو سنت سے زیادہ واقف ہو اور جو قرآن و سنت میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور جو اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ امام بنے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا کانوا ثلثة فلیؤمهم احدهم واحقهم بالامامة اقراهم (مسلم) — ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امام بنے اور امامت کا حق دار وہ شخص ہے جو سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو۔

امام جماعت میں جن لیاقتوں کا ہونا ضروری ہے ان میں سب سے مقدم اقراء بکتاب اللہ ہونا ہے، کتاب اللہ

سے مُراد ہے قرآن، اقرا افعل التفضیل کا صیغہ ہے، جس کے معنی ہیں قراۃ یعنی پڑھنے میں سب سے افضل مگر افضل کس بات میں؟ خوش آوازی میں، کثرتِ تلاوت میں، حفظِ آیات میں، تجوید میں کہ آور ع، ت، اور ط، ذ، ز، ض اور ظ، س، ص کے مخارج میں اس کو امتیاز صحیح ہو، جس میں یہ سب باتیں ہوں اس کو ہم اَقرا کہیں گے، ان سب سے بڑی بات فہم قرآن ہے، جس کی سخت ضرورت ہے اور اس کی طرف سے لوگ سخت غفلت اور بے پروائی کرتے ہیں اور ان کا پڑھنا طوطے کا سا پڑھنا ہے، بلکہ تیتر کا سا بولنا کہ کوئی اس کی آواز سُبحان تیری قدرت سمجھتا ہے کوئی نون، تیل، ادرک۔

جماعت کے لئے دو آدمیوں کا ہونا بھی کافی ہے یعنی اگر ایک امام دوسرا مقتدی ہوگا تو بھی جماعت ہو جائیگی نابینا آدمی کو امام بنانا درست ہے جبکہ وہ طہارت کا پورا پورا خیال رکھتا ہو، پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ام مکتوم کو خود اپنی غیبت میں امام مقرر کیا حالانکہ وہ نابینا تھے، جوان اور بڑی عمر والوں کے ہوتے نابالغ لڑکا امام بنے تو اس کی امامت جائز ہے، بشرطیکہ سب سے بہتر قرآن پڑھنا جانتا ہو، صرف بدگمانی کی وجہ سے کسی مسلمان کی امامت سے انکار کرنا نہ چاہئے، بلکہ ہر مسلمان کے پیچھے جس کا عقیدہ و طریقہ معلوم نہ ہو نماز پڑھنی درست ہے ہاں قادیانی اور منکر حدیث اور فرقہ امامیہ کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الصلوۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر، یعنی ہر مسلمان کے پیچھے نماز واجب ہے نیکو کار ہو یا بدکار اگرچہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو، امام کو چاہئے کہ قراۃ میں تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں چھوٹے بڑے، ضعیف و کمزور اور بیمار و حاجتمند سب ہی طرح کے لوگ ہوتے ہیں، البتہ تنہا نماز پڑھنے میں جس قدر چاہے قراۃ طویل کرے۔

عورت عورتوں کی امامت کرسکتی ہے مگر اُسے صف کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہئے، جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کی اور ان کے بیچ میں کھڑے ہوکر نماز پڑھائی، اسی طرح حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کی اور صف کے بیچ میں کھڑی ہوئیں، افضل امام کے ہوتے کم رتبے والے کو امام بنانا بہتر نہیں، مگر ایسی صورت میں نماز درست ہو جاتی ہے، کم رتبے کا آدمی امامت کر رہا ہو اور بڑے درجے کا آدمی آجائے تو امام کو جائز ہے کہ خود مقتدی بن جائے اور اسے امام بنائے، نماز میں اگر امام قراۃ میں بھول جائے تو مقتدی کو بتانا جائز ہے، ابو داؤد میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی آپ قراۃ کرتے وقت کچھ آیتیں چھوڑ گئے نماز کے بعد عرض کیا گیا کہ حضرت! آپ اثنائے قراۃ میں فلاں فلاں آیتیں چھوڑ گئے، فرمایا تو نے یاد کیوں نہیں دلادیں عرض کیا گیا میں سمجھتا تھا کہ شاید ان آیتوں کا پڑھنا منسوخ ہوگیا ہے، محدثین کے نزدیک نفل نماز والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنی درست ہے، اسی طرح فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز جائز ہے۔ احناف کے نزدیک فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز پڑھنا درست ہے۔ مگر نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہئے۔

مقتدی کو بہرحال امام کی اقتدا کرنی چاہئے، رکوع، سجدے قیام وغیرہ میں امام سے سبقت کرنا جائز

اور بہت برا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص امام سے پیشتر سر اٹھاتا ہے، قیامت کے دن اس کا سر گدھے کا سا ہوگا
امام مقتدیوں کی رعایت نہ کرے اور نماز میں کوئی بڑی سورۃ شروع کر دے تو تھکے ماندے اور حاجتمند کو جائز ہے
کہ نیت توڑ کر علیحدہ نماز پڑھ لے، جب کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور ایک شخص کے پیچھے سے اگر نماز میں شامل
ہونا چاہتا ہو تو اس کے دائیں طرف پہلو میں کھڑا ہو جائے اور اگر کوئی اور بھی آجائے تو دونوں شخص امام سے پیچھے
ہٹ کر کھڑے ہوں، اگر خود نہ ہٹیں تو امام کو انہیں پیچھے ہٹا دینا چاہئے، لیکن پیچھے جگہ نہ ہو تو امام خود آگے بڑھ جائے
اور جو آگے پیچھے کچھ بھی جگہ نہ ہو تو سب برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، جب کوئی شخص جہری نماز آہستہ پڑھ رہا ہو اور
دوسرا شخص اس کے پیچھے آکھڑا ہو تو وہ وہیں سے پکار کر پڑھنے لگے جہاں تک پڑھ چکا تھا اور جو کچھ پڑھ چکا اس
کا دوہرانا ضرور نہیں۔

مسبوق (جو ابتدائے نماز سے امام کے ساتھ شریک نہیں ہوا پیچھے آکر ملا ہے) اگر امام کے ساتھ ایک رکعت
بھی پالے گا تو اسے تمام نماز کا ثواب حاصل ہوگا۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادرك الصلوة۔

اس حدیث کے دو محل ہیں ایک یہ کہ جس نے ایک رکعت بھی جماعت میں پائی اس نے جماعت کی نماز کا ثواب
حاصل کیا، دوسرے یہ کہ جس نے بقدر ایک رکعت کے نماز کا وقت پایا اس کی باقی نماز ادا ہے قضا نہیں، مثلاً صبح
کی نماز میں ایک رکعت کے بعد آفتاب طلوع ہوا یا عصر کے وقت ایک رکعت کے بعد آفتاب غروب ہوا تو نماز ادا
ہوگئی یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے، لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں عصر کی نماز تو ہو جائے گی لیکن
فجر کی نماز آفتاب نکلنے سے باطل ہو جائے گی۔

[۲۳] دعا ہمیشہ عزم و یقین کے ساتھ مانگے، شک و شبہ کے ساتھ نہ کرے، مثلاً کہے اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھے
دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کر، یہ نہ کہے اگر چاہے مغفرت کر نہ چاہے مت کر۔

دعا ہمیشہ حضور قلب سے کرے اور اللہ سے اچھی امید رکھے، حدیث کے الفاظ ہیں:-

"ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة — اللہ سے قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرو، اللہ بے توجہ
فان الله لا يستجيب دعاء من قلب غافل لاه" — اور غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

دعا کرتے وقت اپنے گناہوں کو نظر انداز کر دے اور اللہ کے کرم و عطا پر نظر رکھے، شیطان نے اللہ سے قیامت
تک کی زندگی مانگی تو جب اس کی دعا مقبول ہوگئی تو میں کیسے محروم رہ سکتا ہوں۔

[۲۵] فتح المبین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار، پانچ
بار اور سات بار دعا پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

[۲۶] دعا کا ادنیٰ درجہ تین بار کہنا ہے، متوسط درجہ پانچ بار اور اعلیٰ درجہ سات بار کہنا ہے۔

[۲۷] الحاح سے دعا کا بار بار پڑھنا اور دعا پر مداومت کرنا مراد ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

"ان الله يحب الملحين فى الدعاء" — اللہ تعالیٰ دعا میں گریہ وزاری اور مبالغہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

[۲۸] گناہ کی دعا نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ایسی چیز نہ مانگے جس سے گناہ میں مبتلا ہو جائے، مثلاً ناچ، گانا، زنا

وغیرہ میں صرف کرنے کے لئے دولت مانگے، یا یہ کہے اے اللہ مجھے طاقت وقوت دے کہ فلاں مسلمان کو قتل کردوں۔
اور قطع رحمی یہ ہے کہ رشتہ داروں سے سلوک نہ کرنے کو جد سے علیحدگی چاہئے، حدیث شریف میں آتا ہے، رحم قیامت کے دن بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گا۔ اے اللہ جس نے دنیا میں مجھے ملایا تھا آج تو بھی اسے ملالے اور جس نے مجھے کاٹا تھا آج تو بھی اسے اپنے سے جدا کردے۔
فراغت[29] کا یہ مفہوم ہے کہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ ازل ہی سے فیصلہ کرچکا ہے، اس کی دعا نہ کرے، مثلاً دراز قد آدمی اپنے ٹھگنے ہونے کی دعا کرے یا ٹھگنا آدمی لمبے ہونے کی دُعا مانگے، ایسی دعا نہیں کرنی چاہئے۔
امر محال[30] یہ ہے کہ ان ہونی بات کی دعا کرے، مثلاً کہے اے اللہ آسمان نیچے زمین اوپر کردے، یا نبوت مانگے یا بوڑھا جوان بننے کی دعا کرے یہ بھی ممنوع ہے۔
رحمت[31] کی تنگی کا یہ مطلب ہے کہ اپنے لئے چاہے اور کسی کے لئے نہ چاہے، مثلاً کہے اے اللہ مجھے بخش اور کسی کو نہ بخش، حدیث شریف میں ہے:

عن ابی هريرةؓ "ان اعرابيا دخل المسجد فصلى فيه ثم دعا فقال اللهم ارحمنى ومحمدا ولا ترحم معنا احدا فقال النبى صلى الله عليه وسلم لقد تحجرت واسعًا"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا، نماز پڑھی، پھر دعا مانگی اور کہا اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے وسعت کی تنگی چاہی (اور دوسروں کے علاوہ اپنے لئے خاص کرلیا) حالانکہ اللہ کی رحمت ہر چیز سے وسیع تر ہے۔

حدیث[32] میں آتا ہے تمام حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگنی چاہئیں، یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اللہ ہی سے مانگے اور اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اسی سے طلب کرے۔
دعا[33] کرنے والا اور سننے والا آمین کہے، حدیث شریف میں ہے جو لوگ جمع ہوں اور ان میں سے کچھ دُعا کریں اور کچھ آمین کہیں تو اللہ تعالےٰ ان (سب) کی دعا قبول فرماتا ہے۔
دُعا[34] سے فارغ ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرلے کیونکہ جو برکت ہاتھوں کو پہنچی ہے وہ منہ کو بھی پہنچ جائے۔
اور[35] اس قدر جلدی نہ کرے کہ قبولیت میں دیر سمجھے یا کہنے لگ جائے کہ میں نے دعا کی تھی قبول نہیں ہوئی ان دونوں باتوں میں یہ فرق ہے کہ پہلی صورت امید کی حالت میں پیش آتی ہے اور دوسری ناامیدی میں۔

آداب الذکر

قَالَ الْعُلَمَاءُ يَنْبَغِي اَنْ يَّكُوْنَ الْمَوْضِعُ الَّذِي يَذْكُرُ اللهَ فِيهِ
نَظِيفًا خَالِيًا وَّاَنْ يَّكُوْنَ الذَّاكِرُ عَلٰى اَكْمَلِ الصِّفَاتِ الْمُتَقَدِّمَةِ
وَاَنْ يَّكُوْنَ فَمُهٗ نَظِيفًا وَّاِنْ كَانَ فِيهِ تَغَيُّرٌ اَزَالَهٗ بِالسِّوَاكِ
وَاِنْ كَانَ جَالِسًا فِي مَوْضِعٍ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ مُتَخَشِّعًا مُتَذَلِّلًا
بِسَكِيْنَةٍ وَّوَقَارٍ وَّحُضُوْرِ قَلْبٍ يَّتَدَبَّرُ مَا يَذْكُرُ وَيَتَعَقَّلُ
مَعْنَاهُ فَاِنْ جَهِلَ شَيْئًا تَبَيَّنَ مَعْنَاهُ وَلَا يَحْرِصُ عَلٰى تَحْصِيْلِ
الْكَثْرَةِ بِالْعَجَلَةِ فَلِذٰلِكَ اسْتَحَبُّوْا اَنْ يَّمُدَّ صَوْتَهٗ بِقَوْلِهٖ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللهُ وَكُلُّ ذِكْرٍ مَّشْرُوْعٍ وَّاجِبًا كَانَ اَوْ مُسْتَحَبًّا لَا يُعْتَدُّ
بِشَيْءٍ مِّنْهُ حَتّٰى يَتَلَفَّظَ بِهٖ وَيُسْمِعَ نَفْسَهٗ وَاَفْضَلُ الذِّكْرِ الْقُرْاٰنُ
اِلَّا فِيْمَا شُرِعَ بِغَيْرِهٖ وَلَيْسَ فَضْلُ الذِّكْرِ
مُنْحَصِرًا فِي التَّهْلِيْلِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ
بَلْ كُلُّ مُطِيْعٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِيْ عَمَلٍ فَهُوَ ذَاكِرٌ قَالُوْا وَاِذَا وَاظَبَ
الْعَبْدُ عَلَى الْاَذْكَارِ الْمَاثُوْرَةِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبَاحًا
وَّمَسَاءً وَّفِي الْاَحْوَالِ وَالْاَوْقَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ لَيْلًا وَّنَهَارًا كَانَ
مِنَ الذّٰكِرِيْنَ اللهَ تَعَالٰى كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ وَيَنْبَغِيْ لِمَنْ

كَانَ لَهُ وِرْدٌ فِي وَقْتٍ مِّنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ أَوْ عَقِيْبَ صَلوٰةٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَفَاتَهُ أَنْ يَّتَدَارَكَهُ وَيَأْتِيَ بِهٖ إِذَا أَمْكَنَهُ وَلَا يُهْمِلَهُ لِيَعْتَادَ الْمُلَازَمَةَ عَلَيْهِ وَلَا يَتَسَاهَلَ فِيْ قَضَائِهٖ

ترجمہ:- علمار محدثین نے کہا ہے (ذاکر) جس جگہ اللہ کا ذکر کرے، اس جگہ کا خالی اور ستھرا ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ذاکر مذکورہ بالا صفات سے متصف ہو اور اس کا منہ صاف ہو، اگر منہ میں کسی قسم کی بو وغیرہ ہو تو اس کو مسواک سے دور کردے اور اگر (ذاکر الہٰی کے لئے) کسی جگہ بیٹھے تو ذلت، عاجزی، سکون، وقار اور حضورِ قلب کے ساتھ قبلہ رُو ہو کر بیٹھے اور جس کو وہ پڑھ رہا ہے اس میں غور کرے اور اسکے معنی سمجھے، اگر کوئی چیز معلوم نہ ہو تو (اہلِ علم سے) دریافت کرلے، جلد جلد زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی حرص نہ کرے، اسی لئے علمار نے مستحب بتایا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہتے وقت (کسی قدر) اپنی آواز اٹھائے اور جس ذکر کا شریعت میں حکم ہے، خواہ وہ فرض ہو یا مستحب، اس میں سے کچھ بھی معتبر نہیں جب تک زبان سے ادا نہ کرے اور اپنے آپ کو نہ سنائے اور بہترین ذکر تلاوتِ قرآن ہے، گو جس مقام میں دوسرا ذکر سنت ہو تو وہاں اس کا پڑھنا افضل و اعلیٰ ہے اور ذکر کی فضیلت تسبیح، تہلیل اور تکبیر ہی میں منحصر نہیں ہے، بلکہ جو بھی کوئی کام اللہ کے حکم کے مطابق کر رہا ہے وہ ذاکر ہے۔

علمار نے کہا ہے جب بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار ماثورہ پر صبح وشام، دن ورات، مختلف حالات واوقات میں ملاومت کرتا ہے، تو اس کا شمار ان مرد عورتوں میں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے ہیں، اور جس شخص کا کوئی وظیفہ دن یا رات یا نماز کے بعد یا ان کے علاوہ کسی اور وقت میں مقرر ہو اور وہ اس سے چھوٹ جائے تو اس کا تدارک کرے اور جب ممکن ہو سکے پڑھ لے، اور اسے بالکل نہ چھوڑے، تاکہ التزام کی عادت رہے اور اس کی قضا میں بالکل تساہل نہ برتے۔

آدابِ ذکرِ الٰہی

شرح:- ذکر الٰہی کے وقت، آداب ذکر کی رعایت رکھنا ضروری و مستحب ہے، علمار محدثین فرماتے ہیں جس جگہ ذکر الٰہی ہو اس جگہ کا کوڑے کرکٹ، گندگی اور نجاست سے پاک وصاف اور ستھرا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتکریم ہے، بہتر یہ ہے کہ مساجد جیسی مقدس جگہ میں ذکر کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعَهِدْنَا إِلٰى إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ بقرہ رکوع ۱۵۔

اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل سے فرمایا کہ ہمارے (اس) گھر (یعنی خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور مجاوروں اور رکوع (اور) سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) کے لئے پاک (و صاف) رکھو۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔

الحج۔ رکوع ۴

اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم (کی عبادت) کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کر دی (اور حکم دیا) کہ ہمارے ساتھ کسی چیز کو شریک (خدائی) نہ کرنا اور ہمارے (اس) گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) کے لئے صاف ستھرا رکھنا (اور خوشبو وغیرہ سے بسائے) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے اور انہیں پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم فرمایا۔

اور جن چیزوں سے قلب میں وسوسے پیدا ہوں اور خیالات پراگندہ اور منتشر ہوں، اس جگہ کا خالی ہونا بھی ضروری ہے، کیونکہ قلب مومن اللہ کا گھر ہے، اسے حُبِّ دنیا کی نجاست سے پاک اور ذکر ماسوٰی اللہ سے خالی رہنا چاہئے جو صفات آداب دعا میں ذکر ہو چکے ہیں، مثلاً حرام سے اجتناب، طہارت، اخلاص، با وضو ہونا، دوزانو بیٹھنا وغیرہ سب ذکر الٰہی کے لئے بھی ضروری ہیں اور ذاکر کو ان صفات سے متصف ہونا چاہئے، اس لئے کہ ذکر دعا سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ" اور یاد خدا البتہ بڑی (چیز) ہے۔

منہ[۲] میں اگر کسی قسم کی لہسن وغیرہ کی بُو ہو تو اسے مسواک سے دُور کرے ارشاد نبوی ہے :۔

"من اکل الثوم والبصل فلا یقربن" کچی پیاز اور کچا لہسن کھا کر کوئی شخص مسجد میں جائے مسجد نا"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے نزاع کے وقت مجھے مسواک کا اشارہ کیا، میں نے اپنے دانتوں سے چبا کر آپؐ کو مسواک دی، پھر آپؐ نے اس سے مسواک کی۔

اور دل کو حسد، بغض، عناد اور عداوت وغیرہ سے صاف رکھے۔

وان[۳] کان جالسا الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ چلنے کی حالت میں قبلہ رُو ہونا شرط نہیں ہے اور نہ ذکر کے لئے بیٹھنا ہی ضروری ہے، بلکہ لیٹے بیٹھے، اٹھتے جس طرح ہو یاد الٰہی سے غافل نہ رہے اور ان حالتوں میں بھی قبلہ رُو ہو جائے تو بہتر ہے اس لئے کہ حدیث میں ہے :۔

"خیر المجالس ما استقبل به القبلة" بہترین مجلس وہ ہے جس میں قبلہ کی طرف منہ ہو۔

ذکر میں آنکھ بند کرنے کو بڑا دخل ہے، آنکھ بند کر کے ذکر کرنے سے حواس ظاہریہ ساکن ہو جاتے ہیں اور حواس باطنیہ کھل جاتے ہیں، کسی بزرگ نے خوب کہا ہے، شعر

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند	آنکھ، منھ، کان، بند رکھ پھر اگر
گر نہ بینی نور حق بر ما بخند	تجھے نور حق نظر نہ آئے تو ہم پر ہنس

ذکر[۴] کے اقسام میں حضور قلب کے ساتھ ذکر کرنا افضل ترین ذکر ہے، کیونکہ ذکر سے حضور قلب ہی مقصود ہے مگر غفلت کے ساتھ ذکر کرنے والا بھی ثواب سے محروم نہیں رہتا، البتہ مرتبہ میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

حضور قلب کے ساتھ سمجھ کر تھوڑا ذکر بھی جہالت، غفلت اور سستی کے ساتھ بہت ذکر کرنے سے بہتر ہے، اسلئے کہ ذکر میں جلدی اور سستی کرنے سے حضور قلب فوت ہوجاتا ہے، جو مقصود اصلی ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کے مد کو کھینچے اور پانچ الف کی مقدار سے زیادہ نہ کرے کیونکہ مسجد میں چلانا ممنوع ہے اور لفظ الٰہ پر نہ ٹھیرے کیونکہ اس سے کفر کا اندیشہ ہے، اسی وجہ سے بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ بآواز بلند مسجد میں ذکر کرنا بھی حرام ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ذکر کا زبان سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے، مثلاً نماز میں قرأۃ، تسبیحات التحیات وغیرہ کا پڑھنا، اس کا زبان سے ادا کرنا افضل اور بہتر ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ جو ذکر بلا زبان کے دل سے کیا جائے، وہ شریعت میں معتبر نہیں بلکہ ذکر کی مداومت بلا ذکر قلبی کے متصور ہی نہیں ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے:

"خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق رزق ما یکفی ہے

تلاوت قرآن افضل ترین ذکر ہے مگر جہاں شارع علیہ السلام نے دوسرا ذکر مشروع فرمایا ہے، اس جگہ اس کا پڑھنا بہتر و اعلیٰ ہے مثلاً رکوع اور سجدہ میں تسبیحات پڑھنا مسنون ہے تو اس جگہ قرآن مجید کا پڑھنا مکروہ ہے۔

ذکر کی فضیلت صرف لا الٰہ الا اللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر ہی کہنے میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر کام کھانا، پینا، پہننا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، بیٹھنا، اٹھنا، بیع وشرا، خرید و فروخت سب اگر اللہ کے حکم کے مطابق ہو تو وہ ذکر ہے اور اس کے کرنے والے کا شمار ذاکرین میں ہے، اس لئے کہ دراصل ذکر سے اللہ کا تعلق اور اس کی رضا مقصود ہے، جو اطاعت اور فرماں برداری سے حاصل ہوتی ہے، اسی مضمون کو حضرت سعدی جیسے نکس خوبی سے شعر میں ادا کیا ہے۔ شعر

ذکر گفتن ہمہ آں نیست کہ گوئی اللہ	ہر وقت اللہ اللہ کہنا ہی ذکر نہیں ہے
ذکر آنست کز دیاد کنی وقت گناہ	ذکر تو دراصل اسے گناہ و معصیت کے وقت یاد کرنا ہے

جو شخص اذکار ماثورہ پر مداومت کرتا ہے تو اس کا شمار ان مرد عورتوں میں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے فرماتا ہے:-

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا۔	اور کثرت سے خدا کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان (سب) کے لئے اللہ نے (ان کے کئے کا صلہ یعنی گناہوں کی معافی تیار کر رکھی ہے اور (معافی کے علاوہ بڑے) بڑے اجر۔
الاحزاب۔ رکوع ۵	

جو شخص وقت مقررہ پر وظیفہ نہ پڑھ سکے تو اس کو چاہئے جس وقت فرصت ملے پڑھ لے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کا رات کا وظیفہ قضا ہوجائے اور وہ اسے نماز فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کا شمار رات ہی کے پڑھنے میں ہوتا ہے۔

اَوْقَاتُ الْاِجَابَةِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ تِ س ق مس و
يَوْمُ عَرَفَةَ تِ وَشَهْرُ رَمَضَانَ ر وَلَيْلَةُ الْجُمُعَةِ تِ مس وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ
د س ق حب مس وَنِصْفُ اللَّيْلِ ط الثَّانِيْ اَ ص وَثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلُ اَ ص وَثُلُثُ
اللَّيْلِ الْاٰخِرُ اَوْ جَوْفُهٗ د تِ س ط ر وَوَقْتُ السَّحَرِ ع وَسَاعَةُ
الْجُمُعَةِ اَرْجٰى ذٰلِكَ وَ وَقْتُهَا مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ فِي
الْخُطْبَةِ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ مد وَمِنْ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ
اِلَى السَّلَامِ مِنْهَا تِ ق وَالدَّاعِيْ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ خ مس ق
وَقِيْلَ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ مو تِ وَقِيْلَ اٰخِرُ
سَاعَةٍ مِّنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ د س مو ط ا د تِ س مس
وَقِيْلَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقِيْلَ بَعْدَ
طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَذَهَبَ اَبُوْ ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
اِلٰى اَنَّهَا بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ بِيَسِيْرٍ اِلٰى ذِرَاعٍ قُلْتُ وَالَّذِيْ
اَعْتَقِدُهٗ اَنَّهَا وَقْتُ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ الْفَاتِحَةَ فِيْ صَلٰوةِ
الْجُمُعَةِ اِلٰى اَنْ يَّقُوْلَ اٰمِيْنَ جَمْعًا بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ
صَحَّتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا بَيَّنْتُهٗ فِيْ غَيْرِ
هٰذَا الْمَوْضِعِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ وَالصَّحِيْحُ بَلِ الصَّوَابُ الَّذِيْ

لَا يَجُوْزُ غَيْرُهُ مَا ثَبَتَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ

دعا کی قبولیت کے اوقات

ترجمہ :- جن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے وہ یہ ہیں : شب قدر، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم (عن عائشہؓ) اور عرفہ کا دن، ترمذی (عن عمرو بن شعیبؓ) اور رمضان مبارک کا مہینہ، بزار (عن عبادۃ بن الصامتؓ) اور شب جمعہ، ترمذی، حاکم، (عن ابن عباسؓ) اور جمعہ کا دن، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ) اور آدھی رات، طبرانی، (عن ——) اور آدھی رات کا اخیر، احمد، ابویعلی اور پہلی تہائی رات، احمد ابویعلی اور پچھلی تہائی رات، احمد اور پچھلی تہائی رات کا درمیانی وقت، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم، طبرانی، بزار (عن عمرو بن عنبسہؓ) اور سحر کا وقت، صحاح ستہ (عن ابی ہریرۃؓ) اور ساعت جمعہ ان اوقات میں سب سے زیادہ امید افزا ہے اور اس کا وقت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے، مسلم، ابوداؤد، (عن ابی موسیٰؓ) اور ایک روایت میں اس کا وقت، قیام نماز سے سلام پھیرنے تک ہے، ترمذی، ابن ماجہ (عن عمرو بن عوفؓ) اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا وقت یہ ہے کہ دعا کرنے والا کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃؓ) اور بعض نے کہا ہے کہ وہ ساعت نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ ترمذی، موقوفا (عن انسؓ) اور بعض نے کہا ہے وہ جمعہ کے دن کی اخیر ساعت ہے، ابوداؤد، نسائی، مرفوعا (عن جابرؓ) موطا امام مالک، ابوداؤد، نسائی، حاکم، موقوفا (عن عبداللہ بن سلامؓ) اور بعض نے کہا ہے طلوع فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک ہے، اور بعض نے کہا ہے طلوع صبح صادق سے آفتاب نکلنے کے بعد تک ہے، اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی یہ رائے ہے کہ وہ ساعت، آفتاب کے تھوڑا سے ڈھلنے سے ایک ہاتھ ڈھلنے تک ہے، میری رائے میں جس کا مجھے یقین ہے، وہ ساعت امام کے نماز جمعہ میں الحمد پڑھنے سے آمین کہنے تک ہے تاکہ جو حدیثیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پایۂ صحت کو پہنچ چکی ہیں ان میں مطابقت ہو جائے جیساکہ دوسری جگہ میں نے بیان کیا ہے۔

اور علامہ نوویؒ نے کہا ہے صحیح بلکہ صحیح ترین اور سب سے زیادہ مناسب جس کے علاوہ دوسرا قول درست نہیں وہ یہ ہے جو صحیح مسلم میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

شرح : رمضان شریف میں ایک رات نہایت برکت والی ہے، جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے، اسی کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۗ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ

اور (اے پیغمبر) تم کیا سمجھے کہ شب قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر (خیر و برکت میں) ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس رات (آئندہ سال

خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

القدر

کے) ہر ایک انتظام کے لئے فرشتے اور جبرئیل اپنے پروردگار کے حکم سے (زمین پر) اُترتے ہیں، وہ (رات امن اور سلامتی (کی رات) ہے (اور) وہ (یعنی اس کی خیر و برکت) طلوع فجر تک (رہتی) ہے۔

جو شخص اس رات کی عبادت سے محروم رہا، وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا، بخاری کی روایت ہے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا جس شخص نے (اللہ پر) ایمان رکھتے ہوئے ثواب سمجھکر ماہ رمضان مبارک کے روزہ رکھے اسکے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے اور جو شخص ایمان رکھتے ہوئے ثواب سمجھکر شب قدر میں مصروف عبادت رہا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے۔

اس مبارک رات کی تعین میں شارع علیہ السلام سے کوئی قول فیصل منقول نہیں ہے، صرف اس قدر بتایا گیا ہے کہ رمضان کے آخر دہے میں کسی طاق رات میں ہوتی ہے۔

بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے کہ اکثر یہ رات رمضان کی اکیسویں [۲۱] یا تیئسویں [۲۳] یا پچیسویں [۲۵] یا ستائیسویں [۲۷] یا انتیسویں [۲۹] تاریخ کی راتوں میں پھرتی ہوئی ہر سال ہوا کرتی ہے، اس رات کی بڑی علامت یہی کہ اس کی صبح کو سورج کی روشنی مدھم پڑجاتی ہے، اس رات حضرت جبرئیلؑ آسمان سے اترتے ہیں اور ان کے ساتھ مقرب فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے، جو عبادت کرنے والے مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے، اور اس رات کی عبادت کی برکت سے مسلمانوں کے اگلے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

[۲] یوم عرفہ ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا دن ہے، اس دن تمام حجاج عرفات میں جمع ہوتے ہیں اور امیر حج وہاں جبل عرفات پر خطبہ دیتا ہے اور احکام حج وغیرہ بتلاتا ہے، اسی دن کو حج کا دن بھی کہتے ہیں، عرفات میں جانا فرض ہے اور حج کا رکن اعظم ہے، اس کے فوت ہونے سے حج نہیں ہوتا، جو شخص ذیحجہ کی دسویں رات کو صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات میں داخل ہو جائے گا اس کا حج صحیح ہوگا اور اس دن دعا مانگنے والے کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

[۳] رمضان المبارک کے فضائل حدیث شریف میں بہت آئے ہیں، جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ ایک رمضان کے ختم ہونے اور دوسرے رمضان کے آنے تک پورے گیارہ مہینے جنتوں کی تیاریاں خدا کے حکم سے ہوتی رہتی ہیں، رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو جنت کی خوشگوار ہوا عرش کے نیچے سے ہوکر حوران بہشت کے سروں پر چلتی ہے، اس وقت انہیں ایک جوش و ولولہ پیدا ہوتا ہے اور وہ جناب الٰہی میں دعا کرتی ہیں کہ

خداوندا ہمیں ہمارے شوہر عطا فرما کہ ان سے ہماری آنکھیں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

نصف[۴] رات سے ٹھیک آدھی رات مُراد ہے اور نصف اخیر سے آدھی رات کا پچھلا وقت مُراد ہے۔

حدیث[۵] شریف میں آتا ہے، ہر شب جب تہائی رات رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر تجلی فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کوئی ہے؟ جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں، کوئی ہے؟ جو مجھ سے مغفرت چاہے، میں اس کو بخش دوں کوئی ہے؟ جو مجھ سے شفاء کا خواستگار ہو میں اس کو شفا دے دُوں، کوئی ہے؟ جو مجھ سے رزق کا طلبگار ہو میں اس کو رزق دوں، اسی طرح صبح تک فرماتا رہتا ہے۔

سحر[۶] کے معنی ہیں صبح کا اوّل وقت یعنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کا ملنا، بعض رات کے اخیر چھٹے حصّے کو کہتے ہیں، بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ بہشت کی نعمتوں کا نمونہ جو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں رکھا ہے وہ یہی سحر کا وقت ہے، اہل اللہ اس وقت میں عجیب لذت پاتے ہیں، شعر

ہر گنج سعادت کہ خداداد بحافظ
از یمن دعاء شب و ورد سحری بود

اللہ تعالےٰ نے حافظ کو جو سعادت کا خزانہ عطا فرمایا وہ رات کی دُعا اور صبح کے وظیفہ کی برکت سے تھا۔

ساعتِ[۷] جمعہ کی تعیین میں بہت اختلاف ہے، مصنفؒ نے پہلا قول یہ نقل کیا ہے کہ وہ وقت امام کے منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے، اور اسی قول کی حضرت ابوموسیٰ اشعری کی حدیث سے تائید کی ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ہے:۔

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ھی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰۃ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے وہ ساعت امام کے منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔

لیکن مصنفؒ کی رائے اس کے خلاف ہے انہوں نے منبہہ میں تین حدیثیں روایت کی ہیں، اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ساعت نمازِ جمعہ میں امام کے الحمد پڑھنے سے آمین کہنے تک ہے اور کہا ہے میرا اور میرے ساتھیوں کا تجربہ ہے کہ اس وقت جو بھی دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔

جمعہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں، ارشاد نبوی ہے:۔

خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منہا ولا تقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ، رواہ مسلم

یعنی سب دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں داخل کئے گئے پھر اسی دن جنت سے باہر کئے گئے، اسی دن قیامت برپا ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس میں جو بھی دُعا مانگتا ہے، قبول ہوتی ہے، اس ساعت میں گو علماء کا اختلاف ہے کہ وہ کونسی ہے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، لیکن صحیح حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ساعت امام کے خطبہ شروع کرنے سے آخر نماز تک ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو مسلمان جمعہ کی شب یا دن کو مریگا خدا اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھیگا، مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کے روز اپنی بیوی سے

اعمالِ جمعہ ❁ جمعہ کی فضیلت

ہمبستر ہو لیں اور ناخن کتروائے، نماز جمعہ کیلئے غسل کرے اگر خوشبو میسر ہو تو اس کا بھی استعمال کرے، بالوں میں تیل ڈالے اور کنگھی کرے

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

حق الله علے کل مسلم ان یغتسل فی کل سبعة ایام یغسل راسه وجسده

یعنی ہر مسلمان پر خدا کا حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دفعہ سر اور بدن دھو ڈالے۔

اور جو کچھ میسر ہو خیرات کرے، نماز جمعہ کے بعد مسلمانوں سے ملاقات کرے، بیماروں کی عیادت کرے، جنازہ میں شریک ہو، قبروں کی زیارت کرے مجلس میں نکاح میں شرکت کرے، علم حاصل کرے، حلال روزی پیدا کرے اور دن رات میں سات بار یہ دعا پڑھے:-

اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدك وابن امتك وفی قبضتك وناصیتی بیدك امسیت علے عهدك ووعدك ما استطعت اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء بنعمتك وابوء بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانه لا یغفر الذنوب الا انت

یعنی اے اللہ تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں اور تیرے قبضہ میں ہوں اور میری پیشانی کے بال تیرے قبضے میں ہیں اور جتنا مجھ سے بن پڑا میں تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، (اور) جو کچھ میں نے کیا اس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری نعمت کا مقر اور اپنے گناہ کا معترف ہوں، تو تو میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

جمعہ کی نماز ہر مسلمان پر فرض ہے، مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکے اور غلام پر نہیں، امام کے علاوہ دو آدمی بھی ہوں تو بھی جمعہ قائم کرنا چاہئے، اس روز امام نماز سے پہلے منبر پر کھڑا ہو اور دو خطبے باوازِ بلند پڑھے اس کے بعد دو رکعت بہ نیت فرض اونچی قرأة سے پڑھے۔

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نہا دھو کر نماز جمعہ کی غرض سے مسجد میں جاتا اور لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگتا، انہیں ان کی جگہ سے نہیں ہٹاتا، پھر جس قدر بن پڑتا ہے، نماز نفل پڑھتا اور خطبہ کے وقت خاموشی اور سکوت سے بیٹھا رہتا ہے، تو اسکے وہ تمام گناہ بخشے جاتے ہیں جو اگلے جمعہ سے اس جمعہ تک ہوئے ہیں، بلکہ تین دن کے زیادہ (ترمذی)

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز دو خطبے کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور دونوں خطبوں کے بیچ میں قدرے بیٹھ جاتے امام منبر پر بیٹھ جاتے تو اسکے سامنے صحن مسجد میں باواز بلند اذان دی جائے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صرف یہی ایک اذان دی جاتی تھی، اسی طرح خلیفہ اول اور دوم کے زمانہ میں، لیکن جب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دور دورہ ہوا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے خطبہ سے پہلے ایک اور اذان کا حکم دیا اور صحابہؓ کی موجودگی میں حکم دیا، اس پر نہ تو کسی نے انکار کیا نہ اعتراض، اس لئے یہ اذان خلفائے راشدین کی سنت میں داخل ہے، خطبہ کی اذان کے بعد مسلمانوں پر خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے، اثنائے خطبہ میں جو لوگ آئیں وہ جہاں جگہ پائیں بیٹھ جائیں اور نہایت سکوت کے ساتھ خطبہ سنیں، خطبہ کے اندر بولنے والے کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گدھا فرمایا ہے۔

نماز جمعہ بغیر خطبہ کے جائز نہیں اور اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھائے تو بھی درست نہیں، امام ہاتھ میں عصا لے کر نماز جمعہ کا خطبہ پڑھے تو بہتر اور مسنون ہے، خطبہ عربی ہی زبان میں پڑھے، لیکن کچھ وعظ و نصیحت اور احکامِ شرع سامعین کی زبان عام میں ان کی حالت اور وقت کے مناسب بیان کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں اکثر "سبح اسم ربك" اور سورۂ غاشیہ پڑھا کرتے، اور کبھی سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون بھی پڑھا کرتے تھے، مگر جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورۂ الم السجدہ اور سورہ دھر ہمیشہ پڑھا کرتے تھے

جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضرین کو ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا چاہئے، ہاں جی ہی جی میں دعا کرنے کا مضائقہ نہیں۔ جو شخص بے عذر جمعہ ترک کر دے اسے چاہئے کہ نماز جمعہ کے کفارے میں ایک دینار یعنی ساڑھے تین روپے رائج الوقت محتاجوں کو خیرات کر دے اور اگر اتنا ممکن نہ ہو تو نصف دینار یعنی ایک روپیہ بارہ آنے ہی دیدے، اور یہ بھی نہ بن پڑے تو ایک صاع یعنی ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک گیہوں خیرات کر دے اور جسے ایک صاع کے خیرات کرنے کا بھی مقدور نہ تو آدھا صاع دے ڈالے بعض حدیثوں میں ایک مد غلہ بھی آیا ہے، اور آدھا مد بھی، مد عرب کا ایک پیمانہ ہے جس میں سیر بھر ناج آتا ہے، انگریزی تول کے حساب سے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جسے کچھ بھی میسر نہ ہو وہ صرف ایک درم یعنی سوا پانچ آنے یا نصف درم خیرات کرے اور خدا سے توبہ و استغفار بکثرت کرے۔

اور جو شخص بے عذر جمعہ چھوڑنے کی عادت کرے وہ لوح محفوظ میں منافق لکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر لگا دیتا ہے، اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

أَحْوَالُ الْإِجَابَةِ عِنْدَ النِّدَآءِ بِالصَّلٰوةِ د مس وَ بَيْنَ
الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ د ت س حب وَبَعْدَ الْحَيْعَلَتَيْنِ لِمَنْ
نَزَلَ بِهٖ كَرْبٌ أَوْ شِدَّةٌ مس وَعِنْدَ الصَّفِّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حب ط
مو طا وَعِنْدَ الْتِحَامِ الْحَرْبِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا د وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ
الْمَكْتُوْبَاتِ ت س وَفِي السُّجُوْدِ م د س وَعَقِيْبَ تِلَاوَةِ
الْقُرْاٰنِ ت وَلَا سِيَّمَا الْخَتْمِ ط مو مص خُصُوْصًا مِّنَ
الْقَارِئِ ت ط وَعِنْدَ شُرْبِ مَاءِ زَمْزَمَ مس وَالْحُضُوْرِ
عِنْدَ الْمَيِّتِ م عه وَصِيَاحِ الدِّيَكَةِ خ م ت س
وَاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ ع وَفِي مَجَالِسِ الذِّكْرِ خ م ت
وَعِنْدَ قَوْلِ الْإِمَامِ وَلَا الضَّآلِّيْنَ م د س ق
وَعِنْدَ تَغْمِيْضِ الْمَيِّتِ م د س ق وَعِنْدَ إِقَامَةِ
الصَّلٰوةِ ط مر وَعِنْدَ نُزُوْلِ الْغَيْثِ د ط مر
رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي الْأُمِّ مُرْسَلًا وَّقَالَ قَدْ حَفِظْتُ
عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ طَلَبَ الْإِجَابَةِ عِنْدَهٗ قُلْتُ وَعِنْدَ
رُؤْيَةِ الْكَعْبَةِ ت ط وَبَيْنَ الْجَلَالَتَيْنِ فِي الْأَنْعَامِ
حَفِظْنَا ذٰلِكَ مُجَرَّبًا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَنَصَّ

عَلَيْهِ الْحَافِظُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الرَّسْعَنِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ عَنِ الشَّيْخِ الْعِمَادِ الْمَقْدِسِيِّ

دُعا کے قبول ہونے کی حالتیں

دُعا کرنے والے کا حال اس کا وصف ہے اور وقت اس کے لئے ظرف ہے، اس سے اوقات الاجابہ اور احوال الاجابہ کا فرق معلوم ہوگیا۔

ترجمہ: (دعا ان حالات میں قبول ہوتی ہے) نماز[۱] کے لئے اذان ہونے کے وقت دُعا کرنا[۱]، ابوداؤد، حاکم (عن سہل بن اسعدؓ) اور اذان واقامت[۲] کے درمیان دعا مانگنا[۲]، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان (عن انسؓ) اور مصیبت وغمزدہ[۳] شخص کا حی الصلوٰۃ حی الفلاح کے بعد دعا کرنا[۳]، حاکم (عن ابی امامہؓ) اور میدان جنگ میں صف[۴] باندھتے وقت دعا کرنا، ابن حبان، طبرانی، مرفوعاً (عن سہل ابن سعدؓ) موطا امام مالک موقوفاً (عن سہل ابن سعدؓ) اور (جنگ میں) ایک[۵] دوسرے سے لڑنے کے لئے دست و گریباں ہوتے وقت[۴]، ابوداؤد (عن سہلؓ) اور فرض نمازوں[۶] کے بعد[۵] ترمذی، نسائی (عن ابی امامہؓ) اور سجدہ کی حالت[۷] میں[۶] مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ) اور تلاوت[۸] قرآن شریف کے بعد ترمذی (عن عمران بن حصینؓ) خصوصاً ختم قرآن[۹] مجید کے بعد طبرانی، مرفوعاً (عن عمرانؓ) ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن ابی لبابہ ومجاہدؓ) خاصکر قرآن مجید[۱۰] ختم کرنے والے کی دعا، ترمذی، طبرانی (عن عمران بن حصینؓ) اور چاہ زمزم[۱۱] کا پانی پیتے وقت، حاکم، (عن ابن عباسؓ) اور میت کی جانکنی[۱۲] کے وقت[۷] مسلم، سنن اربعہ (عن ام سلمہؓ) اور مرغ کی آواز[۱۳] کے وقت[۸]، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ) اور مسلمانوں کے جمع[۱۴] ہونے کے وقت[۹]، صحاح ستہ، (عن عطیۃ الانصاریؓ) اور ذکر کی مجلسوں[۱۵] میں[۱۰]، بخاری، مسلم، ترمذی (عن ابی ہریرۃؓ) اور امام کے ولاالضالین[۱۶] کہتے وقت، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، (عن اُم سلمہؓ) اور میت کی آنکھ[۱۷] بند کرتے وقت، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن اُم سلمہؓ) اور نماز کی اقامت[۱۸] کے وقت، طبرانی، ابن مردویہ (عن سہلؓ) اور مینہ[۱۹] برستے وقت، ابوداؤد، طبرانی، ابن مردویہ (عن سہلؓ) امام شافعیؒ نے اپنی کتاب الام میں اس کو مرسلاً روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے نزول باران کے وقت دُعا کا قبول ہونا بکثرت علماء سے (سنکر) یاد کیا ہے، (مصنفؒ نے کہا ہے) اور میں کہتا ہوں، کعبہ کی زیارت کے[۲۰] وقت دعا مانگنا[۱۱]، ترمذی، طبرانی (عن ابی ہریرۃؓ) اور سورۂ انعام کے[۲۱] دو مبارک لفظ اللہ کے درمیان میں[۱۲] (اور) ہم نے بے انتہا علماء سے اس وقت میں دُعا کا قبول ہونا مجرب سنا ہے اور جلالتین کے درمیان دُعا کی قبولیت[۱۳] کو حافظ عبد الرزاق رسعنی نے شیخ عماد مقدسی سے اپنی تفسیر میں مصرح بیان کیا ہے۔

شرح :- حدیث[۱] شریف میں ہے :-

عن سهل بن سعد الساعدی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم ثنتان لا تردان الدعاء عند النداء وعند الباس حین یلتحم بعضهم بعضاً۔

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" دو چیزیں بارگاہ رب العزت سے نہیں لوٹتی، ایک اذان کے وقت دُعا کرنا، دوسرے جنگ میں صفوں کے ملتے وقت دُعا مانگنا۔

امام[۲] ترمذی نے یہ اور بیان کیا ہے کہ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اذان و اقامت کے درمیان کیا دعا مانگیں؟ آپؐ نے فرمایا:-

سلوا الله العافیة فی الدنیا والاٰخرة — دین و دنیا کی سلامتی مانگو

اذان سے متصل دُعا مانگے، یا کچھ فاصلہ سے دونوں صحیح ہیں، مگر بہتر یہی ہے کہ متصل ہی دعا کرے۔

کرب[۳] کے معنی فکر، غم اور مشقت کے ہیں اور " شدة " کے معنی سختی، تنگی اور مصیبت کے ہیں، یا شکِ راوی ہے، یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کرب کا لفظ فرمایا ہے، یا شدة کا۔

جس[۴] وقت مسلمان کافروں پر حملہ کریں، اور زخموں سے چور ہونے لگیں، تو یہ دُعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

فرض[۵] نماز کے بعد دعا مانگنے کا وقت سب سے افضل و بہتر وقت ہے، اس میں دعا کے قبول ہونے کی زیادہ اُمید ہے، اور یہ وقت سلام پھیرنے کے بعد ہی ہے (اگر سنن اور اذکار ماثورہ کے بعد مراد لیں تب بھی اُمید ہے کہ یہی حکم ہو)

سجدہ[۶] سے نماز کا سجدہ مُراد ہے، اکیلا سجدہ مولائے رب العزت کے تقرب کا ذریعہ نہیں بن سکتا، جس طرح تنہا قیام اور رکوع سے پروردگار کا قرب نہیں حاصل ہوتا ہے، یہی مسلک امام ابو حنیفہؒ کا ہے، مگر اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

اگر[۷] لفظ حُضور کو پیش پڑھیں تو اس کے معنی مرنے والے کی جانکنی کے ہوں گے، کیونکہ اس وقت ملائکہ آمین کہتے رہتے ہیں، اور اگر زبر سے پڑھیں تو میّت کے پاس آنے کے معنی ہوں گے۔

ارشاد[۸] نبوی ہے، جب تم مُرغ کی آواز سنو تو اللہ سے اسکے کرم کی زیادتی چاہو کہ اس وقت مرغ فرشتہ کو دیکھتا ہے۔

جس[۹] جگہ مسلمانوں کا اجتماع ہو، جیسے جمعہ، عیدین، بیت اللہ، عرفات وغیرہ تو وہاں دُعا قبول ہونیکی زیادہ توقع ہے۔

مجالس[۱۰] ذکر میں تمام مجلسیں شامل ہیں، خواہ ذکر کا حلقہ ہو، یا قرآن و حدیث کا درس یا احیائے دین کیلئے جمع ہو کر بیٹھنا

کعبہ[۱۱] پر جب پہلی نظر پڑے تو جو چاہے دعا کرے، یہ بھی دُعا کی قبولیت کا عجیب وقت ہے، طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے

" یستجاب دعاء المسلم عند رؤیة الکعبة" زیارت کعبہ کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے، مگر فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جائے گا۔

سورۂ[۱۲] انعام میں لفظ اللہ ایک جگہ مکرر آیا ہے :- " مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ " الانعام رکوع ۱۵۔ (ان دونوں کے درمیان یعنی رسل اللہ کے بعد محل قبولیت ہے)

حافظ[۱۳] سے حافظ حدیث مُراد ہے اور حافظ حدیث اس شخص کو کہتے ہیں جس کو متن اور سند کے ساتھ ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں۔

❋ أَمَاكِنُ الْإِجَابَةِ ❋

فَكَالْمَوَاضِعِ الشَّرِيفَةِ قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فِي رِسَالَتِهِ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ إِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ هُنَاكَ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ مَوْضِعًا فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ الْمُلْتَزَمِ وَتَحْتَ الْمِيزَابِ وَفِي الْبَيْتِ وَعِنْدَ زَمْزَمَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِي الْمَسْعَى وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي الْمُزْدَلِفَةِ وَفِي مِنًى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ الثَّلٰثِ قُلْتُ وَإِنْ لَمْ يُجَبِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفِي أَيِّ مَوْضِعٍ يُسْتَجَابُ عَلَى أَنَّا قَدْ رُوِّينَا فِي اسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ فِي الْمُلْتَزَمِ حَدِيثًا مُسَلْسَلًا مِّنْ طَرِيقِ أَهْلِ مَكَّةَ

❋ دُعا قبول ہونے کی جگہیں ❋

ترجمہ:۔ حضرت حسن بصریؒ نے اپنے خط میں اہلِ مکّہ کو لکھا کہ مکہ میں پندرہ جگہ دُعا قبول ہوتی ہے۔ طواف میں، ملتزم کے پاس، میزاب کے نیچے، کعبہ کے اندر، چاہ زمزم پر، صفا و مروہ پر، اور مسعٰی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ) میں مقام ابراہیم کے پیچھے، عرفات میں، مزدلفہ میں، منیٰ میں اور تینوں جمرات کے پاس، (مصنفؒ) میں کہتا ہوں اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس دُعا نہ قبول ہوگی تو پھر کس جگہ قبول ہوگی؟

علاوہ ازیں ملتزم میں دُعا کی قبولیت کے بارے میں اہلِ مکہ کی روایت سے ایک مسلسل حدیث بھی ہم سے بیان کی گئی ہے۔

شرح: حضرت حسن بصریؒ جب مکہ سے بصرہ روانہ ہونے لگے، تو اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا جس میں اقامتِ مکہ

کے فضائل لکھے اور وہاں کے دعا کی قبولیت کے مقامات بیان کئے اور ان پندرہ ہی جگہ پر انحصار نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ اور بھی ہیں، مثلاً رکن یمانی کے پاس حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان، دار ارقم، بیت حذیفہؓ، غار ثور، غار حرا وغیرہ۔

ملتزم[۱]۔ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ایک جگہ ہے، جہاں لوگ آکر تبرک کے لئے چمٹتے ہیں، اس لئے اس کا نام ملتزم ہے اور اس کا اتنا فاصلہ ہے کہ اگر ایک ہاتھ حجر اسود پر رکھیں تو دوسرا ہاتھ کعبہ کے دروازے پر پہنچے اور اس میں اس طرح دعا کرے کہ طواف کے بعد کعبہ کا غلاف پکڑ کر اپنا منہ اور رخسارہ اس پر رکھ دے اور تمام بدن اس سے لگا کر یہ دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَاقِفٌ بِبَابِكَ وَمُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عَذَابَكَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَجَسَدِیْ عَلَى النَّارِ۔

الٰہی میں تیرے در پر کھڑا ہوں اور تیرے ہی آستانہ کو پکڑے ہوئے ہوں، میں تجھ ہی سے امید کرتا ہوں اور تیرے ہی عذاب سے ڈرتا ہوں، خدایا تو میرے بال اور جسم کو دوزخ پر حرام کر دے۔

چاہ زمزم[۲] پر کھڑے ہو کر پانی پیتے وقت قبلہ رو ہو کر دعا کرے، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چاہ زمزم پر یہ دعا کی تھی:۔

"اللھم انی اسئلك علما نافعا ورزقا واسعا وعملا متقبلا وشفاء من کل داء"

خدایا میں تجھ سے مفید علم، (پاک) فراخ روزی، مقبول عمل اور ہر قسم کی بیماری سے شفاء مانگتا ہوں۔

تمام منٰی[۳] قبولیت کی جگہ ہے، کیونکہ حجاج کی قیام گاہ ہے، خصوصاً مسجد خیف میں عبادت کے وقت دعا خوب قبول ہوتی ہے۔

حدیث[۴] مسلسل، اس حدیث کو کہتے ہیں کہ اس کے راوی روایت کرتے وقت ایک حالت پر ہوں، مثلاً روایت کرتے وقت سب نے قسم کھائی ہو یا اسی طرح کوئی اور فعل کیا ہو (کذا ذکرہ علی)

حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے، ملتزم ایسی جگہ ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے، بندہ جو دعا اس میں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور اس حدیث کے ہر راوی نے مصنفؒ تک روایت کرتے وقت اس طرح کہا ہے کہ قسم ہے خدا کی میں نے کبھی اللہ سے اس مقام پر ایسی دعا نہیں کی جو اللہ نے قبول نہ کی ہو۔

الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ دُعَاؤُهُمُ الْمُضْطَرُّ خ مُ دَ وَالْمَظْلُوْمُ عَ وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا اَرْ مُصْ وَلَوْ كَانَ كَافِرًا حِبْ اَ وَالْوَالِدُ دَ تِ قَ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ تِ قَ حِبْ وَالرَّجُلُ الصَّالِحُ خ مُ قَ وَالْوَلَدُ الْبَارُّ بِوَالِدَيْهِ مُ وَالْمُسَافِرُ دَ رَ قَ وَالصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ تِ قَ حِبْ وَالْمُسْلِمُ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُ دَ مُصْ وَالْمُسْلِمُ مَا لَمْ يَدْعُ بِظُلْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ اَوْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ اُجَبْ مُصْ اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عُتَقَاءَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ عَبْدٍ مِّنْهُمْ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ اَ وَفِيْ جَامِعِ اَبِيْ مَنْصُوْرٍ اَلدُّعَاءُ الصَّحِيْحُ دَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ

مُستجابُ الدّعوات لوگ

ترجمہ :۔ وہ لوگ جن کی دُعا دربارِ الٰہی میں قبول ہی ہوتی ہے کبھی رد نہیں کی جاتی، یہ ہیں: بیچین[1] وغمزدہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد (عن ابن عمرؓ) اور ستم[2] رسیدہ، صحاح ستہ (عن ابن عباسؓ) اگرچہ مظلوم (یعنی ستم رسیدہ) گنہگار ہو، (عن ابی ہریرہؓ) مسند احمد، بزار، ابن ابی شیبہ، اگرچہ ستم[3] رسیدہ کافر ہی ہو، ابن حبان، احمد (عن ابی ذر الغفاریؓ) اور باپ[4] (کی دُعا اولاد کے لئے) ابوداؤد، ترمذی ابن ماجہ (عن ابی ہریرہؓ) اور امام عادل ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان (عن ابی ہریرہؓ) اور نیک آدمی[5]، بخاری مسلم، ابن ماجہ (عن ابن عمرؓ) اور والدین[6] کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والا بیٹا، مسلم (عن عمرؓ) اور مسافر[7]، ابوداؤد، بزار، ابن ماجہ اور روزہ[8] دار جس وقت افطار کرے، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور وہ مسلمان[9] جو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے بیٹھ پیچھے دعا کرے، مسلم، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ (عن

ابی ہریرۃؓ وابی سعیدؓ) اور مسلمان جب تک ظلم اور قطع رحمی کی دُعا نہ کرے، یا کہے میں نے دُعا کی، (مگر) قبول نہیں ہوئی، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃؓ) بیشک اللہ عزوجل کے کچھ آزاد بندے ہیں جن میں سے ہر ایک کی دن ورات میں ایک دُعا (ضرور) قبول ہوتی ہے، مسند احمد (عن ابی ہریرۃؓ) جامع ابی منصور میں ہے سچی اور صحیح دعا حاجی کی دعا ہے، جب تک وہ حج سے واپس ہو (یعنی حج کے زمانہ میں)

شرح: مضطر، بیچین غمزدہ اور مصیبت رسیدہ کو کہتے ہیں، اس کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ"
النمل رکوع ۵

بھلا کون (ہے کہ) جب کوئی شخص (بے قرار ہوکر) اس سے فریاد کرے، وہ اس بے قرار کی فریاد کو پہنچے اور (اس کی) مصیبت کو ٹال دے۔

شیخ داؤد بیانیؒ ایک بیمار کی عیادت کو گئے، جو اپنے جینے کی آس چھوڑ چکا تھا، اس نے عرض کیا، آپ میری صحت کی دعا فرمائیں، شیخ نے فرمایا تم خود دُعا کرو، تم مضطر ہو اور مضطر کی دعا کے لئے بارگاہِ الٰہی سے قبولیت کے دروازے کھلے رہتے ہیں، کیونکہ اس کی نیاز زیادہ ہے اور اللہ تعالےٰ بیچاروں کی نیاز کو پسند فرماتا ہے۔ ارشادِ نبوی:-

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا ترد دعوتھم الصائم حین یفطر والامام العادل ودعوۃ المظلوم یرفعھا اللہ فوق الغمام وتفتح لہ ابوابھا ابواب السماء ویقول الرب وعزتی لا نصرنک ولو بعد حین، رواہ الترمذی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین آدمیوں کی دعا بارگاہ رب العزت سے رَد نہیں کی جاتی روزہ دار جس وقت افطار کرے، امام عادل اور مظلوم، اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں کے اوپر اُٹھا لیتا ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پروردگار فرماتا ہے، میری عزت کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ کچھ تاخیر ہو۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:-

"اتق دعوۃ المظلوم، فانھا مستجابۃ"

مظلوم کی پکار سے بچو، وہ یقیناً مقبول ہے۔

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:-

"دعوۃ المظلوم وان کان کافرا لیس دونھا حجاب"

مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان خواہ وہ کافر ہی ہو پردہ حائل نہیں ہے۔

شاعر نے خوب کہا ہے:- شعر

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

ستم رسیدہ لوگوں کی بددعا سے بچتے رہو، (کیونکہ اللہ کی طرف سے) خود قبولیت اس کا استقبال کرتی ہے

علماء[3] حنفیہ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کافر کی دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں، فتویٰ اسی پر ہے کہ قبول ہوتی ہے چنانچہ علامہ برجندیؒ نے ذکر کیا ہے:-

"اور تحقیق یہ ہے کہ اضطرار کی حالت میں کافر کی دعا بھی دنیا میں قبول ہوتی ہے، البتہ آخرت میں ان کی کوئی پکار نہیں سُنی جائے گی اور یہ آیت

"وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ" الرعد رکوع ۲ — اور کافروں کی دعا تو یوں ہی بھٹکی (بھٹکی) پھرا کرتی ہے (کوئی اس کا) سننے والا نہیں۔

آخرت ہی کے لئے ہے۔

باپ[2] اپنے بیٹے کے حق میں دعا یا بد دعا جو بھی کرے قبول ہوتی ہے، یہی ماں کی دعا کا حکم ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلث دعوات مستجابات لا شك فيهن دعوة الوالد ودعوة المظلوم ودعوة المسافر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں شک کی گنجائش ہی نہیں، باپ کی دُعا (اپنی اولاد کے حق میں) مسافر کی دعا مظلوم کی دعا۔

علامہ دیلمی نے مسند فردوس میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"دعاء الوالد لولده كدعاء النبي لامته" — یعنی باپ کی دعا بیٹے کے لئے ایسی ہے جیسے پیغمبر کی دعا اپنی اُمت کے لئے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ماں کا ذکر نہیں فرمایا، اس کی دو وجہ ہیں، یا تو اس وجہ سے کہ باپ سے اُس کا زیادہ حق ہے، اس لئے وہ تو بدرجہ اولیٰ مقبول ہے یا اس وجہ سے کہ اس کی بد دعا قبول نہیں ہوتی ہے، کیونکہ اس کی بد دعا بھی رحمت وشفقت سے خالی نہیں ہوتی۔

رجل[3] صالح، نیک آدمی وہ ہے جو بندگی کا حق ایسا ادا کرے جیسا اسے حکم دیا ہے اور اس پر جما رہے۔

بِرّ[4] کے معنی نیکی ہے۔ "ولد بار" نیک لڑکا جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے حسن سلوک سے پیش آئے ان کی رضا جوئی کا خواہشمند ہو۔

مسافر[5] سے اللہ کی راہ میں چلنے والا مراد ہے، جیسے حج، جہاد، طلب علم وغیرہ کے لئے سفر کرنے والا، یہ بھی احتمال ہے کہ مطلق مسافر مُراد ہو۔

بعض[6] نسخوں میں "حین یفطر" (جس وقت افطار کرے) کی بجائے "حتّٰی یفطر" (یہاں تک کہ افطار کرے) ہے، یعنی روزہ دار کا افطار سے پہلے کا تضرع وانکسار کا وقت ہے اور افطار کے بعد کا شکر ورضا کا وقت ہے، دونوں دعا کی قبولیت کے وقت ہیں۔

ایک[9] مسلمان کا اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرنے میں ریا اور دکھاوا نہیں ہوتا ہے اگر کسی کے سامنے بھی اس طرح دعا کرے کہ اس کو خبر نہ ہو تو وہ غائبانہ دعا میں شامل ہے، جناب رسول خدا صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔
"جو مسلمان اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے پاس ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے کہ جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعاء خیر کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہوا کہتا ہے تجھے بھی اس کی مانند ملے"۔
مسلمان جب تک ظلم یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا اس کی دعا قبول ہوتی ہے، یا جب تک یوں نہ کہے کہ میں نے دعا کی تھی قبول نہ ہوئی اور جب یہ کہتا ہے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

اِسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی الْاَعْظَمُ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ
وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ
مِنَ الظّٰلِمِیْنَ مس وَاِسْمُ اللّٰہِ تَعَالَی الْاَعْظَمُ مص
اَلَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ
الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ
کُفُوًا اَحَدٌ عہ حب مس آ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاَنَّکَ
اَنْتَ اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ اِلٰی اٰخِرِہٖ مص وَاسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی
الْعَظِیْمُ الْاَعْظَمُ عہ حب مس آ مص اَلَّذِیْ اِذَا
دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ
بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ق وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ
لَکَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِکْرَامِ عہ حب مس آ مص یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ عہ
حب مس آ وَاسْمُ اللّٰہِ تَعَالَی الْاَعْظَمُ فِیْ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ
وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ
وَفَاتِحَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

دت ق مص واسمُ اللهِ تعالیٰ الاعظمُ فی ثلٰثِ
سُوَرٍ البقرۃِ واٰلِ عمران وطٰہٰ مس قال القاسمُ
فالتمستُھا فوجدتُھا انّہٗ الحیُّ القیّومُ قلتُ وعندی انّہٗ
اللّٰہُ لاالٰہ الّا ھو الحیُّ القیّومُ جمعًا بین الحدیثین
ولما رُوینا فی کتاب الدُّعاءِ للواحدیّ عن یونس بن
عبدِ الاعلیٰ واللّٰہُ تعالیٰ اعلمُ والقاسمُ ھٰذا ھو ابنُ
عبدِ الرحمٰنِ الشامیُّ التابعیُّ صاحبُ ابی اُمامۃَ صدوقٌ

اسمِ اعظم

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے ساتھ جب دُعا مانگی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے (اور وہ

"لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔" انبیاء، رکوع ۶

(اے خدا) تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک (ذات) ہے، مَیں نے (بڑا) ظلم کیا۔

میں ہے، حاکم (عن سعد بن وقاصؓ)

اسمِ اعظم وہ اسم ہے کہ جب اس کے ساتھ (اللہ سے) سوال کیا جائے تو وہ پورا کرے، اور جب اس کے ذریعہ دعا کی جائے تو قبول کرے، اور وہ

"اللھم انی اسئلک بانی اشھد انک انت اللہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد۔"

خدایا میں تجھ سے مانگتا ہوں، اس وجہ سے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے، بے نیاز ہے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اسکے برابر کا ہے۔

میں ہے، سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، احمد (عن بریدۃ ابن الحصیب)

اور لفظ اسم اللہ تعالےٰ الاعظم ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں اس طرح ہے :-

"الٰہی میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تنہا، بے نیاز، جس سے نہ کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے"

اور اللہ برتر کا بہت بڑا اور بزرگ نام، سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، احمد، ابن ابی شیبہ (عن انسؓ) وہ ہے کہ اس کے ساتھ جب دُعا کی جائے تو قبول ہو اور جب اس کے ذریعہ سے مانگا جائے، تو وہ دے دے۔

خدایا! میں تجھ سے (اس وسیلہ سے) سوال کرتا ہوں کہ تعریف تیرے ہی لئے ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں (ابن ماجہ) تو تنہا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو ہی مہربان ہے، تو ہی داتا ہے، تو ہی آسمان وزمین کا بنانے والا ہے، اے بزرگی وبخشش والے، سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، احمد، ابن ابی شیبہ، (عن انسؓ)

(اور اس کے ساتھ) اے زندہ اور اے سنبھالنے والے (کے الفاظ) سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، مسند احمد میں اور زائد ہیں،

اور اسم اعظم ان دو آیتوں

"وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ" بقرہ رکوع ۱۹

"الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" آل عمران رکوع ۱

اور (لوگو!) تمہارا معبود تو (وہی) خدائے واحد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بڑا رحم کرنے والا مہربان ہی

الم اللہ (وہ پاک ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ (کارخانۂ عالم کا) سنبھالنے والا۔

میں ہے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ

اسم اعظم تین سورتوں ــ سورۂ بقرہ، آل عمران اور طٰہٰ میں ہے، حاکم (عن ابی امامہؓ)

قاسم (جو راوی حدیث ہیں کہتے ہیں) میں نے اس کو تلاش کیا تو "الحی القیوم" کو اسم اعظم پایا۔

(مصنفؒ) میں کہتا ہوں، میرے نزدیک "انہ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" اسم اعظم ہے تاکہ دونوں حدیثوں میں مطابقت ہو جائے (اور میرے خیال کی وہ حدیث بھی تائید کرتی ہے) جو واحدی کی کتاب الدعاء یونس بن عبد الاعلیٰ سے ہمیں پہنچی ہے، اور قاسم وہ عبدالرحمٰن شامی تابعی ہیں جو حضرت ابو امامہؓ کے قابل اعتماد شاگرد ہیں۔

شرح: حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے، کیا میں تمہیں اسم اعظم نہ بتاؤں؟ کہ جب اللہ سے اس کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول ہو، اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو پورا ہو، اور وہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا "لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول! کیا یہ حضرت یونس علیہ السلام ہی کے لئے خاص تھا؟ آپ نے فرمایا تو نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا:۔

"فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ" انبیاء رکوع ۶

تو ہم نے ان کی فریاد سُن لی اور ان کو غم سے نجات دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے ہیں۔

یعنی سب کے لئے عام ہے۔

اسم اعظم، اسمائے الٰہی میں سے شب قدر کی طرح پوشیدہ ہے، جس کو جس اسم سے نفع ہوا، اس نے اسی کو اسم اعظم سمجھ لیا، جس طرح شب قدر کو مختلف تاریخوں میں دیکھا، جس شخص نے جس تاریخ کو دیکھا ویسا ہی بیان کر دیا لیکن تمام حضرات کی اسم اعظم کے بارے میں یہ رائے ہے کہ اسم اعظم لفظ "اللہ" ہے اس لئے کہ اللہ اسم ذات ہے اور اسکے علاوہ جس قدر اسماء ہیں وہ سب صفاتی ہیں۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اسم ذات اس شرط سے اسم اعظم ہے کہ تو اللہ کہے اور تیرے دل میں اس کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کا اثر ہوگا۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اللہ رب العزت سے سوال کیا کہ آپ مجھے اسم اعظم تعلیم فرمادیں، تو اللہ تعالےٰ نے انہیں خواب میں دکھایا کہ اسم اعظم "هو الله الذي لا اله الا هو رب العرش العظيم" ہے

اسم اعظم کے بارے میں اولیاء اللہ کے بہت سے اقوال ہیں، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کی تحقیق میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ بعض محققین حضرات نے کہا ہے، اس جامع دعا میں تمام بزرگوں کے اقوال آگئے ہیں۔

"اللهم انى اسئالك بان لك الحمد لا اله الا انت يا حنان، يا منان، يا بديع السموت والارض، يا ذالجلال والاكرام، يا خير الوارثين، يا ارحم الراحمين، يا سميع الدعاء، يا الله، يا الله، يا الله، يا عالم، يا سميع، يا عليم، يا حليم، يا ملك الملك، يا مالك، يا سلام، يا حق، يا قديم، يا قائم، يا غنى، يا محيط، يا حكيم، يا على، يا قاهر، يا رحمٰن، يا رحيم، يا سريع، يا كريم، يا مخفى، يا معطى، يا مانع، يا محيى، يا مقسط، يا حى، يا قيوم يا احمد، يا حمد، يا رب، يا رب، يا رب، يا رب، يا رب، يا وهاب، يا غفار، يا قريب، يا لا اله الا انت سبحانك

خدایا، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ تعریف تیرے ہی لئے ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے شفقت کرنے والے، احسان کرنے والے، آسمان و زمین کے موجد، اے بزرگی و بخشش والے، اے بہترین وارث، اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحیم، اے پکار سننے والے، اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ، اے جاننے والے، اے سننے والے، اے سب سے زیادہ واقف، اے بردبار، اے جہان کے مالک، اے پادشاہ (دوجہان) اے عیبوں سے پاک، اے سچے، اے ہمیشہ رہنے والے، اے موجود، اے بے پرواہ، اے گھیرنے والے، اے حکمت والے، اے بلند و برتر، اے غالب، اے مہربان، اے رحم کرنے والے، اے جلد بکڑنے والے، اے بخشش کرنے والے، اے پردہ پوشی کرنے والے، اے داتا، اے روک لینے والے، اے عدل کرنے والے، اے زندہ، اے سنبھالنے والے، اے لائق تعریف، اے (سراپا) تعریف، اے پالنے والے، اے پالنے والے، اے پالنے والے، اے پرورش کرنے والے، اے عطا کرنیوالے

انی کنت من الظالمین۔ انت حسبی ونعم الوکیل"

اور بخش دینے والے اے نزدیک، اے وہ ذات کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، مَیں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں، مجھے تو تو بس ہے اور تیری حفاظت کافی ہے۔

[۲] احادیث مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم "لا الٰہ الا ھو" اور "اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم" ہے، اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ اسم اعظم سورۂ بقرہ، آل عمران اور طٰہٰ میں ہے، وہ بھی اس کی مؤید ہے، اس لئے کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران میں ایک ہی الفاظ ہیں سورۂ بقرہ میں ہے "اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم" اور سورۂ آل عمران میں ہے "الم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم" مگر سورۂ طٰہٰ میں کچھ الفاظ بدلے ہوئے ہیں، اس میں ہے "وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ" رکوع ۶۔

اس لئے مصنفؒ نے دونوں حدیثوں کے جمع کرنے کی غرض سے یہ نتیجہ نکالا کہ "لا الٰہ الا ھو" اور "اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم" اسم اعظم ہے۔
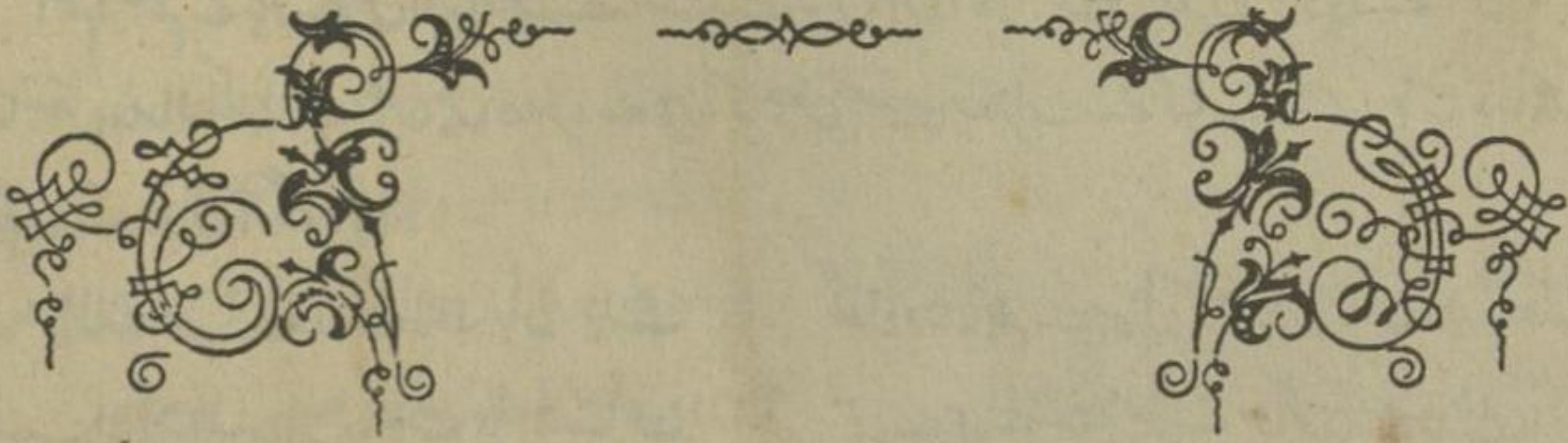
وَاَسْمَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی الْحُسْنٰی الَّتِیْ اُمِرْنَا بِالدُّعَاءِ بِھَا
تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِسْمًا مَّنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خ م
ت س ق مس حب لَا یَحْفَظُھَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ
خ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِکُ
الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ
الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَھَّارُ الْوَھَّابُ الرَّزَّاقُ
الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ
الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَکَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ
الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّکُوْرُ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ الْحَفِیْظُ
الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْکَرِیْمُ الرَّقِیْبُ الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ
الْحَکِیْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ الشَّھِیْدُ الْحَقُّ الْوَکِیْلُ
الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الْمُحْصِی الْمُبْدِئُ الْمُعِیْدُ
الْمُحْیِ الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ
الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ
الْاٰخِرُ الظَّاھِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِی الْمُتَعَالِی الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ
الْعَفُوُّ الرَّؤُوْفُ مَالِکُ الْمُلْکِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ
الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ
ق مس حب

اسماء حسنیٰ

اللہ کے پیارے پیارے نام

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ جن کے ساتھ ہمیں دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ننانوے نام ہیں، جو شخص ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان (عن ابی ہریرۃؓ)

امام بخاریؒ نے یہ جملہ اس طرح روایت کیا ہے "کہ کوئی شخص ان (اسمائے حسنیٰ) کو یاد نہیں کریگا مگر جنت میں داخل ہوگا، (عن ابی ہریرۃؓ) اور وہ یہ ہیں:-

وہ اللہ ایسا پاک ذات ہے، کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، نہایت رحم والا، بہت مہربان (تمام جہان کا) بادشاہ، تمام عیبوں سے پاک، تمام نقصانات سے محفوظ، اپنے وعدہ میں سچا یا اپنے عذاب سے امن دینے والا، بڑا نگہبان یا گواہ، غالب، قوی، قاہر، بگڑی بنانے والا، زبردست، بڑی عظمت و بزرگی والا، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، ہر چیز کا موجد، تمام مخلوق کی طرح طرح کی صورتیں بنانے والا، بہت بخشنے والا، زبردست یا غلبہ رکھنے والا، بلا عوض بہت دینے والا، مخلوقات کا روزی رساں، مشکلکشا یا بندوں میں حکم کرنے والا، ظاہر و باطن کا علم رکھنے والا، ہر چیز کا روک دینے والا، (بندوں کی روزی محدود یعنی نپی تلی کرنے والا) ہر چیز کا کھولنے والا (بندوں کی روزی فراخ کرنے والا، (نافرمانوں کو) پست کرنے والا، (فرمانبرداروں کو) بلند کرنے والا، عزت بخشنے والا، ذلت دینے والا، ہمیشہ سننے والا، ہمیشہ دیکھنے والا، (مخلوقات کا) حکمران، صحیح فیصلہ کرنے والا، نہایت منصف، انتہائی باریک بین، (بے انتہا لطف و نرمی کرنے والا)، بڑا باخبر، آگاہ، دانا، عالم، عارف، نہایت بردبار، اپنی ذات و صفات میں بزرگ و برتر، بہت مغفرت کرنے والا، بڑا قدر شناس، بڑا بلند مرتبہ بڑا (ایسا بڑا جس سے بڑا کوئی متصور نہیں ہوسکتا) محافظ، نگہبان، مخلوقات کو روزی دینے والا، بہت ہی کافی بڑا حساب لینے والا، بڑا بزرگ، بڑا سخی، شریف، بلاسفارش دینے والا، بلا سفارش بخشنے والا، بڑا نگہبان، بہت ہی قبول کرنے والا، بڑی وسعت والا (وسیع المعلومات یا وسیع الغفار)، بڑی حکمت والا (حقائق اشیاء کا عالم)، بڑی محبت رکھنے والا، بڑی شان والا،

بزرگ، شریف، مُردوں کو مرنے پیچھے اٹھا کر کھڑا کرنے والا، ہر جگہ ہر وقت موجود، حاضر، ثابت، برحق، خدائی کے لائق، بڑا کارساز، بڑا زور والا، استوار، بڑا قوی، محب، دوست، مددگار، مستحق حمد، شمار رکھنے والا، ہر چیز کو احاطۂ علم میں کرنے والا، پہلی بار پیدا کرنے والا، دوبارہ پیدا کرنے والا، مخلوقات کو زندہ رکھنے والا، موت دینے والا، ہمیشہ زندہ رہنے والا، ہمیشہ قائم رہنے والا، کارخانۂ عالم کا سنبھالنے والا، بڑا غنی، بڑا بزرگ، بڑی عظمت والا، یکتا، یگانہ، بڑا بے نیاز، بڑی قدرت والا، قدرت ظاہر کرنے والا، صاحب مقدرت، سبقت دینے والا، اپنے دوستوں کو بارگاہِ عزت کی طرف بڑھانے والا، پیچھے رکھنے والا، دشمنوں کو اپنے لطف سے پیچھے ہٹانے والا، سب سے پہلا، سب سے پچھلا، سب سے ظاہر، بلحاظ قدرت، سب سے پوشیدہ ہے بلحاظ ذات، بڑا منتظم، بڑا کارساز، تمام امور کا متولی، بہت بلند، مخلوقات کی صفات سے منزہ، بڑا سلوک کرنے والا، اپنے لطف سے بندوں کے ساتھ نیکی کرنے والا گنہگاروں کی توبہ قبول کرنے والا، نافرمانوں سے بدلہ لینے والا، بڑی درگذر کرنے والا، گناہوں کو مٹانے والا، نہایت ہی شفیق، خداوند جہان، بڑی بزرگی و عزت والا، بڑا منصف و عادل، قیامت میں سب کو اکٹھا کرنے والا، غنی، بے پروا، غنی بنانے والا، بے پروا کرنے والا، بلا کا روکنے والا (اپنے دوستوں سے تکلیف روکنے والا)، بڑا ضرر پہنچانے والا، ضرر و شر کا خالق، بڑا نفع پہنچانے والا، نفع و خیر پیدا کرنے والا، روشن کرنے والا، راہ (ہدایت) دکھلانے والا، بڑا موجد، ہمیشہ باقی رہنے والا، ہر چیز کا مالک وارث فنائے موجودات کے بعد باقی رہنے والا، راست، رہنما، بڑا صبر و تحمل والا۔

شرح: اسمائے حسنیٰ (اللہ کے پیارے پیارے ناموں کا حصر ننانوے ناموں ہی پر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اور بھی نام ہیں، ان سے تو یہ مقصود ہے کہ ان ناموں کی جو خاصیت ہے۔ انھیں ناموں کے ساتھ مخصوص ہے، لوامع النجوم میں ہے کہ اللہ تعالٰی کے ایک ہزار نام ایسے ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور ایک ہزار نام ایسے ہیں جن کو صرف فرشتے ہی جانتے ہیں اور ایک ہزار نام ایسے ہیں جو مسلمانوں کی زبان پر جاری و ساری ہیں، ان میں سے تین سو توریت میں، تین سو انجیل میں، تین سو زبور میں اور سو کلام اللہ میں مذکور ہیں، جن میں سے ننانوے نام تو لوگوں پر ظاہر ہیں اور ایک نام پوشیدہ ہے اور وہی اسم اعظم ہے۔

حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ نے اپنے ترجمہ حصن حصین میں اسمائے حسنیٰ کی شرح کی ہے، ہم بھی یہاں اس سے بعض چیزیں نقل کریں گے۔

حضرت ابو عبید اللہؒ سے منقول ہے، میں نے اللہ کے نام قرآن مجید میں تلاش کئے تو ایک سو تیرہ ملے مگر بعض مکرر تھے، جیسے غافر، غفور، غفار وغیرہ، مکررات حذف کرنے کے بعد ننانوے ہی باقی رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا" الاعراف رکوع ۲۲

اور اللہ کے (سب ہی) نام اچھے ہیں تو اس کے نام لے کر اس کو (جن ناموں سے چاہو) پکارو۔

"احصا" کے معنی میں اختلاف ہے، امام بخاریؒ وغیرہ نے حفظ کرنے اور یاد کرنے کے کئے ہیں، کیونکہ بعض روایتوں میں "حفظھا" آیا ہے، بعض علماء نے اس کے معنی پڑھنا، ایمان لانا، معانی جاننا، معانی پر عمل کرنا کئے ہیں، بعض نے قرآن مجید یاد کرنا کئے ہیں، اس لئے کہ یہ تمام نام قرآن شریف میں موجود ہیں۔

۱ "اَللّٰہُ" ذات واجب الوجود، معبود حقیقی کا نام ہے، یہ نام اس کی ذات کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں بول سکتے، نہ حقیقۃً نہ مجازاً، مگر دوسرے نام مجازاً اوروں پر بولے جاتے ہیں، اس وجہ سے یہ نام سب سے افضل واعلیٰ ہے، اور اسی لئے بعض حضرات نے اس کو اسم اعظم کہا ہے۔

بندہ کو چاہئے ان اسمائے حسنیٰ کے معنی اپنے اندر پیدا کرے اور ان اوصاف سے متصف ہو، ہم اسمائے حسنیٰ کی شرح میں اس بات کو نصیب سے تعبیر کریں گے۔

لفظ "اَللّٰہُ" تعلق کے لئے ہے، نہ تخلق، یعنی خلق پکڑنے کے لئے۔

نصیب یہ ہے کہ اس سے لگاؤ پیدا کرے، اپنا دل اس کی یاد میں مستغرق رکھے، اس کے سوا دوسرے کی طرف التفات نہ کرے، اس کے غیر سے کچھ امید نہ رکھے اور اس کے علاوہ کسی سے خوف زدہ نہ ہو۔

خاصیت: جو اس نام کو ہزار بار پڑھے اس میں عزم و یقین کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اگر نماز کے بعد سو بار پڑھے تو باطن کشادہ ہو جائے اور کشف ہونے لگے۔

۲ "اَلرَّحْمٰنُ" بخشنے والا، نہایت رحم والا۔

۳ "اَلرَّحِیْمُ" نہایت مہربان، دونوں مبالغے کے وزن ہیں، مگر رحیم میں مبالغہ زیادہ ہے، کیونکہ دنیا اور آخرت دونوں کی رحمت کو شامل اور صرف خدا کی مقدس ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔

نصیب یہ ہے کہ مخلوقات پر مہربانی کرے اور نظر رحمت رکھے، اپنے سب کام اللہ کے سپرد کرے کہ وہی منعم حقیقی ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے سے مدد نہ چاہے، برائی کے دور کرنے میں سعی و کوشش کرے اور جہاں تک ہو سکے بلا غرض اور بلا عوض محتاجوں کی حاجت روائی کرے۔

خاصیت: نماز کے بعد جو شخص "الرحمٰن الرحیم" کہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل سے غفلت، بھول اور سختی دور کر دیتا ہے اور جو ہر روز سو بار "رحیم" کہے تو تمام مخلوق اس پر مہربان ہو جائے۔

۴ "اَلْمَلِکُ" بادشاہ حقیقی، دونوں جہان اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، وہ سب سے بے نیاز ہے، اور سب اس کے محتاج ہیں، مَلِک مالک سے اخص اور ابلغ ہے، یعنی دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر مَلِک کو مالک تو کہہ سکتے ہیں مگر ہر مالک کو مَلِک نہیں کہہ سکتے۔

نصیب: جب یہ معلوم ہو گیا کہ بادشاہ حقیقی اللہ ہے تو اسی کی درگاہ کا غلام اور اسی کی گلی کا گدا بنے، اور اسی کی اطاعت و فرمانبرداری سے اپنی عزت چاہے، اور سب سے بے نیاز ہو کر اس کی قدرت اور تصرف سے رشتہ جوڑے، اس کے علاوہ کسی غیر سے نہ اپنی حاجت ظاہر کرے، نہ امید و خوف رکھے، ظاہر و باطن میں اپنا تصرف کرے، اور اعضاء و جوارح کو اس کا مطیع بنا لے، تاکہ اپنے عالم وجود کا بادشاہ ہو، بعض مشائخ سے کسی نے وصیت چاہی تو فرمایا کہ دنیا اور آخرت کا بادشاہ ہو جا، یعنی اپنی حاجت اور خواہش کو دنیا

سے منقطع کر کیونکہ بادشاہی اور ملک رانی آزادی اور بے نیازی کا نام ہے۔
خاصیت: جو اس نام کو "القدوس" کے ساتھ ملا کر ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اگر صاحب ملک ہو تو اس کا ملک ہمیشہ باقی رہے اور اگر صاحب ملک نہ ہو تو اس کا نفس اس کا فرمان بردار ہو جائے، اگر عزت وحرمت کے لئے پڑھے تو مجرب ہے۔

۵ "اَلْقُدُّوْسُ" تمام عیبوں سے پاک۔
نصیب یہ ہے کہ اپنے علم کو بُرے خیالوں سے اور اپنے ارادوں کو بشریت کی لذتوں سے پاک صاف کرے
خاصیت: زوال کے وقت جو شخص اس نام کو پڑھے، اس کا دل صاف ہو، اور نماز جمعہ کے بعد جو اس نام کو "اَلسُّبُّوْحُ" کے ساتھ ملا کر روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھلائے فرشتہ صفت ہو جائے اور دشمن سے بچنے کے لئے بھاگنے کے وقت جس قدر پڑھ سکے پڑھے، اگر مسافر راہ میں اس کی مداومت کرے کبھی ماندہ اور عاجز نہ ہو اگر تین سو انتیس بار شیرینی پر پڑھ کر دشمن کو کھلاوے تو مہربان ہو جائے۔

۶ "اَلسَّلَامُ" تمام نقصانات سے محفوظ، یہ اصل میں مصدر ہے، بمعنی سلامت، مگر یہاں سالم کے معنی میں ہے، یعنی وہ جس کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالم اور محفوظ ہے۔
نصیب یہ ہے کہ بُرے اخلاق اور بیکار کاموں سے محفوظ رہے۔
خاصیت: جو شخص اس اسم کو ایک سو پندرہ مرتبہ بیمار پر پڑھ کر دم کرے اللہ تعالےٰ اس کو صحت اور شفا عطا فرمائے، اگر اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے تو خوف سے نڈر رہو۔

۷ "اَلْمُؤْمِنُ" اپنے وعدہ میں سچا یا اپنے عذاب سے امن دینے والا، لفظ مومن کا ماخذ امن وامان ہے یا ایمان ہے، اگر امن وامان ہے تو مومن کے معنی ہوئے امن دینے والا، یعنی دنیا میں اسباب امن کا مہیا کرے والا یا عقبیٰ میں نیکو کاروں کو عذاب سے امان میں رکھنے والا، اور اگر ماخذ ایمان ہے تو مومن کے معنی ہوتے مصدق یعنی ایمان (دو) کے ایمان کو باور کرنے والا۔
نصیب یہ ہے۔ سوئی خدا کو اپنی اور غیروں کی بُرائی سے مامون ومحفوظ رکھے۔
خاصیت: جو کوئی اس اسم کو پڑھے یا اپنے ساتھ رکھے، اللہ تعالےٰ اس کو شیطان کی شر سے محفوظ رکھے گا، اور کوئی اس پر قدرت نہ پاسکے گا اور اس کا ظاہر وباطن حق تعالیٰ کی امان میں رہیگا اور جو بکثرت پڑھتا رہے تو مخلوق اس کی مطیع وفرمانبردار ہو جائے گی۔

۸ "اَلْمُهَيْمِنُ" نگہبان یا گواہ، المہیمن کا لفظ وہی المومن ہے۔ المومن باب افعال سے ہے، اور المھیمن باب مفاعلۃ سے تو المھیمن اصل میں المؤمن تھا دوسرا ہمزہ میں قاعدہ تلیین جاری کرکے اسے تی سے بدل لیا، پہلے ہمزہ کو ہا سے، معناً المومن والمہیمن، ایک ہیں۔
نصیب یہ ہے کہ اپنے دل کا مراقب، رہ حافظ بنے اور اس کے احوال واسرار پر مطلع ہو اور اپنے اچھے اوصاف پر غالب رہے۔
خاصیت: جو کوئی غسل کر کے اس اسم کو ایک سو پندرہ مرتبہ پڑھے تو چھپی اور پوشیدہ چیزوں پر مطلع ہو، اور

اگر ہمیشہ پڑھتا رہے تو تمام آفتوں سے محفوظ رہے۔

۹ "اَلْعَزِیْزُ" غالب، قوی، قاہر، اصل میں عزیز اسے کہتے ہیں جس کی بارگاہ میں بآسانی پہنچنا ممکن نہ ہو۔ نصیب یہ ہے کہ اپنے نفس اور خواہشات نفسانی اور شیطان پر غالب ہو اور حرص و طمع اور سوال اور ذلت کے سبب سے اہلِ دنیا کے دروازہ پر اپنی آبرو ریزی نہ کرے، اور اپنی حاجت اللہ کے سوا اور کسی سے ظاہر نہ کرے اور علم و عمل اور عرفان میں بے مثل بنے۔

خاصیت: نماز فجر کے بعد جو اس اسم کو اکتالیس[۴۱] بار پڑھے، کسی کا محتاج نہ ہو اور ذلت کے بعد عزت پائے اور اس اسم کی عجیب و غریب خاصیتیں ہیں۔

۱۰ "اَلْجَبَّارُ" بگڑی بنانے والا، زبردست، بڑا دباؤ والا، جبار مبالغے کا صیغہ ہے، جبر سے مشتق ہے اور جبر کے اصل معنی ہیں ٹوٹے ہوئے کو جوڑنا اور کسی کے حال کی اصلاح کرنا اور کسی کو زور غلبہ سے کسی کام پر آمادہ کرنا، پہلی صورت میں یہ اسم جمالی ہوگا اور دوسری میں جلالی۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے نفس کے نقصانوں کو فضائل و کمالات کے حاصل کرنے سے درست کرے، اور اپنے نفس سرکش پر غالب ہو کر لزوم تقویٰ اور دوام طاعت سے مرتبہ کمال کو پہنچے۔

خاصیت: جو کوئی مسبعات عشر کے بعد اکیس بار یہ اسم پڑھے، ظالموں کے شر سے محفوظ رہے، اور جو شخص ہمیشہ پڑھتا رہے، مخلوق کی عیب جوئی اور بدگمانی سے مامون رہے اور دولت اور سلطنت والا ہو جائے، اور اگر انگوٹھی پر نقش کر کے پہنے تو اس کی ہیبت و شوکت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو۔

مسبعات عشر سے یہ دس چیزیں مراد ہیں، جن کو بسم اللہ کے ساتھ سات سات مرتبہ پڑھا کرتے ہیں: الحمد[۱]، سورۂ فلق[۲]، سورۂ ناس[۳]، سورۂ اخلاص[۴]، سورۂ کافرون[۵]، آیۃ الکرسی[۶]، کلمہ تمجید[۷]، درود شریف[۸] اور یہ دعا[۹]:- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ، یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ، وَیَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

اور یہ دعا[۱۰]:- اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا، یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

۱۱ "اَلْمُتَکَبِّرُ" بڑی عظمت و بزرگی والا، تکبر اور استکبار کے معنی ہیں، گردن کشی کرنا اور بزرگی ظاہر کرنا اور ایک لفظ ہے کبریا، جس کے معنی ہیں بزرگی، یہاں متکبر سے مراد ہے، کمال بزرگی والا۔

نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں پہنچنے کے سوا اور پہنچنے کے سامان کے سوا دنیا کی لذت کی تمام چیزوں کو بلکہ آخرت کی لذیذ چیزوں کو بھی حقیر سمجھے اور دنیا اور اہل دنیا کی چکنی چپڑی چیزوں اور لذتوں کی طرف مائل نہ ہو، اور نہ ان کی کچھ قدر سمجھے کیونکہ انسان کی شان بہت بڑی ہے اور دین کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

اس لئے نہیں کہ اپنے آپ کو بزرگ اور اپنی ذات کو بڑا جانے۔

خاصیت: اگر اس اسم کو اپنی حلال منکوحہ سے صحبت کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کو فرزند رشید اور بزرگ عطا فرمائے اور اگر ہر کام کی ابتدا میں بکثرت پڑھے تو مُراد پائے۔

۱۲ "اَلْخَالِقُ": ہر چیز کا پیدا کرنے والا۔

۱۳ "اَلْبَارِئُ": ہر چیز کا موجد

۱۴ "اَلْمُصَوِّرُ": تمام مخلوقات کی طرح طرح کی صورتیں بنانے والا۔

خالق، باری، مصور، تینوں مترادف المعنی ہیں، یعنی تینوں کے معنی ہیں پیدا کرنا، اختراع کرنا، مگر باعتبار استعمال ہر ایک کے ساتھ ایک خصوصیت جداگانہ ہے، مثلاً خلق مستعمل ہوتا ہے کسی چیز کے وجود میں لانے سے پیشتر اس کے اندازہ کرنے میں، اور برء ایجاد و پیدا کرنے میں، اور تصویر صورت بنانے اور ہیئت بخشنے میں، اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو چیز عدم سے وجود میں آتی ہے وہ محتاج ہوتی ہے اولاً اندازہ کرنے کی، ثانیاً صورت بنانے کی۔

نصیب یہ ہے کہ جب اوراد و وظائف سے فارغ ہو تو کوئی ایسا کام کرے جس سے اکل حلال حاصل ہو، خصوصًا وہ کام اختیار کرے جس کا اثر اس کی موت کے بعد بھی باقی رہے اور خلقِ خدا کو فائدہ پہنچے، مثلاً علمِ دین کی درس و تدریس یا تصنیف و تالیف وغیرہ

خاصیت: جو شخص الخالق ہمیشہ پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کے لئے عبادت کرتا ہے اور اس کا چہرہ منور فرماتا ہے اور جو کوئی ہفتہ میں سّو بار الباریٔ پڑھے توحق تعالےٰ اس کو قبر میں نہیں چھوڑے گا بلکہ ریاض قدس کی طرف لے جائے گا، اور جس شخص کی بیوی بانجھ ہو تو سات روز روزہ رکھے اور افطار کے وقت ۲۱ بار المصور پڑھے، اور پانی پر دم کر کے پلائے تو انشاء اللہ اس کی بیوی حاملہ ہو جائے گی اور نیک فرزند جنے گی۔

۱۵ "اَلْغَفَّارُ": بہت بخشنے والا، مبالغہ ہے، غافر کا اور ایک ہے غفور یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے، اس میں غفار کی بہ نسبت مبالغہ زیادہ ہے، اسی وجہ سے دونوں کو الگ الگ ذکر کیا گیا، غفار لیا گیا ہے غفران اور مغفرت سے جس کے معنی ہیں بخشنا مگر کبھی غفر بمعنی ستر بھی آتا ہے، اس وقت اس کے معنی ہوں گے گناہوں کا چھپانے والا۔

نصیب یہ ہے کہ لوگوں کے گناہ معاف کرے، خطاؤں سے درگذر کرے اور ان کی پردہ پوشی کرے اور عیب چھپائے۔

خاصیت: جو شخص نماز عصر کے بعد سو بار "یا غفار اغفرلی" کہے تو اللہ تعالےٰ اس کو بخشے ہوئے لوگوں کے زُمرہ میں داخل کر دیتا ہے۔

۱۶ "اَلْقَهَّارُ": زبردست یا غلبہ رکھنے والا، تمام عالم اس کے قبضۂ قدرت کے نیچے عاجز و ماندہ ہے نصیب یہ ہے کہ اپنے سب سے بڑے دشمن نفس و شیطان پر غالب ہو۔

خاصیت: جو شخص بکثرت اس اسم کو پڑھتا رہتا ہے، اللہ تعالےٰ دنیا کی محبت اس کے دل سے نکال دیتا ہے اور اس کا خاتمہ بخیر کرتا ہے اور خدا کی محبت اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۷ "اَلْوَھَّابُ": بخشش عطا کرنے والا، بلا معاوضہ بہت دینے والا، وہب اور ہبہ کہتے ہیں بخشنے اور عطا کرنے کو، موہبت بخشش، وہاب مبالغہ ہے کثیر الھبہ، دائم العطاء

نصیب یہ ہے کہ اللہ کے واسطے اپنا جان و مال بلا غرض اور بلا معاوضہ خرچ کرے۔

خاصیت: جو شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو، وہ اس اسم کو ہمیشہ پڑھتا رہے، یا لکھ کر اپنے پاس رکھ لے تو اللہ تعالےٰ اس سے فقر و فاقہ اس طرح دُور فرمائے گا کہ وہ حیران و متحیر رہ جائے گا، اور اگر کوئی نماز چاشت کے بعد آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے اور سجدہ میں سات بار اس اسم کو پڑھے تو مخلوق سے بے پرواہ ہو جائے، اور اگر کسی قسم کی حاجت ہو تو رات کو گھر یا مسجد کے صحن میں تین بار سجدہ کر کے ہاتھ اٹھائے اور سو بار اس کو پڑھے، تو اس کی حاجت پوری ہو جائے۔

۱۸ "اَلرَّزَّاقُ": مخلوقات کو روزی پہنچانے والا، یہ بھی رازق کا مبالغہ ہے، یعنی خدا تعالےٰ تمام مخلوق کو مناسب حال، اور موافقِ حکمت رزق پہنچاتا ہے۔

رزق کی دو قسمیں ہیں محسوس اور معقول، محسوس ابدان کے لئے اور معقول ارواح کے واسطے۔

نصیب یہ ہے کہ خلقِ خدا کو روحانی اور جسمانی رزق سے نفع پہنچائے۔

خاصیت: جو شخص صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد اور نماز فجر سے پہلے اپنے گھر کے چاروں کونوں میں دس دس بار اس اسم کو پڑھے تو اس کے گھر میں ہرگز بیماری اور مفلسی نہ ہو، پڑھتے وقت داہنے کونے سے شروع کرنا چاہئے اور قبلہ کی طرف منہ رکھنا چاہئے۔

۱۹ "اَلْفَتَّاحُ" مشکلکشا یا بندوں میں حکم کرنے والا، فتح کے معنی کھولنے اور حکم کرنے کے ہیں، یعنی خدا تعالےٰ اپنی مخلوق پر رحمت اور علم و معرفت کے دروازے کھولتا ہے اور وہ خلائق میں حاکم علی الاطلاق ہے۔

نصیب یہ ہے کہ خلقِ خدا کی مشکلات حل کرے ان کے مصائب دُور کرے۔

خاصیت: جو شخص نماز فجر کے بعد دونوں ہاتھ سینہ پر باندھ کر ستر بار یہ اسم پڑھے تو اس کے دل سے سیاہی و زنگ دُور ہو جاتا ہے، اور نور اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۰ "اَلْعَلِیْمُ" بہت جاننے والا، ظاہر و باطن کا علم رکھنے والا، مبالغہ ہے، عالم کا یعنی خدا تعالیٰ ظاہر و پوشیدہ بلکہ خطراتِ دل تک کا جاننے والا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے علم کی زیادتی کی دعا کرے اور اس کے حاصل کرنے میں سعی و کوشش کرے۔

خاصیت: جو شخص بکثرت اس اسم کو پڑھتا رہتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور جو ذکر کے بعد "یا عالم الغیب" سو بار کہے تو صاحبِ کشف ہو جائے۔

۲۱ "اَلْقَابِضُ": ہر چیز کا روک دینے والا (بندوں کی روزی محدود یعنی تنگی کرنے والا) اور دِل تنگ کرنے والا اور روح قبض کرنے والا۔ قبض و بسط دونوں باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں، قبض کہتے

ہیں تنگی و گرفتگی کو اور بسط فراخی و کشائش کو (یعنی خدا جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے اور جس کی چاہتا فراخ کرتا ہے)

خاصیت: جو شخص چالیس روز اس اسم کو چار لقموں پر لکھ کر کھائے تو بھوک اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہے۔

۲۲ "اَلْبَاسِطُ": ہر چیز کا کھولنے والا (بندوں کی روزی فراخ کرنے والا) قبض و بسط کے یہ معنی بھی ہیں کہ سوتے میں لوگوں کی روحیں قبض کرتا اور بیداری کے وقت بسط کرتا ہے۔

نصیب ان دونوں اسموں سے یہ ہے کہ بندوں کا دل خوفِ الٰہی سے تنگ کرے اور بیان وسعت رحمت اور فضل لامتناہی سے اس کو فراخ کرے۔

خاصیت: جو شخص سحر کے وقت ہاتھ اٹھا کر دل میں دس بار اس اسم (الباسط) کو پڑھے اور منہ پر ہاتھ پھیرے تو کبھی اس بات کا محتاج نہ ہوگا کہ کسی سے کچھ مانگے۔

۲۳ "اَلْخَافِضُ": (نافرمانوں کو) پست کرنے والا۔

۲۴ "اَلرَّافِعُ": (فرمانبرداروں کو) بلند کرنے والا۔

خفض ضد ہے رفع کی، کیونکہ خفض کہتے ہیں پست کرنے کو اور رفع بلند کرنے کو، خدا کے خافض و رافع ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو قرب کی دولت عطا فرما کر انھیں بلند کرتا اور نافرمانوں کو بارگاہِ عالی سے دُور کر کے پستی میں ڈالتا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ اہلِ باطل سے نفرت اور دشمنی رکھے اور ان سے مل کر باطل کو مٹائے اور اس کی بیخ کنی کی کوشش کرے اور اہلِ حق سے محبت اور تعلق رکھے اور ان کے ساتھ مل کر اسلام کو بلند کرے اور اس کے پھیلانے کی پوری پوری سعی کرے۔

خاصیت: جو شخص تین روزے رکھے اور چوتھے روز ایک مجلس میں ستّر بار الخافض پڑھے تو دشمن پر فتحیاب ہو اور جو شخص ہر مہینہ کی چودھویں رات کو آدھی رات میں الرافع سو بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو خلائق سے برگزیدہ، تونگر اور بے نیاز فرمائے۔

۲۵ "اَلْمُعِزُّ": عزت دینے والا

۲۶ "اَلْمُذِلُّ": ذلیل کرنے والا

اعزاز کہتے ہیں عزیز کرنے کو اور اذلال، خوار و ذلیل کرنے کو، یعنی خدا جسے چاہتا ہے عزیز کرتا ہے دُنیا میں توفیقِ طاعت دیکر اور عقبیٰ میں علو مرتبت اور نعیم جنت عطا فرما کر اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے دُنیا میں توفیق طاعت سلب کر کے اور آخرت میں اسفل السافلین میں داخل کر کے حضرت امام غزالیؒ کا قول ہے کہ ان لفظوں کے معنی یہ ہیں کہ خدا جسے چاہتا ہے مُلک دیتا اور جس سے چاہتا چھین لیتا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو علم و معرفت کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے، ان کی قدر و منزلت کرے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے کفر و گمراہی کے سبب سے ذلیل و خوار کیا ہے ان کو حقیر سمجھے اور ذلیل کرے۔

خاصیت: جو شخص شب دوشنبہ یا جمعہ کو نماز مغرب کے بعد ایک سو چالیس مرتبہ المعز پڑھے تو لوگوں کی نظر میں اس کی ہیبت اور وقار قائم ہو، اور وہ اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے، جو شخص کسی ظالم حاسد سے ڈرتا ہو تو پچھتر بار المذل پڑھے اور سجدہ میں جاکر کہے کہ یا اللہ فلاں ظالم کی شر سے محفوظ رکھ تو اللہ تعالےٰ اس کے شر اور برائی سے بچائے گا۔

۲۷ "اَلسَّمِیْعُ": بہت سُننے والا

۲۸ "اَلْبَصِیْرُ": بہت دیکھنے والا۔

نصیب یہ ہے کہ خلاف شرع کسی بات کے کہنے اور کسی چیز کے دیکھنے اور کسی چیز کے سننے سے احتراز کرے اور اللہ تعالےٰ کو اپنی تمام حرکات وسکنات پر حاضر وناظر جانے۔

خاصیت: جو شخص جمعرات کے روز نماز چاشت کے بعد السمیع پانچسو بار اور ایک قول کے مطابق سو بار اور (پڑھتے وقت) بات نہ کرے اور اس کے بعد دُعا مانگے تو اس کی دُعا قبول ہوتی ہے اور جو شخص جمعرات کے دن فجر کے فرض اور سُنتوں کے درمیان صحیح عقیدہ سے سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کو نظر خاص سے سرفراز فرماتا ہے۔

۲۹ "اَلْحَکَمُ": مخلوقات کا حاکم

نصیب یہ ہے کہ فیصلے کرنے اور حکومت کرنے میں عدل وانصاف برتے اور اپنے نفس پر منصف اور حاکم بنا رہے۔

خاصیت: جو شخص جمعہ کی رات یہ اسم اس قدر پڑھے کہ بے خود ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو اپنے بھیدوں کی کان بنا دیتا ہے۔

۳۰ "اَلْعَدْلُ": منصف یعنی فیصلہ میں ظلم نہ کرنے والا، یہ ضد ہے ظلم کی اور کبھی استقامت اور اعتدال اور ایک چیز کو ایک چیز کے برابر کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، مطلب یہ ہے کہ خدا جور وظلم سے منزہ ہے کیونکہ ملکِ غیر میں تصرف کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی ملک سے خارج ہو۔

نصیب یہ ہے کہ خلق اور حق کے معاملات میں انصاف کرے۔

خاصیت: جو شخص جمعہ کے دن اس اسم کو بیس لقموں پر لکھ کر کھائے تو اللہ تعالےٰ مخلوقات کو اس کا مطیع کر دیتا ہے۔

۳۱ "اَللَّطِیْفُ": باریک بین، لطف کہتے ہیں کسی کام میں نرمی کرنے کو اور کبھی نیکی کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، لطیف کے معنی باریک بین کے بھی ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ خلقِ خدا کو اُسکے معبود حقیقی کی طرف نرمی وشفقت کے ساتھ بلائے۔

خاصیت: جو شخص فقر وفاقہ میں مبتلا ہو، یا تنہائی میں کوئی مونس نہ ہو، یا بیماری میں غمخوار نہ ہو، یا لڑکی کے لئے رشتہ نہ ملتا ہو تو وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دوگانہ پڑھ کر اس اسم کو اپنے مطلب کی نیت سے سو بار پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کو اپنے مقصد میں کامیاب کر دیتا ہے۔

۳۲ "اَلْخَبِیْرُ": آگاہ، دانا، عالم، عارف، مشتق ہے خبر سے اور خبر کے معنی ہیں آگاہی کے، خبیر آگاہ اور دانا، یعنی ملک وحکومت میں کوئی چیز متحرک وساکن نہیں ہوتی اور زمین وآسمان میں کوئی ذرہ مضطرب ومطمئن نہیں ہوتا اور کون ومکان میں کوئی سانس نہیں لیتا مگر خدائے تعالیٰ اس سے خبردار ہوتا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ دین ودنیا کے کاموں میں باخبر اور باریک بین ہو۔

خاصیت: جو شخص خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا ہو وہ بکثرت اس اسم کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سے چھٹکارا عطا فرما دیتا ہے۔

۳۳ "اَلْحَلِیْمُ": نہایت بُردبار، حلم آہستگی اور بُردباری، حلیم اسے کہتے ہیں جو مغضوب الغضب نہ ہو اور انتقام لینے میں جلدی نہ کرے بلکہ باوجود اقتدار کے عفو ودرگذر سے کام لے، خدا کو حلیم اس لئے کہا کہ وہ گنہگار بندوں کی تادیب وتعذیب میں جلدی نہیں کرتا۔

نصیب یہ ہے کہ بدبختوں، ذلیلوں اور کمینوں کی ایذارسانی پر تحمل کرے اور زیردستوں کی تکلیف دہی میں بُردباری سے کام لے۔

خاصیت: جو شخص اس اسم کو کاغذ پر لکھ کر دھوئے اور اس کا پانی اپنی کھیتی میں چھڑک دے تو اللہ تعالیٰ اس کی کھیتی کو آفت سے محفوظ رکھے گا۔

۳۴ "اَلْعَظِیْمُ": اپنی ذات وصفات میں بزرگ وبرتر، عظیم وبزرگ ہونا خواہ کسی اعتبار سے بھی ہو۔

نصیب یہ ہے کہ اپنی ہمت رکھے اور دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور کونین کی سلطنت کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقابلہ میں حقیر سمجھے اور وہ کمالات حاصل کرے جن سے اس کی قدر بڑھے۔

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بلاناغہ جس قدر ہوسکے پڑھتا رہے تو لوگوں کی نظروں میں عزیز اور بزرگ ہو جاتا ہے۔

۳۵ "اَلْغَفُوْرُ": بہت بخشنے والا، غفّار کے معنی میں ہے اور دونوں مبالغے کے صیغے ہیں مگر غفور میں زیادہ مبالغہ ہے یعنی جو بڑے بڑے گناہ بخشے اور اس کی بخشش اتم واکمل ہو دوسرے معنی یہ ہیں کہ بندوں کے گناہ اعمالناموں سے محو کردے یعنی حساب نہ لے یا دنیا میں پردہ فاش نہ کرے کیونکہ غفر کے معنی مٹانے اور چھپانے کے بھی آیا کرتے ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ لوگوں کے گناہ معاف کرے، خطاؤں سے درگذر کرے اور ان کی پردہ پوشی کرے اور عیب چھپائے۔

خاصیت: جو شخص کسی مرض مثلاً تپ اور دردِ سر وغیرہ اور رنج وغم میں مبتلا ہو تو اس اسم کو کاغذ پر لکھے اور اس کا نقش روٹی سے جذب کرکے کھالے، اللہ تعالیٰ اس کو مرض سے شفا اور غم والم سے نجات دے گا اور اگر اس کو بکثرت پڑھے تو اس کے دل سے زنگ وسیاہی دور ہو، صحیح حدیث میں ہے کہ جو کوئی سجدہ کرے اور سجدہ میں "یَارَبِّ اغْفِرْ لِیْ" تین بار کہے تو حق تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

۳۶ "اَلشَّکُوْرُ" بڑا قدر شناس۔

نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس طرح شکر ادا کرے کہ تمام نعمتوں کو اس کی طرف سے جانے اور ہر عضو کو جس واسطے پیدا کیا ہے اس میں مصروف رکھے۔

خاصیت: جس شخص کو معاش کی تنگی ہو، یا دل میں کدورت ہو، یا آنکھ میں تاریکی ہو، تو اس اسم کو اکتالیس[۴۱] مرتبہ پانی پر دم کرکے پی لے اور آنکھ پر ملے اللہ تعالیٰ اس کو شفا اور نجات دے گا۔

۳۷ "اَلْعَلِیُّ" بہت اونچا، بڑا بلند مرتبہ، مشتق ہے علو سے اور علو کہتے ہیں بلندی کو اور جگہ کے بلند ہونے کو اور کبھی بلندی پر چڑھنے اور کسی چیز کے اوپر ہونے کو بھی علو کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں، حسی اور عقلی، حسی جیسے ایک جسم کا دوسرے جسم پر ہونا اور عقلی جیسے ایک چیز کا دوسری چیز سے فوق المرتبہ ہونا خدا تعالیٰ چونکہ سب سے بلند ہے اور مرتبے میں سب سے بالاتر اس لئے اسے علی کہتے ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ اپنی طاقت علم وعمل کے حاصل کرنے میں صرف کرے تاکہ اپنے ہم جنسوں میں ممتاز رہے

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یا اپنے پاس رکھے اگر خوار اور بیقرار ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو بزرگی عنایت فرمائے گا اور اگر فقیر ہوگا تو اس کو تونگر کر دے گا اور اگر سفر میں سرگردان ہوگا تو اس کو وطن مالوف میں پہنچا دے گا۔

۳۸ "اَلْکَبِیْرُ" بڑا بزرگ، ایسا بڑا جس سے بڑا کوئی متصور نہیں ہو سکتا۔

نصیب یہ ہے کہ اپنی طاقت علم وعمل کے حاصل کرنے پر خرچ کرے تاکہ اپنے ہم جنسوں میں معزز و ممتاز رہے۔

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بکثرت پڑھے وہ بزرگ اور عالی مرتبت ہو، اگر حکام اور والیانِ ملک اس پر مداومت کریں تو تمام لوگ ان سے خوفزدہ ہوں اور مہمیں بخوبی سر ہوں۔

۳۹ "اَلْحَفِیْظُ" محافظ، نگہبان، حفظ کہتے ہیں نگاہ رکھنے والے کو اور خدا تعالیٰ چونکہ تمام مخلوق کو آفت وبلا سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے اسے حفیظ کہتے ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ظاہر وباطن کی مہلکات یعنی گناہوں سے محفوظ رکھے۔

خاصیت: جس شخص کو ڈوبنے یا جلنے یا زخمی ہونے کا خوف ہو یا پریوں کا وہم اور گھبراہٹ ہو یا حرام نگاہوں سے ڈرتا ہو تو اس اسم کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لے، انشاء اللہ ان چیزوں سے مامون رہے گا۔

۴۰ "اَلْمُقِیْتُ" مخلوقات کو قوت یعنی روزی پہنچانے والا، ماخوذ ہے قوت سے اور قوت کہتے ہیں اس خورش کو جو بدنِ انسان کے قیام کا باعث ہو۔ اقامت کے معنی قوت دینا اور کبھی مقیت توانا، اور گواہ اور حاضر اور نگاہ رکھنے والے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ غریبوں مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلائے، مہمانوں کی مہمان نوازی کرے بھٹکے ہوؤں کو راہ بتائے۔

خاصیت: اگر کسی غریب کو دیکھے یا خود کو غربت پیش آئے یا لڑکا بدخوئی کرے یا بہت روئے تو سات بار خالی آبخورے پر اس اسم کو پڑھ کر دم کرے پھر اس میں پانی ڈالکر خود پیئے یا دوسرے کو پلائے تو اپنا مقصد حاصل ہو، اگر کسی روزہ دار کو روزہ کی وجہ سے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو اس کو پھول پر دم کرکے سونگھے، انشاء اللہ اس کو اتنی طاقت وقوت ہو جائے گی کہ وہ روزہ بآسانی رکھ سکے گا۔

۴۱۔ "اَلْحَسِیْبُ": بہت ہی کافی، بڑا حساب لینے والا، معنی ہیں محسب کے اور احساب کہتے ہیں کسی چیز کا کافی ہونا، بولا کرتے ہیں "احسبنی الشئ" یعنی مجھے یہ چیز کافی ہوئی اور بعض علما کہتے ہیں کہ معنی میں ہے محاسب کے جیسے جلیس بمعنی مجالس کے اور ندیم مناد کے یعنی خدا تعالےٰ قیامت کے روز ساری مخلوقات کا حساب لے گا۔

نصیب یہ ہے کہ غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی کرے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔

خاصیت: جو شخص چور، دشمن، بُرے ہمسایہ یا نظر بد لگنے سے ڈرے تو آٹھ دن تک صبح وشام ستتر مرتبہ "حَسْبِیَ اللّٰہُ الْحَسِیْبُ" پڑھے اور جمعرات سے شروع کرے، اللہ تعالےٰ اس کو ان چیزوں کی شر سے محفوظ رکھے گا۔

۴۲ "اَلْجَلِیْلُ": بڑا بزرگ قدر، جلال اور جلالت کہتے ہیں بزرگ قدر ہونے اور نیز بزرگی کو، پھر اصطلاح قوم میں صفات قہریہ کے ظہور آثار کو جلال کہتے ہیں اور صفاتِ لطیفہ کے ظہور آثار کو جمال اور بولنے میں آتا ہے کہ فلاں اسمار جلالی ہیں اور فلاں جمالی۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے نفس کو اچھی اور عمدہ صفات سے آراستہ کرے۔

خاصیت: جو شخص اس اسم کو مُشک اور زعفران سے لکھ کر اپنے پاس رکھے یا دھو کر پیئے تو تمام لوگ اس کی عزت وعظمت کریں۔

۴۳ "اَلْکَرِیْمُ": بڑا سخی، شریف، بلاسفارش دینے والا، بلاسفارش بخشنے والا، بزرگ، اس کے معنی ہیں بزرگ اور عزیز کہتے ہیں۔ کریم وہ ہے کہ قادر ہو تو معاف کردے، وعدہ کرے تو وفا کرے اور دے تو اُمید سے زیادہ دے اور کوئی اس کی طرف التجا لے جائے تو اسے ضائع نہ ہونے دے، کبھی مکرم اور جوّاد کے معنی میں بھی آتا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ کرم، بخشش، عفو ودرگزر اور نیک عادتوں کے حاصل کرنے کی پوری پوری سعی اور کوشش کرے۔

خاصیت: جو شخص اپنے بستر پر اس اسم کو کہتے کہتے سوجائے تو فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں "اکرمک اللہ" اللہ تجھے مکرم ومعظم کرے۔

۴۴ "اَلرَّقِیْبُ": بڑا نگہبان، رقیب، موکّل اور نگران۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے نفس کی نگرانی کرے اور دل ونفس کے عوارض دُور کرے اور اللہ تعالےٰ کو ہر وقت اور ہر آن اپنا دیکھنے والا جانے۔

خاصیت: جو شخص اپنے زن وفرزند اور مال کے گرد اسے سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو دشمن اور تمام آفتوں

سے امن میں رہے۔

۴۴ "اَلْمُجِیْبُ" دُعا قبول کرنے والا، اجابت کہتے ہیں جواب دینے اور دُعا کرنے کو یعنی جو شخص خدا کو بُلاتا ہے، وہ اسے جواب دیتا ہے اور دعا قبول کرتا ہے سوال کو رَدّ نہیں کرتا۔

نصیب یہ ہے کہ اوامر و نواہی میں اپنے پروردگار کی پوری پوری فرمانبرداری کرے اور اہلِ حاجت کو نہایت نرمی کے ساتھ جواب دے۔

خاصیت، جو شخص بکثرت اس کو پڑھ کر دُعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر لکھ کر اپنے پاس رکھ لے تو بلاؤں سے محفوظ رہے۔

۴۵ "اَلْوَاسِعُ" بڑی وسعت والا، وسیع المعلومات یا وسیع الغنا ماخوذ ہے سعت سے اور سعۃ کہتے ہیں فراخی اور فراخی کرنے اور گھیر لینے کو پھر اس کی اضافت کبھی تو علم کی طرف ہوتی ہے، اور کہتے ہیں خدا علم وسیع و محیط ہے معلومات کو اور کبھی احسان کی طرف بولا کرتے ہیں، اس کا احسان وسیع ہے۔

نصیب یہ ہے علم و معارف کی زیادتی میں کوشش کرے سخاوت کرنے کی عادت ڈالے ہر شخص سے ہر حال میں خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

خاصیت، جو شخص بکثرت اس اسم کو پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کو قناعت اور برکت عطا فرماتا ہے۔

۴۶ "اَلْحَکِیْمُ" بڑی حکمت والا، حقائق اشیار کا عالم، مشتق ہے حکمت سے اور حکمت عبارۃ ہے کمال علم اور حُسنِ عمل اور ایقان اور احکام علم و عمل سے، بعض کہتے ہیں حکیم مبالغہ ہے حاکم کا اور حکیم وہ ہے جو حقائق اشیا کا عالم ہو اور صناعات کے دقائق کو خوب جانتا ہو۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے کام انتہائی تدبّر اور ہوشیاری کے ساتھ کرے۔

خاصیت، جس شخص کو کوئی کام پیش آئے اور وہ پورا نہ ہو تو اس اسم پر مداومت کرے، انشاءاللہ اس کا کام پورا ہو جائے گا۔

۴۷ "اَلْوَدُوْدُ" بڑی محبت رکھنے والا، نیک بندوں کو دوست رکھنے والا، مبالغہ کا صیغہ ہے وزن پر فَعُوْلٌ کے وُدُود بضم واو، اور وِداد بکسر واو، اور مودت تینوں کے معنی ہیں دوست رکھنے کے یعنی خدا تعالیٰ نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی چیز کو دوست نہ رکھے۔

خاصیت: اگر خاوند اور بیوی میں ناموافقت ہو اور جھگڑا پڑے تو اس اسم کو ایک ہزار بار کھانے پر دم کرے اور جس طرف سے جھگڑا ہو وہ کھانا اس کو کھلا دے تو انشاء اللہ دونوں میں موافقت ہو جائیگی۔

۴۸ "اَلْمَجِیْدُ" بڑی شان والا، بزرگ، شریف، ماجد کا مبالغہ ہے اور ماجد مجد سے لیا گیا ہے، مجید بزرگی، بعض کہتے ہیں مجید وہ ہے جس کی ذات شریف، افعال جمیل، عطار جزیل ہو اور جب یہ ہے تو مجید جامع ہے اسم جلیل اور وہاب و کریم کو۔

خاصیت: جس شخص کو آتشک، جذام یا کوڑھ ہو تو وہ تیرہ چودہ، پندرہ تاریخ کو روزہ رکھے اور افطار کے وقت بکثرت پڑھ کر پانی پر دم کرکے پی لے، انشاءاللہ صحت یاب ہو جائے گا، جو شخص اپنوں میں باعزت نہ ہو وہ ہر صبح و شام ننانوے مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے، تو معزز ہو جائے گا۔

۵۰ "اَلْبَاعِثُ": مُردوں کو مرے پیچھے اٹھا کھڑا کرنے والا، بعث کہتے ہیں مُردوں کو قبروں سے اُٹھا کھڑا کرنے کو، اور کبھی سوتے کو جگانے اور کسی کو کام کے لئے بھیجنے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔
نصیب یہ ہے کہ مُردہ دلوں کو علم و معرفت سکھا کر زندگی پیدا کرے کیونکہ علم و معرفت ہی حیاتِ ابدی کا سبب ہے۔
خاصیت: جو شخص یہ چاہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے تو سوتے وقت سینہ پر ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک مرتبہ اس اسم کو پڑھے، انشاء اللہ اس کا دل معرفتِ حق سے منور ہو جائے گا۔
۵۱ "اَلشَّهِيْدُ": ہر وقت ہر جگہ موجود، حاضر، شہود سے مشتق ہے، یا شہادت سے اگر شہود سے ہے تو اس کے معنی ہیں حاضر و مطلع کے کیونکہ شہود کے لُغوی معنی ہیں حاضر ہونے کے اور شہادت سے ہے تو معنی گواہی دینے والے کے ہیں، کیونکہ شہادت کہتے ہیں گواہی دینے کو، خدا کو شہید کے معنوں میں اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ظاہر و باطن اور غیب و شہادت پر مطلع ہے اور دوسرے معنوں میں اس لئے کہ قیامت کے روز بندوں کے اعمال واحوال کی گواہی دے گا۔
نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی سے علم کی زیادتی کی دُعا کرے اور اسکے حاصل کرنے میں سعی و کوشش کرے، دین و دنیا کے کاموں میں ہوشیار و باخبر اور باریک بین ہو۔
خاصیت: جس شخص کا لڑکا یا لڑکی نافرمان ہو تو صبح کے وقت اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر مُنہ آسمان کی طرف کرے اور اکیس[۲۱] بار "یا شھید" کہے انشاء اللہ نیک بخت اور فرمانبردار ہو جائے گا۔
۵۲ "اَلْحَقُّ": ثابت، برحق، خدائی کے لائق، حق کے معنی ہیں ثابت اور ہست کے، اس کی ضد ہے باطل بمعنی نیست و ناچیز کبھی صدق اور راستی اور دوستی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔
نصیب یہ ہے کہ ماسوائے اللہ کو باطل جانے اور حق کی پیروی (یعنی شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ثابت قدم رہے اور سچائی اور حق گوئی کے اوصاف سے اپنے آپ کو آراستہ کرے۔
خاصیت: جس شخص کا مال و اسباب جاتا رہے وہ کاغذ کے چاروں کونوں پر اس نام کو لکھ کر آدھی رات کے وقت اس کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف نظر کرے اور اِس نام کے واسطے سے دُعا کرے تو یا تو وہی چیز مل جائے گی یا اس سے بہتر مل جائے گی اور اگر قیدی آدھی رات میں ننگے سر ایک سو آٹھ بار پڑھے تو قید سے رہائی پائے۔
۵۳ "اَلْوَكِيْلُ": کارساز، وکیل وہ ہے جسے اپنا کام سُپرد کریں اور تمام تصرف کی باگ اس کے ہاتھ میں دیدیں چونکہ خدا تعالٰی نے اپنے فضل و مہربانی سے بندوں کے تمام مہتم بالشان کام رزق وغیرہ اپنے ذمے لے لئے ہیں اس لئے اُسے وکیل کہتے ہیں۔
نصیب یہ ہے کہ ضعیفوں، کمزوروں اور عاجزوں کے کام میں کوشش کرے اور اس طرح اُن کی حاجت روائی میں سعی کرے کہ گویا ان کا وکیل ہے۔
خاصیت: اگر بجلی، ہوا، پانی، یا آگ کا خوف ہو تو اس اسم کو اپنا وکیل کرے انشاء اللہ اس

سے محفوظ رہیگا، اور اگر خوف کی جگہ میں بکثرت پڑھے تو خوف سے مامون رہے۔

۵۴ "اَلْقَوِیُّ": بڑا زور والا، بڑا قوی، توانا، تام القدرت

۵۵ "اَلْمَتِیْنُ": ستوار

امام غزالیؒ کہتے ہیں قوت دلالت کرتی ہے قدرت کاملہ بالغہ پر اور متانت شدتِ قوت پر۔ خدا تعالےٰ قوی ہے اس لئے کہ قدرت کاملہ بالغہ رکھتا ہے متین ہے اس لئے کہ شدید القوت ہے۔

نصیب یہ ہے کہ خواہشاتِ نفسانی پر قوی غالب اور دین میں سخت اور چست رہے اور احکام شرع کے جاری کرنے میں بالکل سستی نہ اختیار کرے۔

خاصیت، جو شخص اپنے قوی دشمن کو دفع نہ کر سکے وہ تھوڑا آٹا گوندھ کر ایک ہزار گولیاں بنائے اور "یا قوی" لکھ کر ایک ایک گولی دشمن کے دفع ہونے کی نیت سے مُرغ کے آگے ڈالدے، انشاء اللہ دشمن مغلوب و لپسپا ہوجائے گا، جس عورت کے بچہ پیدا ہو اور چھاتیوں میں دُودھ نہ ہو اس کو "المتین" لکھ کر پانی میں دھو کر پلادے انشاء اللہ بہت دودھ ہوجائے گا۔

۵۶ "اَلْوَلِیُّ": محب، دوست، مددگار، ولی کہتے ہیں محب و ناصر کو، اور خدا تعالےٰ پرہیزگار ایمانداروں کا محبوب ہے، اور انھیں مدد و نصرت دیتا ہے، ولی متولّی کے معنی میں بھی آیا ہے اور حق تعالےٰ نیکو کاروں کے امور کا متولّی ہے اور قریب کے معنی میں بھی یعنی اُس کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے

نصیب یہ ہے کہ مسلمانوں سے الفت و محبت رکھے اور دین نبوی کی تائید اور خلق خدا کی حاجت روائی میں پوری سعی و کوشش کرے۔

خاصیت: جو شخص اس اسم کو کثرت سے پڑھتا رہے تو مخلوق کے رازوں سے واقف ہو، اور اگر کوئی اپنی بیوی یا لونڈی کی عادت و خصلت سے ناخوش ہو تو اس کے سامنے جاتے وقت اس نام کو پڑھے، انشاء اللہ نیک خصلت ہوجائے گی۔

۵۷ "اَلْحَمِیْدُ": مستحق حمد، سزاوار حمد وثناء

نصیب یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی زبان کو اپنے پروردگار اور معبود حقیقی کی تعریف میں تر رکھے اور وہ اوصاف اختیار کرے جس سے ساری مخلوق اچھائی کے ساتھ یاد کرے۔

خاصیت: جو شخص اس نام کو کثرت سے پڑھتا رہے گا اس سے اچھے افعال سرزد ہوں گے اور جو بدزبانی اور بدگوئی کا شکار ہو اور وہ اس سے بچ نہ سکے تو اس کو پیالہ پر لکھے اور ہمیشہ اس پیالہ میں پانی پیا کرے، انشاء اللہ فحش گوئی سے مامون رہیگا۔

۵۸ "اَلْمُحْصِیْ": ہر چیز کا شمار رکھنے والا، ہر چیز کو احاطہ علم میں کرنے والا، احصار شمار کرنا اور بطریق استقصار کسی چیز کو جاننا، خدا محصی مطلق ہے کہ اشیاء کے حقائق کو جانتا ہے اور ذراتِ عالم کو اس کا علم محیط ہے۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے اعمال کو شمار کرے اس سے پیشتر کہ وہ گنے جائیں اور اپنے اعمال اور احوال باطن

پر مطلع ہونے کی کوشش کرے۔

خاصیت : جو شخص جمعہ کی رات کو یہ نام ایک ہزار بار پڑھے تو عذاب قبر اور حساب قیامت سے بے خوف ہو اور جو بکثرت پڑھے ہرگز غلطی نہ کرے۔

۵۹ "اَلْمُبْدِئُ" : ابتدائً پیدا کرنے والا

۶۰ "اَلْمُعِیْدُ" : دوبارہ پیدا کرنے والا۔

المبدئ ماخوذ ہے ابدا سے اور ابدا کہتے ہیں ابتدا کرنے اور دنیا پیدا کرنے کو، المعید لیا گیا ہے اعادت سے جس کے معنی ہیں لوٹانے اور عدم کے بعد ایجاد کرنے کے خدا مبدئ ہے اس معنی میں کہ وہ اول بار پیدا کرتا ہے اور المعید ہے اس معنی میں کہ قیامت میں دوبارہ پیدا کرے گا، یا معید مثلاً اس اعتبار سے کہ رات دن کا چکر باندھ رکھا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ نیکیوں کے رواج دینے میں پوری پوری کاوش و محنت کرے۔

خاصیت : جس شخص کو اپنی بیوی کے حمل گر جانے کا خوف ہو وہ اپنی شہادت کی انگلی اس کے پیٹ پر رکھ کر نوے مرتبہ المبدئ کہے۔ انشاءاللہ نہ حمل ضائع ہوگا اور نہ دیر تک رہیگا، جس کسی کا کوئی شخص غائب ہو جائے اور وہ چاہے کہ وہ واپس آجائے یا اس کی خبر مل جائے تو جب گھر کے سب آدمی سو جائیں اسم المعید کو گھر کے چاروں کونوں میں ستر بار پڑھے اور اس کے بعد کہے "یَا مُعِیْدُ رُدَّ عَلَیَّ فُلَانًا" انشاءاللہ سات روز گزریں گے کہ وہ غائب واپس آجائے گا یا اس کی خبر مل جائے گی۔

۶۱ "اَلْمُحْیِیْ" : مخلوق کو زندہ رکھنے والا، المحیی احیاء کا اسم فاعل ہے اور احیاء کہتے ہیں جسم میں حیات پیدا کرنے کو۔

نصیب یہ ہے کہ خلقِ خدا کو علم سکھا کر ان کے اندر دین کی زندگی پیدا کرے اور اپنے دل کو معرفتِ الٰہی سے لبریز کرے۔

خاصیت، جس شخص کو درد و غم ہو اور اپنے کسی عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، وہ اسم المحیی کو سات بار پڑھے انشاءاللہ ان چیزوں سے امن میں رہے گا۔

۶۲ "اَلْمُمِیْتُ" : موت دینے والا، مارنے والا، الممیت اماتت سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں حیات کا دور کرنا۔

نصیب یہ ہے کہ اپنی خواہشات نفسانی کو مارے اور خطراتِ شیطانی کو دور کرے۔

خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر قادر نہ ہو، وہ سوتے وقت سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس قدر اسم پڑھے کہ نیند آجائے تو انشاءاللہ اس کا نفس مطیع ہو جائے گا۔

۶۳ "اَلْحَیُّ" : زندہ

نصیب یہ ہے کہ ذکر الٰہی اور یادِ خداوندی سے اپنے اندر زندگی پیدا کرے اور اپنی جان کو اس کے راستہ میں خرچ کرے تاکہ حیات ابدی حاصل ہو۔

خاصیت: اگر بیمار آدمی کثرت سے اس نام کو پڑھے تو صحت یاب ہو، یا بیمار پر دم کر دیا جائے تو صحتمند ہوجائے۔

۶۴۔ "اَلْقَیُّوْمُ": ہمیشہ قائم رہنے والا، کارخانۂ عالم کا سنبھالنے والا، قائم بذات خود، اور زندہ رکھنے والا اپنے غیر کو، یا یوں کہو، قیوم مبالغہ قیم کا اور قیم کہتے ہیں مصلح امور کو۔

نصیب یہ ہے کہ ماسوائے اللہ سے بے پرواہ ہو اور اس کے بندوں کے کام سنوارے۔

خاصیت: جو شخص اس نام کو سحر کے وقت بکثرت پڑھے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت زیادہ ہو اور جو خلوت میں کثرت سے پڑھے تو وہ خوش حال ہوجائے۔

۶۵۔ "اَلْوَاجِدُ": بڑا غنی، مشتق ہے وجود سے اور وجود کہتے ہیں ہستی اور مقصد پر کامیاب ہونے کو، یا مشتق ہے وجد اور جدۃ سے جن کے معنی تونگر ہونے کے ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ کمالات ضروریہ کے حاصل کرنے میں خوب کوشش کرے۔

خاصیت: جو شخص کھاتے وقت اس نام کو پڑھے وہ کھانا اس کے پیٹ میں نور ہوجائے۔

۶۶۔ "اَلْمَاجِدُ": بزرگی وعظمت والا، معنی میں ہے مجید کے جس طرح عالم معنی میں علیم کے مگر مجید میں مبالغہ اور تاکید ہے، یہ لیا گیا ہے مجد سے اور مجد کہتے ہیں بزرگی کو۔

نصیب یہ ہے کہ کمالات کے حاصل کرنے میں انتہائی کوشش کرے۔

خاصیت، جو شخص خلوت میں اس نام کو اس قدر پڑھے کہ بے خود ہوجائے تو اس کے دل پر انوار ظاہر ہوں

۶۷۔ "اَلْوَاحِدُ الْاَحَدُ": تنہا، یکتا، یگانہ، وحدت سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایک اور یگانہ ہونا عرف میں واحد کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے، ایک یہ متجزی اور متبعض ہو، یعنی اس کے اجزا اور حصص نہ ہوں جیسے جوہر فرد، دوسرے یہ کہ بے مثل و یکتا ہو، واحد اور احد میں وہ فرق ہے جو ہماری زبان میں اکیلا اور ایک میں ہے۔

نصیب یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالےٰ اپنی خدائی میں یگانہ ہے یہ بھی اس کی بندگی میں یگانہ ہو، اور ایسے اخلاق وفضائل اپنے اندر پیدا کرے جس سے اپنے ہم جنسوں میں ممتاز ہوجائے۔

خاصیت: جس شخص کا دل تنہائی سے ہراساں ہو وہ ایک ہزار ایک مرتبہ اس نام کو پڑھے انشاء اللہ خوف اس سے جاتا رہیگا اور بارگاہ حق میں مقرب ہوجائے گا، اگر کسی کو فرزند کی خواہش ہو تو اس نام کو لکھ کر اپنے پاس رکھلے، اللہ تعالےٰ فرزند عطا فرمائے گا۔

۶۸۔ "اَلصَّمَدُ": بڑا بے نیاز، صمد کے اصلی معنی ہیں قصد کے چونکہ آدمی اپنے تمام مطالب میں بارگاہِ خداوندی کا قصد کرتے ہیں اس لئے اسے صمد کہتے ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ خلق سے بے نیاز ہو اور نیازمندوں کی کارسازی اور حاجت مندوں کی حاجت روائی میں سعی وکوشش کرے۔

خاصیت: جو شخص آدمی رات یا کچھ رات رہے صبح کے وقت سجدہ میں سر رکھ کر ایک سو پندرہ مرتبہ

اس نام کو پڑھے، ظاہر و باطن میں سچا ہو اور کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہو، اگر کثرت سے پڑھتا رہے تو بھوکا نہ رہے اور وضو کی حالت میں پڑھے تو بے نیاز اور بے پرواہ ہو۔

۶۹ "اَلْقَادِرُ": قدرت والا، قدر اور قدرت اور اقتدار اور مقدرت سب کے معنی ہیں توانائی کے، تو قادر و مقتدر کے معنی ہوئے۔

۷۰ "اَلْمُقْتَدِرُ": قدرت ظاہر کرنے والا، صاحب مقدرت، صاحب قدرت، مگر مقتدر میں مبالغہ ہے نصیب یہ ہے کہ خواہشوں اور لذتوں کے چھوڑنے میں اپنے نفس پر پورا پورا قابو رکھے۔

خاصیت: جو شخص اپنے اعضاء دھوتے وقت ہر جوڑ پر اسم القادر پڑھتا رہے گا کبھی کسی ظالم کے پنجے میں گرفتار نہ ہوگا، اور کوئی دشمن اس پر فتح نہ پائے گا، اور اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اکتالیس بار پڑھے انشاء اللہ وہ مشکل آسان ہو جائے گی اور اگر اسم المقتدر کو ہمیشہ پڑھتا رہے تو اس کی غفلت یاد سے بدل جائے گی اور جو شخص سونے کے بعد اُٹھ کر المقتدر بیس بار کہے تو اس کے تمام کام درست ہو جائینگے۔

۷۱ "اَلْمُقَدِّمُ": سبقت دینے والا، اپنے دوستوں کو بارگاہ عزت کی طرف بڑھانے والا۔

۷۲ "اَلْمُؤَخِّرُ": پیچھے رکھنے والا، دشمنوں کو اپنے لُطف سے پیچھے ہٹانے والا۔

مقدم دال کے کسرے (زیر) کے ساتھ تقدیم سے مشتق ہے اور تقدیم کہتے ہیں آگے کرنے کو اسی طرح موخر خ کے کسرے (زیر) سے تاخیر سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں پیچھے ہٹانا، یعنی خدا تعالیٰ فرمانبرداروں کو راہ قرب سے آگے بڑھاتا اور نافرمانوں کو درگاہ عزت سے دُور کرتا اور پیچھے ہٹاتا ہے یا دنیا کے کاموں میں تو حصول مطلب میں تقدیم و تاخیر اللہ کے کرنے سے ہوتی ہے۔

نصیب یہ ہے کہ نیکی کرنے میں سبقت کرے اور جو لوگ بارگاہ عزت میں معزز و مقرب ہیں ان کو اپنا پیشوا بنائے اور نفس و شیطان کو پیچھے ڈالے۔

خاصیت: جو شخص معرکۂ جنگ میں المقدم پڑھے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی سختی اور رنج اس کو نہ پہنچے اور اگر بکثرت اس کو پڑھتا رہے تو اس کا نفس طاعت الٰہی میں مطیع و فرماں بردار ہو جائے، جو شخص المؤخر سو بار پڑھے تو اس کا دل بلا حق کے آرام پائے۔

۷۳ "اَلْاَوَّلُ": سب سے پہلا

۷۴ "اَلْاٰخِرُ": سب سے پچھلا

اوّل ہے یعنی ازلی ہے کہ اُس کے وجود کی ابتدا اور ہستی کا آغاز نہیں، اور آخر ہے یعنی دائمی ابدی ہے کہ اس کی بقا کے لئے نہایت اور دوام کے لئے انقضا نہیں۔

نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور اوامر شرعیہ کی بجا آوری میں جلدی کرے اور اللہ کے لئے جان و مال خرچ کرے تاکہ حیات ابدی حاصل ہو۔

خاصیت: جس شخص کے لڑکا نہ ہوتا ہو وہ چالیس دن برابر اسم الاول کو چالیس بار پڑھے انشاء اللہ اس کی مراد پوری ہو جائے گی، اور جس کی عمر آخر ہو اور اس کے پاس اعمال خیر نہ ہوں تو الآخر کو اپنا

وظیفہ مقرر کر لے انشاء اللہ خاتمہ بخیر ہوگا۔

۷۵ "اَلظَّاهِرُ": آشکارا ہے بلحاظ قدرت

۷۶ "اَلْبَاطِنُ": پوشیدہ ہے باعتبار ذات

خدا ظاہر ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا وجود اس کی ہستی اُن آیات و دلائل سے ظاہر ہے جو آسمان وزمین میں ہر صاحب بصیرت کو دکھائی دیتے ہیں اور خدا کے باطن ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی کنہ ذات حجاب جلال میں محتجب و پوشیدہ ہے۔

نصیب یہ ہے کہ انسان بشریت کے لحاظ سے سب کی نظر میں ہے اور چونکہ صفات ملائکہ سے متصف ہے اس وقت لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے۔

خاصیت، نماز اشراق کے بعد جو شخص "الظاہر" کو پانچ سو مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ میں روشنی عطا فرمائے، اور جو ۳۳ تینتیس بار ہر روز "یا باطن" کہے تو اسرار الٰہی اس پر منکشف ہونے لگیں۔

۷۷ "اَلْوَالِيُ": بڑا منتظم، بڑا کارساز، تمام امور کا متولی، وِلایت بکسر (زیر) واو سے مشتق ہے، جس کے معنی تصرف کرنے اور قابو پانے کے ہیں، اور ایک ہے وَلایت بفتح (زبر) واو جس کے معنی مدد کرنے اور حکمرانی کرنے کے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ وَلایت بفتح واو مصدر ہے اور بکسر واو اسم والی وہ جو سب کا مالک اور تمام کاموں کا متولی ہو۔

نصیب یہ ہے کہ ضعیفوں، کمزوروں اور عاجزوں کے کام میں کوشش کرے، اور اس طرح ان کی حاجت روائی میں سعی کرے کہ گویا ان کا وکیل ہے۔

خاصیت، جو شخص یہ چاہے کہ گھر آباد ہو اور آندھی، مینہ اور تمام آفتوں سے محفوظ رہے تو "الوالی" کو کورے آبخورے پر لکھے اور اس میں پانی بھر کر گھر کی دیواروں پر چھڑک دے، انشاء اللہ تمام آفتوں سے بچا رہیگا، اگر کسی کو مسخر کرنا چاہے تو گیارہ مرتبہ پڑھے وہ مطیع و فرماں بردار ہو جائے گا۔

۷۸ "اَلْمُتَعَالِيْ": بہت بلند، مخلوقات کی صفات سے منزہ، تمام حکمرانوں اور والیوں سے بلند قدر یا تمام نقائص و آفات سے عالیشان۔

نصیب یہ ہے کہ اپنی طاقت علم و عمل کے حاصل کرنے میں صرف کرے تاکہ اپنے ہم جنسوں میں ممتاز رہے۔

خاصیت: جو شخص اس نام کو بکثرت پڑھے اس کی دشواریاں آسان ہوں اور جو عورت حیض کی حالت میں کثرت سے پڑھتی رہے اس کی تکلیف جاتی رہے۔

۷۹ "اَلْبَرُّ": بڑا سلوک کرنے والا، اپنے لطف سے بندوں کے ساتھ نیکی کرنے والا، بَر بفتح با اسم فاعل بمعنی نیکی کرنے والا۔

نصیب یہ ہے کہ ماں باپ، استاد، مشائخ، اعزا، اقارب اور تمام حق والوں کے ساتھ نیکی کرے۔

خاصیت: اگر ہوا و ہوس میں مبتلا ہو اور وہ اس نام کو پڑھے تو انشاء اللہ یہ بات جاتی رہیگی،

اور جس شخص کے بچے ہوا اور وہ سات بار اس نام کو پڑھ کر حق تعالےٰ کے کرم کے سپرد کر دے تو بلوغ تک وہ لڑکا محفوظ رہیگا، اگر شرابی، زانی اس کو سات بار پڑھے تو اس کا دل ان باتوں سے سرد ہو جائے گا۔

۸۰ ۔ "اَلتَّوَّابُ" گنہگاروں کی توبہ قبول کرنے والا، تواب مبالغہ ہے تائب کا اور تائب ماخوذ ہے توبہ سے، توبہ کے اصلی معنی ہیں رجوع کرنے کے پھر جب اس کی نسبت بندہ کی طرف کی جاتی ہے تو گناہ سے رجوع کرنا مراد ہوتا ہے، اور خدا کی طرف ہوتی ہے تو رحمت کے ساتھ رجوع کرنا یعنی بندہ توبہ کرے تو خدا اپنی عادت کے مطابق پھر مہربانی کرنے لگتا ہے۔

نصیب یہ ہے کہ خلق خدا کے عذر قبول کرے اگرچہ بار بار ہو۔

خاصیت، نماز چاشت کے بعد جو شخص اس نام کو تین سو ساٹھ بار پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کو سچی توبہ نصیب فرماتا ہے اور جو بکثرت اس نام کو پڑھتا رہا کرے اس کے تمام کام درست ہوں اور اس کا نفس طاعتِ الٰہی میں آرام پائے۔

۸۱ "اَلْمُنْتَقِمُ" نافرمانوں سے بدلہ لینے والا، انتقام کہتے ہیں بدلہ لینے کو یعنی خدا تعالےٰ کافروں سے اپنی نافرمانی کا بدلہ لینے والا اور ان کے تمرد و سرکشی کی سزا دینے والا۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے سب سے بڑے دشمن نفس و شیطان سے بدلہ لے۔

خاصیت: جو شخص دشمن کی مقاومت پر قادر نہ ہو اور اس سے بدلہ نہ لے سکے تو تین جمعہ تک یہ نام کثرت سے پڑھے، انشاء اللہ اس کا دشمن راضی و خوش ہو جائے گا، بعض روایتوں میں "المنعم" بھی آیا ہے لیکن قرآن مجید میں نہیں ہے، جو شخص "المنعم" کو ہمیشہ پڑھتا رہے، کبھی کسی کا محتاج نہ ہو۔

۸۲ "اَلْعَفُوُّ" بڑی درگذر کرنے والا، گناہوں کا مٹانے والا۔

نصیب یہ ہے کہ لوگوں کے قصور معاف کرے، خطاؤں سے درگذر کرے اور ان کی پردہ پوشی کرے اور عیب چھپائے۔

خاصیت: جس شخص کے گناہ بہت ہوں اور وہ بلاناغہ اس کو پڑھتا رہے تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔

۸۳ "اَلرَّؤُوْفُ" بہت شفقت کرنے والا، رافت کہتے ہیں شدّتِ رحمت کو اور یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے ضَرُوْبٌ اور شَکُوْرٌ۔

نصیب یہ ہے کہ مخلوقات پر مہربانی کرے اور نظر رحمت رکھے، اپنے سارے کام اللہ کے سپرد کرے کہ وہی منعم حقیقی ہے، اس کے علاوہ کسی سے مدد نہ چاہے، برائی کے دور کرنے میں سعی و کوشش کرے اور جہاں تک ہو سکے بلا غرض اور بلا عوض محتاجوں اور حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے۔

خاصیت: جو شخص کسی مظلوم کو ظالم کے پھندے سے چھڑانا چاہے تو اُس نام کو دس بار پڑھے وہ ظالم اس کی سفارش قبول کرے گا، اور جو ہمیشہ پڑھتا رہے تو اس کا دل مہربان ہو جائے، اور تمام آدمی اس کے ساتھ محبت سے پیش آنے لگیں۔

۸۴ "مَالِكُ الْمُلْكِ": ملک کا مالک، خداوندِ جہان۔
۸۵ "ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ": بڑی بزرگی و عزت والا۔
نصیب یہ ہے کہ اپنی ذات کے لئے بزرگی حاصل کرے اور بندگانِ خدا کا اکرام و اعزاز جیسا چاہیے ویسا کرے۔
خاصیت: جو شخص اسم "مالک الملک" کو ہمیشہ پڑھتا رہے، خوش حال ہو جائے اور لوگوں سے کوئی حاجت نہ رہے اور یہی خاصیت "ذوالجلال والاکرام" کی ہے۔
۸۶ "اَلْمُقْسِطُ": عادل و منصف، اس کا مادہ ہے قسوط اور قسوط کہتے ہیں جور و ظلم کو، لیکن جب اسے باب افعال میں لے گئے تو معنی ہوئے جور و ظلم کے ازالہ کرنے کے اور ازالہ جور و ظلم کا نام ہے انصاف، تو مقسط کے معنی ہوئے منصف، عادل۔
نصیب یہ ہے کہ خلق اور حق کے معاملات میں انصاف کرے۔
خاصیت: جو شخص اس نام کو سو مرتبہ پڑھے شیطان کی بُرائی اور اس کے وسوسہ سے محفوظ رہے اور اگر سات بار پڑھے تو مقصد حاصل ہو۔
۸۷ "اَلْجَامِعُ": تمام مخلوقات کو جمع کرنے والا، قیامت میں خدا لوگوں کو جمع کرے گا یا دنیا میں بچھڑے ہوؤں کو جمع کرتا ہے۔
نصیب یہ ہے کہ علم کو عمل کے ساتھ اور کمالاتِ جسمانی کو نفسانی کے ساتھ اور وظائف عبادت کو اوراد و اذکار کے ساتھ جمع کرے اور فکر اور تسکین دل جمعیت مع اللہ کے جمع کرنے میں سعی کرے۔ شعر
وز جمعیت کوش تا ہمہ ذات شوی ✦ ترسم کہ پراگندہ شوی مات شوی
خاصیت: جس شخص کے اہل و اقارب متفرق ہو گئے ہوں وہ چاشت کے وقت غسل کرے اور آسمان کی طرف منہ کر کے اس نام کو دس مرتبہ پڑھے اور ایک اُنگلی بند کرلے پھر اپنے ہاتھ مُنہ پر ملے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ سب جمع ہو جائیں گے۔
۸۸ "اَلْغَنِیُّ": بے پروا
۸۹ "اَلْمُغْنِیُّ": لوگوں کو بے پروا کرنے والا۔
غنی مشتق ہے غِنیٰ سے اور غنیٰ کہتے ہیں بے نیاز ہونے کو، یعنی خدا تعالےٰ سب سے بے نیاز ہے، اور مغنی لیا گیا ہے اغناء سے جس کے معنی ہیں بے نیاز کرنا یعنی وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے بے نیاز کرتا ہے، کہ وہ اپنے ہمجنسوں کی طرف حاجت نہیں لے جاتا، غنی جو مالدار کے معنی میں مشہور ہے وہ بھی بے نیازی کی ایک شاخ ہے۔
نصیب یہ ہے کہ ماسوئی اللہ سے بے نیازی حاصل کرے۔
خاصیت: جو شخص حرص و طمع میں مبتلا ہو وہ اپنے بدن کے ہر جوڑ پر یعنی مُنہ، آنکھ، کان، ناک، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر "الغنی" پڑھے پھر ہاتھ ہٹالے انشاء اللہ اس سے شفاء ہو جائے گی، اور جو ہر روز

ستر بار پڑھے اس کے مال میں برکت ہو، اور کبھی محتاج نہ ہو اور جو شخص ہر جمعہ کو ایک ہزار مرتبہ المغنی پڑھے اور دس جمعہ برابر پڑھے تو مخلوق سے بے پروا ہو جائے۔

حضرت شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھا ہے کہ جو شخص گیارہ بار اول و آخر درود شریف پڑھے پھر "یا مغنی" گیارہ سو گیارہ مرتبہ ہر روز وظیفہ کی طرح پڑھے تو ظاہر و باطن کا غنی ہو جائے۔

۹۰ "اَلْمَانِعُ": اپنے دوستوں سے تکلیف روکنے والا (المعطی عطا کرنے والا معطی دینے والا مانع روک رکھنے والا جسے چاہے اور جو چاہے دیتا ہے اور جسے چاہے نہیں دیتا)

نصیب یہ ہے کہ اپنے نفس و طبیعت کو نفسانی خواہشات سے روکے۔

خاصیت: میاں بیوی کے درمیان جب جھگڑا ہو تو اپنے بستر پر جاتے وقت اس نام کو بیس مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ غصہ رفع ہو جائے گا۔ بعض روایتوں میں "المعطی" بھی آیا ہے جو "یا معطی السائلین" بکثرت پڑھے تو کسی سوال کا محتاج نہ ہو۔

۹۱ "اَلضَّارُّ": بڑا ضرر پہنچانے والا، ضرر و شر کا خالق۔

۹۲ "اَلنَّافِعُ": بڑا نفع پہنچانے والا، نفع و خیر کا پیدا کرنے والا۔

یعنی خدا خالق خیر و شر اور نفع و ضرر ہے، اور درد و دوا، رنج و شفا، گرمی و سردی، خشکی و تری سب پیدا کی ہوئی اسی کی ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے ضرر نہ پہنچائے، اور جہاں تک ہو سکے مخلوق کو فائدہ پہنچائے۔

خاصیت: جو شخص کسی حال اور مقام عرفان پر پہنچے، اور جمعہ کی راتوں میں "الضار" سو بار پڑھے تو حق تعالیٰ اس کو اس مقام میں ثابت قدمی عنایت فرمائے گا اور انجام میں اہلِ قرب کے مرتبہ کو پہنچے گا اور جو شخص کشتی میں سوار ہو کر ہر روز "النافع" پڑھتا رہے وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا اور ہر کام کے شروع میں اکتالیس بار "النافع" کہہ لیا کرے تو تمام کام حسبِ خواہش ہوں گے۔

۹۳ "اَلنُّوْرُ": روشن کرنے والا، عرف عام میں نور کہتے ہیں روشنی کو، خدا پر نور کا اطلاق اس سے کیا گیا کہ زمین و آسمان میں اسی کا چاندنا اور اسی کا ظہور ہے۔

نصیب یہ ہے کہ اپنے دل کو نورِ ایمان اور عرفان سے منوّر کرے۔

خاصیت: جو شخص جمعہ کی رات میں سات دفعہ سورۂ نور اور ایک ہزار ایک بار اس نام کو پڑھے تو اس کا دل منوّر ہو، اور اگر صبح کے وقت اس کو برابر پڑھتا رہے تو اس کا دل ہمیشہ روشن رہے۔

۹۴ "اَلْهَادِیُ": راہ دکھانے والا۔

نصیب یہ ہے کہ بندگانِ خدا کو اس کی راہ دکھائے۔

خاصیت: جو شخص ہاتھ اُٹھائے اور آسمان کی طرف منہ کرکے اس نام کو بکثرت پڑھے پھر ہاتھ چہرے پر

پھیرے تو اہلِ معرفت کا مقام پائے۔

۹۵ - "اَلْبَدِیْعُ": موجد، بدیع بے مثل اور بے مانند کبھی معنی میں مبدع یعنی موجد کے بھی آتا ہے، جو بے نمونہ دیکھے ازخود اختراع کرے تو اس معنی میں بھی خدا بدیع ہے کہ اس نے جہان کے بنانے میں کسی کی تقلید نہیں کی۔

نصیب یہ ہے کہ جب اوراد و وظائف سے فارغ ہو تو کوئی ایسا کام کرے جس سے اکلِ حلال حاصل ہو خصوصاً وہ کام اختیار کرے جس کا اثر اس کی موت کے بعد بھی باقی رہے اور خلقِ خدا کو فائدہ پہنچے، مثلاً علم دین کی درس و تدریس یا تصنیف و تالیف وغیرہ۔

خاصیت: اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے تو وہ ستر بار اور ایک روایت کے مطابق ہزار بار "یا بدیع السموٰت والارض" پڑھے انشاء اللہ مشکل آسان ہو جائے گی اور معاملہ بن جائے گا۔

۹۶ "اَلْبَاقِیْ": ہمیشہ باقی رہنے والا، دائم الوجود جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔

خاصیت: جمعہ کی رات میں جو شخص اس کو سو بار پڑھے، اس کے تمام عمل مقبول ہوں اور کسی سے رنج و تکلیف نہ پہنچے، اور دشمن، دکھ درد، رنج و غم اور بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے بکثرت پڑھے۔

۹۷ "اَلْوَارِثُ": فنائے موجودات کے بعد باقی رہنے والا، ہر چیز کا مالک وارث، اس سے مُراد ہے فنائے موجودات کے بعد باقی رہنے والا گویا تمام مرنے والوں کی میراث اس کو پہنچتی ہے۔

نصیب یہ ہے کہ اعمال باقیات الصالحات یعنی درس و تدریس، تصنیف و تالیف، پُل، سرائے، مسجد، اور صدقات جاریہ وغیرہ میں کوشش کرے۔

خاصیت، جو شخص ہر روز طلوع آفتاب کے وقت اس اسم کو سو بار پڑھے تو رنج اور سختی سے محفوظ رہے اور جب مرے تو اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جو بکثرت پڑھتا رہے اپنے زمانہ میں بلند مرتبہ ہو۔

۹۸ "اَلرَّشِیْدُ": راست، رہنما، صاحب رُشد، رشد ضد ہے غیّ کی اور غیّ کے معنی ہیں گمراہی تو رشید کے معنی ہوئے صاحب رشد اور خدا کو رشید اس معنی میں کہا گیا کہ طریق اسلام اس کو پسند ہے اور وہی صراطِ مستقیم ہے یا اس اعتبار سے کہ جو صفاتِ کمالیہ خدا میں ہونی چاہئیں وہ اس میں ہیں۔

نصیب یہ ہے کہ بندگانِ خدا کو اس کی راہ دکھائے۔

خاصیت، جو شخص اپنے کام کو حل نہ کر سکے اور اس کے حل کرنے کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئے تو اس نام کو مغرب و عشا کی نماز کے درمیان ہزار بار پڑھے جو کچھ صحیح اور بہتر ہوگا اس پر ظاہر ہو جائے گا، اور اگر اس پر مداومت کرے تو تمام کاروبار اس کی بلاسعی و کوشش کے بن جائیں گے۔

۹۹ "اَلصَّبُوْرُ": بڑا صبر و تحمل والا، اصل میں صبر کے معنی تحمل اور برداشت کرنے کے ہیں، اور چونکہ خدا تعالیٰ بندوں کی گستاخیوں اور نافرمانیوں کی برداشت کرتا اور انتقام اور مواخذہ میں جلدی نہیں کرتا اس لئے اس کا نام صبور رکھا گیا۔

نصیب یہ ہے کہ بدبختوں، ذلیلوں اور کمینوں کی ایذا رسانی پر صبر و تحمل کرے، اور زیر دستوں کی تکلیف دہی میں بُردباری سے کام لے۔

خاصیت: جو شخص رنج و درد اور تکلیف و مشقت میں مبتلا ہو، اس نام کو ایک ہزار بیس بار پڑھے، انشاء اللہ اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے گا اور اگر خوف ہوگا تو جاتا رہے گا، اور اگر ہر روز پڑھا کرے تو حاسدوں اور دشمنوں کی زبان بند ہو جائے اور بادشاہ کا غصہ رفع ہو جائے۔

یہ اسماء صفاتی جنہیں اسماء حسنیٰ بھی کہتے ہیں، اکثر بجنسہٖ قرآن مجید میں موجود ہیں، اور بعض جو بعینہٖ قرآن میں موجود نہیں ہیں اُن کے مادّے اور مشتقات قرآن میں مذکور ہیں۔

وَسَمِعَ رَجُلًا وَّهُوَ يَقُوْلُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيْبَ لَكَ فَسَلْ ت اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا مُّوَكَّلًا بِمَنْ يَّقُوْلُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ فَمَنْ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ لَهُ الْمَلَكُ اِنَّ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ قَدْ اَقْبَلَ عَلَيْكَ فَسَلْ مس وَمَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ سَلْ فَقَدْ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْكَ مس مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ ت س ق حب مس مَنْ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ الْخَمْسِ لَمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ طا طس

ترجمہ: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو "یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" اے بزرگی و عزت والے، کہتے ہوئے سُنا تو آپ نے فرمایا تجھے مقبولیت حاصل ہوئی پس تو جو چاہے مانگ، ترمذی (عن معاذؓ)

جو شخص "یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" اے سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، کہتا ہے اس لئے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے، تو جو شخص اس کلمہ کو تین بار کہتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہے، تُو جو چاہے طلب کر، حاکم (عن ابی امامہؓ)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے جو "یا ارحم الراحمین" کہہ رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا تو جو چاہے سوال کر، اللہ تعالےٰ نے تیری طرف نظرِ التفات فرما رکھی ہے،

حاکم (عن انسؓ)

جو شخص اللہ سے تین بار جنت مانگتا ہے، تو جنت کہتی ہے، خدایا اس کو جنت میں داخل کر، اور جو شخص دوزخ (کی آگ) سے تین بار پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے الٰہی اس کو دوزخ کی آگ سے بچالے، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (عن انسؓ)

جو شخص ان پانچ کلموں کے ساتھ دُعا کرے گا، تو جو کچھ اللہ سے مانگے گا وہ اللہ اس کو دیدیگا (وہ پانچ کلمے یہ ہیں) کوئی معبود نہیں مگر اللہ یگانہ جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے وہی حمد وثنا کے لائق ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بجز اللہ کے کوئی بل بوتہ نہیں، طبرانی فی الکبیر والاوسط (عن معاویہؓ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِجَابَةِ الدُّعَآءِ مَا یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ اِذَا عَرَفَ الْاِجَابَةَ مِنْ نَفْسِهٖ فَشُفِیَ مِنْ مَّرَضٍ اَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَنْ یَّقُوْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ مس ی

دُعا کے قبول ہونے پر اللہ کا شُکر ادا کرنا

ترجمہ: کونسی چیز تم میں سے کسی کو اس بات سے روکتی ہے؟ کہ جب اسے اپنی دُعا کا قبول ہونا معلوم ہو جائے (مثلاً) بیمار صحت یاب ہوا، یا مُسافر سفر سے (بخیریت) واپس آیا تو کہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کے غلبہ اور بُزرگی کے سبب سے اچھے کام پورے ہو جاتے ہیں، حاکم، ابن سنی (عن عائشہؓ)

اَلَّذِیْ یُقَالُ فِیْ صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَّمَسَائِہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عه حب مس مص

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ طس وَفِی الْمَسَآءِ فَقَط مر طس مى ى ثلث مَرَّاتٍ مى ى

صبح وشام کی دُعائیں

وہ دُعائیں جو صبح وشام پڑھی جاتی ہیں

ترجمہ: (میں) اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین و آسمان میں نقصان نہیں دے سکتی، اور وہی سُننے (اور) جاننے والا ہے، تین تین مرتبہ پڑھے سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن عثمان بن عفانؓ)

میں خدا کے کلمات تامہ کے ذریعہ اُس کی مخلوق کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں، طبرانی فی الاوسط (عن ابی ہریرۃؓ) مسلم، سُنن اربعہ، دارمی اور ابن سنی نے ابوہریرۃؓ سے فقط شام کے وقت پڑھنا بیان کیا ہے، ترمذی، دارمی اور ابن سنی نے معقل بن یسار سے تین بار پڑھنے کی روایت نقل کی ہے۔

شرح: صبح اگر یہ دعا پڑھے تو لفظ "اَصْبَحْنَا" (میں صبح کرتا ہوں) اور شام کو لفظ "اَمْسَیْنَا" (میں شام کرتا ہوں)، شروع میں کہے حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص صبح وشام تین تین بار یہ دُعا پڑھے، تو اللہ تعالےٰ اس دن اسے بلائے ناگہانی سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرتؓ معقل بن یسار کہتے ہیں جو شخص یہ دُعا پڑھتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کی دُعائے مغفرت کرنے کے لئے مقرر ہو جاتے ہیں، اور اگر وفات پا جاتا ہے تو شہید مرتا ہے، صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آج رات بچھو کے کاٹنے سے بہت تکلیف ہوئی، آپ نے فرمایا یاد رکھو! اگر تم "اعوذ بکلمات اللہ الخ" کہہ لیتے تو تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچتی، اور جو شخص کسی منزل پر اُترتے وقت یہ پڑھے تو وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ
الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
ت رمی ے

ترجمہ: میں خدا کی (جو) سُننے اور جاننے والا ہے، شیطان مردود (کے وسوسوں سے) پناہ مانگتا ہُوں، تین مرتبہ پڑھے، (پھر یہ آیت پڑھے) وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے، کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر (سب) کا جاننے والا ہے، وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے، وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے، پاک ذات ہے (تمام عیبوں سے بری ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، زبردست ہے، بڑا دباؤ والا ہے، بڑی عظمت رکھتا ہے، یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ (کی ذات) اس سے پاک ہے، وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانے والا ہے (اس کی اچھی اچھی صفتیں ہیں (اور اسی سبب سے)، اس کے اچھے ہی اچھے نام ہیں، جو (مخلوقات) آسمانوں (میں) اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اس کی تسبیح (و تقدیس) کرتے ہیں، اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے، ترمذی، دارمی، ابن سنی (عن معقل بن یسارؓ)

شرح: رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو شخص صبح اس تعوذ کو سورۂ حشر کی ان تین (مذکورہ بالا) آیتوں کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے، جو شام تک اس کے واسطے دُعائے مغفرت کرتے ہیں، اور اگر شام کو پڑھتا ہے تو صبح تک اس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں، اور اگر مر جاتا ہے، تو شہید مرتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ د ت س ی فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ

د ی

ترجمہ: قل ھو اللہ احد الخ، تین بار قل اعوذ برب الفلق الخ تین بار، قل اعوذ برب الناس الخ تین بار پڑھے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن سنی (عن عبداللہ بن خبیبؓ)
پس جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرو، اور آسمان و زمین میں وہی اللہ تعریف کے لائق ہے، اور (نیز) تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دو پہر ہو، (اللہ کی تسبیح و تقدیس کرو) (وہی) زندے کو مردے سے نکالتا ہے، اور وہی مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور (وہی) زمین کو اس کے مرے (یعنی پڑتی پڑے) پیچھے زندہ (و شاداب) کرتا ہے اور اسی طرح تم (لوگ بھی مرے پیچھے زمین سے) نکالے جاؤ گے، ابوداؤد، ابن سنی، (عن ابن عباسؓ)

شرح: حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، سورۂ اخلاص سورۂ فلق سورۂ ناس کا صبح و شام تین تین بار پڑھنا، ہر چیز سے کفایت کرتا ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو شخص صبح اس کو پڑھتا ہے، اس کی دن بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا اس کو ثواب مل جاتا ہے اور جو شام کے وقت پڑھتا ہے اس کو رات بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اٰیَةُ الْكُرْسِیِّ ط وَاٰیَةُ الْكُرْسِیِّ وَالْاٰیَةُ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ غَافِرٍ اِلٰی قَوْلِهٖ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ حِبْ اٰتِ ی

ترجمہ: آیت الکرسی - اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الخ (پڑھے) طرانی (عن ابی بن کعبؓ) اور آیۃ الکرسی اور سورۃ غافر شروع سے "الیہ المصیر" تک (پڑھے) ابن حبان، احمد، ترمذی ابن سنی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: حدیث شریف میں ہے، جو شخص یہ دونوں آیتیں صبح کے وقت پڑھے، تو شام تک شیاطین اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا، اور اگر شام کو پڑھے، تو صبح تک بچا رہے گا، آیۃ الکرسی یہ ہے:-

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○

البقرہ رکوع ۳۴

اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانۂ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسی کی) سفارش کرے، جو کچھ لوگوں کو پیش (آرہا) ہے (وہ) اور جو کچھ ان کے بعد (ہونے والا) ہی (وہ) اس کو (سب) معلوم ہے، اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے اس کی کرسی (سلطنت) آسمان و زمین (سب) پر پھیلی ہوئی ہے اور آسمان و زمین کی حفاظت اس پر (مطلق) گراں نہیں اور وہ (بڑا) عالیشان (اور) عظمت والا ہے۔

سورۂ غافر کی ابتدائی آیتیں یہ ہیں:-

حٰمٓ ۚ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ○ المومن رکوع ۱

حٰمٓ (یہ) فرمان تحریری پیشگاہ خداوندی سے صادر ہوتا ہے جو زبردست (اور ہر چیز سے) واقف ہے، گناہوں کا بخشنے والا، توبہ کا قبول کرنے والا (بروں کو) سخت سزا دینے والا، (نیکوں کے حال پر) بڑا فضل کرنے والا، اسکے سوا کوئی معبود نہیں اُسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ
وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ
اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ
فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ مُ د تِ س مص مُصْ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ
الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ مُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ وَفَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ
وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ
د اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ
وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ عه حب اعو اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ
ری اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ
مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ د ت س حب
مس مص وَاَنْ نَّقْتَرِفَ عَلٰى اَنْفُسِنَا سُوْٓءًا اَوْ نَجُرَّهٗ

اِلٰی مُسْلِمٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلٰٓئِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ طس ت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلٰٓئِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ د ت س

ترجمہ: ہم نے اور سارے ملک نے خدا کے لئے صبح کی، سب تعریف خدا کے لئے ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ اپنی صفات میں) یکتا واکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک اور اسی کے واسطے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اے میرے پروردگار جو کچھ اس دن میں ہے، اور جو کچھ اس کے بعد ہوگا، میں تجھ سے اس کی بہتری اور بھلائی مانگتا ہوں، اور اُس دن کی بُرائی اور اس دن کے بعد کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں، اے میرے پروردگار میں کسلمندی اور بُرے بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں، اے میرے پروردگار میں عذابِ دوزخ اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں، مُسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن ابن مسعودؓ)

مُسلم کی دُوسری روایت میں اس طرح ہے۔ خدایا! مَیں تجھ سے کاہلی، ضعف، پیری، بُرے بُڑھاپے، دُنیا کے فتنے اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں (عن ابن مسعودؓ)

ہم نے اور سارے ملک نے اللہ رب العالمین کے لئے صبح کی، الٰہی مَیں تجھ سے اس دن کی بہتری وبھلائی، فتح ونُصرت، نور وہدایت اور خیر وبرکت چاہتا ہُوں، اور اس دن کی اور اس دن کے بعد کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہُوں۔ ابوداؤد (عن ابی مالکؓ)

خداوندا! ہم نے تیری قدرت سے صبح کی، اور تیری مدد سے شام، تیری ہی وجہ سے ہم زندہ ہیں اور تجھ ہی سے ہم مریں گے، اور تیری ہی طرف انجام کار جی اٹھنا ہے، سنن اربعہ، ابن حبان، احمد، ابوعوانہ (عن ابی ہریرۃؓ)

ہم نے اور تمام ملک نے اللہ کے لئے صبح کی، اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے (ذات وصفات میں) اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے سوا کوئی (بھی) عبادت کے لائق نہیں، اور اسی کی طرف انجام کار جی اُٹھنا ہے، ابن سنی۔

اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غائب وحاضر سے باخبر، ہر چیز کے مالک ومربی میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں (اور) میں تجھ (ہی) سے اپنے نفس کی بُرائی، شیطان کی شر اور اس کے شرک سے پناہ مانگتا ہوں، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابی بکر الصدیق رضؓ)

اور (پناہ مانگتا ہوں) اس بات سے کہ ہم ارتکابِ گناہ کریں، یا کسی مسلمان پر تہمت لگائیں ترمذی (عن ابی الصدیق رضؓ)

الٰہی! میں نے صبح کی، میں تجھے اور تیرے حاملینِ عرش اور تیرے ملائکہ اور تیری تمام مخلوقات کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، طبرانی فی الاوسط (عن انس رضؓ)

اے اللہ! میں نے صبح کی، میں تجھے، تیرے حاملینِ عرش، تیرے ملائکہ اور تمام مخلوق کو اس پر گواہ کرتا ہوں کہ بجز تیرے کوئی معبود نہیں، تُو اپنی ذات وصفات میں یکتا ویگانہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور اس پر کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں، چار مرتبہ پڑھے، ابوداود، ترمذی، نسائی (عن انس رضؓ)

شرح: صبح کے وقت ان دعاؤں کے شروع میں "اَصْبَحْنَا" یا "اَصْبَحْتُ" اور شام کے وقت "اَمْسَيْنَا" یا "اَمْسَيْتُ" کہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت فرمایا کرتے تھے، "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ" الخ اور شام کے وقت بھی یہی دعا فرماتے مگر "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ" کی جگہ "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ" کہتے تھے۔

حدیث شریف میں "سُوْءِ الْكِبَرِ" و "سُوْءِ الْكِبْرِ" ب پر فتح اور جزم دونوں طرح مروی ہے، لیکن محدثین حضرات نے "سُوْءِ الْكِبَرِ" ب پر فتح کے ساتھ روایۃً اور درایۃً اصح فرمایا ہے۔

ارشاد باری ہے:۔

"قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ" آل عمران رکوع ۴

(حضرت زکریا نے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے (ہاں) کیسے لڑکا ہو سکتا ہے، اور (میرا حال یہ ہے کہ) مجھ پر بڑھاپا آچکا ہے، اور میری بی بی بانجھ ہے۔

"اَلْكِبَرُ" بڑھاپا "اَلْكِبْرُ" نخوت وتکبر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صبح وشام پڑھنے کے لئے کوئی دعا مجھے بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ دُعا پڑھا کرو "اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ"

بعض روایتوں میں "وَشَرَكِهٖ" ر پر زبر ہے، اس کے معنی یہ ہوں گے، میں اپنے نفس کی بُرائی اور شیطان کی شر اور اس کے جال (یعنی داؤ گھات) سے پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَتِیْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ د ق س حب مس مص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ د س ق مص ی

ترجمہ: الٰہی! میں تجھ سے دُنیا اور آخرت میں سلامتی چاہتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں معافی اور امن اپنے دین میں اور اپنی دنیا میں اور اپنے اہل میں اور اپنے مال میں، اے اللہ! میرا عیب چھپالے اور میرے خوف کو امن سے بدل دے، اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے آگے سے اور پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور بائیں سے اور میرے اُوپر سے، اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ میں ناگہاں نیچے سے پکڑ لیا جاؤں (یعنی زمین میں دھنس جاؤں) ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابن عباسؓ)

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کے لئے حمد ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، وہ ایسا زندہ ہے جسے موت نہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن سنی (عن ابن عباسؓ)

شرح: حدیث شریف میں اس دُعا کے پڑھنے کی فضیلت ہے کہ جو شخص اس کو صبح یا شام پڑھتا ہے، تو اس کو حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوتا ہے، دس نیکیاں اس کے زائد اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور دس درجے اس کے بلند ہوتے ہیں، اور اگر صبح پڑھتا ہے تو رات تک شیطان سے محفوظ رہتا رہتا ہے اور اگر شام کو پڑھتا ہے تو صبح تک۔

رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا أ ط رَسُولًا عه مس أ ط رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مص ى اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ د س حب ى

ترجمہ: ہم اللہ[۱] کے رب اور اسلام کے (دین و) مذہب اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں احمد، طبرانی، سنن اربعہ، حاکم (عن ابی سلامؓ)

احمد اور طبرانی میں لفظ رسولاً ہے "یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے پر" (عن ابی سلامؓ)

میں خدا کے پروردگار، اسلام کے (دین و) مذہب اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا، اس کو تین بار کہے، ابن ابی شیبہ، ابن سنی، (عن ابی سلامؓ)

خداوندا[۲]! جو بھی نعمت مجھے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو ملی وہ (سب) تیری ہی طرف سے ہے، تو یکتا و یگانہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے ہی لئے حمد اور تیرے ہی واسطے شکر ہے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن حبان (عن ابن غنامؓ)، ابن سنی (عن ابن عباسؓ)

شرح: حضرت[۱] انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح وشام یہ دُعا پڑھا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ دُعا پڑھے گا، خدا قیامت کے دن ضرور اس کو راضی کر دے گا۔

حضرت[۲] عبداللہ بن غنامؓ بیاضی کہتے ہیں، حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو شخص صبح ہوتے یہ دُعا پڑھے گا تو اس نے تمام دن کا شکر ادا کر دیا، اور شام کو پڑھے گا تو اس رات کا شکر ادا کر دے گا۔

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ د س ی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا د س ی

ترجمہ: الٰہی! مجھے صحت جسمانی عطا کر، الٰہی! میری سماعت میں سلامتی بخش الٰہی! میری بینائی میں سلامتی فرما بجز تیرے کوئی معبود نہیں، یہ تین بار کہے، الٰہی! میں کُفر اور محتاجی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، الٰہی! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اسے تین بار پڑھے، ابوداؤد، نسائی، ابن سنی، (عن ابی بکرۃ الثقفیؓ)

اللہ پاکؐ ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے (اور) اللہ ہی کی (عطا کردہ) قوت ہے، جو اللہ نے چاہا ہوا، جو نہ چاہا نہ ہوا، میں جانتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور (نیز) یہ کہ اللہ کا علم سب چیزوں پر حاوی ہے، ابوداؤد، نسائی، ابن سنی (عن عبدالحمید مولی بن ہاشم عن امہٖ)

شرح: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر دُعا ظاہر و باطن کی جامع ہے، آپ فرماتے ہیں" الٰہی! مجھے صحت جسمانی عطا فرما" یعنی اعضاء و جوارح سلامت رکھ میری شکل و صورت نہ بگاڑ، میرے جسم کا کوئی حِصّہ یا عضو تیری نافرمانی میں مبتلا نہ ہو، آنکھ ممنوعات کو نہ دیکھے، کان منہیات کو نہ سُنیں، ہاتھ منع کی ہوئی چیزوں کو نہ پکڑیں، قدم گمراہی کے راستہ پر نہ اُٹھیں، نفس و دل اس چیز کی خواہش نہ کریں جن سے تو نے روکا ہے عقل و دماغ، تیری بتلائی چیزوں کے علاوہ کسی دُوسری چیز کو نہ سوچیں، غرض جسم کا ہر حصہ اور ہر عضو تیرا ہی فرمانبردار رہے اللہؐ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، عبدیت کا یہ تقاضہ ہے کہ مشیتِ خداوندی پر راضی و خوش رہے حدیثِ قُدسی ہے:-

ترید وارید ولا یکون الا ما ارید اے بندے تو ایک کام کا ارادہ کرتا ہے، میں بھی اس کا

فمن رضی فلہ الرضاء ومن سخط فلہ السخط و یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔

ارادہ کرتا ہوں، مگر ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں، جو شخص میری مشیت پر راضی ہو گیا اس کے لئے میری خوشنودی ہے، اور جو میرے ارادے اور مشیت پر راضی نہ ہوا، اس کے واسطے میری خفگی ہے اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم دیتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے

حدیث شریف میں ہے صبح جس نے یہ دعا پڑھی وہ شام تک اور جس نے شام کو پڑھی وہ صبح تک (بلا اور آفتوں سے) محفوظ رہتا ہے ۔
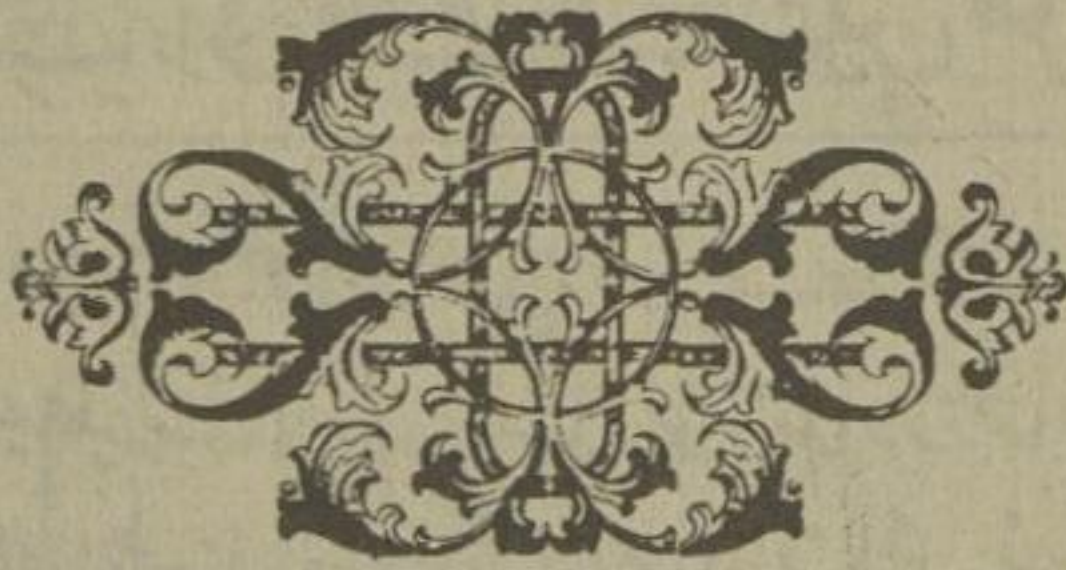
اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ وَکَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی مِلَّۃِ اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ا ط فِی الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ س فِی الصَّبَاحِ فَقَط یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ س مس ر

ترجمہ: ہم نے صبح کی فطرت اسلام اور کلمۂ اخلاص پر اور ہمارے (محبوب) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر، اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو موحد اور مسلمان تھے، اور مشرک نہ تھے، احمد و طبرانی نے اس کا صبح و شام پڑھنا روایت کیا ہے، اور نسائی نے صرف صبح پڑھنا نقل کیا ہی (عن عبد الرحمٰن بن ابزی رض)

اے زندہ اور سنبھالنے والے، تیری رحمت کی دُہائی، میری ساری حالت درست کر دے اور مجھے میری طبیعت پر ایک لمحہ کے لئے نہ چھوڑ، نسائی، حاکم، بزار (عن انس رض)

شرح: انبیا علیہم السلام کو چونکہ خود اپنے اوپر ایمان لانے کا حکم ہوتا ہے، اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس یہ دعا پڑھی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ جب اذان دیتے وقت "اشھد ان محمد رسول اللہ" کہتے تو آپ "انا انا" فرماتے، یعنی میں گواہی دیتا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں، میں کفار سے لڑتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ سردار دو جہان سجدہ میں سر رکھے ہوئے "یا حی یا قیوم" پڑھ رہے ہیں، پھر میں چلا گیا اور لڑائی میں شریک ہو گیا، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تو آپ بدستور اسی طرح سجدہ میں سر رکھے ہوئے "یا حی یا قیوم" پڑھ رہے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو فتح کی خوشخبری سنا دی۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی
عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ
بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
شَرِّ مَا صَنَعْتُ خ س اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ
وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ
اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ د ی اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَحَقُّ مَنْ
ذُكِرَ وَاَحَقُّ مَنْ عُبِدَ وَاَنْصَرُ مَنِ ابْتُغِیَ وَاَرْاَفُ مَنْ مَّلَكَ
وَاَجْوَدُ مَنْ سُئِلَ وَاَوْسَعُ مَنْ اَعْطٰی اَنْتَ الْمَلِكُ لَا شَرِیْكَ
لَكَ وَالْفَرْدُ لَا نِدَّ لَكَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَكَ لَنْ تُطَاعَ
اِلَّا بِاِذْنِكَ وَلَنْ تُعْصٰی اِلَّا بِعِلْمِكَ تُطَاعُ فَتَشْكُرُ وَتُعْصٰی
فَتَغْفِرُ اَقْرَبُ شَهِیْدٍ وَّاَدْنٰی حَفِیْظٍ حُلْتَ دُوْنَ النُّفُوْسِ وَاَخَذْتَ
بِالنَّوَاصِیْ وَكَتَبْتَ الْاٰثَارَ وَنَسَخْتَ الْاٰجَالَ اَلْقُلُوْبُ لَكَ
مُفْضِیَةٌ وَّالسِّرُّ عِنْدَكَ عَلَانِیَةٌ اَلْحَلَالُ مَا اَحْلَلْتَ وَالْحَرَامُ
مَا حَرَّمْتَ وَالدِّیْنُ مَا شَرَعْتَ وَالْاَمْرُ مَا قَضَیْتَ وَالْخَلْقُ
خَلْقُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ وَاَنْتَ اللّٰهُ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ اَسْاَلُكَ
بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَبِكُلِّ

حَقٍّ هُوَ لَكَ وَبِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ اَنْ تُقِيلَنِي فِي هٰذِهِ الْغَدَاةِ اَوْ فِي هٰذِهِ الْعَشِيَّةِ وَاَنْ تُجِيرَنِي مِنَ النَّارِ بِقُدْرَتِكَ ط ، طب

ترجمہ: خدایا! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد و پیمان پر جتنا بن پڑا قائم ہوں، اور میں تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخشدے، کیونکہ بجز تیرے کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا، میں اپنے (تمام) کئے ہوئے کی شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بخاری، نسائی (عن شداد بن اوس بن ثابت الانصاری رضؓ)

الٰہی! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، اور بقدرِ استطاعت تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، میں اپنے (تمام) کئے ہوئے کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں (اور) تیری (ہر) نعمت کا جو مجھ پر ہے مقر ہوں، اور اپنے (ہر) گناہ کا معترف ہوں، پس تو مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا، ابوداؤد، ابن سنی۔

اے اللہ! تو ہی ان سب سے زیادہ مستحق ہے جن کی یاد کی جائے، اور تو ہی ان سب سے زیادہ مدد کرنے والا ہے جن سے مدد مانگی جاتی ہے، اور تو ہی سب مالکوں سے زیادہ شفقت کرنے والا ہے اور تو ہی ان سب سے زیادہ بخشش کرنے والا ہے، جن سے سوال کیا جاتا ہے، اور تو ہی دینے والوں میں سب سے بڑھا ہوا ہے، تو ہی بادشاہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو یگانہ ہے، تیرا کوئی مثل نہیں، بجز تیری ذات کے ہر چیز فانی ہے، بغیر تیری اجازت کے تیری اطاعت نہیں ہو سکتی، اور تیرے علم کے بغیر تیری معصیت نہیں ہو سکتی، تیری اطاعت کی جاتی ہے تو تُو قدر فرماتا ہے، اور تیری نافرمانی کی جاتی ہے تو تُو بخش دیتا ہے، تُو قریب ترین گواہ اور نزدیک ترین نگہبان ہے، نفوس پر تیرا تصرف ہے، پیشانیاں تیرے قبضے میں ہیں، اعمال (ونشانات) تو نے ہی لکھے ہیں، زندگیاں (عمریں) تو نے ہی تحریر کی ہیں، دل تیرے سامنے کھلے ہوئے ہیں، مخفی تیرے نزدیک علانیہ ہے، حلال وہی ہے، جسے تُو نے حلال کیا، اور حرام وہی ہے، جسے تو نے حرام کیا اور مذہب وہی ہے جسے تو نے مقرر کیا، اور حکم وہی ہے جو تو نے صادر فرمایا، اور مخلوق سب تیری ہی پیدا کی ہوئی ہے اور ہر بندہ تیرا ہی غلام ہے، اور تو ہی اللہ ہے شفیق و مہربان، میں تجھ سے مانگتا ہوں، تیری ذات کے نور سے جس سے آسمان و زمین روشن ہیں، اور تیرے ہر استحقاق سے، اور اس حق سے جو سائلین کا تجھ پر ہے کہ میری خطا، اسی صبح یا اسی شام میں معاف فرما، اور اپنی قدرت کاملہ سے مجھے دوزخ سے پناہ دے، الکبیر و کتاب الدعاء

للطبرانی (عن ابی الامامۃ الباہلیؓ)

شرح : حدیث شریف میں ہے، جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے، اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور اس کی دس برائیاں مٹادی جاتی ہیں، اور اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور اللہ تعالےٰ اسے شیطان سے پناہ دیتا ہے۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ
س حب ا ط ی سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ مِائَۃَ
مَرَّۃٍ م د ت س مس حب عو سُبْحَانَ اللّٰہِ مِائَۃَ
مَرَّۃٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اَللّٰہُ
اَکْبَرُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ت وَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَشْرَ مَرَّاتٍ ط

ترجمہ: اللہ مجھے[1] بس ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، مجھے اسی پر بھروسہ ہے، اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے، سات بار کہے، ابن سنی (عن ابی الدرداءؓ)

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور وہی قابلِ تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، دس مرتبہ پڑھے۔ نسائی، ابن حبان، احمد (عن ابی ایوب الانصاریؓ) طبرانی، ابن سنی (عن ابی ہریرةؓ)

میں اللہ[2] بزرگ و برتر کی تسبیح اور تحمید کرتا ہوں، سو مرتبہ کہے، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی حاکم، ابن حبان، ابوعوانہ (عن ابی ہریرةؓ)

سبحان[3] اللہ" سو مرتبہ "الحمد للہ" سو مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" سو مرتبہ "اللہ اکبر" سو مرتبہ پڑھے۔ ترمذی (عن ابن عمرؓ)

اور پیغمبر[4] خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود بھیجے، طبرانی (عن ابی الدرداءؓ)

شرح: جو شخص[1] ہر روز صبح و شام اس کو پڑھے، تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے تمام غموں سے اسے کفایت کرتا ہے حدیث[2] شریف میں ہے، جس شخص نے سو مرتبہ صبح اس کو پڑھا، تو قیامت کے دن کوئی دوسرا شخص اس سے بہتر عمل نہیں لائے گا، بجز اس شخص کے جس نے اس کے برابر پڑھا ہو، یا اس سے زیادہ پڑھا ہو۔

تعداد[3] میں حصر نہیں ہے، اس سے زیادہ بھی پڑھ سکتا ہے، جتنا زیادہ پڑھے گا اسی قدر ثواب کا مستحق ہوگا۔

آنحضرت[4] صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص صبح و شام سو مرتبہ "سبحان اللہ" کہے تو اس کو سو حج کرنے والے

کے برابر ثواب ملے گا، اور جو "الحمد للہ" سو بار کہے، اسے جہاد میں سو گھوڑے دینے والے کے برابر ثواب ملیگا یا یہ فرمایا کہ سو جہاد کئے، اور جو "لاالٰہ الااللہ" سو مرتبہ کہے اسے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی نسل کے سو غلام آزاد کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا، اور جو "اللہ اکبر" سو مرتبہ کہے تو اس دن اس سے بہتر عمل کرنے والا کوئی دُوسرا شخص نہ ہوگا، بجز اس شخص کے جس نے اس کے برابر پڑھا ہو یا اس سے زیادہ، مشکوٰة

علامہؒ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے دس بار صبح اور دس بار شام مجھ پر دُرُود بھیجا وہ قیامت میں میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص نماز فجر کے بعد بات کرنے سے پیشتر مجھ پر درود بھیجے تو اللہ تعالےٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے جن میں سے تیس ۳۰ جلد اور ستر ۷۰ تاخیر سے، اور بعد نماز مغرب پڑھنے والے کا بھی یہی ثواب ہے، کذا ذکرہ المصنف فی المنہیہ۔
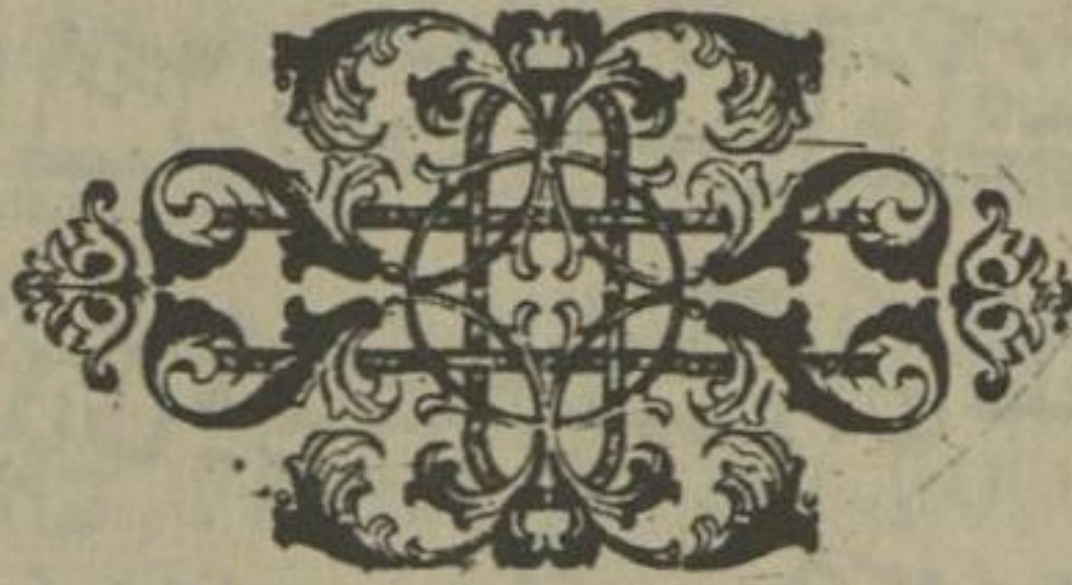
وَاِنِ ابْتُلِیَ بِھَمٍّ اَوْ دَیْنٍ فَلْیَقُلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ د اِلٰی ھُنَا یُقَالُ فِی الصَّبَاحِ وَالْمَسَآءِ جَمِیْعًا وَّلٰکِنْ یُّقَالُ فِی الْمَسَآءِ مَکَانَ اَصْبَحَ اَمْسٰی وَمَکَانَ ھٰذَا الْیَوْمِ ھٰذِہِ اللَّیْلَةُ وَمَکَانَ التَّذْکِیْرِ التَّاْنِیْثُ وَمَکَانَ النُّشُوْرِ الْمَصِیْرُ کَمَا کَتَبْنَاہُ بِالْحُمْرَةِ فَوْقَ کُلِّ کَلِمَةٍ وَّیُزَادُ فِی الْمَسَآءِ فَقَطْ اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْكُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ ط وَیُزَادُ فِی الصَّبَاحِ فَقَطْ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰہِ وَالْکِبْرِیَآءُ وَالْعَظَمَةُ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَاللَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَمَا یَضْحٰی فِیْھِمَا لِلّٰہِ وَحْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ ھٰذَا النَّھَارِ صَلَاحًا وَّاَوْسَطَهٗ فَلَاحًا وَّاٰخِرَہٗ نَجَاحًا اَسْاَلُكَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ مص

ادائے قرض اور رنج وغم دور ہونے کی دعائیں

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں رنج وغم سے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبے اور لوگوں کے جبر وزور سے، (ابوداؤد عن ابی سعید الخدریؓ)

یہاں تک صبح وشام دونوں وقت پڑھے، لیکن شام کے وقت "اصبح" کی جگہ "امسٰی"

اور "ھٰذا الیوم" کی جگہ "ھٰذہ اللیلۃ" اور مذکر کی جگہ مؤنث اور "النشور" کی جگہ "المصیر" کہے جیسا کہ ہم نے سُرخی سے ہر کلمہ کے اُوپر لکھ دیا ہے۔

اور فقط شام میں یہ زیادہ کیا جائے، ہم نے اور سارے ملک نے خدا کے لئے، شام کی سب تعریف خدا کے لئے ہے، میں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس نے اپنی بِلا اجازت آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے، اور اس چیز کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کا اس نے اندازہ کیا، پھیلایا اور پیدا کیا، طبرانی (عن ابن مسعودؓ)

اور فقط صبح میں یہ زیادہ کیا جائے، ہم نے اور سارے ملک نے خدا کے لئے صبح کی، ذاتی و صفاتی بڑائیاں، تخلیق، تدبیر لیل و نہار، اور جو شب و روز میں ظاہر ہوتا ہے وہ سب اللہ کے واسطے ہے، جو یکتا و یگانہ ہے، اے اللہ! آج کے دن کے اوّل حصّہ کو میرے حق میں بہتر درمیانی حصّہ کو فلاح اور آخری حصّہ کو کامیاب بنا دے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ تجھ سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگتا ہوں، مصنف ابن ابی شیبہ (عن عبدالرحمٰن بن ابی اوفیٰ)

شرح: حضرت ابو[1] سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن کا ذکر ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک انصاری بیٹھے تھے، جن کا نام تھا ابو امامہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابو امامہ!" تو بے وقت مسجد میں کیوں بیٹھا ہے؟ عرض کیا "یارسول اللہ طرح طرح کے رنج و غم اور لوگوں کے قرض میرے پیچھے چمٹے ہوئے ہیں، فرمایا "میں تجھے ایسے چند کلمے بتلائے دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے خدا تیرا رنج و غم دُور اور قرض ادا کر دے گا، تو صبح و شام یوں کہا کر کہ "اللھم انی اعوذبك الخ" حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں چند ہی روز ان کلمات کو پڑھنے پایا تھا کہ خدا نے میرا غم و اندوہ بھی دُور کر دیا، اور قرض بھی ادا کرا دیا۔

مصنف[2] رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ "الذی یقال فی صباح کل یوم ومسائہ سے وان ابتلی بھم اودین تک" وہ دُعائیں بیان کی ہیں جو صبح و شام پڑھی جاتی ہیں، اس لئے یہ فرمایا کہ جن دعاؤں میں یہ الفاظ "اصبح و امسٰی" ہوں ان میں صبح کے وقت "اصبحنا و اصبح" اور "ھٰذا الیوم" اور "وما بعدہ" اور "الیك یا الیہ النشور" پڑھے اور شام کو "امسینا و امسٰی" اور "ھٰذہ اللیلۃ" اور "الیك یا الیہ المصیر" پڑھے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَمِنْكَ
وَاِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ مَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ اَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ اَوْ نَذَرْتُ
مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيَّتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ
تَشَأْ لَا يَكُوْنُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اَللّٰهُمَّ مَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلٰوةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنٍ
فَعَلٰى مَنْ لَعَنْتَ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا
وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ی مس اط اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الرِّضَا
بَعْدَ الْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ
وَشَوْقًا اِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ وَّ
اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَعْتَدِيَ اَوْ يُعْتَدٰى عَلَيَّ اَوْ
اَكْتَسِبَ خَطِيْئَةً اَوْ ذَنْبًا لَّا تَغْفِرُهٗ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
فَاِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاُشْهِدُكَ وَكَفٰى
بِكَ شَهِيْدًا اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا
شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَكَ
حَقٌّ وَلِقَائَكَ حَقٌّ وَّالسَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّكَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ

وَاَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تَكِلْنِيْ اِلٰى ضُعْفٍ وَّعَوْرَةٍ وَّذَنْبٍ وَّخَطِيْئَةٍ وَّاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ كُلَّهَا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ مس ا ط

ترجمہ: میں حاضر ہوں، الٰہی! میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں، اور تیری فرمانبرداری کے لئے مستعد ہوں، بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تیری طرف سے ہے، اور تیری ہی طرف منسوب ہے الٰہی! جو کچھ میں نے کہا، یا قسم کھائی، یا نذر مانی تیری مشیت ان سب سے پہلے ہے، تُو نے جو چاہا ہوا، جو نہ چاہے گا نہیں ہوگا، طاقت وقوت تیری ہی وجہ سے ہے، بیشک تُو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

خدایا! جو کچھ میں نے رحمت کی دُعا مانگی وہ اس پر ہو جس پر تُو نے رحمت فرمائی اور جو کچھ میں نے لعنت کی وہ اس پر ہو جس پر تُو نے لعنت کی، دُنیا وآخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے، اسلام پر مجھے موت دے اور صالحین کے زمرہ میں مجھے شامل فرما، ابن سنی، حاکم، احمد، طبرانی (عن زید بن ثابتؓ)

اے اللہ! تو مجھے تیرے فیصلہ پر راضی رہنا، مرنے کے بعد والی زندگی کا چین، تیرے دیدار کی لذت اور تیرے دیدار کا ایسا شوق جو بلا تکلیف اور بلا فتنہ ہو نصیب فرما، اور میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا میں زیادتی کروں یا مجھ پر زیادتی ہو، یا مجھ سے ایسی خطا یا گناہ سرزد ہو جسے تو معاف نہ فرمائے۔

اے اللہ! خالق ارض وسما، حاضر وغائب کے واقف، بزرگی وعزت والے میں اس دُنیوی زندگی میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تجھے گواہ بناتا ہوں، اور تو ہی گواہ بس ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، تیرا ہی ملک ہے اور تیرے ہی لئے تعریف ہے، اور تُو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (ہمارے سردار دوجہان) محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا وعدہ سچا ہے، تیری ملاقات یقینی ہے، اور قیامت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، یقیناً تُو اہلِ قبر کو قبر سے اُٹھائے گا، اور اگر تُو مجھے میرے نفس کے حوالہ کر دے گا تو تو مجھے خسارہ، بے حیائی، گناہ اور قصور کے حوالہ کرے گا، اور مجھے تیری ہی رحمت کا بھروسہ ہے پس تو میرے سارے گناہ بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں، اور میری توبہ قبول فرما بیشک تو ہی سب سے زیادہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاکم، احمد، طبرانی (عن زید بن ثابت رضؓ)

شرح: اسلام کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دُنیا سے رخصت ہوتے وقت آخری جملہ یہی تھا "رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین"۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بُلا کر یہ دُعا تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسے ہمیشہ پڑھتے رہا کرو۔

فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَقَالَنَا يَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا مو م الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَنَا هٰذَا الْيَوْمَ وَأَقَالَنَا فِيْهِ عَثَرَاتِنَا وَلَمْ يُعَذِّبْنَا بِالنَّارِ مو طی ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ت ط عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ابْنَ اٰدَمَ ارْكَعْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوَّلَ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهٗ ت د س

طلوع آفتاب کی دُعائیں

ترجمہ: جب آفتاب طلوع ہو تو یہ دُعا پڑھے۔

خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے آج کے دن کے گناہ معاف کئے، اور گناہوں کے سبب سے ہمیں ہلاک نہیں کیا، مُسلم موقوفاً (عن ابن مسعودؓ)

خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں (آج کا یہ) دن بخشا، اور اس میں ہماری لغزشیں، کوتاہیاں اور بھول چوک معاف کی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایا، طبرانی، ابن سنی موقوفاً (عن ابن مسعودؓ)

پھر دو رکعت نماز پڑھے، ترمذی، (عن انسؓ) طبرانی (عن ابی امامہؓ)

(حدیث قدسی ہے) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم دن کے اوّل حصہ میں میرے لئے چار رکعت نماز ادا کر، میں اس دن کے آخر تک تجھے کفایت کروں گا، ترمذی، ابوداؤد، نسائی (عن ابی الدرداءؓ)

شرح: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے نماز فجر جماعت سے ادا کی اور طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہا پھر دو رکعت نماز پڑھی تو وہ ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے ابن آدم دن کے اوّل حصہ میں میرے لئے چار رکعت نماز ادا کر میں اس دن کی تمام ضرورتیں پوری کر دوں گا، اور تیری تکلیفیں اور مصیبتیں دُور کر دوں گا، علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان چار رکعتوں سے نماز اشراق یا چاشت مُراد ہے۔

مَا يُقَالُ فِي النَّهَارِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ خ م ت س ق مص مِائَتَيْ مَرَّةٍ أ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ م ت س مص مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فِي الْيَوْمِ عَشْرَ مَرَّاتٍ مِنَ الشَّيْطَانِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا يَّرُدُّ عَنْهُ الشَّيٰطِيْنَ ص مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعًا وَّ عِشْرِيْنَ مَرَّةً اَوْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَحَدَ الْعَدَدَيْنِ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ ط اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْ يُحَطُّ م وَيُحَطُّ ت س حب عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ م ت س حب

دن کی دعائیں

ترجمہ: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، وہی قابلِ تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، سو مرتبہ پڑھے، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃؓ)

اور مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے دو سو مرتبہ پڑھنا مروی ہے۔

"سبحان اللہ وبحمدہٖ" سو مرتبہ پڑھے۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃؓ)

جس شخص نے دن میں دسؔ مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگی، تو اللہ تعالیٰ اس کے

واسطے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے، جو شیطان کو اس سے دُور کرتا رہتا ہے، ابویعلی (عن انسؓ)، جو شخص ہر روز مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے ستائیس یا پچیس بار مغفرت کی دُعا کرے گا تو وہ ان مستجاب الدعوات لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے. طبرانی (عن ابی الدرداءؓ)

کیا کوئی شخص تم میں سے ہر روز ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ (جو شخص) سو مرتبہ "سبحان اللہ" کہتا ہے، اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا (ہزار برائیاں) مٹائی جاتی ہیں، صحیح مسلم اور مٹائی جاتی ہیں، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن حبان (عن سعد بن ابی وقاصؓ)

شرح، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جس نے دن بھر میں سو مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ الخ" پڑھا اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس کے نامۂ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے سو گناہ معاف ہوں گے، اور دن بھر شیطان سے محفوظ رہے گا اور قیامت میں اس سے بڑھ کر کسی کا عمل نہیں ہوگا مگر اس شخص کا جس نے اس سے زیادہ پڑھا ہو۔

ستائیس بار یا پچیس بار یہ شک راوی ہے، یعنی راوی کو یہ صحیح یاد نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ستائیس بار فرمایا یا پچیس بار، دوسری روایت میں ہے جو مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے استغفار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہر مومن مرد و عورت کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

"او یحط" کا لفظ "او" یا تنویع کے لئے ہے، یعنی متقیوں کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گنہگاروں کی خطائیں معاف ہوتی ہیں یا "او" جمع کے واؤ کے معنی میں ہے، یعنی دونوں باتیں ہوتی ہیں، نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں اور برائیاں بھی مٹائی جاتی ہیں، جیسا "و یحط" کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

وَلْيَقُلْ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ د ت مس

مغرب کی اذان کے وقت کی دُعا

ترجمہ: مغرب کی اذان کے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیئے۔
الٰہی! یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے کا وقت ہے، اور تیرے موذنوں کی آواز (اذان) کا وقت ہے، پس تُو مجھے بخش دے، ابوداؤد، ترمذی، حاکم (عن ام سلمۃؓ)

شرح: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں، جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دُعا مغرب کی اذان کے وقت پڑھنی بتلائی۔

مَا يُقَالُ فِي اللَّيْلِ آمَنَ الرَّسُوْلُ الْآيَتَيْنِ اَوَاخِرَ الْبَقَرَةِ ع قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ خ مُ س وَقِرَآءَةُ مِائَةِ اٰيَةٍ مُس وَقِرَآءَةُ عَشْرِ اٰيَاتٍ مُس وَقِرَآءَةُ عَشْرِ اٰيَاتٍ اَرْبَعٍ مِّنْ اَوَّلِ الْبَقَرَةِ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ وَاٰيَتَيْنِ بَعْدَهَا وَخَوَاتِيْمِهَا مَوْ طَ وَقِرَآءَةُ يٰسٓ حِبْ

رات کی دُعائیں

ترجمہ: وہ دُعائیں جو رات میں پڑھی جاتی ہیں۔

"اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سورۃ بقرہ کی دو آخری آیتیں (پڑھے) صحاح ستہ (عن ابن مسعود الانصاریؓ)

"قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" (پڑھے)، بخاری (عن ابی سعید الخدریؓ) مسلم، نسائی (عن ابی الدرداءؓ)

اور قرآن مجید کی سو آیتیں پڑھنا، حاکم (عن ابن عمرؓ)

اور قرآن شریف کی دس آیتیں پڑھنا، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

اور دس آیتیں سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیتیں اور آیۃ الکرسی۔ اور آیۃ الکرسی کے بعد کی دو آیتیں، اور سورۂ بقرہ کی تین آخری آیتیں پڑھنا، طبرانی موقوفاً (عن ابن مسعودؓ)

سورۂ یٰسین پڑھنا، ابن حبان (عن جندبؓ و عبداللہ البجلیؓ)

شرح: یہ وہ دعائیں ہیں جو رات میں پڑھی جائیں ان کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں ہے، خواہ اوّل رات میں یا درمیان میں یا آخر میں جس وقت جاہے پڑھے۔

"اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ

(ہمارے یہ) پیغمبر (محمدؐ) اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اُتری ہے، اور (پیغمبر کے ساتھ دوسرے) مسلمان بھی (یہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے کہ (سب پیغمبروں کا دین ایک ہے اور کہتے ہیں کہ) ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو (بھی) جُدا نہیں سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہیں) اور بول اُٹھے کہ (اے ہمارے پروردگار) ہم نے (تیرا ارشاد) سُنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار (بس) تیری ہی مغفرت (درکار ہے) اور تیری ہی

الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ۝ (البقرة۔ رکوع ۴۰)

طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اُسی قدر جس (کے اٹھانے) کی اُس کو طاقت ہو جس نے اچھے کام کئے تو (اُن کا نفع بھی) اُسی کے لئے ہے اور جس نے برے کام کئے (اُن کا وبال بھی) اُسی پر، اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو (اس کے وبال میں) نہ پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں جس طرح ان پر تو نے (اُن کے گناہوں کی پاداش میں احکام سخت کا) بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال، اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس (کے اٹھانے) کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا اور ہمارے قصوروں سے درگزر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا (حامی و) مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کافر ہیں ہماری مدد کر۔

ارشاد نبویؐ ہے جس نے رات کو سورۃ بقرہ کی یہ دونوں آخری آیتیں پڑھیں، اللہ تعالےٰ اسے ہر برائی سے بچائے گا۔

حدیث شریف میں ہے، جس شخص نے رات کو سو آیتیں پڑھیں وہ اللہ کی یاد سے غفلت کرنے والوں میں نہ لکھا جائے گا، اسی طرح جس نے دس آیت پڑھ لی اس کا بھی غافلوں میں شمار نہ ہوگا۔

سورۃ بقرہ کی پہلی چار آیتیں:۔

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (البقرة رکوع ۱)

الٓمّٓ، یہ وہ کتاب ہے جس (کے کلام الٰہی ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں، پرہیزگاروں کی رہنما ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (راہ خدا میں بھی) خرچ کرتے اور (اے پیغمبر) جو (کتاب) تم پر اتری اور جو (کتابیں) تم سے پہلے اتریں ان (سب) پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی (آخرت میں من مانی) مرادیں پائیں گے۔

آیۃ الکرسی:۔

اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ

اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا، نہ اُس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسی کی) سفارش کرے، جو کچھ لوگوں کو پیش (آرہا) ہے (وہ)، اور جو کچھ ان کے بعد (ہونے والا ہے)

بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ (البقرۃ رکوع ۳۴)

(وہ) اس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے اس کی کرسی (سلطنت) آسمان وزمین (سب) پر پھیلی ہوئی ہے، اور آسمان وزمین کی حفاظت اس پر (مطلق) گراں نہیں اور وہ (بڑا) عالیشان (اور) عظمت والا ہے

آیۃ الکرسی کے بعد کی دو آیتیں:-

لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۗ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرۃ رکوع ۳۴)

دین میں زبردستی (کا کچھ کام)، نہیں گمراہی سے ہدایت (الگ) ظاہر ہو چکی ہے تو جھوٹے معبودوں کو نہ مانے اور اللہ (ہی) پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط رسی پکڑ رکھی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں (اور اس کا بیڑا پار ہے) اور اللہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے اللہ ایمان والوں کا حامی (ومددگار) ہے کہ ان کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ (دینِ حق سے) منکر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں کہ ان کو (ایمان کی) روشنی سے نکال کر (کفر کی) تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے۔

سورۂ بقرہ کی تین آخری آیتیں جن میں سے دو پہلے بیان ہو چکیں ایک یہاں لکھی جاتی ہے:-

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۗ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۚ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (البقرۃ رکوع ۴۰)

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے (وہ سب) اللہ ہی کا ہے اور (لوگو!) جو تمہارے دل میں ہے اگر اس کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر (دل کے کھوٹ پر) جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے رات کو اپنے گھر میں یہ آیتیں پڑھیں تو صبح تک شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوگا۔

حضرت عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، جو شخص رات کو اللہ کی رضا کے لئے سورۂ یٰسین پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

دارقطنی کی روایت میں ہے جو شخص رات کو سورۂ یٰسین پڑھتا ہے، وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔

مَا يُقَالُ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ جَمِيعًا سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ خ س مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فِيْ يَوْمٍ اَوْ فِيْ لَيْلَةٍ اَوْ فِيْ شَهْرٍ ثُمَّ مَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَوْ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ اَوْ فِيْ ذٰلِكَ الشَّهْرِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ خ س دَعَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْمَانَ فَقَالَ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ يُرِيْدُ اَنْ يَّمْنَحَكَ كَلِمَاتٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ تَرْغَبُ اِلَيْهِ فِيْهِنَّ وَتَدْعُوْ بِهِنَّ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ صِحَّةً فِيْ اِيْمَانٍ وَّاِيْمَانًا فِيْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّنَجَاةً يَّتْبَعُهَا فَلَاحٌ وَّرَحْمَةً مِّنْكَ وَعَافِيَةً وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا طس

دِن اور رات کی دُعائیں

ترجمہ: وہ دعائیں جو دن اور رات میں پڑھی جاتی ہیں (ان میں سے ایک) سیدالاستغفار ہے (اور وہ یہ ہے):-

اے اللہ! تُو ہی میرا پروردگار ہے، بجز تیرے کوئی معبود نہیں، تُو نے ہی مجھے پیدا کیا، اور مَیں تیرا ہی بندہ ہُوں، اور اپنی استطاعت کے بقدر تیرے عہد و پیمان پر قائم ہُوں، جو کچھ بھی مَیں نے کیا اس کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہُوں، اور مجھ پر جو تیری نعمت ہے اس کا اقرار کرتا ہُوں، اور اپنے گناہ کا معترف ہُوں (خدارا) تو مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی (دوسرا) گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

جس نے اس (دُعا) پر یقین رکھتے ہوئے اس کو دن میں پڑھا، اور دُنیا سے رخصت ہو گیا تو وہ اہلِ جنت میں سے ہوگا، اور جس نے اس (دُعا) پر یقین رکھتے ہوئے اس کو رات میں پڑھا، اور دُنیا سے رحلت کر گیا تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا۔ بخاری، نسائی (عن شداد بن اوسؓ)

جس نے (یہ دعا کہ) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور خدا سب سے بڑا ہے، خُدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و یگانہ ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) اس کا کوئی شریک نہیں، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا مُلک ہے، اور وہی قابلِ تعریف ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، طاقت و قوت خدا ہی کی طرف سے ہے، دن میں یا رات میں یا مہینہ میں پڑھی اور اسی دن یا رات یا مہینہ میں مَر گیا تو اس کے (سب) گناہ معاف ہو گئے، بخاری، نسائی (عن شداد بن اوسؓ)

(ایک روز) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بُلا کر یہ فرمایا خُدا کا پیغمبر یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خُدا کی طرف سے اُترے ہوئے (حکمت بھرے) کلمات سکھلا دے، تم انہیں ذوق و شوق سے برابر پڑھتے رہو اور دن رات ان کے ساتھ دُعائیں مانگو (اور وہ یہ ہیں):

اے اللہ! مَیں تجھ سے صحت، ایمان کے ساتھ، اور ایمان حُسنِ اخلاق کے ساتھ اور ایسی کامیابی جس کے پیچھے فلاح ہو، اور تیری رحمت، عافیت، مغفرت اور تیری خوشنودی چاہتا ہُوں۔ طبرانی فی الاوسط (عن ابی ہریرہؓ)
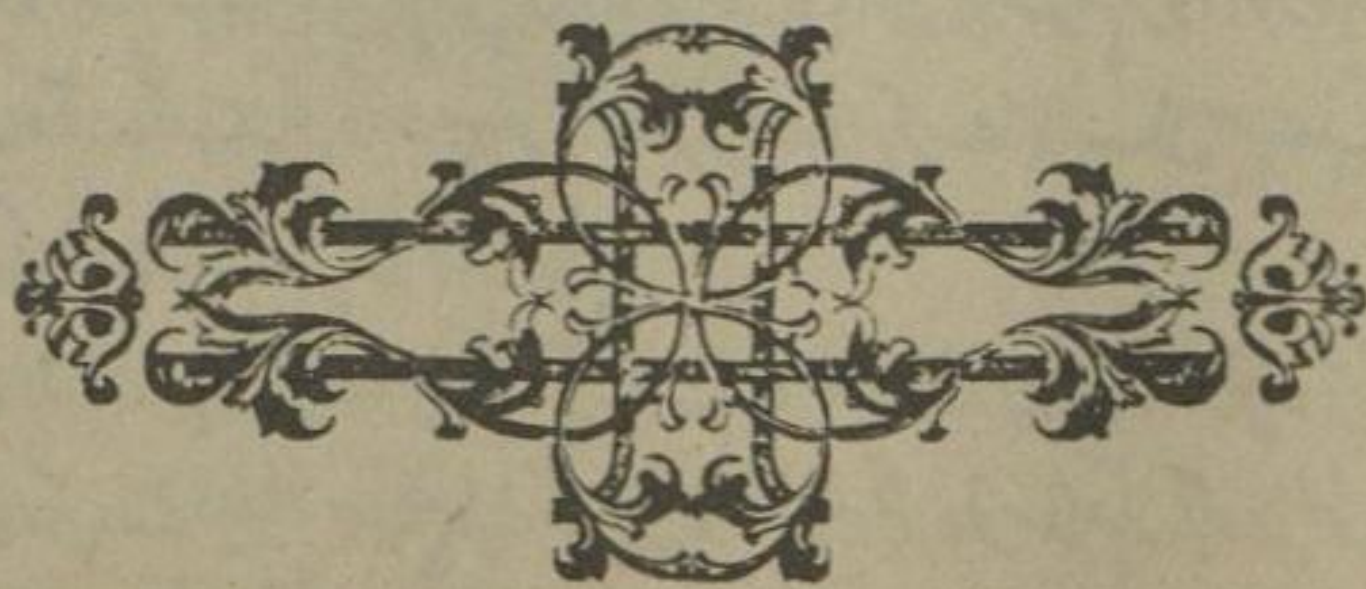
وَإِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى أَهْلِهِ د وَإِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ م د س ق ى

گھر میں آمد و رفت کی دُعائیں

ترجمہ: جب (کوئی شخص) اپنے گھر میں آئے تو یہ دُعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام علیک کرے، خدایا! مَیں تجھ سے اندر آنے اور باہر جانے کی بہتری طلب کرتا ہُوں، اللہ کے نام سے ہم داخِل ہوئے، اور اللہ کے نام سے ہم نکلے اور خدا پر جو ہمارا پروردگار ہے بھروسہ کیا، ابوداوٗد (عن مالک الاشعریؓ)

جب کوئی شخص اپنے گھر میں آتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (اپنے متبعین سے) کہتاہے، (یہاں) تمہارے لئے نہ شب باشی ہے نہ کھانا، اور جب آتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتاہے (یہاں) تمہیں شب باشی کا موقعہ مل گیا اور جب کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے یہاں تمہیں شب باشی اور کھانا دونوں مل گئے، مسلم، ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ۔

شرح: بیہقی میں ایک روایت ہے کہ جب تم گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو، اور جاؤ تو سلام کرکے جاؤ، اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے "السلام علیکم وعلیٰ عباد اللہ الصالحین" اور فرشتوں کی نیت کرے۔ کذا ذکر علیؒ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنی مفلسی ومحتاجی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا "جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو سلام کرکے داخل ہوا کرو خواہ کوئی ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر درود بھیجو اور ایک بار قل ہو اللہ پڑھو" اس شخص نے ایسا ہی کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو اتنا مالا مال کر دیا کہ اس نے

؎ اپنے ہمسایوں اور رشتہ داروں کی بھی خدمت کی۔ کذا ذکرہ المصنف فی المنبیہ

إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ وَاغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَاَطْفِ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَاَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَخَمِّرْ اِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ شَيْئًا ع

سوتے وقت کی دُعائیں

ترجمہ: جب سرِ شام ہو تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو گھر کے باہر نکلنے سے روکو، کیونکہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں، پھر جب گھڑی بھر رات گذر جائے تو انھیں چھوڑ دو اور "بسم اللہ" کہہ کر دروازہ بند کر دو، اور "بسم اللہ" ہی کہہ کر چراغ بجھا دو، اور "بسم اللہ" ہی کہہ کر مشک کا مُنہ باندھ دو، اور "بسم اللہ" ہی کہہ کر (کھلے ہوئے) برتن ڈھانک دو، (اور اگر اس وقت ڈھانکنے کے لئے کچھ نہ ہو) تو چوڑاؤ ہی میں برتن پر کچھ رکھ دو، صحاح ستہ (عن جابرؓ)

شرح: یعنی برتن کا سرپوش نہ ہو یا وقت پر نہ ملے تو کوئی چیز مثلاً لکڑی وغیرہ ہی برتن پر رکھ دے حدیث شریف میں ہے کہ شیطان بند دروازوں کو نہیں کھولتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، برتن ڈھانکو اور مشک کا مُنہ باندھ دو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا اُترتی ہے اور وہ کھلے برتن وغیرہ میں داخل ہوجاتی ہے

عِنْدَ النَّوْمِ اِذَا اَتٰی فِرَاشَهٗ وَهُوَ طَاهِرٌ د اَوْ فَلْيَتَطَهَّرْ طس
اَوْ فَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ع ثُمَّ يَاْتِیْ اِلٰی فِرَاشِهٖ
فَيَنْفُضُهٗ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّیْ
وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَهَا
وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ
ع مص وَلْيَضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّهِ الْاَيْمَنِ م ع وَيَتَوَسَّدُ
بِيَمِيْنِهٖ د ای يَضَعُهَا تَحْتَ خَدِّهٖ د ت س ثُمَّ يَقُوْلُ
بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاخْسَأْ شَيْطَانِیْ
وَفُكَّ رِهَانِیْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی د
مس اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ر مص
ثَلٰثَ مِرَارٍ د س ت بِاسْمِكَ رَبِّیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ
ا بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ مص اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ
اَمُوْتُ وَاَحْيٰی خ م د ت س سُبْحَانَ اللّٰهِ ثَلٰثًا
وَّثَلٰثِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَرْبَعًا وَّ
ثَلٰثِيْنَ خ م د ت س حب

ترجمہ: انسان جب سونے کے لئے اپنے بستر پر آئے تو پاک ہو، ابوداود (عن البراء بن عازبؓ)
یا چاہئے کہ پاک ہو کر آئے، طبرانی فی الاوسط (عن ابن عباسؓ)

یا نماز کی طرح وضو کر کے آئے، صحاح ستہ (عن البزارؓ)

پھر بستر کو تین بار کپڑے کے پلے سے جھاڑے اور یہ دُعا پڑھے، تیرے نام پر اے میرے پروردگار میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اٹھاؤں گا، اگر تو میری جان[1] روک لے تو اس کی بخشش فرما اور اگر بھیجے تو اس کی ایسی حفاظت کر جیسی تُو اپنے نیک بندوں کی کرتا[2] ہے، صحاح ستہ، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃؓ)

اور چاہیئے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے، مسلم، صحاح ستہ (عن ابی ہریرۃؓ)

اور اپنے دائیں ہاتھ کا تکیہ لگائے، یعنی دایاں ہاتھ اپنے رُخسار کے نیچے رکھ لے، ابوداؤد، ترمذی نسائی، (عن حذیفہؓ)

پھر کہے اللہ کے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا، اے اللہ تُو میرے گناہ بخش دے، اور میرے شیطان کو دُور کر دے، اور میری جان آزاد کر دے، اور میرے (اعمال کا) پلہ بھاری کر دے، اور مجھے طبقۂ اعلیٰ میں کر دے، ابوداؤد، حاکم (عن ابی الازہر الانصاریؓ)

اے اللہ جس روز تو اپنے بندوں کو (قبر سے) اٹھائے مجھے تیرے عذاب سے بچالے، بزار، ابن ابی شیبہ (عن حفصۃؓ)

تین بار کہے، ابوداؤد، نسائی (عن حفصۃؓ)، ترمذی (عن بزارؓ)

تیرے نام پر اے میرے پالنے والے (میں نے اپنا پہلو رکھا) پس تُو میرے گناہ بخش دے، احمد (عن ابن عمرؓ)

تیرے نام پر میں نے اپنا پہلو رکھا، پس تو مجھے بخش دے، ابن ابی شیبہ (عن ابن عمرؓ)

الٰہی! میں تیرے ہی نام پر مرتا اور جیتا ہوں، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن حذیفہؓ)

"سبحان[3] اللہ" تینتیس بار، "الحمد للہ" تینتیس بار، "اللہ اکبر" چونتیس بار کہے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان (عن علیؓ)

شرح: مصنف[1] نے ابوداؤد، طبرانی، صحاح ستہ کی روایتوں میں جو مختلف الفاظ آئے تھے وہ سب بیان کر دئے پوری روایت ذکر نہیں کی کیونکہ صرف طہارت کا بیان کرنا مقصود ہے، ارشاد نبویؐ ہے جو شخص رات کو اپنا بدن پاک کرتا ہے، تو رات بھر اس کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا ہے، جب وہ کروٹ لیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے "اللھم اغفر لہ" الٰہی اسے بخش دے، دُوسری جگہ ہے جو شخص رات کو طہارت پر سوتا ہے، اور اسی رات دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو شہید مرتا ہے۔

"رھان[2]" یعنی گردن سے نفس انسانی مُراد ہے جو اعمال کے عوض گروی ہے، جیسا ارشاد باری ہے۔ "کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ" (یعنی[3] میرے نفس کو اپنے اور بندوں کے حقوق اور گناہوں سے رہائی دے۔

ایک[ک] مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مالِ غنیمت کے کچھ لونڈی غلام آئے، آپ مسجد نبوی میں انھیں تقسیم فرمارہے تھے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بھی اس کا علم ہوا، اس وقت پیستے پیستے آپ کے ہاتھوں میں چھالے پڑگئے تھے، اور پانی بھرتے بھرتے سینہ پر نشان پڑگیا تھا، آپ نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے حالات بیان کئے اور ایک خادم کی خواہش ظاہر کی، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر چیز دیتا ہوں (اور وہ یہ ہے کہ) تم سوتے وقت "سبحان اللہ" تینتیس بار "الحمد للہ" تینتیس بار "اللہ اکبر" چونتیس بار پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے
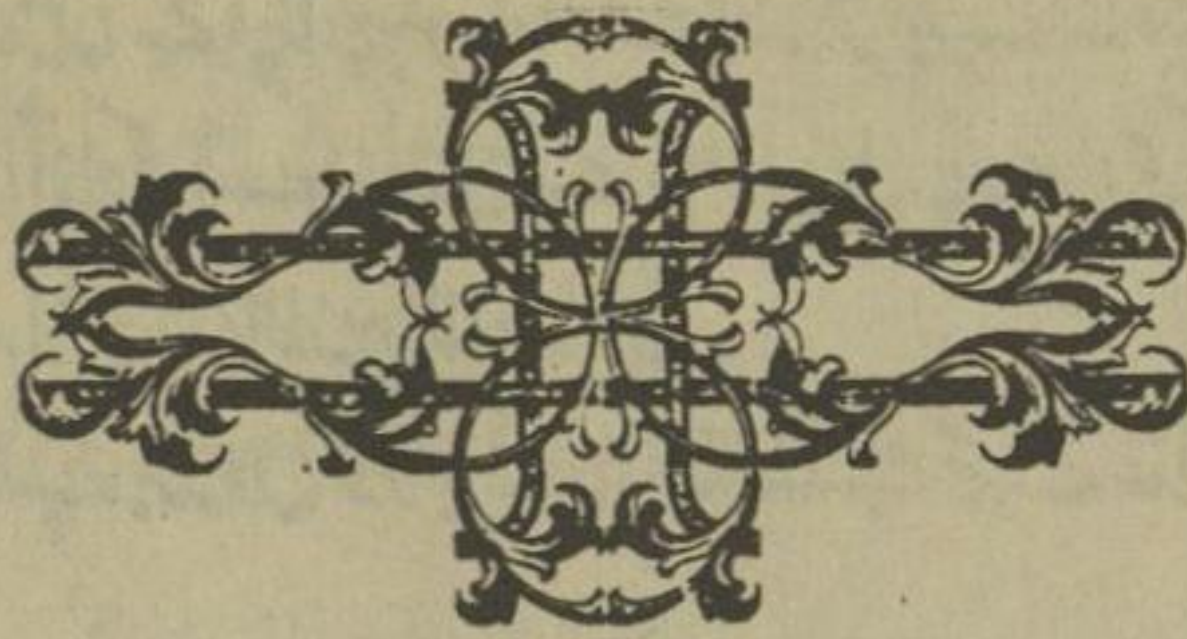
وَيَجْمَعُ كَفَّيْهِ ثُمَّ يَنْفُثُ فِيهِمَا فَيَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ خ عه وَيَقْرَأُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ خ س مص اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِّمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ م د ت س

ترجمہ: (سوتے وقت) دونوں ہاتھ ملائے اور " قل ھو اللہ احد الخ" اور " قل اعوذ برب الفلق" اور " قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر اُن میں دم کرے، پھر جہاں تک ہو سکے انھیں جسم پر پھیر لے، اور سر، مُنہ اور بدن کے سامنے کے حصہ سے شروع کرے، اس طرح تین مرتبہ کرے، بخاری، سنن اربعہ (عن عائشہؓ)

اور آیۃ الکرسی پڑھے، بخاری، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن علیؓ)

خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا، پانی پلایا، ہمارے کاموں کو سنوارا، بُرائی اور نقصان سے بچایا، اور رہنے اور بسنے کی جگہ دی کتنے ہی ایسے ہیں جن کا نہ کوئی معین و مددگار ہے نہ کوئی ٹھکانا، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن انسؓ)

شرح: حدیث شریف میں آتا ہے، جس نے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے پاس نہیں آتا، اور جو بستر پر لیٹ کر اسے پڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کے ہمسایہ اور ارد گرد کے کئی گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ وَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَهٗ وَاِلٰهَ کُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ د ت س حب مس عو اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَشْهَدُوْنَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِهٖ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْٓءً اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰی مُسْلِمٍ اط

ترجمہ: خدا کا شکر ہے، جس نے میرے رنج و غم کو دُور اور مشکلات کو آسان کیا، مجھے ٹھکانا دیا، مجھے کھلایا پلایا، مجھ پر احسان کیا، اور خوب کیا، مجھے دیا اور خوب دیا، ہر حال میں خدا کا شکر ہے، اے اللہ! ہر چیز کے پالنے والے اور مالک اور ہر شئے کے معبود میں دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، ابوعوانہ، (عن ابن عمرؓ) حاکم (عن انسؓ)

اے اللہ! آسمان و زمین کے پالنے والے، حاضر و غائب کے جاننے والے، تو ہی ہر چیز کا رب ہے، میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی اپنی ذات و صفات میں یکتا و یگانہ ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں، اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں۔

میں شیطان اور اس کے شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ اپنے نفس پر کوئی بُرائی کروں یا اسے کسی مسلمان کے ذمے لگاؤں، احمد، طرانی (عن ابن عمروؓ)

شرح: بعض روایتوں میں اس دعا کے اندر "نعوذ باللہ من حال اھل النار" یعنی اہلِ دوزخ کی حالت سے پناہ مانگتا ہوں، اور زیادہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ د ت س حب مس مص اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَاَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ م س اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ د س مص

ترجمہ: اے اللہ! آسمان وزمین کے موجد، حاضر و غائب سے واقف، ہر چیز کے مالک و مختار، میں اپنے نفس کی بُرائی اور شیطان کے شر اور اس کے شرک[1] سے تیری پناہ مانگتا ہوں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابی بکرؓ)

اے اللہ! تو نے ہی میری جان کو پیدا کیا ہے، تو ہی اسے موت دے گا، تیرے ہی ہاتھ میں اس کی موت و زیست ہے، اگر تو اُسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت کر، اور اگر موت دے تو تو اُسے بخش دے

اے اللہ! میں تجھ سے سلامتی چاہتا ہوں، مسلم، نسائی (عن عمرؓ)

اے اللہ! میں ہر اس چیز کی بُرائی سے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے، تیری کریم ذات اور کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! تو ہی قرض، تاوان اور گناہ دُور کرتا ہے، اے اللہ! تیرا لشکر کبھی شکست نہیں کھاتا، تیرا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا، اور تیرے قہر سے دولتمند کو اس کی دولتمندی کبھی فائدہ نہیں دیتی، تیری ہی ذات پاک اور قابلِ حمد ہے، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن علیؓ)

شرح: [1] حدیث شریف میں "شِرْکِہٖ" اور "شَرَکِہٖ" دونوں طرح مروی ہے، "شِرْکِہٖ" کے معنی ہیں اس کے شرک کرنے سے اور "شَرَکِہٖ" اس کے جال (یعنی وسوسوں سے)۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حِب
مو س وَیَقُوْلُ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ
الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ
وَالنَّوٰی وَمُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ
كُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ
شَیْءٌ وَّ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَّ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ
شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا
مِنَ الْفَقْرِ م عه مص ص بِسْمِ اللّٰهِ س اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ
اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَاْتُ
ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ
اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ وَلْیَجْعَلْهُنَّ
اٰخِرَ مَا یَتَكَلَّمُ بِهٖ ع وَلْیَقْرَاْ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ
ط ثُمَّ لِیَنَمْ عَلٰی خَاتِمَتِهَا د تِ س حِب مس
مص

ترجمہ، میں اللہ سے بخشش کا طلبگار ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ اور سنبھالنے والا ہے، اور اسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے، تین بار کہے، ترمذی (عن ابی سعید الخدری رضی)

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، وہی قابلِ تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، طاقت و قوت اللہ ہی کی دی ہوئی ہے، خدا کی ذات پاک اور قابلِ حمد ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، خدا سب سے بڑا ہے (ابن حبان عن ابی ہریرہ رضی) نسائی موقوفاً

اور لیٹتے وقت (یہ) کہے، اے اللہ! آسمانوں کے پروردگار، زمین کے پروردگار، عرش عظیم کے پروردگار اے ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار، دانہ کے پھاڑنے والے، کلی کے چٹکانے والے، توریت، انجیل اور قرآن کے اتارنے والے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر چیز کی برائی سے جو تیرے قبضہ میں ہے۔

اے اللہ! تو ہی سب سے پہلے ہے جس کے پہلے کچھ نہ تھا، اور تو ہی سب کے بعد رہ جائے گا جس کے بعد کچھ نہ ہوگا، اور تو ہی سب سے ظاہر ہے، جس کے اوپر کچھ نہیں، اور تو ہی سب سے پوشیدہ ہے جس کے نیچے کچھ نہیں، تو ہمارا قرض ادا کر دے اور ہمیں احتیاج سے غنی بنا دے مسلم، سنن اربعہ، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃ رضی) ابو یعلی (عن عائشہ رضی)

خداوندا میں نے اپنی جان تجھے سونپ دی اور اپنا رُخ تیری طرف کر دیا، اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اور اپنی پیٹھ تیری طرف رکھ دی، تیری رغبت اور خوف سے تجھ سے سوائے تیرے کوئی ٹھکانا اور پناہ نہیں، تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری، اور اس نبیؐ پر جس کو بھیجا اور چاہیئے کہ ان کلمات پر اپنی بات ختم کر دے، صحاح ستہ (عن البراء بن عازب رضی)

اور چاہیئے کہ (سوتے وقت) "قل یایھا الکافرون" الخ پڑھے، طبرانی (عن جبلۃ بن حارثہ) پھر اسے ختم کر کے سو جائے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم، مصنف ابن ابی شیبہ (عن فروۃ بن نوفل الاشجعی)

شرح: ارشاد نبویؐ ہے، جو شخص بستر پر لیٹتے وقت تین بار استغفار کرے تو اس کے گناہ (خواہ دریا کے جھاگ، درختوں کے پتے، عالج کی ریت یا زمانہ کے دنوں کے) برابر ہوں بخش دیئے جاتے ہیں۔

"عالج" زمینِ مغرب میں ایک جنگل کا نام ہے، جس میں ریت بہت ہے۔

لغت میں توبہ کے معنی پھرنے کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں سچی نیت سے پشیمان ہوتے ہوئے گناہ سے پھرنے کو توبہ کہتے ہیں۔

کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا توبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا گناہ کر کے اس طرح بھول جانا کہ دل سے اس کی لذت ایسی نکل جائے، جیسے جانتا ہی نہیں۔

حدیث شریف میں ہے، جس نے بستر پر لیٹتے وقت یہ دعا پڑھی تو اس کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تو بخش دیئے جاتے ہیں۔

[۳] قرض سے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا احتمال ہے، احتیاج سے غنی ہونے کے معنی ہیں کہ لوگوں کی طرف کوئی حاجت نہ رہے یا دل سے حاجت ہی نکل جائے۔

[۴] حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تو وضو کرکے بستر پر داہنی کروٹ لیٹ کر "اسلمت الخ" کہے اور اسی رات مرجائے تو تیری موت فطرۃ پر واقع ہوگی اور اگر صبح اٹھیگا تو تو بھلائی پائے گا، مشکوٰۃ

" ولیجعلن آخر مایتکلم بہ" یعنی یہ دعا آخری کلام ہونا چاہئے، اس کے بعد پھر کوئی دُنیوی بات چیت نہ ہو، لیکن قرآن مجید اور دُعا وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔

[۵] ارشاد نبوی ہے کہ آدمی اس کے پڑھنے سے شرک سے پاک رہتا ہے۔ مشکوٰۃ
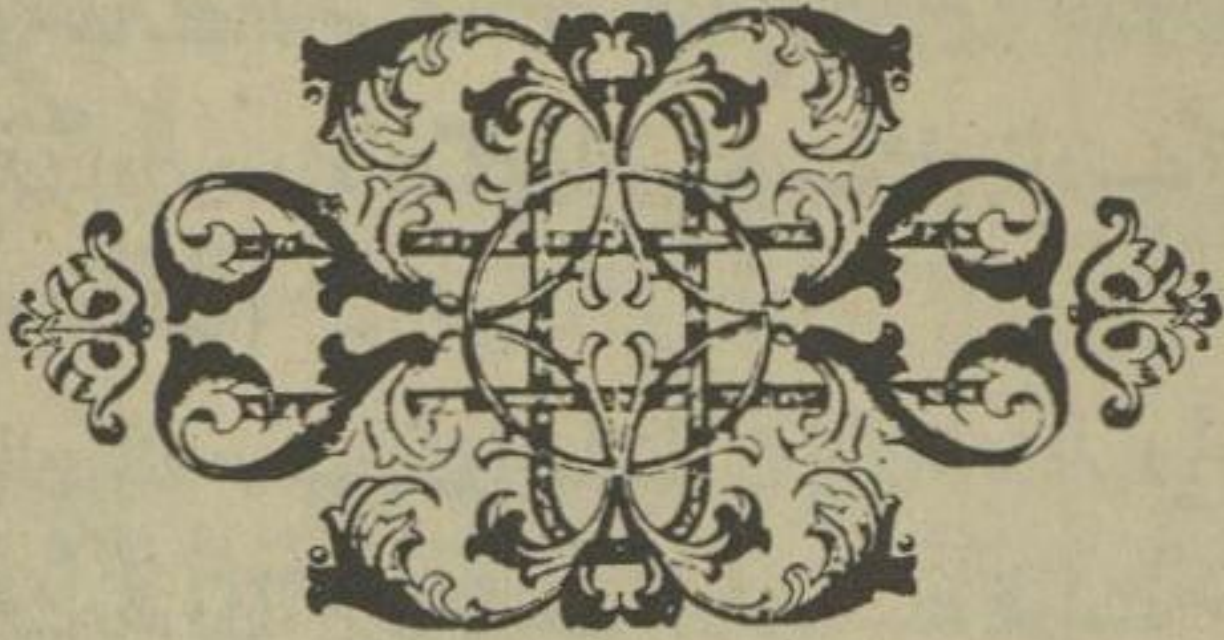
وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَّرْقُدَ وَيَقُوْلُ إِنَّ فِيْهِنَّ اٰيَةً خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ د ت س وَهُنَّ الْحَدِيْدُ وَالْحَشْرُ وَالصَّفُّ وَالْجُمُعَةُ وَالتَّغَابُنُ وَالْاَعْلٰى مو س وَحَتّٰى يَقْرَأَ الٓمّٓ السَّجْدَةُ وَتَبَارَكَ الْمُلْكُ س ت مص مس وَحَتّٰى يَقْرَأَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَالزُّمَرَ ت س مس مَا كُنْتُ أُرٰى اَحَدًا يَّعْقِلُ يَنَامُ قَبْلَ اَنْ يَّقْرَأَ الْاٰيَاتِ الثَّلٰثَ الْاَوَاخِرَ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مو صحیح

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ سونے سے پہلے مسبحات پڑھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن العرباض ابن ساریہؓ)

اور وہ (مسبحات) سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ، سورۂ تغابن اور سورۂ اعلےٰ ہیں، نسائی موقوفاً (عن معاویہ بن صالحؓ)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک آرام نہیں فرماتے تھے جب تک سورۂ "الٓمّٓ السجدۃ" اور سورۂ "ملک" نہ پڑھ لیتے، نسائی، ترمذی، ابن ابی شیبہ، حاکم

اور نیز جب تک سورہ "بنی اسرائیل" اور سورہ "زمر" نہ پڑھ لیتے، ترمذی، نسائی، حاکم، (عن عائشہؓ)

(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقلمند سورۂ "بقرۃ" کی آخری تین آیتیں پڑھنے سے پہلے سو جائے۔

شرح: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، سورۂ بقرہ کی دو آخری آیتیں "اٰمن الرسول الخ" مجھے عرش کے خزانہ سے ملی ہیں، تم سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ، کیونکہ ان میں بخشش کی طلب، اللہ کا تقرب اور دعا ہے، اور آپ سے پیشتر کسی نبی کو یہ آیتیں نہیں دی گئیں، جو شخص ان میں سے دعا کی آیتیں پڑھتا ہے وہ مقبول ہوتی ہیں۔ مشکوٰۃ۔

مصنفؒ نے یہاں بھی اپنے وعدہ کے خلاف کیا ہے، کیونکہ کتاب کے دیباچہ میں یہ کہا ہے کہ جس موقوف حدیث کو بیان کروں گا اس کے رمز سے پیشتر لفظ "مو" لکھوں گا، پھر جس صحابی پر موقوف ہوگی اس کا ذکر کروں گا، یہاں کسی چیز کا ذکر نہیں کیا بلکہ صحیح کہہ کر گذر گئے۔

علامہ نوویؒ کتاب الاذکار میں رقمطراز ہیں کہ امام حافظ ابوبکر نے ابوداود سے یہ روایت حضرت علیؓ کی سند سے نقل کی ہے۔

إِذَا وَضَعْتَ جَنْبَكَ عَلَى الْفِرَاشِ وَقَرَأْتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَقَدْ أَمِنْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْمَوْتَ ر مَا مِنْ رَجُلٍ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَقْرَأُ سُورَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يَحْفَظُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيهِ حَتّٰى يَهُبَّ مِنْ نَوْمِهِ مَتٰى هَبَّ ا إِذَا أَوَى الرَّجُلُ إِلَى فِرَاشِهِ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ وَّشَيْطَانٌ فَيَقُولُ الْمَلَكُ اخْتِمْ بِخَيْرٍ وَّيَقُولُ الشَّيْطَانُ اخْتِمْ بِشَرٍّ فَإِنْ ذَكَرَ اللّٰهَ ثُمَّ نَامَ بَاتَ الْمَلَكُ يَكْلَؤُهُ الْحَدِيثُ يَأْتِي تَتِمَّتُهُ س حب مس ص

ترجمہ: جب تُو نے اپنا پہلو بستر پر رکھا، اور سُورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھ لی تو تو موت کے علاوہ ہر چیز سے امن میں ہو گیا۔ بزار (عن انسؓ)

جو آدمی اپنے بستر پر آرام کرتے وقت کتاب اللہ کی کوئی سُورۃ پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے، جو ہر تکلیف دِہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے، خواہ وہ کسی وقت ہی نیند سے بیدار ہو۔ احمد (عن شدّاد بن اوسؓ)

جب آدمی سونے کے لئے اپنے بستر پر آتا ہے، تو فوراً فرشتہ اور شیطان اس کے پاس آتے ہیں، فرشتہ کہتا ہے (اپنا عمل) بھلائی پر ختم کر، شیطان کہتا ہے بُرائی پر ختم کر، پھر اگر وہ اللہ کا ذکر کر کے سویا تو فرشتہ رات بھر اس کی حفاظت کرتا ہے، بقیہ حدیث آئندہ آئے گی۔ نسائی، ابن حبان حاکم، ابویعلیٰ (عن جابرؓ)

شرح: علامہ ملّا علی قاریؒ نے اس کی شرح حرز ثمین میں اس حدیث کا بقیہ حصّہ "واذا انتبہ من النوم فقال الحمد لله الذی رد الی نفسی الحدیث بیان کیا ہے۔

اور صاحب فتح المبین بیان کرتے ہیں کہ مصنفؒ نے کتاب علت میں اس حدیث کا بقیہ حصّہ "فان وقع عن سریرہ فمات دخل الجنۃ" اگر چارپائی سے گر کر مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا ذکر کیا ہے۔

لیکن صحیح قول اول ہی ہے۔ کیونکہ "یا تی تتمتہ" سے معلوم ہوتا ہے، کہ بقیہ حدیث اسی کتاب میں ہو۔
اگر اللہ کا ذکر کر کے سوتا ہے، تو فرشتہ رات بھر اس کی حفاظت کرتا ہے، ورنہ شیطان شب باشی کرتا ہے، اور اس کی بیداری پر بہکانے اور وسوسہ ڈالنے کا منتظر رہتا ہے۔
ارشاد نبوی ہے، جو شخص رات کو سورۃ "دخان" پڑھتا ہے، تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے، کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اور جو سورۃ "آل عمران" کا آخر "ان فی خلق السمٰوات الخ" پڑھتا ہے تو اس کے واسطے رات بھر جاگنے کا ثواب لکھا جاتا ہے، مشکوٰۃ۔

وَاِذَا رَاٰی فِیْ مَنَامِهٖ مَا یُحِبُّ فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَیْهَا وَلْیُحَدِّثْ بِهَا خ م س وَلَا یُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ یُحِبُّ خ م وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَهُ فَلْیَتْفِلْ خ م اَوْ لِیَبْصُقْ م اَوْ لِیَنْفُثْ ع ثَلَاثًا ثَلَاثًا عَنْ یَّسَارِهٖ ع وَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ وَمِنْ شَرِّهَا ع ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَّلَا یَذْکُرْهَا لِاَحَدٍ خ م د س ق فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ ع وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ م اَوْ لِیَقُمْ فَلْیُصَلِّ خ

خواب دیکھنے کا بیان اور اس کی دعائیں

ترجمہ: جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے، اور اس کو بیان کرے، بخاری، مسلم، نسائی (عن ابی سعیدؓ)

اور دوست کے علاوہ کسی سے نہ بیان کرے، بخاری، مسلم (عن ابی قتادہؓ)

اور جب کوئی (خواب میں) ناپسندیدہ بات دیکھے، تو بائیں جانب تین بار تھتکار دے، بخاری، مسلم، (عن ابی قتادہؓ)

یا تھوک دے، مسلم (عن ابی قتادہؓ)

یا پھونک دے، صحاح ستہ (عن ابی قتادہؓ)

تین تین بار اپنی بائیں جانب (ایسا کرے) صحاح ستہ (عن ابی قتادہؓ)

اور شیطان اور خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے، صحاح ستہ (عن ابی قتادہؓ)

تین تین بار۔ اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی سعیدؓ)

پھر وہ خواب اس کو (ہرگز) ضرر نہ پہنچائے گا، صحاح ستہ (عن ابی سعیدؓ وابی قتادہؓ)

اور جس کروٹ پر ہے، اس کو بدل دے، مسلم (عن جابرؓ)

یا اٹھ کر نماز پڑھے، بخاری (عن ابی ہریرةؓ)

شرح: اس لئے کہ جب دوست اسے سنے گا تو اچھی تعبیر دے گا، اور دشمن ایسی تعبیر دے گا جس سے رنج و غم

پہنچے، اور اکثر وہی ہوتا ہے، جو معبرِ اول کہتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ خواب کی جب تک تعبیر نہ بیان کی جائے پرند کے پاؤں پر ہے، یعنی اس کی کوئی حقیقت نہیں، اور جب تعبیر بیان کر دی جاتی ہے تو تعبیر کے موافق واقع ہو جاتا ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یا رسول اللہ! میں نے خواب میں اپنے گھر کی چوکھٹ ٹوٹی ہوئی دیکھی ہے، آپ نے فرمایا "تیرا کوئی غائب شخص آئے گا"۔ چنانچہ اس کا خاوند سفر سے واپس آیا، کچھ دن بعد پھر وہ سفر پر چلا گیا، اور اس عورت نے وہی خواب دیکھا، تو پھر رسول اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ تشریف نہ رکھتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے، اُس نے اپنا خواب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا، آپ نے تعبیر دی "تیرا شوہر مر جائے گا"۔ اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا "اپنے خواب کا کسی سے ذکر تو نہیں کیا ہے؟" اس نے جواب دیا "جی ہاں، میں نے بیان کیا ہے" آپ نے فرمایا "پھر وہی ہوگا جو تعبیر دی گئی ہے"۔

اگر خوف زدہ اور پریشان کن خواب دیکھے تو کسی سے نہ کہے، اور اگر اچھا اور خوش کن خواب دیکھے تو دوست یا سند یا حاکم سے کہہ دے، چنانچہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ اپنا خواب صحابہ رضی اللہ عنہم کو سناتے، اور تعبیر بیان کرتے اور اس کی تعبیر دیتے۔

جب خواب میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ اور ا

مختلف الفاظ ہیں، تھتکارنا، پھونکنا، تھوکنا، اور یہ تینوں تھوک کی درجہ بدرجہ قسمیں ہیں "بَصْق" اس طرح تھوکنے کو کہتے ہیں، جس میں تھوک بہت ہو، اور "تَفْل" جس میں تھوڑا تھوک ہو اور "نَفْث" جس میں فقط تھوک کی چھینٹیں نکلیں۔
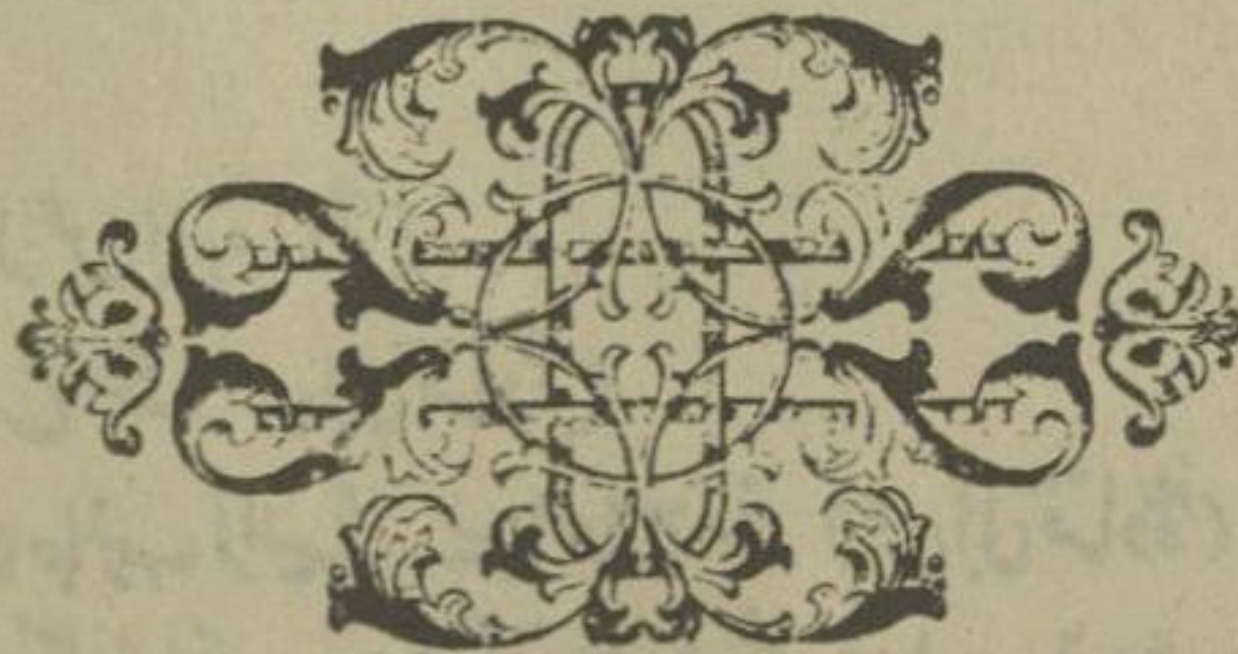
وَإِذَا فَزِعَ اَوْ وَجَدَ وَحْشَةً اَوْ اَرِقَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ
التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ
وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ اَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُلَقِّنُهَا مَنْ عَقَلَ مِنْ
وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْقِلْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ دَتْ
سَ مُسْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ
وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ
شَرِّ مَا ذَرَاَ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَفِتَنِ
النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ
بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ ط وَفِي الْاَرَقِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَآ
اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَآ اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَآ
اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ
مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى عَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ طس مص اَللّٰهُمَّ
غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَاَتِ الْعُيُوْنُ وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَهْدِئْ لَيْلِيْ وَاَنِمْ عَيْنِيْ ى

ڈر، خوف اور نیند اچٹ جانے کی دعائیں

ترجمہ: جس وقت ڈرے یا گھبرائے یا نیند اچٹ جائے تو کہے میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے غصہ اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے پاس آنے سے، (احمد عن ولید بن الولید رض)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ اپنے سمجھ دار بچوں کو تو یہ دُعا سکھا دیتے تھے، اور ناسمجھ بچوں کے لئے اس کو کاغذ پر لکھ کر ان کی گردن میں ڈال دیتے تھے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم (عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ)

میں اللہ کے کلمات تامہ کی جن سے نہ نیک بچ سکتا ہے نہ بد، پناہ مانگتا ہوں، اُس چیز کی بُرائی سے جو آسمان سے اُترتی ہے، اور جو آسمان پر چڑھتی ہے، اور اس چیز کی بُرائی سے جو زمین کے اندر پیدا ہوتی اور جو اُس سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں کی بُرائی سے، اور رات اور دن کے حوادث کی بُرائی سے مگر جو واقعہ اچھا پیش آئے، اے رحمٰن! ، طبرانی (عن خالد بن ولیدؓ)

نیند اُچٹنے میں کہے اے اللہ! ساتوں آسمان اور ہر اس چیز کے رب جن پر وہ سایہ افگن ہیں اور ساتوں زمینوں اور ہر اُس چیز کے رب جن کو وہ اُٹھائے ہوتے ہیں، اور شیاطین اور ہر اس شخص کے رب جن کو انھوں نے بہکایا اور بھٹکایا ہے، تو تیری مخلوقات سے میری حفاظت فرما، مبادا کوئی ان میں سے مجھ پر ظلم وتعدی کرے، تیرا ہی پناہ دیا ہوا غالب اور محفوظ رہتا ہے، تیرا نام بڑا بابرکت اور عظمت والا ہے، طبرانی فی الاوسط، ابن ابی شیبہ (عن خالد بن الولیدؓ)

اے اللہ! ستارے چھپ گئے، آنکھوں نے نیند بھرلی، تو ہی زندہ اور سنبھالنے والا ہے، تجھے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند، اے زندہ اور سنبھالنے والے میری رات میں چین دے اور میری آنکھوں میں نیند، ابن سُنی (عن زید بن ثابت رضؓ)

شرح: "کَلِمَاتِ تَامَّۃ"۔ اللہ کا علم، اللہ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں، اس کا وعدہ سچا اور اس کی وعید پوری ہونے والی ہے۔

"ھَمَزَات" وسوسے۔

"طَوَارِق" دن رات کے حادثات وواقعات۔

"فِتْنَۃ" متحیر ہونا، گمراہی، گناہ، کفر، رسوائی، عذاب، دیوانگی، محنت، آزمائش، مختلف معنی میں آتا ہے یہاں سب ہوسکتے ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضؓ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی نیند اُچٹ جانے کی شکایت کی آپ نے فرمایا یہ دُعا پڑھ لیا کرو: "اللھم غارت النجوم الخ" اللہ تعالےٰ نے اس کی برکت سے میری تکلیف دُور کردی۔

وَإِذَا انْتَبَهَ مِنَ النَّوْمِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِي وَلَمْ يُمِتْهَا فِي مَنَامِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ إِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ س حب مس ص اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ مس اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ خ د ت س مص لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ لَا شَرِيْكَ لَكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ د ت س حب مس لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ س حب مس مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي أَوْ يَدْعُوْ أُسْتُجِيْبَ لَهٗ فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ

خ عه من قال حين يتحرك من الليل بسم الله عشر مرات وسبحان الله عشرا امنت بالله وكفرت بالطاغوت عشرا وقي كل شيء يتخوفه ولم ينبغ لذنب ان يدركه الى مثلها طس واذا قام من الليل عن فراشه ثم عاد اليه فلينفضه بصنفة ازاره ثلث مرات فانه لا يدري ما خلفه عليه فاذا اضطجع فليقل باسمك اللهم وضعت جنبي وبك ارفعه ان امسكت نفسي فارحمها وان رددتها فاحفظها بما تحفظ به احدا من عبادك الصالحين ت ى

بیداری کی دعائیں

ترجمہ: جب سوکر اُٹھے تو کہے اس خدا کا شکر ہے جس نے میری جان لوٹا دی اور مجھے سوتے میں موت نہ دی، اس خدا کا شکر ہے جس نے آسمان و زمین بگڑنے اور اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے روک رکھا ہے، اگر وہ خراب ہو جائیں تو اس کے سوا کون سنبھال سکتا، بیشک وہ بہت بُردبار اور بڑا ہی درگذر کرنے والا ہے، اس خدا کا شکر ہے جو آسمان کو اپنی بلا اجازت زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے، اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ آدمیوں پر بڑی شفقت رکھتا اور رحم کرتا ہے، (نسائی، ابن حبان، حاکم، ابویعلی (عن جابرؓ)

اُس خدا کا شکر ہے، جو مُردوں کو جِلاتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، حاکم (عن جابرؓ)
اُس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد جِلایا اور اُسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے، (بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن حذیفہؓ)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، تیری ہی ذات پاک ہے، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں، اور تیری رحمت کا طلبگار ہوں، اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر، اور مجھے راہ راست پر لائے پیچھے میرے دل کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے مجھے رحمت کا (خلعت) عطا فرما کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے علم میں

ترقی دے اور میری ہدایت کے بعد میرا دل کج (یعنی گمراہ) نہ کر، اور اپنے پاس سے رحمت عطا کر بیشک تو بہت دینے والا ہے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم، (عن عائشہؓ)

ایک اللہ کے سوا کہ وہ سب پر غالب ہے اور کوئی معبود نہیں (وہی) آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اور ان چیزوں کا جو آسمان وزمین کے درمیان میں ہیں (اور وہ) زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن عائشہؓ)

جو شخص اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رات کو جاگے اور کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، وہی قابل تعریف ہے، اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، اللہ ہی کی ذات پاک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، طاقت وقوت اللہ ہی کی طرف سے ہے، اے اللہ تو مجھے بخش دے یا (اور) دعا کرے تو قبول ہوتی ہے، اور اگر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی تو اس کی نماز قبول ہوتی ہے، بخاری، سنن اربعہ، (عن عبادۃ بن الصامتؓ)

جو رات کو کروٹ لیتے وقت دس بار "بسم اللہ" اور دس بار "سبحان اللہ" کہے اور دس بار "اٰمنت باللہ" مَیں اللہ پر ایمان لایا اور "کفرت بالطاغوت" میں نے معبودانِ باطل کی عبادت کا انکار کیا، کہے تو وہ ہر اس چیز سے جس سے وہ ڈرتا ہے محفوظ رہیگا اور جس وقت تک وہ اسے پڑھتا رہے گا کوئی گناہ اسے نہ پا سکے گا اور نہ ہلاک کر سکے گا۔ طبرانی فی الاوسط (عن ابن عمرؓ)

جب رات کو اپنے بستر سے اُٹھے اور پھر دوبارہ بستر پر جائے تو اپنی لنگی کے کنارے سے تین بار اسے جھاڑ دے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے سے اس پر کیا چیز آئی ہے، اور جب لیٹے تو کہے تیرے نام پر اے اللہ میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اس کو اٹھاؤں گا، اگر تو میری جان روک لے تو اس پر رحم کر، اور اگر لوٹائے تو اس کی ایسی حفاظت فرما جیسی تو اپنے نیک بندوں (میں سے کسی) کی کرتا ہے، ترمذی، ابن سنی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: "تَعَارَّ" استغفار یا تسبیح کہتے ہوئے جاگنے کو کہتے ہیں۔

"اَوْ یَدْعُوْ" یہ شک راوی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے "اللھم اغفرلی" فرمایا۔ یا "یدعو" فرمایا

"وَلَمْ یَنْبَغِ" یعنی کوئی گناہ اس کے حرکت کرنے سے پڑھنے کے وقت تک نہ اسے پاسکے گا اور نہ ہلاک کر سکیگا یعنی نہ اس سے کوئی گناہ سرزد ہوگا اور نہ وہ اس کی وجہ سے برباد ہوگا۔

وَإِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ فَإِنْ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ مص
ی اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ع مص وَإِذَا
خَرَجَ غُفْرَانَكَ حب عہ مص اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي
الْأَذٰى وَعَافَانِي س ی مو مص

پاخانہ میں آمدورفت کی دُعائیں

ترجمہ: اور جب تہجد کے لئے اُٹھے اور اگر پاخانہ جائے تو "بسم اللہ" کہے، ابن ابی شیبہ، ابن سنّی، (عن علیؓ)

خداوندا میں ناپاک جنوں ذکور و اناث (نر و مادہ) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔
اے اللہ! میں تجھ سے گندگی اور گندی چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ } صحاح ستہ،
ابن ابی شیبہ (عن انسؓ)

جب پاخانہ سے نکلے تو کہے "غُفْرَانَكَ" خداوندا! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں، ابن حبان، سنن اربعہ، ابن ابی شیبہ (عن عائشہؓ)

خدا کا شکر ہے جس نے میری تکلیف دُور کی اور مجھے عافیت دی، نسائی، ابن سنی (عن ابی ذرؓ) ابن ابی شیبہ، موقوفاً (عن ابی ذرؓ)

شرح: یعنی جب رات کو تہجد ادا کرنے کے لئے اُٹھے اور پاخانہ کا ارادہ کرے تو "بسم اللہ" کہہ کر پاخانہ میں داخل ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، میری اُمت کی برہنگی اور جنات کے درمیان میں "بسم اللہ" کہنے سے پردہ ہو جاتا ہے۔

"اَلْخُبُثُ"، جمع خَبِيثٍ = جس کے معنی ایذا دینے والے جن اور شیطان کے ہیں۔
"اَلْخَبَائِثُ" جمع خَبِيثَةٍ = ایذا دینے والے جن اور شیطان کی مادہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔
"اَلْخُبْثُ" جمع خَبِيثٍ = گندگی، کفر، شرک، فجور۔
"اَلْخَبَائِثُ" جمع خَبِيثَةٍ = گندی چیزیں، بُرے افعال، بُری خصلتیں، بُرے عقیدے۔

چونکہ حدیث دونوں طرح مروی ہے، اس لئے ہم نے بھی دونوں ترجمے کر دیئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے پاخانہ میں جاتے

تھے، تو فرمایا کرتے اللھم انی اعوذبك الخ اس دُعا کے پڑھنے سے پاخانے کے جنوں اور شیاطین کی شر سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے باہر آتے وقت فرماتے تھے "غُفْرَانَكَ" تیری مغفرت چاہتا ہوں۔

پیشاب پاخانہ کے آداب

پاخانے جاتے وقت یہ دُعا پڑھنی مسنون ہے:۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" (خداوندا! میں ناپاک جنوں ذکور واناث سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس دُعا کے پڑھنے سے آدمی پاخانے کے جنوں اور شیاطین کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

پاخانے سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی مناسب ہے:۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ" (خدا کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دُور کی اور صحت عنایت فرمائی)

بعض روایتوں میں صرف "غُفْرَانَكَ" "تیری مغفرت چاہتا ہوں" آیا ہے۔

جنگل میں پیشاب پاخانے کے لئے قبلہ رُخ نہ بیٹھے، لیکن گھر میں کسی چیز کی آڑ میں ہو تو مضائقہ نہیں، اور مقصود اس سے خانہ کعبہ کا ادب ہے، داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا، پیشاب کرتے وقت داہنے ہاتھ سے ستر پکڑنا منع ہے، کیونکہ استنجا ذلیل ترین کام ہے جو ہاتھ سے لیا جاتا ہے، اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر فضیلت رکھتا ہے، اس لئے ایسے کام بائیں ہاتھ کے لئے موزوں ہیں، استنجے کے لئے کم سے کم تین ڈھیلے لینے چاہئیں، اس سے کم لینے منع ہیں اور زیادہ کی قید نہیں، کیونکہ مقصودِ اصلی ازالۂ نجاست ہے اور وہ جتنے ڈھیلوں سے بھی حاصل ہو سکے درست ہے، گوبر، کوئلے، ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے۔

ملک عرب میں چونکہ ہمیشہ پانی کی قلت رہتی تھی، اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم عام تھا کہ لوگ ڈھیلوں اور پتھروں سے استنجا کیا کریں، مگر پھر بھی پانی سے استنجا کرنے والے زیادہ طاہر اور پاک سمجھے جاتے تھے، چنانچہ قرآن مجید میں ان کی اس طرح تعریف کی گئی ہے، ارشاد ہے:۔

لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا ط لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ ط فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ○ سورہ توبہ۔ رکوع ۱۳	(سوائے پیغمبرؐ) تم اس (مسجد) میں کبھی (جاکر) کھڑے بھی نہ ہونا ہاں وہ مسجد جس کی بنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی اُس کا البتہ حق ہے کہ تم اُس میں کھڑے ہو (کر امامت کرو کیونکہ) اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اب ہندوستان و پاکستان میں پانی کی ہر طرف کثرت ہے، جا بجا چشمے اور ندیاں بڑی بہہ رہی ہیں، گھر گھر نل دوڑے ہوئے ہیں تو اس وقت اگر کوئی شخص ڈھیلوں سے استنجا نہ بھی کرے اور صرف پانی پر بس کرے

تو یہ اس کے لئے کافی ووافی ہے۔ اور نہ صرف کافی ووافی ہے بلکہ اَزکیٰ واَطہر ہے۔

ایک بات لوگوں میں یہ بھی دیکھی جاتی ہے کہ پیشاب کے بعد ڈھیلے سے پیشاب خشک کرتے اور گھر کے صحن میں عورتوں اور بچوں کے سامنے استنجا کرتے ہوئے ٹہلتے اور کھلے بازاروں میں چکر لگاتے پھرتے ہیں، یہ نہایت بے شرمی اور بے حیائی ہے، اس سے ضرور پرہیز کرنا چاہئے، عام راہوں میں جہاں لوگ چلتے پھرتے ہیں، اور ان درختوں کے تلے جہاں لوگ آرام لیتے ہیں پیشاب پائخانہ کرنا حرام اور لعنت پڑنے کا سبب ہے، کیونکہ جب لوگوں کو تکلیف ہوگی تو ایسے شخص کو بُرائی لعنت سے یاد کریں گے، اسی طرح حمام میں اور پانی کے گھاٹ پر بھی پیشاب پائخانہ منع ہے کیونکہ چھینٹیں اُڑیں گی تو بدن یا کپڑے ناپاک ہوں گے، بل اور سوراخ میں بھی پیشاب نہ کریں، کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور وغیرہ ہو اور اس سے تکلیف پہنچے یا وہاں کوئی ضعیف وکمزور جانور وغیرہ ہو اور اس کو ایذا پہنچے، پیشاب اور استنجا کرتے وقت سلام کا جواب دینا، یا خود سلام کرنا منع ہے، کیونکہ سلام دعا ہے، اور پیشاب اور پائخانے کی حالت دُعا کے ادب کے منافی ہے۔

انگوٹھی پر نامِ خدا یا کوئی متبرک کلمہ کندہ ہو تو اسے پہن کر پاخانے میں جانا منع ہے، کہ خدا کے نام کی بے ادبی ہوتی ہے، کہیں بیٹھ کر پیشاب کرنے میں چھینٹیں اُڑنے کا خوف ہو یا کوئی اور عذرِ شدید ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کر لینا جائز ہے، جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کی پشتِ مبارک میں درد تھا اور اس وجہ سے آپ سے بیٹھا نہیں جاتا تھا، بہر کیف اگر عذر شدید ہو تو کھڑے رہ کر پیشاب کرنے کا مضائقہ نہیں لیکن جو لوگ صرف غیر مسلموں کی تقلید کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں نجاست سے احتراز عادۃً بہت مشکل ہے، مگر اس ضرورت کو سمجھے وہ جس کو نماز پڑھنی ہو، اور بے نماز کیوں اس احتیاط پر عمل کرنے لگا؟ اور باتوں میں ظاہری صفائی کے بڑے لمبے چوڑے دعوے کئے جاتے ہیں، اور پیشاب جیسی گندی چیز کے بارے میں اس قدر تساہل ہے۔

طہارت میں اُسی قدر پانی خرچ کریں جس سے طہارت حاصل ہو جائے زیادہ صرف کریں گے تو اسراف میں داخل ہوگا۔ دو مرد اور اسی طرح دو عورتیں ایک جگہ پیشاب پاخانے کے لئے نہ بیٹھیں، نہ کوئی کسی کا ستر دیکھے نہ باہم باتیں کریں، کیونکہ یہ نہایت بے حیائی کی باتیں ہیں اور خدا کو ناپسند، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" (حیاء ایمان کا جزء ہے)

وَاِذَا تَوَضَّأَ فَلْيُسَمِّ اللّٰهَ د ت ق ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ
ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ س ى وَاِذَا فَرَغَ
مِنَ الْوُضُوْءِ رَفَعَ نَظَرَهٗ اِلَى السَّمَآءِ د س وَلْيَقُلْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ م د س ق مص ى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ق مص ى
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ت
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ مس س مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ كُتِبَ
لَهٗ فِيْ رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِيْ طَابَعٍ فَلَمْ يُكْسَرْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ طس

وضو کی دعائیں

ترجمہ: جب وضو کرے تو "بسم اللہ" کہے، ابوداؤد، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃؓ) ترمذی (عن سعید بن زیدؓ)

اور کہے اے اللہ! مجھے بخش دے، اور میرے گھر میں وسعت دے، اور میرے رزق میں برکت عطا کر، نسائی، ابن سنی (عن ابی موسی الاشعریؓ)

اور جب وضو سے فارغ ہو تو اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائے، ابوداؤد، نسائی (عن عمرؓ)

اور کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ویگانہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور اس کے رسول ہیں مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن سنی، (عن عمرؓ)

تین بار یہ دعا پڑھے، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن سنی (عن عمرؓ)

(اور بعض روایات میں اس کلمہ کے ساتھ یہ دُعا بھی آئی ہے):-
اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں میں سے بنا دے، ترمذی (عن عمرؓ)
تُو پاک ہے اے اللہ! اور مستحق حمد ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں (اس لئے)
تجھ سے بخشش چاہتا ہوں، اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں، حاکم، نسائی (عن ابی سعید الخدریؓ)
جو شخص وضو کرتے وقت کہے، تُو پاک ہے، اے اللہ! اور مستحق حمد ہے، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں (تو بعینہ یہ الفاظ یا اس کا ثواب) اس کے لئے ایک پرچہ پر لکھ کر مہر لگا دی جاتی ہے، جو قیامت تک (لگی رہے گی اور) توڑی نہیں جائے گی، طبرانی فی الاوسط (عن ابی سعید الخدریؓ)

شرح: حضرت[1] ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی لے کر آیا، آپ نے وضو شروع کیا اور میں نے سنا کہ آپ وضو کرتے وقت فرما رہے تھے "اللّٰھم اغفرلی الخ" میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ یہ دُعا فرما رہے تھے؟ آپؐ نے فرمایا "کیا میں نے (دنیا و آخرت کی) کوئی چیز چھوڑ دی؟" یعنی میں نے سب کچھ تو مانگ لیا۔

حضرت[2] عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے، اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کُھل جاتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو، مشکوٰۃ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ	مسلمانو! جب نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے منہ دھو لیا کرو، اور
فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ	کہنیوں تک اپنے ہاتھ اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو، اور ٹخنوں
وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ	تک اپنے پاؤں (دھو لیا کرو)

(سورہ مائدۃ۔ رکوع ۲)

حدیث شریف میں آیا ہے:-
"مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطَّهُوْرُ" (جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی وضو ہے)
مطلب یہ ہے کہ نماز بغیر وضو قبول نہیں ہوتی، فضائل وضو میں بے شمار حدیثیں آئی ہیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وضو آدھا ایمان ہے اور وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک متوضی (وضو کرنے والا) کو قیامت کے روز قیمتی زیور پہنائے جائیں گے۔
جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے لوگ قیامت کے دن اس حال میں بلائے جائیں گے کہ اُن کے اعضا وضو کے اثر سے چمکتے ہوں گے۔
وضو کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب آدمی نماز کے لئے آمادہ ہو تو اوّل دل میں نیت کرے کہ میں نماز کے لئے وضو کرتا ہوں پھر بسم اللہ کہہ کر تین دفعہ دونوں ہاتھ پہونچوں تک دھوئے، تین دفعہ کلی کرے مسواک سمیت کیونکہ وضو میں مسواک کرنا بھی مسنون ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسواک کرنے سے خدا خوش ہوتا اور مُنہ پاک صاف رہتا ہے، مسواک کرنے میں ایک طبی مصلحت بھی ہے، وہ یہ کہ مُنہ اکثر اوقات بند رہتا اور خارجی ہوا کی آمد و رفت وہاں تک بہت کم ہوتی ہے، خاص کر سونے کے اوقات میں مُنہ کی رطوبت دانتوں اور ڈاڑھوں کی جڑوں میں جمع ہو جاتی ہے، جس سے چند ہی روز میں گندہ دہنی کا مرض پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح بسا اوقات کھانے کے کچھ اجزا یا گوشت کے چھوٹے چھوٹے لُش آدمی کی غفلت سے دانتوں کی جڑوں میں یا ریخوں میں لگے رہ جاتے ہیں تو اگر مسواک کے ذریعے سے انہیں جلد نہ نکالا جائے گا تو سڑکر دانتوں اور ڈاڑھوں میں کیڑے پیدا کر دیں گے، اور اس سے درد شدید پیدا ہو جانا ایک آسان سی بات ہے، اس لئے آدمی کو چاہئے کہ ہر وضو کے وقت نہیں تو کم سے کم صبح اور عشا کے وقت ضرور مسواک کر لیا کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی باہر سے گھر میں تشریف لاتے مسواک کرتے اور فرماتے کہ جس وقت میرے پاس جبرئیلؑ آتے ہیں مسواک کی تاکید کرتے ہیں حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اُمت پر مسواک کرنا فرض تو نہیں کر دیں گے، یا میں مسواک میں بکثرت مبالغہ کرنے سے پوپلا تو نہیں ہو جاؤں گا، مسواک کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ پیلو ہی کے درخت کی ہو بلکہ جس درخت کی بھی ہو کافی ہے، اور اب تو بالوں کی اور گٹی ہوئی ہڈیوں کی بُرش نما مسواکیں چل پڑی ہیں یہ بھی مشہور مسواک کے حکم میں داخل ہیں، اسی طرح دانتوں کو صرف اُنگلی سے صاف کرنا یا منجن ملنا یا طبیب کے بتائے ہوئے مسنوں کا استعمال کرنا بھی مسواک میں داخل ہے کیونکہ جو فائدہ مسواک پر متفرع ہوتا ہے، یعنی ازالہ بجز وہی ان چیزوں میں بھی متصور ہے، الغرض متوضی (وضو کرنے والا) مسواک اور تین کلیاں کر چکے تو تین دفعہ ناک میں پانی دے، بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑے اور ناک کے اندر پانی پہنچانے کی کوشش کرے، پھر تین دفعہ مُنہ دھوئے طول میں ماتھے کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں دونوں کانوں کی لوؤں تک، داڑھی کو اچھی طرح تر کرنا اور انگلیوں سے خلال کرنا مسنون ہے، زاں بعد دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے، پھر نیا پانی لے کر سر کا مسح کرے، مسح اس طرح کرے کہ پانی سے دونوں ہاتھوں کو تر کر کے اور سب انگلیاں برابر ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھے اور گدی تک کھینچتا لے جائے، پھر گدی سے کھینچتا ہوا اُسی جگہ لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا، لیکن یہ صورت انہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو "محلقین" ہوں یعنی سر پر بال نہ رکھتے ہوں، کیونکہ جن کے سر پر بال ہوں اُنہیں اتنا ہی بس کرتا ہے کہ ہاتھ کی اُنگلیاں ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھیں اور دونوں ہاتھ گدی تک لے جائیں تاکہ منتشر بال جم جائیں۔

سر کا مسح کر کے کانوں کا مسح کرے زاں بعد داہنا پاؤں ٹخنوں تک تین دفعہ دھوئے اور اسی طرح بایاں پاؤں ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا بھی خلال کرنا مسنون ہے، تاکہ پانی سب جگہ پہنچ جائے، اعضاء وضو کو تین تین بار دھونا افضل و بہتر ہے، اور اسی کو اسباغ اور اتمام و تکمیل بھی کہتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص دو دو بار یا صرف ایک ایک بار بھی دھوئے گا وضو صحیح و درست ہو جائے گا، مگر تین تین بار سے زیادہ وضو منع ہے، کیونکہ پانی خدا کی بڑی نعمت ہے اور اُس کو بے ضرورت زیادہ بہانا حقیقت میں ضائع کرنا ہے اور اسی کو اسراف

کہتے ہیں، اعضاء وضو میں سے کوئی عضو ناخن کے برابر بھی خشک رہ جائے گا تو از سرِ نو وضو کرنا پڑے گا، لیکن اعضائے وضو تر ہوں تو خشک جگہ کو مل کر تر کر لینے سے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں، ایک وضو سے کئی وقت کی نمازیں پڑھ سکتے ہیں، وضو کے لئے اس زمانہ کی تول کے حساب سے سوا سیر یا ڈیڑھ سیر پانی کفایت کرتا ہے، اس سے زائد داخلِ اسراف ہے، گو پانی کی افراط ہی کیوں نہ ہو، اور وضو کرنے والا بہتی ندی پر کیوں نہ ہو، وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا و یگانہ ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اسکے رسول ہیں ـــــ خداوندا! مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جو ہمیشہ مبالغے کے ساتھ توبہ کرتے ہیں، اور ان لوگوں میں داخل کر دے جو پاکی حاصل کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے

وضو میں مسواک کرنے کی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ شرع میں اس کی بڑی تاکید ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں۔ حیا کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا، مسواک والی نماز بے مسواک والی نماز سے ثواب میں ستر درجہ بڑھ کر ہے۔

نواقضِ وضو

ریح نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر آواز سُنے یا بدبُو پھیلے، صرف شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ پاخانے، پیشاب مذی، ودی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، قے کرنے، نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیٹ کر سو جانے یا کسی چیز پر سہارا دے کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ اس میں استرخار مفاصل ہوتا ہے، اور اس وقت بے خبری میں ریح وغیرہ کے نکل جانے کا قوی احتمال ہے، ہاں اگر کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے سو جائے اور کسی قسم کی ٹیک نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا، نماز میں کھِل کھِلا کر ہنسنے سے نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے اور وضو بھی، مرد عورت اگر اپنا اپنا ستر ہاتھ سے چھوئیں گے تو وضو نہیں ٹوٹے گا، خواہ بیچ میں کپڑا حائل ہو یا نہ ہو۔ عورت کو چھونے اور بوسہ لینے اور آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

پنج وقتہ نیا وضو کرنا ہر نماز کے لئے وضو کرنا بڑی پاکی اور بڑے ثواب کا کام ہے، اس لئے اللہ تعالےٰ نے اوّل اوّل رسول اللہ صلعم پر پنج وقتہ نماز کے ساتھ پنج وقتہ وضو بھی فرض کر دیا تھا، بعد کو اگرچہ اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی، لیکن بعض صحابہ عملاً اس کے پابند رہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہر نماز نئے وضو کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

ہمیشہ باوضو رہنا بعض صحابہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے، حضرت عدی بن حاتم کا قول ہے:۔

ما اقیمت الصلوٰۃ منذ اسلمت الا وانا علےٰ وضوءٍ {جب سے میں اسلام لایا ہر نماز کے وقت باوضو رہتا تھا}

ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ "کل تم مجھ سے پہلے کیونکر جنت میں داخل ہو گئے"؟ بولے "یا رسول اللہ! میرا معمول یہ ہے کہ جب اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز لازمی طور پر پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی وقت فوراً وضو کر لیتا ہوں۔"

پنج وقتہ مسواک کرنا رسول اللہ صلعم کمال طہارت و نظافت کی وجہ سے پنج وقتہ مسواک کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "اگر امت پر شاق نہ ہوتا تو میں پنج وقتہ نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا بھی حکم دیتا"۔ لیکن صحابہ کرام کے جوش عمل کے سامنے کون سا کام شاق تھا، حضرت زید بن ارقمؓ نے اس شدت کے ساتھ اس کا التزام کیا کہ ہمیشہ قلم کی طرح کان پر مسواک رکھے رہتے تھے۔
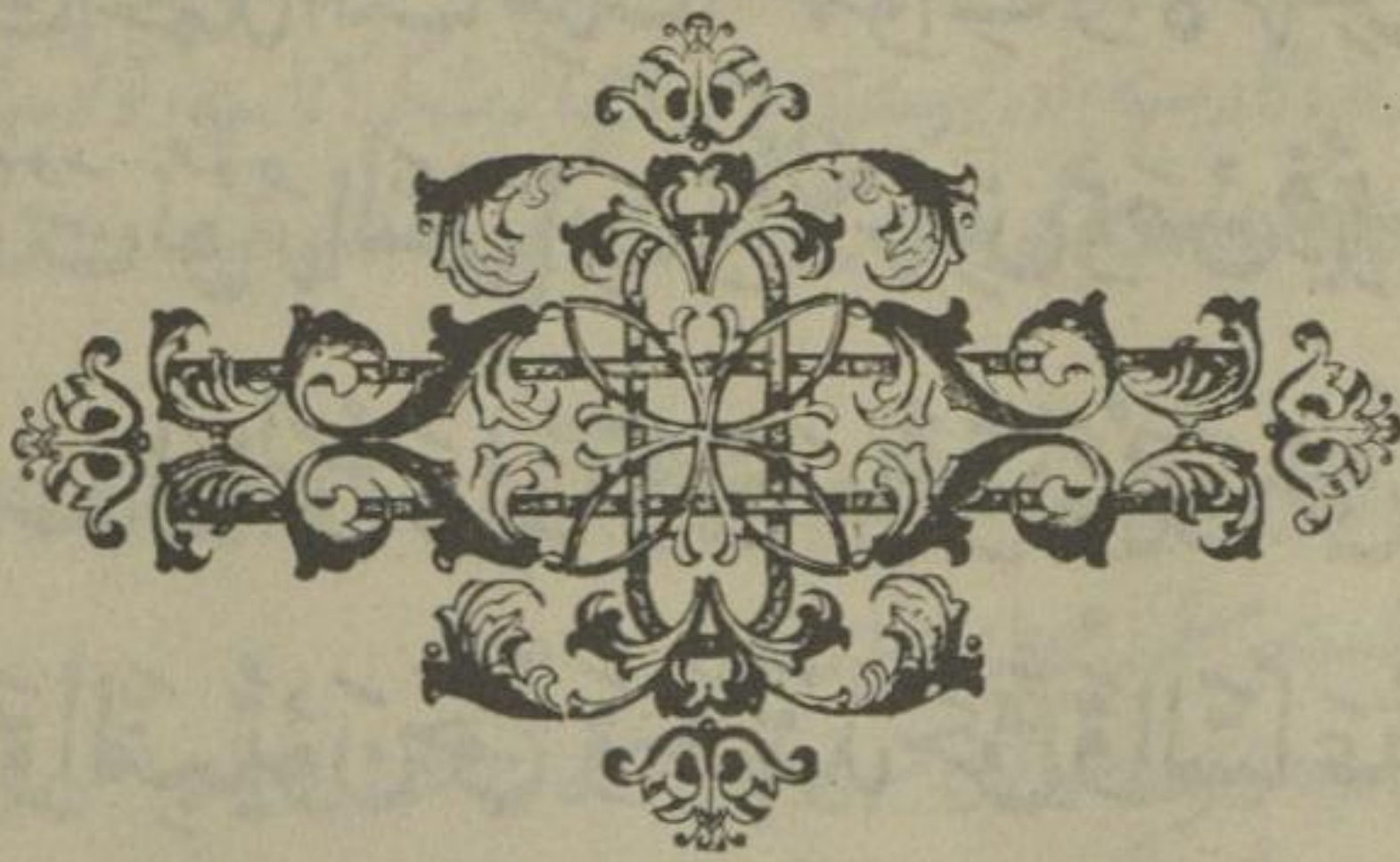
اَلتَّهَجُّدُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ الصَّلٰوةُ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ
م اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ خ م صَلٰوةُ
اللَّيْلِ خ م وَالنَّهَارِ ا مَثْنٰى مَثْنٰى خ م ا وَكَانَ اِذَا قَامَ مِنَ
اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
مَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ
وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ
اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَّقَوْلُكَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ
وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ
لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ
خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ عو اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَاغْفِرْلِیْ
مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ خ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ
اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ م اَنْتَ اِلٰهِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ع
عو وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ خ

تہجد

ترجمہ: فرض نماز کے بعد سب سے بہتر نماز آدھی رات کو نماز پڑھنا ہے۔ مسلم (عن ابی ہریرہؓ)
نمازِ فرض کے علاوہ آدمی کی بہترین نماز اپنے گھر میں ادا کی ہوئی نماز ہے، بخاری، مسلم (عن زید بن ثابتؓ)
رات کی نماز بروایت بخاری و مسلم، اور دن کی بروایت احمد دو دو رکعت ہیں بخاری و مسلم (عن ابن عمرؓ) احمد (عن ابن عمرؓ)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اُٹھتے تو فرماتے، اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن میں ہے، سب کا مدبر اور سنبھالنے والا ہے، اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن میں ہے، سب کا مالک و مختار ہے اور (اے اللہ!) تیرے ہی لئے تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جتنی چیزیں اُن میں ہیں سب کا روشن کرنے اور ہدایت دینے والا ہے، اور تیرے ہی لئے تعریف ہو، تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا ہے، تجھ سے ملنا برحق ہے، تیرا فرمان حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، اور سارے نبی علیہم السلام سچے ہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم برحق نبی ہیں اور قیامت برحق ہے، اے اللہ! میں نے تیرے آگے گردن جھکا دی ہے اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور تیری طرف رجوع ہوا ہوں، اور تیرے ہی بل پر جھگڑا کرتا ہوں اور تیری ہی طرف فریاد لاتا ہوں، ابو عوانہ (عن ابن عباسؓ)

تو ہی ہمارا پروردگار ہے، اور تیرے ہی پاس ہمیں لوٹ کر آنا ہے، تو تو مجھے بخش دے جو کچھ میں نے (نبوت سے) پہلے کیا اور جو کچھ بعد میں کیا، اور جو کچھ پوشیدہ کیا، اور جو کچھ علانیہ کیا، بخاری، (عن ابن عباسؓ)

اور اس کو بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی سب سے آگے بڑھانے والا ہے، اور تو ہی سب سے پیچھے ہٹانے والا ہے۔ مسلم (عن ابن عباسؓ)

تو ہی میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، صحاح ستہ، ابو عوانہ (عن ابن عباسؓ)

اور طاقت و قوت اللہ ہی کی وجہ سے ہے، بخاری (عن ابن عباسؓ)

شرح: یعنی فرض نمازیں مسجد میں پڑھے، اور سنن و نوافل وغیرہ کا گھر میں پڑھنا افضل و بہتر ہے۔

چونکہ علامہ ابن الجزری شافعی المذہب ہیں، اس لئے اس جگہ اپنا مذہب بیان کرتے ہیں، امام شافعی، امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک رات کو دو رکعت نماز پڑھنا بہتر ہے، اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار چار رکعت نماز پڑھنا بہتر ہے، اور صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک رات کو دو دو رکعت پڑھنا اور دن میں چار چار رکعت پڑھنا افضل و بہتر ہے

مصنفؒ کی یہ عادت ہے کہ جس کتاب کی جتنی حدیث بیان کرتے ہیں اس کے بعد اس کی علامت لکھ دیتے ہیں، ہم نے بھی ترجمہ میں اسی کا لحاظ رکھا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس کتاب کی روایت کہاں تک ہے، لیکن بعض جگہ ایسا نہیں کرتے، مثلاً اس حدیث میں "انت ربنا والیك المصیر" ابو عوانہ نے زیادہ کیا ہے اور "انت الٰھی" فقط مسلم نے، اور "وما انت اعلم بہ منی" بخاریؒ نے زیادہ کیا ہے۔ علامہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد اس دعا کو پڑھتے تھے۔

تہجد و نماز شب رات جس میں ہم نیند کا لطف اُٹھاتے ہیں، اس میں صحابہ کرامؓ عبادت الٰہی اور تہجد گذاری

میں مصروف رہتے تھے، ایک صحابی نے رات کو نماز میں نہایت بلند آہنگی سے قرأت کی، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا "خدا اس پر رحم کرے مجھے بہت سی آیتیں یاد دلادیں جن کو میں بھول گیا تھا۔

ایک بار آپ مسجد میں معتکف تھے اور صحابہ کرامؓ بھی مصروف نماز تھے، اور اس قدر بلند آہنگی کے ساتھ قرأت کرتے تھے کہ آپ نے پردہ اٹھا کر فرمایا "تم میں ہر شخص خدا کے ساتھ سرگوشی کر رہا ہے، اتنا نہ چلاؤ کہ ایک سے دوسرے کو تکلیف پہنچے"۔ حضرت ابوالدرداءؓ رات کے اکثر حصے میں نماز پڑھا کرتے تھے، چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ نے ان کی بی بی کی شکایت پر اس سے اُن کو باصرار روکا۔

صحابہ کرامؓ راتوں کو نہ صرف خود نمازیں پڑھتے تھے، بلکہ غیروں بالخصوص اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار کرکے شریکِ نماز کرتے تھے، ایک روز آپ رات کو گھر سے نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ پست آواز کے ساتھ نماز میں قرأت کر رہے ہیں، آگے بڑھے تو حضرت عمرؓ نہایت بلند آہنگی کے ساتھ نماز میں قرأت کرتے ہوئے نظر آئے، دونوں بزرگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ "ابوبکر! نماز میں تمہاری آواز پست تھی"۔ بولے کہ "میں جس سے (خدا سے) سرگوشی کر رہا تھا، اس کے کان میں میری آواز پہنچ گئی"۔ حضرت عمرؓ سے ارشاد ہوا کہ "تمہاری آواز نہایت بلند تھی"۔ بولے کہ "یا رسول اللہ میں سونے والوں کو جگاتا اور شیطان کو دور کرتا ہوں"۔ موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمرؓ رات کو نماز پڑھتے تھے تو اخیر شب میں اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کے لئے جگاتے تھے، اور یہ آیت پڑھتے تھے

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (سورۂ طٰہٰ رکوع ۸)	اور اپنے گھر والوں پر نماز کی تاکید رکھو اور (خود بھی) اُس کے پابند رہو ہم تم سے کچھ روزی تو طلب کرتے نہیں (بلکہ) ہم تم کو روزی دیتے ہیں اور انجام (بخیر) تو پرہیزگاری کا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ اور ان کی بی بی اور خادم نے نماز کے لئے رات کے تین حصے کر لئے تھے اور ان میں جب ایک نماز سے فارغ ہو چکتا تھا تو دوسرے کو نماز کے لئے جگا دیتا تھا۔

یہ ذوقِ نماز صرف چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا، بلکہ عموماً تمام صحابہ میں پایا جاتا تھا، حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ مغرب سے عشا تک بیدار رہ کر نمازیں پڑھتے تھے، چنانچہ خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ (سورہ الذاریات رکوع ۱)	یہ لوگ (عبادت میں مشغول رہنے کے سبب سے) راتوں کو بہت ہی کم سوتے تھے

اس میں صحابہ کرام کو سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی تھیں، اوّل اوّل سورۃ مزمل کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ تراویح کی طرح راتوں کو نماز پڑھتے تھے، یہاں تک کہ پاؤں ورم کر جاتے تھے قرآن مجید نے صحابہ کرامؓ کی فضیلت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ سورۃ السجدۃ رکوع ۲	ان کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں، وہ لوگ خوف ورجاسے خدا کو پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے دیا ہے، اس میں سے صرف کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلعم کے ساتھ تہجد اور نوافل میں شرکت

رسول اللہ صلعم رات کی نمازوں میں لمبی لمبی سورتیں مثلاً سورۂ بقرہ، آل عمران، مائدہ اور انعام پڑھتے تھے، اور جس قدر وقت قیام میں صرف ہوتا تھا، اتنا ہی وقت رکوع وسجود میں بھی صرف فرماتے تھے، اس لئے اس قدر طویل اور پُرسکون نماز میں وہی شخص شریک ہو سکتا تھا جس کا دل شوقِ عبادت اور شوق اقتدائے رسولؐ سے لبریز ہو، صحابۂ کرامؓ اسی قسم کا شوقِ عبادت اور شوق اقتدائے رسول رکھتے تھے، اس لئے آپ کے ساتھ شریکِ نماز ہو کر اس دولت سے بہرہ اندوز ہوتے تھے، چنانچہ حضرت عوف بن مالکؓ ایک بار آپ کے ساتھ تہجد میں شریک ہوئے، آپ نے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ اور دوسری میں آل عمران پڑھی، اور وہ ذوقِ عبادت میں کھڑے رہے۔

ایک بار حضرت حذیفہؓ کو بھی یہ شرف حاصل ہوا۔

آپ نماز شب میں بقرہ، آل عمران اور نساء کی سورتیں پوری پوری پڑھتے، اگر کوئی خوف کی آیت آجاتی تو خدا سے دعا کرتے، اور اس سے پناہ مانگتے، اسی طرح اگر کوئی بشارت آمیز آیت آتی تو دُعا کرتے اور اس کی خواہش فرماتے، حضرت عائشہؓ بھی آپ کے ساتھ اس نماز میں شریک رہتیں۔

یہ شوق صرف چند صحابہؓ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ عموماً تمام صحابہ میں پایا جاتا تھا۔

ایک بار چند صحابہؓ نے آپ کو شب میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور شریک ہو گئے، صبح کو اور لوگوں سے ذکر کیا تو وہ بھی شریک ہوئے اور متصل دو تین شب برابر شریک ہوتے رہے، آپ نے یہ حالت دیکھی تو ایک شب گھر سے نہ نکلے لیکن صحابۂ کرامؓ نے مختلف طریقوں سے اپنے شوق کا اظہار کیا، کھانسے، کھنکارے، چلّائے، اور دروازے پر کنکریاں ماریں، آپ اندر سے غصہ میں نکلے اور فرمایا تمہاری ان حرکتوں سے مجھے خیال پیدا ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔

آپ شب میں چٹائی کو گھیر کر حجرے کی صورت پیدا کر لیتے تھے، اور اس میں نماز ادا فرماتے تھے، صحابۂ کرام کو خبر ہوئی تو وہ بھی شریک نماز ہونے لگے، لیکن آپ نے ان کو اس سے روک دیا۔

یہ شوق اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا دل بھی اس سے خالی نہ تھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ عہدِ نبوت میں نہایت صغیر السن تھے، لیکن اس شوق میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے پاس سوئے، آدھی رات ہوئی تو آپ نے اٹھ کر پہلے آل عمران کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں، پھر وضو کر کے نماز شروع کی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی ان اعمال کی تقلید کی اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ د س وَقعد الثُّلُثُ الْاٰخِيْرَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ خ اَلْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ فَصَلّٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ خ م د س ق وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُّوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ خ م وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُّوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ خ م وَاِذَا قَامَ لِصَلٰوةِ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَّحَمِدَ عَشْرًا وَّسَبَّحَ عَشْرًا وَّاسْتَغْفَرَ عَشْرًا د س ق مص حب وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ د س ق مص عشرا حب وَيَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ د س ق مص عشرا حب وَاِذَا افْتَتَحَ صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَآئِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ م ع ہ حب

ترجمہ: خدا نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی، ہر طرح کی تعریف کا خدا تعالیٰ ہی مستحق ہے، (جو تمام جہان کا پروردگار ہے) ترمذی (عن ربیعہ بن کعب الاسلمیؓ)

پاک ہے اللہ (جو) تمام جہان کا پروردگار ہے، میں اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد بیان کرتا ہوں، ابوداؤد، نسائی (عن ربیعۃ بن کعب الاسلمیؓ)

(جب) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پچھلی تہائی رات میں اٹھ کر بیٹھتے تو آسمان کی طرف دیکھتے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں۔

إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ آل عمران ع ۲۰

کچھ شک نہیں کہ آسمان اور زمین کی بناوٹ اور رات اور دن کے ردوبدل میں عقلمندوں (کے سمجھنے) کے لئے (قدرت خدا کی بہتیری) نشانیاں (موجود) ہیں۔

سے لے کر ختم تک پڑھتے، پھر کھڑے ہوتے، وضو فرماتے اور مسواک کرتے پھر گیارہ رکعت نماز پڑھتے، پھر (جب) حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تو دو رکعت (سنت فجر) پڑھتے اور (مسجد) تشریف لے جاتے۔ پھر نماز فجر ادا کرتے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ابن عباسؓ)

اور (کبھی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے (جن میں)، پانچ رکعت وتر کی پڑھتے، اور بجز آخری رکعت کے کسی رکعت میں نہ بیٹھتے۔ بخاری، مسلم (عن عائشہؓ)

اور (کبھی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے (جن میں) ایک وتر پڑھتے بخاری، مسلم (عن عائشہؓ)

اور جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو دس بار "اللہ اکبر" دس بار "الحمد للہ" دس بار "سبحان اللہ" اور دس بار "استغفر اللہ" کہتے، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن حبان (عن عائشہؓ)

اور (دس بار) کہتے اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھے ہدایت دے، اور مجھے رزق دے، اور مجھے عافیت دے، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن حبان (عن عائشہؓ)

دس بار کہنا ابن حبان نے روایت کیا ہے، ابن حبان (عن عائشہؓ)

اور دس بار قیامت کے دن مقام کی تنگی سے اللہ کی پناہ مانگتے، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن حبان (عن عائشہؓ)

اس روایت میں بھی دس بار کہنا ابن حبان ہی کی روایت ہے، ابن حبان (عن عائشہؓ)

اور[۳] جب تہجد شروع کرے تو کہے اے اللہ! جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے پروردگار، آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے، جن باتوں میں (یہ) تیرے بندے آپس میں اختلاف کر رہے ہیں، تو ہی اُن کے جھگڑوں کو چکائے گا، جن چیزوں میں اختلاف ہے، ان میں تو اپنے فضل سے حق کی طرف میری رہنمائی فرما، تو ہی جس کو چاہے سیدھا راستہ بتلا سکتا ہے۔ مسلم، سنن اربعہ، ابن حبان (عن عائشہؓ)

شرح: یعنی[۱] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کی تیرہ رکعت پڑھتے تھے، جن میں آٹھ رکعت تہجد کی، اور پانچ رکعت وتر کی ایک سلام سے پڑھتے اور کوئی جلسہ بجز اخیر کے سلام کی نیت سے نہ فرماتے۔

اس حدیث کے ترجمہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

میدان[۲] حشر لوگوں پر اس قدر تنگ ہوگا کہ لوگ اس کی سختی اور دہشت سے دوزخ میں جانے کی آرزو کرنے لگیں گے۔

حضرت[۳] شریق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ جب رات کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھتے تھے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو جاگتے تھے تو دس بار "اللہ اکبر" دس بار "الحمد للہ" دس بار "سبحان اللہ وبحمدہ" دس بار "سبحان الملک القدوس" دس بار "استغفر اللہ" دس بار "لا الہ الا اللہ" اور دس بار "اللھم انی اعوذ بك من ضیق الدنیا ویوم القیمۃ" پڑھتے، پھر نماز تہجد ادا فرماتے تھے، مشکوٰۃ
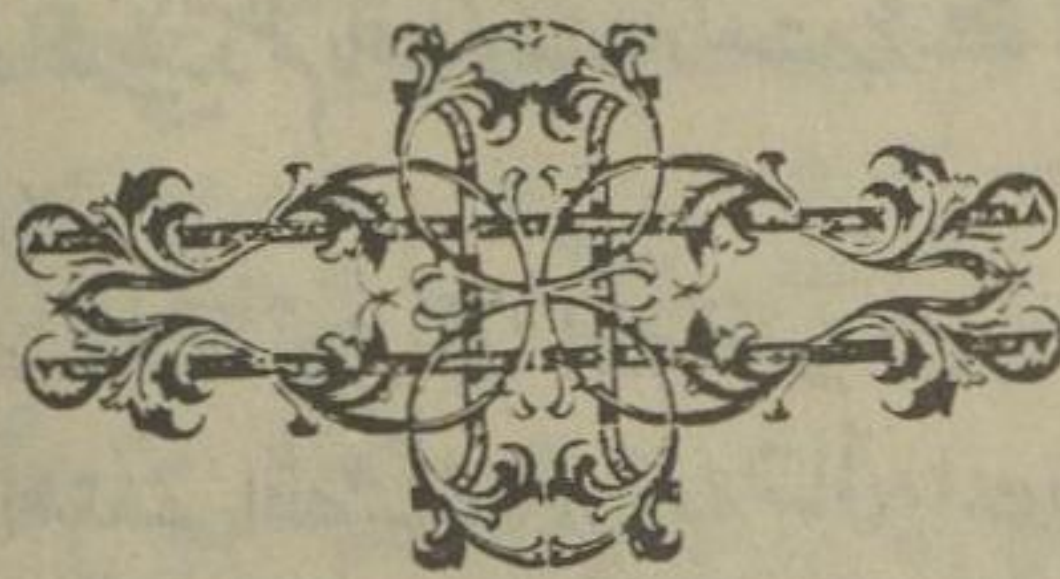
وَاِذَا صَلَّی الْوِتْرَ ثَلَاثًا فَيَقْرَأُ فِي الْأُولٰى سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ د ت س اَ ق حب ی وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ د اَ ق ت حب وَيَفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ بِتَسْلِيْمَةٍ يُسْمِعُهَا اَ اَوْ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ س ی اَوْ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ خ م اَوْ بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ قط سنی اَوْ بِتِسْعٍ اَوْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ سنی

❁ وِتر کا طریقہ ❁

ترجمہ: اور جب تین وِتر پڑھے، تو پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ"، دوسری میں "قل یا ایھا الکافرون" اور تیسری میں "قل ھو اللہ احد" پڑھے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد، ابن حبان، ابن سنی (ابوداؤد عن ابی بن کعبؓ) (ترمذی عن ابن عباسؓ) ابن ماجہ (عن ابی بن کعب و ابن عباسؓ) نسائی، احمد، ابن حبان (عن عبدالرحمٰن بن ابزیؓ)

اور[1] معوذتین، یعنی "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" پڑھے

ابوداؤد، احمد، ابن حبان، ابن ماجہ، ترمذی (عن عائشہؓ)

اور وتر[2] کی پہلی دو رکعت اور پچھلی ایک رکعت میں سلام پھیر کر علیحدگی کر دے، اس طرح (سلام کرے کہ) لوگ سُن لیں۔ احمد

یا ان تینوں[3] رکعت کے آخر ہی میں سلام پھیرے نسائی، ابن سنی (عن عبدالرحمٰن بن ابزیؓ)

یا ایک وتر پڑھے، بخاری، مسلم (عن عائشہؓ و ابن عمرؓ)

یا پانچ یا سات رکعت پڑھے، دارقطنی، بیہقی (عن ابی ہریرۃؓ)

یا نو یا گیارہ رکعت یا اس سے زیادہ پڑھے۔ بیہقی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: تیسری رکعت[1] میں سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ ناس، تینوں پڑھنے کی روایت ہے۔

مصنفؒ چونکہ شافعی المذہب ہیں اس لئے ایک وتر سے زیادہ پڑھنے کی صورت بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک وتر سے زیادہ پڑھے تو وتر کی پہلی دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے اور پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھے جیسا کہ شوافع حضرات کا مذہب ہے یعنی دو رکعت کے بعد کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت پڑھ کر سلام پھیرے جس طرح احناف پڑھتے ہیں۔

وترؒ کی رکعتوں میں بہت اختلاف ہے، شوافع وغیرہ ایک رکعت پڑھتے ہیں اور احناف تین رکعت پڑھتے ہیں، چونکہ اکثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کے بعد پڑھتے تھے، اس لئے بعض حضرات نے تہجد کی رکعتوں کو وتر شمار کر لیا اور روایت کر دی۔

وَيَقْنُتُ فِي الْآخِرَةِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مس
فَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ
وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ
مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ
وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ
وَنَتُوبُ إِلَيْكَ عہ حب مس مص وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى
النَّبِيِّ س اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ
الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ
بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ
الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ
وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ
أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِينَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ سنی اَللّٰهُمَّ إِنَّا
نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ
نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ سنی
اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ
وَنَخْشٰى عَذَابَكَ الْجِدَّ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ

بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ مَوْ مُصْ سُنِّیْ

وِتر کی دُعائیں

ترجمہ : اور وتر کی آخری رکعت میں جب رکوع سے کھڑا ہو تو دعائے قنوت پڑھے۔ حاکم (عن الحسن بن علیؓ)

اور کہے خداوندا! جن لوگوں کو تونے ہدایت کی ہے، ان کے زُمرے میں مجھے بھی ہدایت دے، اور مجھے دنیاوی اور اُخروی آفتوں سے عافیت میں رکھ ان لوگوں کے زمرے میں جنھیں تو نے عافیت دے رکھی ہے، اور ان لوگوں کے زمرے میں میری کارسازی کر جن کی تونے مدد کی، اور جو تونے مجھے عطا کیا ہے، اس میں برکت دے، اور مجھے اُس چیز کی بُرائی سے بچالے جو تونے میرے مقدر میں لکھی ہے، کیونکہ تیرا حکم سب پر چلتا ہے، اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، جس کا تو نگہبان ہوا وہ کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا، اور جس کو تونے دشمن رکھا وہ ہرگز عزت نہیں پاسکتا، تو بابرکت ہے، اے ہمارے پروردگار، اور تو ہی برتر ہے، ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں سنن اربعہ ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن الحسن بن علیؓ)

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، نسائی (عن الحسن بن علیؓ)

الٰہی! ہم کو اور سب ایماندار مرد اور ایماندار عورتوں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو بخش دے، اور ان کے دلوں میں اُلفت و محبت پیدا کردے، اور ان کے سارے کام سنوار دے، اور اپنے اور اُن کے دشمنوں پر ان کی مدد کر۔

خداوندا! کفار کو جو تیری راہ سے لوگوں کو روکتے، تیرے پیغمبروں کو جھٹلاتے اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں لعنت کر

الٰہی! ان کی باتوں میں مخالفت پیدا کردے، ان کے قدموں کو ڈگمگا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل کر جسے تو گنہگار قوم پر سے رَد ہی نہیں کرتا، شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے، بیہقی فی سنن الکبیر (عن عمر بن الخطابؓ)

اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تیری بہترین تعریف کرتے ہیں، اور تیری ناشکری سے بچتے ہیں، ہم اس شخص کو چھوڑ دینگے اور ترک کر دینگے جو تیرا گناہ کرے گا۔ ابن سنی۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا نہایت مہربان ہے، بیہقی فی سنن الکبیر

خداوندا! ہم تجھی کو بندگی کرتے اور صرف تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور تیری ہی طرف دوڑتے اور تیری خدمت میں شتابی کرتے ہیں، اور تیرے یقینی عذاب سے ڈرتے اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، بیشک تیرا قطعی اور یقینی عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے، ابن ابی شیبہ موقوفا، (عن ابن مسعودؓ) البیہقی (عن عمر بن الخطابؓ)

وَاِذَا سَلَّمَ مِنْهُ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
يَمُدُّ صَوْتَهٗ فِي الثَّالِثَةِ وَيَرْفَعُ س د مص قط رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ
وَالرُّوْحِ قط اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ
بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً
عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ عه طس مص وَاِذَا
صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ
وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ م حب اَوْ فِي الْاُوْلٰى قُوْلُوْٓا
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الْاٰيَةَ وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا
اَلْاٰيَةَ م وَيَقُوْلُ وَهُوَ جَالِسٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَ
مِيْكَآئِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَمُحَمَّدٍ سنى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مس ى
ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ د ت

ترجمہ: اور جب وتر سے (فارغ ہوکر) سلام پھیرتے تو تین بار کہے، ہمارا بادشاہ پاک اور ہر طرح کے عیب سے منزہ ہے، اور تیسری مرتبہ میں آواز کو بلند اور اٹھائے، نسائی، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، دارقطنی (عن ابی بن کعبؓ)

اور فرشتوں اور جبرئیل کے پروردگار، کہنا بھی دارقطنی کی روایت میں ہے (عن ابی بن کعبؓ)

اے اللہ! میں تیری رضا کی تیرے غصہ سے اور تیری معافی کی تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں، اور میں تیری ذات کی تجھ سے پناہ لیتا ہوں، میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتا، تو ایسا ہی ہے، جیسی تونے خود اپنی تعریف وثنا کی ہے، سنن اربعہ، طبرانی فی الاوسط، ابن ابی شیبہ (عن علیؓ)

اور جب فجر کی سنتیں پڑھے تو پہلی رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" اور دوسری میں "قل ھو اللہ احد" پڑھے، مسلم، ابن حبان (عن ابی ہریرۃؓ)

یا پہلی رکعت میں

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

البقرۃ رکوع ۱۶

(مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ) جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور (قرآن) جو ہم پر اُترا (اُس پر) اور (صحیفے) جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اُترے (اُن پر) اور موسےٰ اور عیسیٰ کو جو (کتاب) ملی (اُس پر) اور جو (دوسرے) پیغمبروں کو اُن کے پروردگار سے ملا (اُس پر) ہم ان (پیغمبروں) میں سے کسی ایک میں بھی (کسی طرح کی جُدائی) نہیں سمجھتے اور ہم اُسی (ایک خدا) کے فرمانبردار ہیں۔

اور دوسری میں

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

آل عمران رکوع ۷

(اے پیغمبر ان سے) کہو کہ اے اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف (رجوع کرو) جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں یکساں (مانی جاتی) ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھیرائیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو (اپنا) مالک نہ سمجھے پھر اگر (ایسی سیدھی اور سچی بات کے ماننے سے بھی) مُنہ موڑیں تو (مسلمانو! ان لوگوں سے) کہہ دو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو (ایک ہی خدا کو) مانتے ہیں۔

پڑھے، مسلم (عن ابن عباسؓ)

اور فجر کی سُنتوں کے بعد بیٹھ کر تین بار (یہ دُعا) پڑھے، اے اللہ! جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، اور محمد نبی صلے اللہ علیہ وسلم .... (البیہقی فی سنن الکبیر) کے پروردگار میں دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، حاکم، ابن سنی (عن اُسامۃ بن عمیرؓ)

پھر (فجر[1] کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر قبلہ رُو) اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جانا چاہئے، ابوداؤد ترمذی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: [1] یہ لیٹنا محض راحت و آرام کے لئے ہے، تاکہ رات کے قیام سے آرام پاکر نشاط کے ساتھ فرض ادا کرے، اور یہ لیٹنا مستحب ہے۔

وَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ د س
ق مس اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُزَلَّ أَوْ نَضِلَّ
أَوْ نَظْلِمَ أَوْ يُظْلَمَ عَلَيْنَا أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا عه مس ى
بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ مس
ق ى بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
د ت س حب ى مَا خَرَجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِيْ
قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهٗ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ
أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ
أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ د ق

گھر سے باہر جانے کی دُعا

ترجمہ: اور جب اپنے گھر سے نکلے تو کہے (میں) اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم (عن ام سلمہؓ)

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارے قدم ڈگمگائیں یا کوئی ہمارے قدم ڈگمگا دے، یا ہم بے راہ ہو جائیں یا ہم خود ظلم کریں، یا کوئی ہم پر ظلم کرے، یا ہم نادان بنیں، یا کوئی ہم سے نادانی کرے، سنن اربعہ، حاکم، ابن سنی (عن ام سلمہؓ)

میں اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) طاقت وقوت اللہ ہی کی مدد سے ہے (اور) اللہ ہی پر (ہمارا) بھروسہ ہے، حاکم، ابن ماجہ، ابن سنی (عن ابی ہریرۃؓ)

میں اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، طاقت وقوت اللہ ہی کی وجہ سے ہے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، ابن سنی (عن انسؓ)

(حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں) جب بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر فرماتے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں بھٹک جاؤں یا بھٹکایا جاؤں، یا لغزش کھاؤں، یا پھسلایا جاؤں یا ظلم کروں یا مظلوم بنوں، یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے، ابوداؤد، ابن ماجہ، (عن ام سلمہؓ)

وَاِذَا خَرَجَ لِلصَّلٰوۃِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا
وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّ
اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا خ م د س ق وَفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ
نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا خ م
د س ق وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِیْ
نُوْرًا م وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا س مس اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ
فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا
وَّاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّ مِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ
نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا م د س

نماز کیلئے جانے کی دُعائیں

ترجمہ: اور جب (سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے) نماز فجر کے لئے نکلے تو اثنار راہ میں کہے اے اللہ! میرے دل میں، میری بینائی اور شنوائی میں نور کر دے، اور میری داہنی اور بائیں طرف نور کر دے، اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے لئے (ایک خاص) نور کر دے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ابن عباسؓ)

اور میرے پٹھوں میں، اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں، اور میرے بالوں میں اور میری کھال میں نور کر دے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، (عن ابن عباسؓ)

اور میری زبان میں نور کر دے، اور میری جان میں نور کر دے، اور مجھے نور عظیم دے، مسلم، (عن ابن عباسؓ)

اور مجھے نورِ مجسّم عطا کر دے، نسائی، حاکم، (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! میرے دل میں، اور میری زبان میں نور کر دے، اور میری شنوائی اور بینائی میں نور کر دے، اور میرے پیچھے اور میرے آگے نور کر دے اور مجھے نور عطا کر، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن ابن عباسؓ)

شرح : "اللّٰھم اجعل فی قلبی نورًا" نور ایک خاص کیفیت کا نام ہے، جس سے احکاماتِ الٰہیہ کا علم اور اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور کسل، کینہ، حسد، کبر، غصہ اور معصیت وغیرہ کی ظلمتیں دور ہوتی ہیں، جس سے خود بھی ہدایت پاتا اور دوسروں کو بھی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اور اعضاء و جوارح کے نور کے یہ معنی ہیں کہ طاعت میں مصروف رہیں اور غفلت اور گناہ سے محفوظ رہیں

ارشاد باری ہے:۔

"فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ" (الزمر۔ رکوع ۳) (اور وہ اپنے پروردگار کی مشعل ہدایت آگے رکھتا اور اُسی کی روشنی پر چلتا ہے)

"وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ" (الانعام رکوع ۱۵) (اور اس کو ایک نور عطا فرمایا جس کی مدد سے وہ لوگوں میں (خاص طرح) چلتا پھرتا ہے)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کتاب عوارف المعارف میں لکھتے ہیں، میں نے جس شخص کو اس دعا پر مداومت کرتے دیکھا اس کے پاس ایک برکت اور نورانیت معلوم ہوتی تھی۔
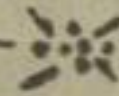
وَعِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ
وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ د وَاِذَا دَخَلَهٗ فَلْيُسَلِّمْ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ د س ق حب مس ى وَلْيَقُلْ
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ م د س ق حب مس ى اَللّٰهُمَّ
افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ ق عو اق
يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مص وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ ق ت مص مه اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
مه اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ق ت
مص مه وَبَعْدَ دُخُوْلِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ مو مس فَاِذَا خَرَجَ مِنْهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ س ق حب
مس ى الرَّجِيْمِ ق اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ م د
س او بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مص ت ق مه
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ مه اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ
ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ مص ت ق مه وَلَا
يَجْلِسُ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ خ م وَاِنْ سَمِعَ مَنْ يَّنْشُدُ

ضَالَّةً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَیْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا مُدِق وَإِنْ رَأَى مَنْ یَّبِیْعُ أَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ ت س مس حب

مسجد میں آمدورفت کی دُعائیں

ترجمہ: مسجد میں داخل ہوتے وقت کہے، میں عظمت والے اللہ اور اس کی بزرگ ذات اور اس کی قدیم بادشاہت کی شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، ابوداؤد (عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ)

اور جب مسجد میں داخل ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، ابن سنی (عن ابی ہریرۃ رضؓ)

اور کہے اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، (عن ابی حمید رضؓ) ابن حبان، حاکم، ابن سنی۔ (عن ابی ہریرۃ رضؓ)

اے اللہ! ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور ہمارے لئے اپنے رزق کے اسباب آسان کردے، ابن ماجہ، ابو عوانہ (عن ابی حمید رضؓ)

یا کہے (میں) اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، ابن ماجہ، ترمذی، ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ، ابن ابی شیبہ نے یہ الفاظ اور زیادہ کئے ہیں۔ اور (میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر (داخل ہوتا ہوں) (عن فاطمۃ رضؓ)

اے اللہ! محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج، ابن خزیمہ (عن فاطمۃ رضؓ)

اے اللہ، میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، ابن ماجہ، ترمذی، ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ (عن فاطمۃ رضؓ)

اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد کہے ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، موقوفاً حاکم، (عن ابن عباس رضؓ)

اور جب وہاں سے نکلے تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے اور کہے اے اللہ! مجھے شیطان سے بچا، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، ابن سنی (عن ابی ہریرۃ رضؓ)

جو مردود ہے (یعنی راندۂ درگاہ ہے) ابن ماجہ کی روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل (وکرم) چاہتا ہوں، مسلم، ابوداؤد، نسائی، (عن ابی حمید رضؓ)

یا کہے (میں) اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، ابن ابی شیبہ،

ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ (عن فاطمہؓ)

اے اللہ! محمدؐ پر درود بھیج اور محمدؐ کی آل پر، ابن خزیمہ (عن فاطمہؓ)

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے، ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ (عن فاطمہؓ)

اور جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے، بخاری، مسلم (عن ابی قتادہؓ)

اور اگر کسی شخص کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتا ہوا سنے، تو کہے خدا تجھے اس کو واپس نہ کرے، کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئی ہیں، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃؓ)

اگر کسی شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھے تو کہے اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے، ترمذی، نسائی، حاکم، ابن حبان (عن ابی ہریرۃؓ)

مسجد میں گم شدہ چیز ڈھونڈھنے کی ممانعت

مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت

شرح: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے، جو اس دعا کو پڑھے گا وہ تمام دن شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا، مشکوٰۃ۔

بجائے سلام کے یہ درود پڑھے، یا وہ بھی کہے اور یہ بھی پڑھے، اور ایک روایت میں ہے کہ درود کے بعد یہ دعا پڑھے "اللھم اغفرلی ذنوبی الخ"

ان دو رکعتوں کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک یہ واجب ہیں اور احناف کے نزدیک مستحب ہیں۔ علماء نے بیان کیا ہے اگر مسجد میں آ کر قضاء نماز یا سنتیں یا کوئی اور نماز پڑھے تب بھی تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائیگا اور اگر نفل نماز کا وقت نہ ہو اور اس کے ذمہ کوئی قضاء نماز ہو تو پڑھ لے، ورنہ یہ کلمات پڑھے "سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" اور بہتر یہ ہے کہ جب مسجد میں آئے تو اعتکاف کی نیت کرے اور مسجد حرام میں کعبہ کا طواف تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

مسجد کے حقوق و آداب

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ التوبہ رکوع ۳

مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ (اپنے جیسے کافروں سے) اللہ کی مسجدیں آباد رکھیں اور (شرک افعال واقوال سے) اپنے اوپر کفر کی گواہی بھی دیتے جائیں، یہی لوگ ہیں جن کا کیا دھرا سب اکارت ہوا، اور یہی لوگ ہمیشہ (ہمیشہ) (دوزخ) میں رہنے والے ہیں (حقیقت میں تو) اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد رکھتا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا، اور نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہا، اور خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ مانا تو ایسے لوگوں کی نسبت توقع کی جا سکتی ہے کہ (آخرکار) ان لوگوں میں (جا شامل) ہوں گے جو منزل مقصود پر پہنچے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۵ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۵

(بقرہ رکوع ۱۴)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کا نام لئے جانے کو منع کرے اور ان کی بے رونقی کے درپے رہے، یہ لوگ خود اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر ڈرتے ڈرتے۔ ان کے لئے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا (بھاری) عذاب ہے۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۵

(بقرہ رکوع ۱۵)

اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے فرمایا کہ ہمارے (اس) گھر (یعنی خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور مجاوروں اور رکوع (اور) سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) کے لئے پاک (وصاف) رکھو۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِىْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۵

(الحج رکوع ۴)

اور (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم (کی عبادت) کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کر دی (اور حکم دیا) کہ ہمارے ساتھ کسی چیز کو شریک (خدائی) نہ کرنا اور ہمارے (اس) گھر کا طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) کے لئے صاف ستھرا رکھنا۔

فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ لا يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۵ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۵ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۵ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۵

(النور رکوع ۵)

(اور وہاں وہ چراغ خدا کے) ایسے گھروں (یعنی عبادت گاہوں) میں (روشن کیا جاتا ہے) جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی عظمت کی جائے اور ان میں خدا کا نام لیا جائے، ان (عبادت گاہوں) میں صبح وشام ایسے لوگ خدا (کے نام) کی تسبیح (وتقدیس) کرتے رہتے ہیں جن کو سوداگری اور خرید وفروخت خدا کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل نہیں کرنے پاتی (کیونکہ وہ لوگ) اُس دن سے ڈرتے ہیں جب (مارے خوف کے دل اُلٹ جائیں گے) اور آنکھیں (پھری کی پھری رہ جائیں گی اور اس خیال سے یہ لوگ عبادت میں لگے رہتے ہیں کہ اللہ ان کو ان کے عملوں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے اور ان کو اپنے فضل سے کچھ اور بھی دے، اور اللہ جس کو چاہتا ہے، بے حساب دیتا ہے۔

مساجد کی تعمیر

مسجدوں کا بنانا مسلمانوں کی مذہبی ضرورت کا بہم پہنچانا ہے، اور اسی لئے کارِ ثواب ہے، جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

"جُعِلَتِ الْاَرْضُ مَسْجِدًا" (یعنی ہمارے لئے تمام روئے زمین مسجد ہے

جہاں چاہیں نماز پڑھ لیں اور آدمی اکیلا گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے، مگر نماز جماعت سے اسلام کی شان وشوکت

ظاہر ہوتی ہے اور اس کے لئے عبادت گاہِ خاص کا ہونا ضروری ہے۔ اس رُو سے مسجدوں کا بنانا مسلمانوں کی مذہبی ضرورت کا بہم پہنچانا ہے۔

ضرورت کے موقع پر مسجد کے بنانے کا بڑا ثواب ہے، پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص خدا کی خوشنودی کے لئے مسجد بناتا ہے، خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا"۔ مسجد کے بنانے والے کو نہ صرف اُس کی زندگی تک بلکہ مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے، اور جب تک مسجد کی نمود باقی رہتی ہے، اس کے نامۂ اعمال میں ثواب درج ہوتا چلا جاتا ہے، اس کے بعد اس شخص کا مرتبہ ہے، جو مسجد کو آباد کرنے اور صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک کالی کلوٹی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، جب وہ مر گئی تو آپ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھ کر فرمایا "اے عورت! تو نے کون سے عمل کو افضل پایا"۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ عورت سنتی ہے؟ فرمایا "ہاں تم سے بہتر سنتی ہے"۔ دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عورت نے جواب دیا کہ "میں نے سب عملوں سے افضل مسجد کی جاروب کشی کو پایا"۔

صاف ستھرا رکھنے کے علاوہ خوشبودار بھی کرنا چاہئے، کبھی کبھی اگر، لوبان اور خوشبودار چیزیں سلگاتے رہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے اور انھیں پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم فرمایا۔

مسجد میں خرید و فروخت اور جھگڑے کی باتیں نہ کریں، اونچی آواز سے نہ بولیں، گنہگاروں پر حد نہ لگائیں مسجد کے قریب شور و غل نہ کریں۔ سیٹی نہ بجائیں، تالیاں نہ بجائیں۔ خدا نے قرآن مجید میں ان لوگوں کے حق میں عذابِ دوزخ کی خبر دی ہے جو مسجد حرام کے متصل کھڑے ہو کر سیٹیاں بجاتے اور تالیاں بجایا کرتے تھے؛ چنانچہ ارشاد ہے:۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ (الانفال رکوع ۴)

یعنی اور خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا ان (مشرکوں) کی نماز ہی کیا تھی (اے کافرو!) جیسا تم کفر کرتے رہے، اب اس کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔

مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی باتیں نہ کریں بلکہ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیں، جو شخص مسجد میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہے وہ بہشتی باغات کا میوہ کھاتا ہے، مسجد میں قبلہ کی طرف تھوکنا منع اور سخت گناہ کی بات ہے، اور اگر کوئی بغیر تھوکے نہ رہ سکے تو بائیں جانب پاؤں کے نیچے تھوک لے لیکن بہتر یہ ہے کہ کپڑے پر تھوک کر مل ڈالے، اگر مسجد کا فرش پختہ ہو تو مطلق نہ تھوکے، کچا اور خام ہو تو تھوک لے، اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ کھرچ ڈالے، اوپر سے مٹی ڈال دے، سب سے بُرا کام مسجد میں تھوکنا اور پھر اُسے دفن نہ کرنا ہے، کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں جانا منع ہے، مسجد میں خلافِ شرع اشعار پڑھنے درست نہیں، گم شدہ چیز مسجد میں ڈھونڈھنی گناہ ہے، اگر کوئی ایسا کرے تو دوسرے کو یہ کہنا مسنون ہے کہ خدا کرے وہ تجھے نہ ملے قبرستان میں یا کسی قبر کے پاس قبر والے کی غرض سے مسجد بنانا حرام ہے، اذان سنکر مسجد سے نکل جانا سخت

گناہ ہے، ایسے شخص کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنانا فرمان فرمایا ہے۔

جس کا گھر بار نہ ہو اسے مسجد میں سونا جائز ہے، ورنہ نہیں، مسافروں کو مسجد میں رہنا اور سونا درست ہے۔

ضروریاتِ مسجد پانی، بوریا بدھنا اور ضرورت کی چیزیں مہیا رکھیں، چراغ، تیل بتی، ڈول رسی کی اگر ضرورت پڑے تو فراہم کریں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد میں چراغ جلانے والے، جھاڑو دینے والے، بدھنے بوریئے کا انتظام رکھنے والے قیامت کے روز بڑے بڑے درجے پائیں گے

مسجد میں داخل ہوں تو پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:-

"اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

باہر نکلیں تو کہیں:-

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" اے اللہ! میں تیرا فضل (وکرم) چاہتا ہوں۔

مسجد میں داخل ہو کر سب سے اوّل دو رکعت نفل پڑھیں، اگر باوضو ہوں، ورنہ وضو کر کے، اور اسی کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں، سفر سے آنے والا بھی پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے پھر مکان میں آئے، جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے حج اور احرام کا ثواب پاتا ہے۔

اہلِ محلہ اپنے محلے ہی کی مسجد میں نماز پڑھیں، محلے کی مسجد میں ایک وقت کی نماز پچیس[۲۵] نمازوں کے برابر ہے، محلے کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے والے کو پچیس نماز کا اور جامع مسجد میں پانسو نماز کا اور بیت المقدس میں پچیس ہزار کا اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار کا اور بیت اللہ میں لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے

مسجد کا حق ہے کہ عورتیں خاص کر جوان عورتیں بالخصوص اس فتنہ وفساد کے زمانے میں وہاں نماز نہ پڑھیں بلکہ اپنے گھروں میں پڑھیں، کیونکہ آمد و رفت میں ان کی بے پردگی ہوتی ہے، شریر اور بدمعاش اور اوباش لوگ بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ایک صحابی ابو حمید ساعدی تھے، ان کی بی بی نے پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں، فرمایا مجھے تیرا شوق معلوم ہے، لیکن تیرا گھر کے اندر یعنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا دالان میں پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے۔

جہاں تک ممکن ہو عورت کو پردہ داری میں کوشش کرنی چاہئے، بے شک احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مستورات مردوں کے ساتھ نمازِ جماعت میں شریک ہوتی تھیں، جہاد میں بھی مردوں کا ساتھ دیتی تھیں، جمعہ اور عیدین کی نماز میں عورتوں کا شامل ہونا پایا جاتا ہے مگر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک کے مقابلے میں بوجہ بُعد زمانہ اس وقت لوگوں کے دینی خیالات فاسد اور حالات بھی ابتر ہو گئے ہیں، اس لئے بحالتِ موجودہ عورتوں کا پردے کی رعایت کے ساتھ مشغولِ عبادت ہونا ہی بہتر ہے، کیونکہ اب مردوں میں اور نہ عورتوں میں وہ حلاوتِ ایمانی ہے، اور

نہ اطاعتِ رسول اور نہ پاسِ اسلام۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو احکام وقتی ہوتے تھے، صحابۂ کرام فوراً ان کی تعمیل کرتے تھے، اور جو دائمی ہوتے ہمیشہ ان کے پابند رہتے تھے، اور اس کے خلاف کبھی ان سے کوئی حرکت صادر نہیں ہوتی تھی۔

آپ کے زمانے میں عورتیں بھی شریک جماعت ہوتی تھیں، اس حالت میں اقتضائے کمالِ عفت وعصمت یہ تھا کہ ان کے لئے مسجد کا ایک دروازہ مخصوص کر دیا جائے، اس بنا پر آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا:۔

"لَوْ تَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ" کاش ہم یہ دروازہ صرف عورتوں کے لئے چھوڑ دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس شدت کے ساتھ اس کی پابندی کی کہ تادمِ مرگ اس دروازہ سے مسجد میں داخل نہیں ہوئے۔

لیکن آج کل ہم سے اس کی پابندی بھی غیر ممکن اور محال بن گئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں راستوں کی یہ کیفیت تھی کہ:۔

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے میں مرد اور عورتیں مل جل کر چل رہے ہیں، عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "پیچھے رہو، تم وسط راہ سے نہیں گذر سکتیں" اس کے بعد یہ حال ہو گیا کہ عورتیں اس قدر گلی کے کنارے ہو کر چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے اُلجھ جاتے تھے۔

وَالْاَذَانُ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً مَّعْرُوفٌ عه ا مه وَيُزَادُ فِيْ اَذَانِ الصُّبْحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ د قط مه وَاِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ فَلْيَقُلْ كَمَا يَقُوْلُ ع ى وَبَعْدَ الْحَيْعَلَةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ خ م د س

اذان واقامت

ترجمہ: اذان کے انیس کلمے مشہور ہیں۔ سنن اربعہ، احمد، ابن خزیمہ (عن ابی محذورۃؓ)

اور صبح کی اذان میں "نماز نیند سے بہتر ہے" دو مرتبہ زیادہ کیا جائے، ابوداؤد، دارقطنی، ابن خزیمہ (عن انسؓ)

اور جب مؤذن کی اذان سنے تو جو کچھ وہ کہے وہی سننے والا کہے، صحاح ستہ، ابن سنی (عن ابی سعید الخدریؓ) اور "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" نماز کی طرف آؤ۔ بہتری کی طرف آؤ۔ کے بعد "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" طاقت و قوت اللہ ہی کی وجہ سے ہے، کہے۔ بخاری، مسلم (عن معاویہؓ) ابوداؤد، نسائی (عن عمرؓ)

شرح: ہر اذان سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہے، خواہ جنابت کی حالت ہو، اور اگر کئی مؤذن کہیں تو اول ہی کا جواب دینا ضروری ہے، اور اگر سننے والا مسجد میں ہو تو اس پر جواب دینا واجب نہیں، فتاویٰ قاضی خان۔

اور اگر تلاوتِ قرآن کر رہا ہو تو اُس کے بارے میں دو قول ہیں، مختار یہ ہے کہ وہ جواب نہ دے، اور اگر زبان سے جواب دے اور بلا عذر مسجد میں نہ آئے تو جواب ادا نہ ہوگا، بلکہ چاہئے کہ زبان سے جواب دے اور پاؤں سے چل کر حاضر ہو اس وقت جواب پورا ہوگا۔

بعض حضرات نے "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ " (طاقت و قوت اللہ ہی کی عطا کردہ ہے، جو چاہتا ہے ہوتا ہے جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا) —— کہنا بھی بیان کیا ہے۔

مؤذن جب "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" نماز نیند سے بہتر ہے، کہے تو سننے والا اس کے جواب میں کہے —— صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُمَّ نَبِّهْنِيْ مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ تو نے سچ کہا اور ہماری بھلائی کی بات کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ نماز نیند سے بہتر ہے، الٰہی تو مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کردے اور تکبیر میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

جماعت کھڑی ہوگئی، کہتے وقت اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا، خدا نماز کو دائم و قائم رکھے، کہے۔

منزل دوم، شنبہ

اِذَا قَالَ ذٰلِكَ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ م د س مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَلَهٗ ذَنْبُهٗ م ع ه ى مَنْ قَالَ مِثْلَ مَقَالِهٖ يَعْنِي الْمُؤَذِّنَ وَشَهِدَ مِثْلَ شَهَادَتِهٖ فَلَهُ الْجَنَّةُ ص وَكَانَ اِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ وَاَنَا وَاَنَا د حب مس ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَسْاَلُ اللّٰهَ لَهُ الْوَسِيْلَةَ م د ت س ى

ترجمہ: اور جب اس کو اپنے دل سے کہے گا تو جنت میں داخل ہوگا مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن عمرؓ)

جو شخص اذان سنتے وقت یہ کہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور پیغمبر ہیں، میں اللہ کے رب، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر اور اسلام کے دین ہونے کو دل سے پسند کرتا ہوں، تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، مسلم، سنن اربعہ، ابن سنی (عن سعید بن ابی وقاصؓ)

جس شخص نے مؤذن (کے کہنے) کی طرح کہا، اور اس کی گواہی کی طرح گواہی دی تو اس کے لئے جنت ہے، ابویعلی (عن انسؓ)

رسول انور صلے اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کو گواہی دیتے ہوئے سنتے تو فرماتے، میں بھی گواہی دیتا ہوں، میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ ابوداؤد، ابن حبان، حاکم (عن عائشہؓ)

پھر رسول انور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور اللہ سے آپ کے لئے وسیلہ طلب کرے، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن سنی (عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ)

شرح: وسیلہ کے معنی قرب اور نزدیکی کے ہیں، بعض نے مکان شفاعت کے معنی کئے ہیں اور بعض نے کہا ہے بہشت کا ایک مقام ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو، جو جنت کا ایک مکان ہے، اور وہ اللہ کے ایک خاص بندے کے لئے ہے، مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا اس کے لئے میری شفاعت واجب و ضروری ہے۔"

يَقُولُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ
اٰتِ مُحَمَّدَ انِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودَ انِ الَّذِي
وَعَدْتَّهٗ خ عه حب سنٔی اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ سنٔی مَا
مِنْ مُّسْلِمٍ يَّسْمَعُ النِّدَاءَ فَيُكَبِّرُ وَيُكَبِّرُ وَيَقُولُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ
مُحَمَّدَ انِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَاجْعَلْهُ فِي الْاَعْلَيْنَ دَرَجَتَهٗ
وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِينَ ذِكْرَهٗ اِلَّا وَجَبَتْ
لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط مَنْ قَالَ حِيْنَ يُنَادِي الْمُنَادِي
اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّي رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اِسْتَجَابَ اللّٰهُ
دَعْوَتَهٗ اطس ی

ترجمہ: (اذان کا جواب دینے والا) کہے اے اللہ! اس پوری (وکامل) دعا اور قائم نماز کے پروردگار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر، اور ان کو مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے وعدہ کیا ہے، بخاری، سنن اربعہ، ابن حبان، بیہقی فی الکبیر (عن جابر بن عبداللہ الانصاری رض)
"بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا" امام بیہقی نے یہ الفاظ روایت کئے۔
کوئی مسلمان جو اذان اور تکبیر سنکر تکبیر کہے، اور کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر کہے اے اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت دے، اور ان کو اعلےٰ درجہ والوں میں کر، اور ان کی محبت برگزیدہ لوگوں میں اور ان کا ذکر خاص لوگوں میں کر، ایسا نہیں جس کے لئے قیامت کے روز شفاعت واجب نہ ہو، طبرانی (عن ابن مسعود رض)
جو شخص مؤذن کی آواز سنکر کہے، اے اللہ! اس قائم (کھڑی ہونے والی) دعا اور نفع دینے والی

نماز کے پروردگار، محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل کر، اور مجھ سے اس طرح راضی ہو کہ اس کے بعد ناراض نہ ہو، اللہ اس کی دُعا قبول کرے گا۔ احمد، طبرانی فی الاوسط، ابن سنی (عن جابرؓ)

شرح: دعوۃ تامہ سے دعوۃ عامہ مراد ہے، اس لئے کہ تمام نمازیوں کو اذان کے ذریعہ سے نماز کے لئے بلایا جاتا ہے، صلاۃ قائمہ سے مراد ہے وہ نماز جو قائم (کھڑی) ہونے والی ہے، اور جس کے لئے لوگوں کو بلایا گیا ہے۔

مقام محمود کے لفظی معنی تو ہیں مقام پسندیدہ، اور حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مقام محمود جس کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے، وہ مرتبہ شفاعت ہے کہ قیامت کے دن لوگ مضطر ہو کر تمام انبیاء سابقین علیہم السلام سے سفارش کرانی چاہیں گے، اور چونکہ تمام انبیائے آدمی ہی گذرے ہیں، ہر ایک سے کچھ نہ کچھ لغزش بتقاضائے بشریت ہوگئی ہے، انبیائے سابقینؑ اپنی لغزشوں کو یاد کر کے شفاعت کی جرأت نہ کرسکیں گے، آخر یہ مہم ہمارے پیغمبر آخر الزماںؐ سر کریں گے، اور خدا سے ان تمام لوگوں کی شفاعت کی اجازت ہوگی، اور خدا کی رحمت عام اس پیرایہ میں ظاہر ہوگی کہ ہمارے پیغمبرؐ سب کی شفاعت کریں اور خدا کی جناب میں ان کی شفاعت قبول ہو۔

مَنْ نَزَلَ بِہٖ کَرْبٌ اَوْشِدَّۃٌ فَلْیَتَحَیَّنِ الْمُنَادِیَ فَاِذَا کَبَّرَ کَبَّرَ وَاِذَا
تَشَھَّدَ تَشَھَّدَ وَاِذَا قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ
وَاِذَا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ
رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَکَلِمَۃُ
التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ
خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَّ اَمْوَاتًا ثُمَّ یَسْاَلُ اللّٰہَ حَاجَتَہٗ مُسْ ی
وَالدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ لَا یُرَدُّ د تِ س حِ ب
صِ فَادْعُوْا صِ فَاسْاَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
تِ وَالْاِقَامَۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ
عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَ د ق مہ تِ اَوْھِیَ کَالْاَذَانِ
اِلَّا فِی التَّرْجِیْعِ وَزِیَادَۃِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ
اَ عہ مہ

ترجمہ: جو شخص مصیبت یا سختی میں مبتلا ہو اسے چاہئے کہ مؤذن کا منتظر رہے، جب وہ اللہ اکبر کہے تو یہ بھی اللہ اکبر کہے اور جب وہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ کہے تو یہ بھی کہے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ، اور جب وہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہے تو یہ بھی اسی طرح کہے، پھر یہ کہے اے اللہ اس سچی، مقبول، دعوتِ حق اور

پرہیزگاری کی بات کے پروردگار! ہمیں (قول میں اور عمل میں) اس (تقویٰ ہی) پر زندہ رکھ، اور اسی پر موت دے، اور اسی پر (قبر سے) اُٹھا، اور ہمیں زندگی اور موت کی حالت میں اس دُعا کے بہترین لوگوں میں سے کر، پھر اپنی حاجت مانگے، حاکم، ابن سنی (عن ابی امامہؓ)

اور اذان و اقامت کے درمیان دُعا ضرور قبول ہوتی ہے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، ابویعلی، (عن انسؓ)

اس لئے دُعا کرو، ابویعلی (عن انسؓ)

ابویعلی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ "اللہ سے دنیا اور آخرت کے لئے عافیت مانگو" ترمذی میں بجائے "فَادْعُوا اللّٰهَ" کے "فَاسْئَلُوا اللّٰهَ" کے الفاظ ہیں، ترمذی (عن انسؓ)

اور اقامت یہ ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، مَیں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز کے لئے آؤ! بہتری کی طرف آؤ! نماز شروع ہوگئی ہے، نماز شروع ہوگئی ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ترمذی (عن عبداللہ بن زیدؓ)

یا اقامت اذان ہی کی طرح ہے، بجز ترجیع اور دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے سنن اربعہ ابن خزیمہ (عن ابی محذورہؓ)

شرح: یعنی جو کلمات اذان کے ہیں وہی اقامت کے ہیں، لیکن اقامت میں "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ" "اشھد ان محمد رسول اللہ" ایک ایک بار ہے اور "قد قامت الصلوٰۃ" دوبار کہنا زیادہ ہی یہ مذہب امام شافعیؒ کا ہے، چونکہ مصنفؒ شافعی المذہب ہیں اس لئے انھوں نے یہی نقل کر دیا، لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اذان و اقامت کے الفاظ یکساں ہیں اور شہادتین مکرر ہیں۔ صرف اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ دوبار زیادہ کہنا ہے

اذان کی فضیلت اور اس کے احکام

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

المائدہ رکوع ۹

اور مسلمانو! جب تم اذان دے کر (مسلمانوں کو) نماز کے لئے بلاتے ہو، تو یہ (یہود و نصاریٰ اور کفار) نماز کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں اور یہ حرکت بیجا ان سے) اس لئے سرزد ہوتی ہے کہ یہ (ایسے بیوقوف) لوگ ہیں کہ (بالکل) نہیں سمجھتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ الجمعۃ رکوع ۲

مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو یادِ الٰہی (یعنی نماز) کے لئے لپکو اور اس وقت بیچنا (کھوچنا) چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔

نماز کے وقت اذان کہنا سنت ہے، اور سنت بھی مؤکدہ پھر اس کے لئے کوئی خاص شخص مقرر نہیں بلکہ ہر مسلمان اذان دینے کا منصب رکھتا ہے، باوضو ہو چاہے بے وضو ہو، مگر بہتر ہے کہ وضو کر کے اذان دے، جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان دینے اور صف اول میں کس قدر اجر ملتا ہے، اور اس پر کامیاب ہونے کے لئے بجز قرعہ ڈالنے کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑے تو ضرور قرعہ ڈالیں۔ (ابوداؤد)

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ خدا کے بہتر بندے وہ ہیں جو یاد الٰہی کے لئے چاند سورج اور تاروں کی رعایت رکھتے ہیں، یعنی ان کے طلوع و غروب کو دیکھتے رہتے اور اس سے اوقات نماز پہچانتے ہیں، اور چونکہ اذان تمہید نماز ہے، اس لئے موذن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین بندہ ارشاد فرمایا۔

تین طرح کے آدمی قیامت کے روز مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے جن پر اگلی پچھلی امتوں کو رشک ہوگا، ایک وہ جنہوں نے خدا کا حق ادا کیا اور خدا کے حق کے ساتھ اپنے آقا کا حق بھی، اور دوسرے وہ جنہوں نے ایک قوم کی امامت کی اور وہ ان سے خوش رہی، تیسرے وہ جو پنج وقتہ نماز کے لئے اذان کہتے ہیں۔

اذان کی بزرگی اور موذنوں کے فضائل میں جو حدیثیں وارد ہیں تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اذان اسلام کی بڑی علامت ہے، اور موذن لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا اور "اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ" (بھلائی کا راستہ بتانے والا گویا اس کا کرنے والا ہے) کا ثواب حاصل کرتا ہے، مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں اکثر موذن ثواب کے حاصل کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ مسجد کی خدمت از قسم جاروب کشی وغیرہ کے لئے مقرر ہوتے ہیں، اور اس میں اذان کی تذلیل ہے اور بعض لوگوں نے اذان کو ایک مبتذل خدمت سمجھ رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ منصب ان لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے جو کم وجاہت اور جاہل ہوتے ہیں، خود اذان کہنے میں اپنی توہین اور بے وقعتی سمجھتے ہیں ہاں امامت کرنے پر دوڑ پڑتے ہیں، کیونکہ یہ ان کی نظروں میں اذان کی نسبت زیادہ وقیع ہے، حالانکہ موذن کا خدا کے نزدیک بڑا درجہ ہے، وہ لوگوں کو خدا کی یاد کی طرف بلاتا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے۔

حالت سفر میں بھی اذان و تکبیر دونوں کہنی چاہئیں، گو مسافر منفرد ہو، موذن ایسا شخص ہونا مناسب ہے جو خوش لہجہ اور بلند آواز ہو، اذان دینے پر تنخواہ کا طالب نہ ہو، نماز کے اوقات کا اچھی طرح پہچاننے والا ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان اسلام کی بڑی نشانی ہے۔

اذان کے کلمات یہ ہیں:۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول خدا ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول خدا ہیں، نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ، بہتری کی طرف آؤ، بہتری کی طرف آؤ، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد
اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ - نماز نیند سے بہتر ہے، دو دفعہ کہنا چاہئے۔

اذان سننے والے کو مناسب ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سُنکر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ہمیں گناہوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی قوت نہیں مگر خدا کی مدد سے) اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سنکر صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ (تو نے سچ کہا اور ہماری بھلائی کی بات کہی) کہے اور باقی وہی الفاظ کہا جائے جو مؤذن کہتا ہے۔

اذان کے بعد سننے والے یہ دعا پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

اے اللہ! اے پروردگار! اس پوری پکار کے اور قائم ہونے والی نماز کے حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

جو شخص یہ دعا پڑھے گا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی جناب میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرینگے

اذان کے بعد یہ دعا بھی حدیث میں آئی ہے:-

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں خدا کے پروردگار اور محمد کے پیغمبر ہونے اور اسلام کے دین ہونے کو دل سے پسند کرتا ہوں۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسولِ خدا ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول خدا ہیں، نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ، بہتری کی طرف آؤ، بہتری کی طرف آؤ، نماز شروع ہو گئی، نماز شروع ہو گئی، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

تکبیر سنتے وقت بھی وہی الفاظ کہنے چاہئیں جو مکبر کہتا ہے، مگر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کی جگہ "اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا" (خدا نماز کو دائم و قائم رکھے) کہیں۔

اذان اور اقامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اذان میں جہر ہے، کیونکہ اس سے دُور کے لوگوں کو بلانا اور مطلع کرنا مقصود ہوتا ہے، بخلاف اقامت کے کہ اس سے صرف مسجد ہی کے لوگوں کو آگاہ کرنا ہوتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اذان میں وقفے اور سکتے ہوتے ہیں اور اقامت میں نہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں دعا کرنے والے کی دعا رَد نہیں ہوتی، ایک اقامت نماز کے وقت دوسرے جہاد میں صف بندی کے وقت، جب تکبیر کہی جاتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

وَاِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ حب ت قَالَ مُ عہ حب
بَعْدَ التَّكْبِيْرِ مُ ت وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَ
الْاَرْضَ حَنِيْفًا حب مُسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ
صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ
فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ
لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ
عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ
وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ
تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ مُ عہ حب
ط اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ
وَالْبَرَدِ خ مُ د س ق

ترجمہ: اور جب فرض نماز کے لئے کھڑا ہو۔ ابن حبان، ترمذی (عن ابی رافعؓ)
تو تکبیر کے بعد یہ کہے۔ مسلم، سنن اربعہ، ابن حبان، ترمذی (عن علیؓ)
میں نے ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف منہ کیا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، موحد
بن کر، ابن حبان، فرماں بردار ہو کر، اور میں ان میں سے نہیں جو خدا کا شریک بناتے ہیں۔ الانعام رکوع ۹

فرض نماز شروع کرتے وقت کی دعا

میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا، سب اللہ کے لئے ہے، جو تمام دُنیا کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہی حکم مجھ کو ہوا ہے، اور میں سب سے پہلے فرمانبرداری (اسلام کا) اقرار کرتا ہوں۔ الانعام رکوع ۲۰

اے اللہ تو بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا رب ہے، اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا، تو میرے تمام گناہ بخش دے کہ تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں، اور مجھے بہترین اعمال اور بہترین اخلاق کی راہ دکھا، تیرے سوا کوئی بہترین اعمال واخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا، اور مجھے بدترین اعمال اور بدترین اخلاق سے بچالے، تیرے سوا کوئی بدترین اعمال واخلاق سے بچا نہیں سکتا، میں تیرے لئے حاضر ہوں، اور خدمت کو تیار ہوں، اور تمام بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے، اور بُرائی تیری طرف منسوب نہیں، میں تیرے ہی سبب سے موجود ہوں، اور تیری ہی طرف لوٹوں گا، تو ہی برکت والا اور برتر ہے، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، مسلم، سنن اربعہ، ابن حبان، طبرانی (عن علیؓ)

خداوندا! مجھ میں اور میری خطاؤں میں ایسی دُوری کردے، جیسی تو نے مشرق ومغرب میں کی ہے، اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولے سے دھودے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان (عن ابی ہریرۃؓ)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ
غَيْرُكَ د ت ق مس ط مو م اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ
كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا م ت س اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا
كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا م د س فِيْهِ د س اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ
ذُنُوْبِيْ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَنَقِّنِيْ مِنْ خَطِيْئَتِيْ
كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ مِنَ الدَّنَسِ ط وَفِيْ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ د اَللّٰهُ
اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثَلٰثًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ثَلٰثًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ
اَصِيْلًا ثَلٰثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ق سنی مِنْ نَّفْخِهٖ
وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ د ق حب مس مص سنی سُبْحَانَ ذِي
الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ طس

ترجمہ: اے اللہ! ہم تیری پاکیزگی کا اقرار کرتے ہیں اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں، تیرا نام مبارک ہے اور تیری شان بلند ہے، اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، طبرانی (عن عائشہؓ) موقوفاً مسلم (عن عمرؓ)

اللہ بہت بڑا ہے، اور اللہ ہی کے لئے بہت تعریف ہے، اور میں صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں مسلم، ترمذی، نسائی (عن ابن عمرؓ)

اللہ (ہی) کی تعریف ہے، ایسی تعریف جو بہت پاک اور مبارک ہے مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن انسؓ)

اے اللہ! میرے اور میرے گناہ کے درمیان اس طرح دوری کر جس طرح تو نے پورب اور پچھم میں دوری کی ہے، اور مجھے خطا سے اس طرح پاک کر دے جس طرح تو نے کپڑے کو میل کچیل سے پاک وصاف کر دیا۔ طبرانی (عن سمرۃ بن جندبؓ)

اور نفل نماز میں پڑھے۔ ابوداؤد (عن جبیر بن مطعمؓ)

اللہ بہت بڑا ہے، تین بار کہے، اللہ ہی کیلئے بہت تعریف ہے، تین بار، میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتا ہوں، تین بار، میں شیطانِ مردود کے تکبر، جادو اور وسوسے سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، ابو یعلیٰ، ابن سنی (عن جبیر بن مطعمؓ)

میں اُس کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بادشاہت، غلبہ، بڑائی اور بزرگی والا ہے، طبرانی فی الاوسط (عن حذیفہؓ)

وَاِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَلْيَقُلِ
الْمَامُوْمُ اٰمِيْنَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ م د س ق وَاِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ
فَلْيُؤَمِّنِ الْمَامُوْمُ فَمَنْ وَّافَقَ تَامِيْنُهٗ تَامِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ خ م وَلَمَّا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اٰمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ اَ د تِ مص رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ د وَ
كَانَ اِذَا قَالَ اٰمِيْنَ يُسْمِعُ مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ د
ق فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ ق وَقَالَ اٰمِيْنَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ط
وَحِيْنَ قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اٰمِيْنَ ط وَاِذَا
رَكَعَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ م عه حب مس ر ثَلَاثًا
ر وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ د سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِيْ خ م د س ق سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ثَلٰثَ
مَرَّاتٍ ا ط اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ
خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ م د س
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ م د س رَكَعَ لَكَ
سَوَادِيْ وَخَيَالِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ هٰذِهٖ
يَدَايَ وَمَا جَنَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ ر سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَ
الْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ د س

ترجمہ: اور جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ، کہے، تو مقتدی کو چاہئے کہ آمین کہے، تاکہ اللہ تعالٰی اس کی دعا قبول کرے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، (عن ابی موسی الاشعریؓ)

اور جب امام آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہے، کیونکہ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جائے گی، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ بخاری، مسلم (عن ابی ہریرۃؓ)

اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی تو اس کی آواز کھینچی۔ احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابویعلے (عن وائل بن حجرؓ)

اور زور سے کہی۔ ابوداؤد (عن وائل بن حجرؓ)

اور جب آپ آمین کہتے تھے تو جو لوگ پہلی صف میں آپ کے قریب ہوتے تھے، اس کو سن لیتے تھے ابوداؤد، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃؓ)

(اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ) اس آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔

اور (کبھی) آپؐ نے تین بار آمین کہی، طبرانی (عن وائل بن حجرؓ)

اور جب وَلَا الضَّالِّیْنَ پڑھتے تو بعض اوقات رَبِّ اغْفِرْلِیْ آمِیْن فرماتے، طبرانی (عن وائل بن حجرؓ)

اور جب رکوع کرے تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ، پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بڑا ہے، تین بار کہے۔ مسلم، سنن اربعہ (عن حذیفہؓ) ابن حبان، حاکم (عن عقبۃ بن عامرؓ) بزار (عن ابن مسعودؓ)

اور یہ کم سے کم ہے، ابوداؤد (عن ابن مسعودؓ)

(یا یہ پڑھے):-

اے اللہ تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار، اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں، خداوندا مجھے بخش دے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن عائشہؓ)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ تین بار کہے، احمد، طبرانی (عن ابی موسی الاشعریؓ)

(یا یہ پڑھے) اے اللہ! تیرے ہی لئے میں نے رکوع کیا، اور تجھی پر ایمان لایا، اور تیرا ہی فرماں بردار بنا، اور تیرے ہی واسطے میرے کان، آنکھ، گودے، ہڈی اور پٹھے نے عاجزی کی۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، (عن علیؓ)

(یا یہ پڑھے، تو نہایت پاک وصاف ہے، فرشتوں اور رُوح الامین کا پروردگار ہے، مسلم، ابوداؤد، نسائی۔

(یا یہ کہے) میرا ظاہر و باطن تیرے لئے جُھک گیا، اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا، میں اپنے اوپر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، یہ میرے دونوں ہاتھ ہیں، اور جو کچھ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ بزار، (عن ابن مسعودؓ)

(یا یہ پڑھے)، میں اس کی پاکی بیان کرتا ہُوں، جو غلبہ، بادشاہت، بڑائی اور بزرگی والا ہے، ابوداؤد، نسائی (عن عوف بن مالکؓ)

شرح: آمینؒ کہنے میں ائمہؒ کا اختلاف ہے، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ زور سے

آمین اور آمین کے ساتھ کی دعا

رکوع کی دعائیں

کہنے کے قائل ہیں، اور امام اعظم ابوحنیفہؒ آہستہ کہنے کے قائل ہیں۔

یعنی تین بار تسبیح کہنا تعدیل ارکان کا ادنیٰ درجہ ہے، اور تعدیل کہتے ہیں سکون و اطمینان سے ہر رکن کے ادا کرنے کو، اور یوں تو ایک دفعہ کے کہنے سے بھی رکوع ادا ہو جائے گا۔

تین مرتبہ تسبیح کہنا ادنیٰ درجہ ہے، پانچ یا سات بار کہنا افضل ہے، اعلیٰ کی کوئی حد نہیں، بعض نے دس بار کہنا بیان کیا ہے، اور بعض نے قیام کے بقدر، اور مظہر نے کہا ہے کہ سات بار کہنا کمال کا انتہائی درجہ ہے، لیکن یہ سب حالتیں تنہائی میں ہیں۔ امام مقتدیوں کی حالت کی رعایت رکھے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں امام رکوع اور سجدہ کی تسبیحیں پانچ پانچ بار کہے۔

وَاِذَا قَامَ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ مُ عه ط اَللّٰهُمَّ
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ خ مُ تِ س د رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ خ مُ
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ خ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا
فِيْهِ خ د س اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوَاتِ وَمِلْأُ الْاَرْضِ
وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ
الْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى
الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ مُ د تِ ق اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
مِلْأُ السَّمٰوَاتِ وَمِلْأُ الْاَرْضِ مُ وَمِلْأُ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأُ مَا
شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ
وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ
وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ مُ د س اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
مِلْأُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأُ مَا شِئْتَ
بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَاَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا
اَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ط

ترجمہ: اور جب رکوع سے کھڑا ہو تو کہے اللہ نے اس کی سن لی جس نے اُس کی تعریف کی، مسلم، سنن اربعہ (عن حذیفہ بن الیمانؓ) طبرانی، (عن ابن مسعودؓ)

اے اللہ! ہمارے پروردگار! تیرے ہی واسطے تمام تعریف ہے، بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد (عن ابی ہریرہؓ)

(یا اس طرح کہے) اے ہمارے پروردگار! اور تیرے ہی لئے تمام تعریف ہے، بخاری، مسلم (عن ابی ہریرۃؓ)
(یا اس طرح کہے) اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی واسطے تمام تعریف ہے، بخاری (عن ابی ہریرۃؓ)
(یا یوں کہے) اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لئے بہت اور پاک اور مبارک حمد ہے۔ بخاری، ابوداؤد
نسائی (عن رفاعۃ بن رافع الزرقیؓ)

(یا یہ پڑھے) اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے، (ایسی تعریف) جو آسمانوں اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد جسے تو بھرنا چاہے (سب کو بھر دے) اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر، اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ (عن عبداللہ بن اوفیؓ)

اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی واسطے تمام تعریف ہے (ایسی تعریف) جو آسمانوں اور زمین کو بھر دے اور اس چیز کو بھر دے جو ان دونوں کے درمیان ہے، اور اس کے بعد جسے تو بھرنا چاہے سب کو بھر دے، اے تعریف اور بزرگی والے تو ہی اس کا مستحق ہے، جو بندہ کہے، اور ہم سب تیرے بندے ہیں، جو چیز تو عطا کرے اس کا منع کرنے والا کوئی نہیں، اور جو چیز تو منع کرے اس کا دینے والا کوئی نہیں اور تیرے قہر سے دولتمند کو اُس کی دولت کچھ نفع نہیں دیتی، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن ابی سعید الخدریؓ)

اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لئے تعریف ہے، (اور ایسی تعریف) جو آسمانوں اور زمین کو بھر دے، اور اس چیز کو جو ان کے درمیان میں ہے، اور اس کے بعد جسے تو بھرنا چاہے سب کو بھر دے، (تو ہی) تعریف، بڑائی اور بزرگی کا مستحق ہے۔ جو چیز تو عطا کرے اس کا منع کرنے والا کوئی نہیں، اور تیرے قہر سے دولتمند کو اُس کی دولتمندی کبھی فائدہ نہیں دیتی۔ طبرانی (عن ابن مسعودؓ)

وَاِذَا سَجَدَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی مُ عه ر حب مس ثلثًا
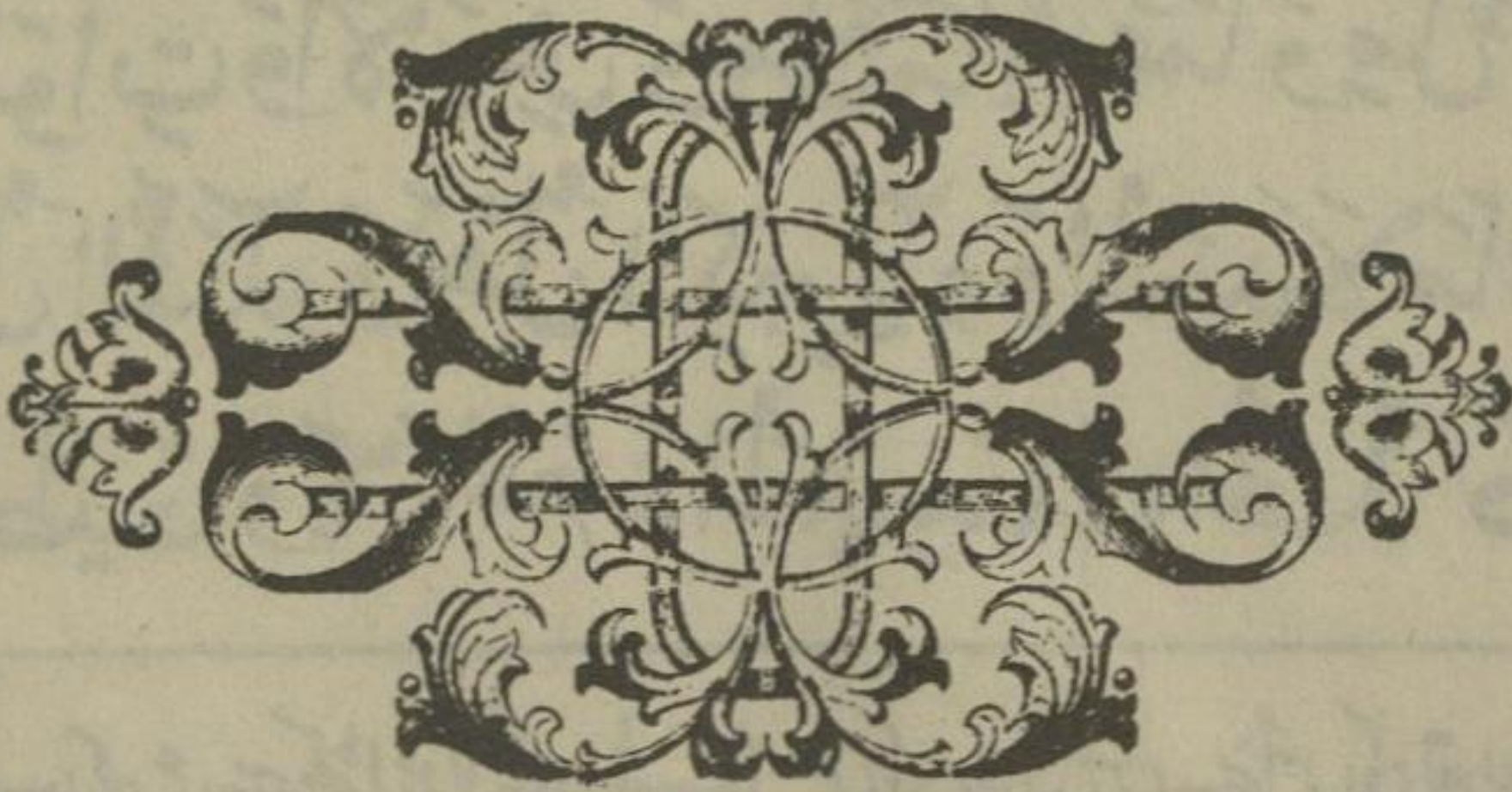
ر وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ د اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ

بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ

كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ مُ عه اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ اٰمَنْتُ

وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ فَاَحْسَنَ صُوَرَهٗ

د س وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

مُ د س خَشَعَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَدَمِیْ وَلَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ حِب

وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ قَدَمِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ س حب

ترجمہ: اور جب سجدہ کرے تو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پاک ہے میرا پروردگار عالی شان۔ مسلم، سنن اربعہ (عن حذیفہؓ) بزار، ابن حبان، حاکم (عن عقبۃ بن عامر الجہنیؓ)

تین بار کہنا بزار کی روایت ہے، (عن ابن مسعودؓ) اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ ابوداؤد (عن ابن مسعودؓ)

اے اللہ! تیرے غصہ سے تیری رضا کی، اور تیرے سزا دینے سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں، اور تجھ سے تیری پناہ لیتا ہوں، میں تیری تعریف نہیں کرسکتا، تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ مسلم، سنن اربعہ (عن عائشہؓ)

خداوندا! میں نے تیرے لئے سجدہ کیا، اور تجھ پر ایمان لایا، اور تیرے آگے گردنِ تسلیم خم کردی، میرے چہرہ نے اس کے لئے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اور صورت بنائی تو اچھی صورت عطا کی۔ ابوداؤد، نسائی (عن علیؓ)

اور اُس کے کان اور آنکھ بنائی (سبحان اللہ) خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو (سب) بنانے والوں میں بہتر (بنانے والا) ہے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن علیؓ)

میرے کان، میری آنکھیں، میرا خون، میرا گوشت پوست، میری ہڈیاں، میرے پٹھے (ابن حبان)، وہ چیز جس کو میرے پاؤں اُٹھائے ہوتے ہیں سب پروردگارِ عالم کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ نسائی، ابن حبان (عن جابرؓ)

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ م د س سُبْحَانَكَ

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ خ م د س ق اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ

كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجُلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ م د

اَللّٰهُمَّ سَجَدَ لَكَ سَوَادِيْ وَخَيَالِيْ وَبِكَ اٰمَنَ فُؤَادِيْ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ

عَلَيَّ وَهٰذَا مَا جَنَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ اغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ

لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ الْعَظِيْمَةَ اِلَّا الرَّبُّ الْعَظِيْمُ مس سُبْحَانَ

ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ

الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ

مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ مس رَبِّ اَعْطِ

نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ

مَوْلٰهَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ مص اَللّٰهُمَّ

اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ

نُوْرًا وَّاجْعَلْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ

تَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا مص

ترجمہ: (اے اللہ) تو نہایت پاک اور مبارک ہے، اور فرشتوں اور روح الامین (جبرئیل) کا پروردگار ہے مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن عائشہؓ)

اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہم تیری پاکیزگی کا اقرار کرتے ہیں، اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن عائشہؓ)

اے اللہ! میرے تمام گناہ چھوٹے اور بڑے، اگلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ (سب) بخش دے۔ مسلم، ابوداؤد (عن ابی ہریرہؓ)

اے اللہ! میرے ظاہر و باطن نے تیرے لئے سجدہ کیا، اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا، میں اپنے اوپر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور یہ کہ جو کچھ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اے بڑی (رحمت کرنے والے!) اے بڑی (مغفرت کرنے والے!) میری مغفرت کر، کیونکہ بڑے گناہوں کو پروردگار عظیم ہی بخشتا ہے! حاکم (عن ابن مسعودؓ)

پاک ہے ملک اور بادشاہت والا، پاک ہے عزت اور غلبہ والا، پاک ہے (وہ) زندہ جو مرتا نہیں، میں تیری بخشش کی تیرے عذاب سے اور تیری رضا کی تیری ناراضگی سے، اور تیری تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، تیری ذات بزرگ (و برتر) ہے، حاکم (عن عمرؓ)

اے پروردگار! میرے نفس کو پرہیزگاری عطا کر، اور اس کو پاک کردے۔ تو ہی اس کا سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز و مالک ہے، اے اللہ! مجھے بخش دے، جو کچھ میں نے پوشیدہ کیا، اور جو کچھ علانیہ کیا، ابن ابی شیبہ (عن عائشہؓ)

اے اللہ! میرے دل میں نور کردے، اور میری شنوائی میں نور کردے، اور میری بینائی میں نور کردے، اور میرے آگے نور کردے، اور میرے پیچھے نور کردے، اور میرے نیچے نور کردے، اور مجھے نور عظیم دے، ابن ابی شیبہ (عن ابن عباسؓ)

شرح: تقویٰ، پرہیزگاری، حرام چیزوں سے بچنا، حرص و ہوا سے احتراز کرنا ہے، اور نفس کی پاکی دل کی صفائی کا سبب ہوتی ہے، جس وقت نفس خواہشات اور ریا کی آمیزش سے صاف ہو جاتا ہے تو دل فوراً ملساً اللہ کی آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے:-

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○ (الشمس رکوع ۱)

جس نے اپنی روح کو (شرک اور اخلاقِ بد کی گندگی سے) پاک کیا (وہ) ضرور (اپنی) مراد کو پہنچا، اور جس نے اس کو دبا دیا (وہ) ضرور گھاٹے میں رہا

دبا دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کے عیوب کی اصلاح تو کی نہیں بلکہ اس کی گندگی پر خاک ڈال دی، تاکہ اس کی فضیحت ظاہر نہ ہو۔

وَفِی سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ س د ت مس مرارًا د فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ مس اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ عِنْدَكَ بِهَا اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّیْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ ت ق حب مس ما وَضَعَ رَجُلٌ جَبْهَتَهٗ لِلّٰهِ سَاجِدًا فَقَالَ یَا رَبِّ اغْفِرْلِیْ ثَلٰثًا اِلَّا رَفَعَ رَأْسَهٗ وَقَدْ غُفِرَلَهٗ مو مص

ترجمہ: اور (تلاوتِ) قرآن کے سجدہ میں کہے، میرے چہرہ نے اس کے لئے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اور اس کی صورت بنائی، اور اسے اپنی طاقت وقوت سے شنوائی و بینائی بخشی۔ نسائی، ابوداود، ترمذی، حاکم، (عن عائشہؓ)

ابوداود نے چند بار کہنا اور زیادہ روایت کیا ہے، (عن عائشہؓ)

حاکم کی روایت میں اس کا اضافہ ہے۔ "فَتَبَارَكَ اللّٰهُ الخ" خدا بڑا ہی بابرکت ہے، جو سب بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے (عن عائشہؓ)

اے اللہ! اس سجدہ سے میرے لئے اپنے پاس ثواب لکھ دے، اور (اس کے سبب سے) مجھ سے گناہوں کا بوجھ دُور کر دے، اور اس کو اپنے پاس میرے لئے ذخیرہ بنا دے، اور اس کو مجھ سے قبول کرلے، جس طرح اس کو تو نے اپنے بندے داود سے قبول کیا تھا، ترمذی، ابن ماجہ۔ ابن حبان حاکم (عن ابن عباسؓ)

کسی شخص نے اپنی پیشانی اللہ کے لئے سجدہ میں رکھ کر یہ نہ کہا۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما، تین بار، مگر سر اٹھاتے ہی اُس کی مغفرت ہوگئی، موقوفًا۔ ابن ابی شیبہ (عن ابی سعید الخدریؓ)

شرح: یعنی جو شخص اللہ کے لئے اپنی پیشانی سجدہ میں رکھ کر تین بار یہ کہتا ہے "اے اللہ میری مغفرت فرما" تو وہ سجدہ سے سر اس حال میں اٹھاتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے

سجدۂ تلاوت میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پاک ہے میرا پروردگار عالی شان، پڑھنا بھی کافی ہے، لیکن جو دعائیں رسول انور صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، ان کا پڑھنا بہتر وافضل ہے۔

قرآن مجید میں پندرہ آیتیں ایسی ہیں کہ انھیں پڑھ کر یا سنکر سجدہ کرنا واجب ہے۔
سجدۂ تلاوت کی تعداد اور تعیینِ آیت میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت امام اعظمؒ اور امام صاحب کے شاگرد حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک چودہ آیتیں پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ کرنا واجب ہے

ایک سورۂ اعراف میں، رکوع ۲۴
اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ۝ پر
جو (فرشتے) تمہارے پروردگار کے مقرب ہیں (وہ تک بھی) اُس کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے اور اُسی کی تسبیح (وتقدیس) اور اسی کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں۔

دوسرے سورۂ رعد میں، رکوع ۲
وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پر
اور جس قدر مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے چار و ناچار (سب) اللہ ہی کے آگے سربسجود ہیں اور (اسی طرح) صبح وشام اُن کے سائے۔

تیسرے سورۂ نحل میں۔ رکوع ۷
یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝ پر
اپنے پروردگار سے جو (بالائے عرش بریں) اُن کے اُوپر ہے (ہمہ وقت) ڈرتے رہتے ہیں اور (اُس کی جناب سے) جو حکم اُن کو دیا جاتا ہے اُس کی تعمیل کرتے ہیں۔

چوتھے سورۂ بنی اسرائیل میں، رکوع ۱۲
وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا۝ پر
اور ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں (سجدے میں) روتے (جاتے ہیں) اور قرآن کی وجہ سے اُن کی عاجزی (اور) زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

پانچویں سورۂ مریم میں۔ رکوع ۵
اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا۝ پر
جب (جب خدائے) رحمٰن کی آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں سجدے میں گر پڑتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

چھٹے سورۂ حج میں، رکوع ۲
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ
(اے مخاطب) کیا تو نے (اس بات پر) نظر نہیں کی کہ جو (مخلوق) آسمانوں میں ہے اور جو (مخلوق) زمین میں ہے اور سورج اور چاند ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے (سب ہی تو) خدا کے آگے سرنگوں ہیں اور بہت سے آدمی (بھی) اور (آدمیوں میں) بہت سے (ایسے بھی) جن پر (نافرمانی کی وجہ سے) عذاب (کا آنا) لازماً ہو چکا ہے۔
وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّکْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ۝ پر
اور جس کو خدا ذلیل کرے تو (پھر) کوئی اس کو عزت دینے والا نہیں خدا ہی جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

ساتویں سورۂ فرقان میں، رکوع ۵
وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا
اور جب کافروں سے کہا جاتا ہے کہ (خدائے) رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے؟ کیا جس کے آگے تم ہمیں (سجدہ کرنے کو) کہو

وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩ پر

اسی کو سجدہ کرنے لگیں اور (رحمٰن کا نام سنکر) اُن کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے

آٹھویں سورۂ نمل میں، رکوع ۲

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۙ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ پر

میں نے ملکہ اور اس کے لوگوں کو دیکھا کہ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انھیں عمدہ کر دکھایا ہے اور اُن کو راہ (راست) سے روک دیا ہے، تو ان کو (اتنی بات بھی) نہیں سوجھ پڑتی کہ خدا ہی کے آگے (کیوں) نہ سجدہ کریں جو آسمان و زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو کام تم لوگ چھپا کر کرو اور جو علانیہ کرو سب سے واقف ہے۔

اللہ (وہ ذاتِ پاک ہے کہ) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور وہی) عرشِ بریں (کے تخت) کا مالک ہے۔

نویں سورۂ (الٓمٓ) سجدہ میں، رکوع ۲

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ پر

ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو وہ (آیتیں) یاد دلائی جاتی ہیں سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی حمد (وثنا) کے ساتھ تسبیح (و تقدیس) کرنے لگتے ہیں، اور وہ (کسی طرح کا) تکبر نہیں کرتے۔

دسویں سورۂ ص میں، رکوع ۲

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ پر

اور (اب) داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے ان کو صرف جانچا ہے، تو انھوں نے اپنے پروردگار کے آگے (توبہ و) استغفار کی اور سجدے میں گر پڑے، اور (خدا کی طرف) رجوع ہوئے۔

گیارہویں سورۂ حٰمٓ سجدہ میں، رکوع ۵

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۝ پر

اور (جہاں اور بہت سی نشانیاں ہیں) خدا کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند بھی ہیں (تو لوگو!) نہ (تو) سورج کو سجدہ کرنا اور نہ چاند کو اور اگر تم کو خدا کی عبادت کرنی ہے تو اللہ ہی کو سجدہ کرنا جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے، پس (اے پیغمبر) اگر (یہ لوگ اس پر بھی) غرور کریں تو (خدا کے ہاں عبادت کرنے والوں کی کمی نہیں) جو (فرشتے) تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں ہیں وہ رات دن اسی کی تسبیح (و تقدیس) میں لگے رہتے ہیں اور وہ (کبھی بھی) نہیں اُکتاتے۔

بارہویں سورہ النجم میں، رکوع ۳

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ پر — تو خدا کے آگے سجدے کرو اور (اُسی کی) عبادت کرو۔

تیرہویں سورۃ الانشقاق میں، رکوع ۱

وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ پر — اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جائے تو (خدا کے آگے) سجدہ نہیں کرتے۔

چودہویں سورۃ علق میں، رکوع ۱

كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ پر — سنو جی! (ہرگز) اس کا کہا نہ مانو اور (بے تامل خدا کی جناب میں) سجدے کرو (یعنی نماز پڑھو) اور قرب (خدا) حاصل کرو۔

حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بھی چودہ ہی سجدے ہیں، لیکن "سورۃ ص" کا سجدہ ان کے نزدیک واجب نہیں ہے بلکہ سورۃ حج کے دو سجدے ہیں، ایک کی آیت تو نمبر میں مذکور ہو چکی دوسری یہ ہے۔ رکوع ۱۰

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ پر — اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک صرف گیارہ سجدے ہیں سورۃ "النجم" سورۃ "انشقاق" اور سورہ "علق" میں ان کے نزدیک سجدہ نہیں ہے۔

حضرات محدثین کے نزدیک پندرہ آیتوں پر سجدہ کرنا مسنون ہے۔

جب ان آیتوں میں سے کوئی آیت پڑھے یا سنے تکبیر کہہ کر سجدہ کرے، حالتِ سواری میں اگر سجدے کی آیت پڑھے یا سنے تو زین پر دونوں ہاتھ رکھ کر سجدہ کرے اور پیدل ہو تو زمین پر۔

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شب کو آیۃ سجدہ پڑھتے تو سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ — یعنی میرا منہ اس کے لئے جھک گیا جس نے اُسے بنایا اور اپنی قوت وقدرت کے ساتھ اس کے کان اور آنکھیں پیدا کیں۔

وَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي د ت ق مس سنی وَاجْبُرْنِي ت سنی وَارْفَعْنِي مس ق سنی وَيَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ ر مس مو مص وَفِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ إِنْ نَزَلَ نَازِلَةٌ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ أ د

ترجمہ: اور جب دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے تو کہے اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر، اور مجھے چین دے، اور مجھے ہدایت دے، اور مجھے رزق دے۔ ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، البیہقی فی السنن الکبیر (عن ابن عباسؓ)

اور میری بگڑی بنادے۔ ترمذی (عن ابن عباس)

اور مجھے بلند فرما۔ حاکم، ابن ماجہ، البیہقی فی السنن الکبیر (عن ابن عباسؓ)

اور فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھے، بزار، حاکم (عن انسؓ)۔ ابن ابی شیبہ (موقوفا عن عمرؓ)

اور اگر کوئی مصیبت نازل ہو تو باقی (پانچوں) نمازوں میں بھی (پڑھے) جب (امام فرضوں کی) اخیر رکعت میں "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ"، خدا نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی، کہے تو اس کے مقتدی آمین کہیں، احمد، ابوداؤد (عن ابن عباسؓ)

شرح: امام شافعیؒ کے نزدیک ہمیشہ صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے، ہاں اگر ضرورت ہو تو صرف صبح ہی کی نماز میں نہیں پانچوں وقت کی نماز میں احناف کے نزدیک بھی قنوت (نازلہ) کا پڑھنا جائز اور درست ہے۔

رکوع کے بعد دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا شوافعؒ کا مذہب ہے۔ مگر احناف کے نزدیک دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھے، امام اعظمؒ کے نزدیک ہاتھ باندھ کر قنوت پڑھنا بہتر ہے، امام ابویوسفؒ کے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر پڑھے اور امام محمدؒ کے نزدیک دعا مانگنے کی طرح ہاتھ اٹھا کر پڑھے۔

امام جب دعائے قنوت پڑھے تو مقتدی امام شافعیؒ کے نزدیک زور سے اور احناف کے نزدیک آہستہ سے آمین کہتے رہیں۔

جلسہ استراحت کی دعائیں۔ قنوت فجر۔ مصیبت کے وقت ہر فرض نماز میں قنوت نازلہ کا پڑھنا۔

وَإِذَا جَلَسَ لِلتَّشَهُّدِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ع سنى اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ م عه حب اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ س وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ م وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ م د س ق اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ د بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ س ق مس اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
مو مس طا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ
اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا
وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى
عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ طٰ طس

التحیات اور تشہد

ترجمہ: اور جب تشہد[1] کے لئے بیٹھے (تو کہے) زبانی، مالی اور بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، سلام آپ پر اے (خدا کے) نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں[2] پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، صحاح ستہ (عن ابن مسعودؓ) البیہقی فی السنن الکبیر (عن عائشہؓ)

زبانی[3] مبارک عبادتیں اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سلام تم پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، مسلم، سنن اربعہ، ابن حبان (عن ابن عباسؓ)

تمام قولی اور فعلی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، سلام تم پر اے خدا کے نبیؐ اور اس کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں محمد اُس کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ (اس روایت میں امام نسائی نے "لَا شَرِيْكَ لَهٗ" اور امام مسلم نے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" زیادہ روایت کیا ہے) مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی موسی الاشعریؓ)

تمام قولی اور فعلی عبادتیں اور ملک اللہ ہی کے لئے ہے، ابوداود (عن سمرۃؓ)

(میں)، اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ (شروع کرتا ہوں) تمام قولی اور فعلی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام تم پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمدؐ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن جابرؓ)

قولیؐ عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، نیک اعمال اللہ ہی کے لئے ہیں، مالی اور بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، سلام تم پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں، حاکم، موطا، موقوفاً (عن ابن عمرؓ)

(میں شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے اور (لفظ) اللہ سے جو تمام ناموں سے بہتر ہے، زبانی اور بدنی اور مالی (سب) عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی (ذات وصفات) میں یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اس کے پیغمبر (جن کو) اس نے دینِ حق دے کر (مسلمانوں کو نجات کی) خوشخبری دینے والا اور (کافروں کو عذاب آخرت سے) ڈرانے والا (بناکر) بھیجا ہے، اور (اس کی کہ) قیامت ضرور آنے والی ہے، اس میں کسی طرح کا شک نہیں، سلام آپ پر اے (خدا کے) نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اس کی اور سلام ہم پر اور جتنے خدا کے نیک بندے ہیں سب پر، اے اللہ! مجھے بخش دے اور میری رہنمائی فرما، طبرانی فی الاوسط (عن ابن الزبیرؓ)

شرح : یہ تشہد[1] ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حنفی حضرات یہی تشہد پڑھتے، اور اس کو تشہد ابن مسعود کہتے ہیں، صالح[2] وہ بندہ ہے جو بندگی کا ایسا حق ادا کرے جیسا اسے حکم دیا گیا ہے، اور اسی پر قائم رہے، اور کسی قسم کا خلل اور فساد اس کے ظاہر و باطن میں راہ نہ پائے۔

حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ صلاح اس حالت کو کہتے ہیں جس میں اپنے ارادے کا زوال اور فنا ہو اور حق کی مراد بر قائم ہو۔

"أَشْهَدُ[3] أَنْ لَّا إِلٰهَ" کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھانی مسنون ہے اور یہی احناف کا صحیح مذہب ہے۔

اکثر[4] شافعی حضرات اس تشہد کو پڑھتے ہیں، اور اس کو تشہد ابن عباس کہتے ہیں۔

یہ تشہد[5] امام مالک کا مختار ہے۔

وَكَيْفِيَّةُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ
عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ع اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ خ م س

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (اس طرح) درود وسلام (الصلوٰۃ) بھیجے، (کہ) اے اللہ! محمدؐ پر اور محمدؐ کی آلؐ پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر رحمت نازل فرمائی، بیشک تو ہی تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے، اے اللہ! محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو ہی تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے، صحاح ستہ، (عن کعب بن عجرةؓ)

خداوندا! محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر رحمت بھیج جیسی تو نے ابراہیمؑ اور اولاد ابراہیمؑ پر رحمت بھیجی، بیشک تو بہت تعریف کیا گیا ہے بزرگی والا، خداوندا! محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر برکت بھیج جیسی تو نے ابراہیمؑ پر برکت بھیجی، بے شک تو بہت تعریف کیا گیا ہے بزرگی والا، بخاری، مسلم، نسائی (عن کعب بن عجرةؓ)

شرح: صلوٰة کے معنی دعا، استغفار اور رحمت کے ہیں۔

صلوٰة کی نسبت جب اللہ کی طرف ہو تو اس کے معنی رحمت نازل فرمانے کے ہوں گے، مثلاً "صَلٰوةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" اس پر اللہ کی رحمت ہو۔

اور اگر صلوٰة کی نسبت بندہ کی طرف ہو تو اس کے معنی درود بھیجنے کے ہوں گے، مثلاً "صَلُّوْا عَلَيْهِ" ان پر درود بھیجو۔

آلؐ کے معنی اولاد، کنبہ، قبیلہ، پیرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا طریقہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ خ س اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ م وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ م وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ خ م د س ق حب اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ م اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ خ س ق

ترجمہ: الٰہی! حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت بھیجی، بیشک تو تعریف کیا گیا ہے، بزرگ ہے الٰہی! حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آل کو برکت دے جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو برکت دی، بیشک تو تعریف کیا گیا ہے، بزرگ ہے۔ بخاری، نسائی (عن کعب بن عجرۃؓ)

الٰہی! حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیویوں اور اولاد پر رحمت بھیج، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت بھیجی اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیویوں اور اولاد کو برکت دے جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد کو برکت دی۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان (عن ابی حمید الساعدیؓ)، بیشک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے مسلم (عن ابی حمید الساعدیؓ)

الٰہی! حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر رحمت بھیج جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت بھیجی، اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آل کو برکت دے جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو برکت دی۔ بخاری، نسائی ابن ماجہ (عن ابی سعید الخدریؓ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ خ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ م د ت س اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ د س کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ س اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ر

ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمدؐ پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی، اور حضرت محمدؐ اور آپؐ کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آپ کی آل پر برکت نازل فرمائی، بخاری (عن ابی سعید الخدریؓ)

اے اللہ! حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ کی آل پر رحمت بھیجی، اور حضرت محمدؐ کو اور حضرت محمدؐ کی آل کو برکت دے جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ کی آل کو تمام عالم میں برکت دی، بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن ابن مسعود الانصاریؓ)

خداوندا! حضرت محمدؐ نبی اُمّی پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج، ابوداؤد، نسائی (عن ابن مسعود الانصاریؓ) جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمت بھیجی اور حضرت محمدؐ نبی اُمّی کو برکت دے جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ کو برکت دی، بیشک تو تعریف و بزرگی والا ہے، نسائی (عن ابن مسعود الانصاریؓ)

الٰہی! حضرت محمدؐ پر رحمت بھیج اور حضرت محمدؐ کو برکت دے، جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر رحمت بھیجی اور برکت دی، بیشک تو تعریف کیا گیا ہے، بزرگ ہے، بزار (عن ابی ہریرۃؓ)

أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ
فَكَيْفَ نُصَلِّىْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِىْ صَلَاتِنَا صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْكَ قَالَ فَصَمَتَ حَتّٰى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ مس ثُمَّ
قَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِىِّ الْأُمِّىِّ
وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِىِّ الْأُمِّىِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ حب مس
اَمَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفٰى إِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا أَهْلَ
الْبَيْتِ فَلْيَقُلِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِىِّ الْأُمِّىِّ وَأَزْوَاجِهٖ
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ د

ترجمہ: ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا (اور ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے) پھر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا، لیکن جب ہم اپنی نماز میں آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح بھیجیں، اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے یہ پسند کیا کہ یہ شخص آپ سے سوال نہ کرتا (تو اچھا ہوتا) پھر آپ نے فرمایا، جب تم مجھ پر درود بھیجو تو یہ کہو:-

" اے اللہ حضرت محمدؐ نبی اُمّی پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمت بھیجی، اور حضرت محمدؐ نبی اُمّی کو اور حضرت محمدؐ کی آل کو برکت دے، جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ کو اور حضرت ابراہیمؑ کی آل کو برکت دی، بیشک تو ہی تعریف

کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے، ابن حبان، حاکم (عن ابن مسعود الانصاریؓ)

جو شخص یہ بات پسند کرے کہ جب ہم اہلِ بیتِ (نبوّت پر) درود بھیجے تو ثواب کو پورے پیمانے سے ناپ لے، اسے یہ کہنا چاہئے:۔

"خداوندا! حضرت محمدؐ پر جو نبی ہیں اور آپؐ کی بیویوں پر جو مؤمنوں کی مائیں ہیں، اور آپؐ کی اولاد اور اہلِ بیت پر رحمت بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر رحمت بھیجی، بیشک تو تعریف و بزرگی والا ہے"۔ ابوداؤد (عن ابی ہریرةؓ)

مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ رَطَ طس ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ مَا اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْ خ وَلْيَسْتَعِذْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ م عه حب اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ خ م د س اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ م د تِ س اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ خ م تِ س ق

ترجمہ: جو شخص رسول انور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور کہے اے اللہ ان کو قیامت کے روز اپنے پاس خاص مقام میں اُتار، تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی، بزار، طبرانی فی الاوسط والکبیر (عن رویفع بن ثابتؓ)

پھر جو دُعا اسے پسند ہو وہ مانگے، بخاری (عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

اور (اس طرح) پناہ مانگے، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، دوزخ کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور زندگی اور موت کی آزمائش (فتنہ) سے اور کانے دجال کے فتنہ کی برائی سے، مسلم، سنن اربعہ، ابن حبان (عن ابی ہریرۃؓ)

الٰہی! میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں، خداوندا میں گناہ اور قرض سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن عائشہؓ)

اے اللہ! مجھے بخش دے، جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو کچھ بعد میں کیا، اور جو کچھ میں نے پوشیدہ کیا اور جو کچھ علانیہ کیا، اور جو کچھ میں نے فضول خرچی کی اور جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو پیچھے رکھنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، (عن علیؓ)

الٰہی! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے، اور تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، تو تو اپنی (خاص) بخشش سے مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، بیشک تو ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی بکر الصدیقؓ)

شرح: فتنہ کے معنی آزمائش کے ہیں، زندگی کا فتنہ، راہ حق سے پھر جانا۔ صبر کا نہ ہونا، راضی برضا نہ رہنا، اور دنیا کی بلاؤں، اور آفتوں میں گرفتار ہو جانا ہے، اور سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ خاتمہ بخیر نہ ہو، موت کا فتنہ جانکنی کے وقت شیطان کا وسوسہ ڈالنا، اس کی سختی، قبر کا عذاب، منکر نکیر کا سوال ہے۔

مسیح کے معنی مٹے ہوئے کے ہیں، یعنی اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی۔

دجال، مکار، دَجلٌ کا مبالغہ ہے، جس کے معنی خلط کرنا اور فریب دینا ہے۔

(ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خدمت رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھلائیے کہ میں اسے اپنی نماز میں پڑھا کروں، تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی، مشکوٰۃ

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم کی بعض روایتوں میں لفظ "کَبِیْرًا" بار موحدہ کے ساتھ بھی آیا ہے تو بہتر یہ ہے کہ دعا کرنے والا دونوں لفظوں کو جمع کرے، اور کہے:-

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَبِیْرًا کَثِیْرًا" یعنی میں نے اپنی جان پر بہت ہی بڑے مظالم کئے ہیں۔

اور علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی "کَبِیْرًا" بار موحدہ کے ساتھ اور کبھی "کَثِیْرًا" ثار مثلثہ کے ساتھ کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ یَا اَللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ
یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّكَ اَنْتَ
الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ د س مس اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا
مس اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ
اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ م ولیقل اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَسْأَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ بِهٖ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ وَاَعُوْذُبِكَ
مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً
وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا
عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ مو
مص سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ یَّقُوْلَ الرَّجُلُ اِذَا جَلَسَ فِیْ
صَلَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا
عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ
مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ
فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ر

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں، اے اللہ! تنہا، بے نیاز، جس کی نہ کوئی اولاد ہے، نہ ماں باپ اور نہ کوئی ہمسر ہے، کہ تو میرے گناہ بخش دے، بیشک تو بڑا بخشنے اور رحم کرنے والا ہے، ابوداؤد، نسائی، حاکم (عن محجن بن الادرع الاسلمیؓ)

خداوندا! تو مجھ سے آسانی سے حساب لینا، حاکم (عائشہؓ)

الٰہی! مَیں دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور کانے دجّال کے فتنہ سے تیری پناہ لیتا ہوں، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مسلم (عن ابن عباس)

اور یہ کہنا چاہیئے الٰہی! مَیں تجھ سے ہر قسم کی بہتری چاہتا ہوں، جو کچھ میں جانتا ہوں اور جو کچھ مَیں نہیں جانتا، الٰہی! مَیں تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں، جو تجھ سے تیرے نیک بندوں نے مانگی ہے، اور اس بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں، جس سے تیرے نیک بندوں نے پناہ مانگی ہے، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے، اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا، اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ پر ایمان لائے ہیں، تو ہمارے گناہ معاف فرما، اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا، اے ہمارے پروردگار! جیسے (جیسے نعمتوں کے) وعدے اپنے رسولوں کی معرفت تو نے ہم سے فرمائے ہیں ہم کو نصیب کر، اور قیامت کے دن ہم کو رُسوا نہ کیجیو، تو (کبھی) وعدہ خلافی تو کیا ہی نہیں کرتا۔

سیدالاستغفار یہ ہے کہ جب آدمی نماز میں بیٹھے تو یہ پڑھے، اے اللہ! تو ہی میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، اور مَیں تیرا بندہ ہوں، اور بقدر استطاعت تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، جو کچھ مَیں نے کیا ہے اس کی بُرائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور جو تو نے مجھ پر انعام کیا ہے اس کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا معترف ہوں پس تو میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔ بزار (عن بریدہؓ)
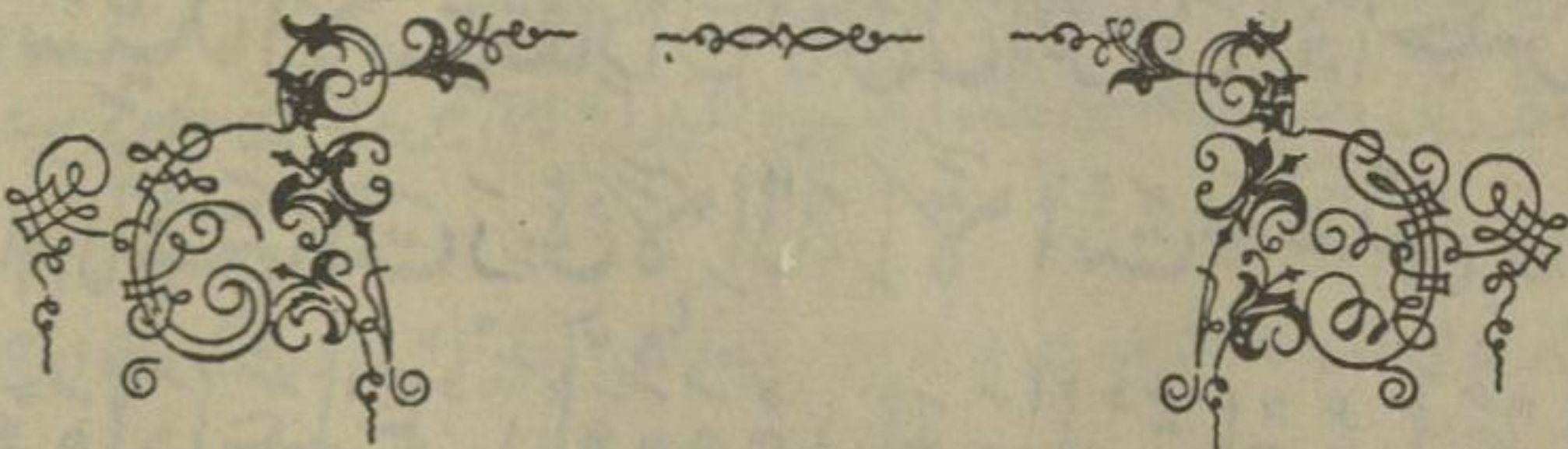
وَإِذَا سَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ
لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ
الْجَدُّ خ م د س ر ط ی أَوْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
خ س أَوْ مَرَّةً وَبَعْدَهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا
اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ
الْحَسَنُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ
م د س مص

ترجمہ: اور جب سلام پھیرے تو کہے، خدا کے سوا کوئی قابلِ پرستش نہیں، وہ تنہا اور اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، وہی جِلاتا اور مارتا ہے، اسی کے قبضہ میں بھلائی اور خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، خداوندا! جو چیز تو عطا کرے اس کا منع کرنے والا کوئی نہیں، اور جو چیز تو نہ دے اس کا کوئی دینے والا نہیں، اور تیرے قہر سے دولتمند کو اس کی دولت کبھی نفع نہیں دیتی۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، بزار، طبرانی، ابن سنی (عن المغیرۃ بن شعبہؓ)

یا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا و تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے سلطنت اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، تین بار کہے، بخاری، نسائی، (عن المغیرۃؓ)

یا ایک مرتبہ پڑھے، اور اس کے بعد یہ پڑھے، طاقت اور قوت اللہ ہی کی مدد سے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور ہم اسی ہی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لئے نعمت ہے، اسی کے لئے فضل ہے، اور اسی کے لئے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم تو خالص اسی کے قانون کو ماننے والے ہیں، اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن عبداللہ بن الزبیرؓ)

أَسْتَغْفِرُ اللهَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ

تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ م ع ه ط ى سُبْحَانَ اللهِ وَ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ اَكْبَرُ لِيَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ مَرَّةً

خ مس اِحْدٰى عَشْرَةَ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ

فَذٰلِكَ كُلُّهٗ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ م اَوْعَشْرًا عَشْرًا عَشْرًا خ مَنْ

سَبَّحَ اللهَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَ اللهَ ثَلٰثًا

وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ اللهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ ثُمَّ قَالَ تَمَامُ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ

اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

م د س

ترجمہ: تین بار "اَسْتَغْفِرُ اللهَ" میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، (پڑھے اور کہے) الٰہی! تو ہی سلامتی والا ہے، اور تیری ہی طرف سے سلامتی آئے ہے، تو بڑا بابرکت ہے، اے بزرگی و بخشش والے، مسلم، (عن ثوبانؓ وعائشہؓ) سنن اربعہ (عن ثوبانؓ) طبرانی (عن ابن عمرؓ) ابن سنی (عن ثوبان وعائشہؓ)

اور "سُبْحَانَ اللهِ" پاک ہے اللہ، "وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، "وَاللهُ اَكْبَرُ" اور اللہ بہت بڑا ہے، (پڑھے کہ) ان میں سے ہر ایک تینتیس ۳۳ مرتبہ ہو جائے، بخاری، مسلم، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ)

(یا) گیارہ ۱۱ بار "سُبْحَانَ اللهِ" گیارہ ۱۱ بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" گیارہ ۱۱ بار "اَللهُ اَكْبَرُ" (پڑھے) تو یہ سب تینتیس ۳۳ بار ہوئے۔ مسلم (عن ابی ہریرۃؓ)

یا دس ۱۰ بار "سُبْحَانَ اللهِ" دس ۱۰ بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" دس ۱۰ بار "اَللهُ اَكْبَرُ" پڑھے بخاری (عن ابی ہریرۃؓ)

جو شخص ہر فرض نماز کے بعد تینتیس بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ" اور تینتیس بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور تینتیس بار "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہے پھر سو مرتبہ پورا ہونے کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (خدا کے سوا کوئی قابلِ پرستش نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور وہی مستحقِ تعریف ہے، اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے) پڑھے، تو اس کی خطائیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں بخش دی جائیں گی مسلم، ابوداؤد نسائی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: علامہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مِنْکَ السَّلَامُ کے بعد اِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ اور تَبَارَکْتَ کے بعد رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ کی کچھ اصل نہیں

مُعَقِّبَاتٌ لَّا یَخِیْبُ قَآئِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَّ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّ اَرْبَعٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَكْبِيْرَةً م ت س مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ مِّائَةً وَّ كَبَّرَ مِائَةً وَّ هَلَّلَ مِائَةً وَّ حَمِدَ مِائَةً غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ س اَوْ مِنْ كُلٍّ خَمْسًا وَّ عِشْرِيْنَ س حب مس اَوْ مِنْ كُلٍّ مِّنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَالتَّكْبِيْرِ اَرْبَعًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَشْرَ مَرَّاتٍ س اَوْ كَذٰلِكَ وَالتَّكْبِيْرُ ثَلَاثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ س اَوْ مِنْ كُلٍّ مِّنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّكْبِيْرِ مِائَةً مِّائَةً مَّعَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَوْ كَانَتْ خَطَايَاهُ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ لَمَحَتْهَا ا

ترجمہ:۔ نماز کے بعد چند کلمات پڑھے جاتے ہیں، جن کا ہر فرض نماز کے بعد کہنے یا کرنے والا ثواب سے محروم نہیں رہتا (اور وہ یہ ہیں) تینتیس بار "سُبْحَانَ اللّٰهِ" تینتیس بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" چونتیس بار "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"۔ مسلم، ترمذی، نسائی، (عن کعب بن عجرۃؓ)

جو شخص ہر نماز فرض کے بعد سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ" سو مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" سو مرتبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" سو مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے (تو) اس کے گناہ اگرچہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں بخش دیئے جائیں گے۔ نسائی (عن زید بن ثابتؓ)

یا ہر ایک کو پچیس مرتبہ (پڑھے) نسائی، ابن حبان، حاکم، (عن زید بن ثابتؓ)

یا "سُبْحَانَ اللّٰهِ" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" میں سے ہر ایک کو تینتیس بار اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"

چونتیس بار اور "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" دس بار کہے، ترمذی، نسائی (عن ابن عباسؓ)
یا اسی طرح پڑھے اور تکبیر بھی تینتیس بار کہے، نسائی (عن ابن عباسؓ)
یا "سُبْحَانَ اللّٰہِ"۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" ہر ایک کو سَو سَو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے ساتھ پڑھے (پاک ہے اللہ، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ بہت بڑا ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور طاقت و قوت اللہ ہی کی عطا کردہ ہے)
(تو) اگر اس کی خطائیں سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں گی تو یہ کلمات ان کو مٹا دیں گے۔ احمد (عن ابی ذرؓ)

شرح: اس حدیث کے دو مفہوم ہیں، ایک تو یہ کہ ان کلمات کو تین سو مرتبہ پڑھ کر ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ پڑھ لے، دوسرے یہ کہ ہر کلمہ کے سو مرتبہ پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ پڑھے، پہلی صورت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ ایک مرتبہ اور دوسری صورت میں تین مرتبہ ہوگا۔

وَاٰيَةُ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَّمُوْتَ س حب ى كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ اِلَى الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى ط وَلْيَقْرَءِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ت د س حب مس ى اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ خ ت س رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ م عه اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ عو م عه

ترجمہ: اور ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی :۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

اللہ (وہ ذاتِ پاک ہے کہ) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اُس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسی کی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش (آرہا) ہے (وہ) اور جو کچھ اُن کے بعد (ہونے والا) ہے (وہ) اُس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اُس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے، اُس کی کرسی (سلطنت) آسمان وزمین (سب) پر پھیلی ہوئی ہے، اور آسمان وزمین کی حفاظت اس پر (مطلق) گراں نہیں اور وہ (بڑا) عالیشان (اور) عظمت والا ہے

پڑھے (کہ اس کے پڑھنے والے کو) جنّت میں داخل ہونے سے (صرف) یہی بات مانع ہے کہ وہ زندہ ہے، نسائی، ابن حبان، ابن سنی (عن ابی امامۃ الباہلی رض)

(اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ) ہر نماز فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والا ایک نماز سے دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں ہے۔ طبرانی (عن الحسن بن علی رض)

اور ہر فرض نماز کے بعد قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن سنی (عن عقبۃ بن عامر رض)

خداوندا! میں بُزدلی سے اور نکمّی عمر کی طرف لوٹ جانے سے اور دنیاوی فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ بخاری، ترمذی، نسائی (عن سعدؓ)

اے میرے پروردگار مجھے اپنے عذاب سے بچا جس روز کہ تو (اپنے بندوں کو قبر سے) اُٹھائے۔ مسلم۔ سنن اربعہ۔ (عن البراء بن عازبؓ)

یا اپنے بندوں کو جمع کرے۔ ابوعوانہ، مسلم، سنن اربعہ (عن البراء بن عازبؓ)

شرح: ؎ یعنی ہر فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والے اور جنّت کے درمیان صرف موت حائل ہے۔ جس وقت وہ مرے گا فوراً جنّت (یعنی قبر) میں داخل ہو جائے گا، جو جنّت کا ایک باغ ہے، جیسا ارشاد نبوی ہے اَلْقَبْرُ حُفْرَةٌ مِّنَ النَّارِ اَوْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ میں لفظ "اَوْ" اختیار کے لئے ہے، کہ کبھی اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور کبھی اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ پڑھے، یا راوی کا شک ہے کہ اسے یہ یاد نہیں رہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لفظ تَبْعَثُ عِبَادَكَ فرمایا، یا تَجْمَعُ عِبَادَكَ فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ عو اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اَعِذْنِيْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ طس اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ دم ت حب اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ د س حب مس ے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّكَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَّكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ س د ى اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ س مس مص ى

ترجمہ: اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور رزق عطا کر۔ ابو عوانہ (عن سعدؓ)

اے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے پروردگار مجھے دوزخ کی گرمی اور قبر کے عذاب سے پناہ دے، طبرانی فی الاوسط۔ (عن عائشہؓ)

الٰہی! میرے اگلے پچھلے، کھلے چھپے اور میری فضول خرچی اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرما، تو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، ابو داؤد، مسلم، ترمذی، ابن حبان (عن علیؓ)

خداوندا! اپنے ذکر و شکر اور اپنی بہترین عبادت پر میری مدد کر۔ ابو داؤد، نسائی، ابن حبان (عن معاذ بن جبلؓ)

اے اللہ! ہمارے پروردگار، اور ہر چیز کے پالنے والے، میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو اکیلا پالنے والا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! ہمارے پالنے والے اور ہر چیز کے پالنے والے، میں گواہ ہوں کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں، اے اللہ! ہمارے پالنے والے اور ہر چیز کے پالنے والے میں گواہ ہوں کہ بیشک سارے بندے بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! ہمارے پالنے والے اور ہر چیز کے پالنے والے، مجھے اور میرے متعلقین کو دنیا اور آخرت میں ہر وقت مخلص رکھ، اے عظمت اور بزرگی والے سن اور قبول کر، اللہ بہت بڑا ہے بہت بڑا، اللہ کافی ہے اور وہ بڑا اچھا کارساز ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے بہت بڑا۔ نسائی، ابو داؤد، ابن سنی (عن زید بن ارقمؓ)

خدایا! میں کفر و محتاجی اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

شرح: "مَا اَسْرَفْتُ" کے معنے تیری اپنے نفس پر زیادتی بھی ہو سکتے ہیں، یعنی جو کچھ میں نے گناہ کر کے یا حقوق وغیرہ دبا کر زیادتی کی ہے۔

حسن عبادت سے یہ مراد ہے کہ عبادت اپنے پورے شرائط و ارکان کے ساتھ ادا ہو اور اس میں عاجزی، انکساری اور فروتنی حاصل ہو، اور وہ مقام حاصل ہو جس کے متعلق ارشاد ہے:-

"اُعْبُدِ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ" یعنی عبادت میں اللہ کا اس طرح حضور ہونا چاہیئے کہ وہ تمہارے سامنے ہے اور تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ! میں تم کو دوست رکھتا ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی آپ سے بے انتہا محبت ہے اور میں بھی آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا یہ دعا "اللھم اعنی علی ذکرک" ہر نماز کے بعد برابر پڑھتے رہنا چھوڑنا مت۔

"مُخْلِصًا" سے یہ مراد ہے کہ میری اور میرے متعلقین کی زندگی کا ہر لمحہ تیری عبادت اور طاعت میں صرف ہو، اور کوئی کام دین کا یا دنیا کا تیری مرضی کے خلاف نہ ہو۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ عِصْمَةَ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْهَا مَعَاشِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ س حب اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَئِیْ وَعَمْدِیْ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ ر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ عو مس اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَایَ وَذُنُوْبِیْ كُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِیْ وَاَحْیِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ اِنَّهٗ لَا یَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ مس ط ی اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ا ط ص سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ص ی وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ مَسَحَ بِیَمِیْنِهٖ عَلٰى رَأْسِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ رطس ی

ترجمہ: اے اللہ! میرا دین سنوار دے جس کو تو نے میرے ہر کام کی پشت پناہ بنایا ہے، اور میری دنیا سدھار دے جس میں تو نے میری معاش مقرر کی ہے، اے اللہ! میں تیری رضا کی تیرے غصہ سے اور تیری عافیت کی تیری سزا سے اور تیری تجھ سے پناہ لیتا ہوں، جو چیز تو عطا کرے اس کا منع کرنے والا کوئی نہیں اور جس چیز کو تو نہ دے اس کا دینے والا کوئی نہیں، اور تیرا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا، اور تیرے قہر سے دولتمند کو اس کی دولتمندی کبھی نفع نہیں دیتی۔ نسائی، ابن حبان (عن مسلم بن الحارثؓ)

خدایا! میری دانستہ اور نادانستہ (سب) خطائیں بخش دے، اور مجھے نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت کر، تیرے سوا نہ کوئی نیک کاموں اور اچھی عادتوں کی ہدایت کرتا ہے اور نہ بری باتوں سے روکتا ہے۔ بزار (عن ابن عمرؓ)

اے اللہ! میں دوزخ کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور زندگی اور موت کی آزمائش سے، اور کانے دجال کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابو عوانہ، حاکم (عن ابی ہریرةؓ)

خدایا! میری تمام خطائیں اور گناہ بخش دے اور میرا مرتبہ بلند کر، اور مجھے زندگی دے، اور رزق عطا فرما، اور نیک کاموں اور اچھی عادتوں کی ہدایت کر، کیونکہ تو ہی نیک باتوں کی ہدایت کرتا ہے، اور بری باتوں کو دور کرتا ہے (تیرے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں!) حاکم، (عن ابی ایوبؓ) طبرانی، ابن سنی (عن ابی امامۃ الباہلیؓ)

خدایا! میرا دین سنوار دے، اور میرے گھر میں وسعت دے، اور میری روزی میں برکت عطا فرما۔ احمد، طبرانی، ابو یعلی موصلی (عن ابی موسیٰؓ)

(اے پیغمبرؐ) جیسی جیسی باتیں (یہ لوگ خدا کے بارے میں) بناتے ہیں ان سے تمہارا پروردگار پاک ہے (کہ وہ) عزت والا رب ہے) اور پیغمبروں پر (درود اور) سلام، اور سب تعریفیں اللہ کو سزاوار ہیں جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ ابو یعلی، ابن سنی (عن ابی سعید الخدریؓ)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوجاتے تو اپنا سیدھا ہاتھ سر پر پھیرتے، اور فرماتے (میں) اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ رحمٰن ورحیم ہے، اے اللہ! میرا رنج وغم دور فرما دے۔ بزار، طبرانی فی الاوسط، ابن سنی (عن انسؓ)

وَدُبُرَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَهُوَ ثَانٍ رِّجْلَيْهِ ت س طس ئ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ ت س لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ س الْخَيْرُ طس وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ ت س مِائَةَ مَرَّةٍ طس ى اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا صط ى

ترجمہ: صبح کی نماز کے بعد قعدہ کی طرح دوزانوں بیٹھے ہوئے، ترمذی، نسائی، طبرانی فی الاوسط، ابن سنی، بات چیت کرنے سے پہلے۔ ترمذی، نسائی۔ (عن ابی امامہؓ)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے تعریف ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، وہی خیر و بھلائی کا مالک ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، دس بار۔ ترمذی، نسائی (عن ابی ذرؓ) (یا) سو بار پڑھے، طبرانی فی الاوسط، ابن سنی (عن ابی امامہؓ)

"بیدہ الخیر" کے الفاظ نسائی اور طبرانی نے اوسط میں روایت کئے ہیں۔

خدایا! میں تجھ سے پاک رزق، نفع دینے والا علم، اور مقبول عمل چاہتا ہوں۔ طبرانی فی الصغیر ابن سنی (عن ام سلمہؓ)

شرح: "وَهُوَ ثَانٍ رِّجْلَيْهِ" وہ اپنے دونوں پاؤں موڑے ہوئے ہو یعنی جس طرح نماز کے اندر جلسہ اور قعدہ کے لئے بیٹھتے ہیں، جو شخص صبح اور مغرب کی نماز کے بعد اسی طرح بیٹھے ہوئے کسی قسم کی بات چیت کرنے سے پہلے یہ دعا دس بار پڑھے گا، تو اس کے واسطے ہر کلمہ کے عوض میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں، اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں، اور اس دن اور رات میں ہر برائی، اور شیطان کے وسوسہ سے محفوظ رہے گا، اور کوئی ایسا گناہ سرزد نہ ہوگا، جو اسے ہلاک کردے بجز شرک کے، اور یہ شخص عمل میں سب سے بہتر ہوگا، بجز اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ اس دعا کو پڑھا ہو، نسائی کی روایت میں ہے کہ ہر کلمہ کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

وَدُبُرَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ جَمِيعًا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ تِ يُحْيِي وَيُمِيتُ اَطَ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ س حب اط قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ وَيَثْنِيَ رِجْلَيْهِ مِنْهُمَا اَ وَبَعْدَ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ اَيْضًا قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ د س حب

ترجمہ: اور مغرب اور صبح دونوں کی نماز کے بعد
لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں،
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، ترمذی اسی کی بادشاہت ہے، وہی قابلِ تعریف ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے،
يُحْيِي وَيُمِيتُ، احمد، طبرانی خیر و بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔
بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔
دس مرتبہ پڑھے، نسائی، ابن حبان، احمد، طبرانی (عن ابی ایوب الانصاریؓ)
احمد اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ دونوں نمازوں سے پیشتر اور اپنے دونوں پاؤں پھیرنے سے پہلے پڑھے (عن عبدالرحمٰن بن غنمؓ)
یا صبح اور مغرب کی نماز کے بعد بات چیت کرنے سے پہلے سات بار (یہ) پڑھے، خدایا مجھے دوزخ کی آگ سے بچانا۔ ابوداؤد، نسائی، ابن حبان (عن مسلم بن الحارثؓ)

شرح: یعنی جب نماز صبح یا نماز مغرب سے فارغ ہو تو اٹھنے سے پہلے اسی طرح بیٹھے ہوئے یہ دعا پڑھ لے۔

صبح اور مغرب کی نماز کے بعد کی دعائیں

وَبَعْدَ صَلٰوةِ الضُّحٰى اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ ى وَاِذَا دُعِىَ اِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ م د ت س وَلَاسِيَّمَا وَلِيْمَةُ الْعُرْسِ د ق عو

ترجمہ: اور نماز چاشت کے بعد کہے، الٰہی میں تیری ہی مدد سے ارادہ کرتا ہوں، اور تیری ہی مدد سے دشمن پر حملہ کرتا ہوں، اور تیری ہی مدد سے جہاد میں لڑتا ہوں، ابن سنی (عن صہیبؓ)

جب کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیئے } مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرةؓ)

خاصکر شادی کے ولیمہ کی۔ } ابوداود، ابن ماجہ، ابوعوانہ (عن ابن عمرؓ)

شرح: دعوت کا قبول کرنا سنت ہے، اور کھانا کھانے میں اختیار ہے، اگر دعوت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہو شرکت کرنا سنت ہے، اور اگر دعوت میں لہو ولعب ہو تو اس میں نہ جانا مستحب ہے۔

ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں کہ دولہا یا دلہن عقد نکاح یا زفاف پر دعوت کریں، اکثر علماء کہتے ہیں کہ ولیمہ کرنا سنت ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے، مگر صحیح یہی ہے، کہ ولیمہ کا کھانا خاوند کی حیثیت کے موافق ہو۔

ولیمہ کے قبول کرنے کو بعض نے واجب اور بعض نے فرض کفایہ کہا ہے، لیکن اس کی چند شرطیں ہیں، شبہ کا کھانا نہ ہو، خاص تونگروں ہی کی دعوت نہ ہو، بڑائی جتانا مقصود نہ ہو، دعوت میں خلاف شرع کوئی بات نہ ہو ورنہ اس کا قبول نہ کرنا مستحب ہے۔

ولیمہ کے وقت میں اختلاف ہے، بعض حضرات کا خیال ہے کہ دو دن سے زیادہ گزر جانے کے بعد ولیمہ کرنا مکروہ ہے، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر خاوند تونگر ہو تو ایک ہفتہ تک کر سکتا ہے، یعنی سات دن تک تھوڑے تھوڑے لوگوں کو بلاتا رہے۔

چونکہ نماز کی تمام دُعائیں مذکور ہو چکی ہیں اس لئے ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ نماز کے اوقات اس کے شرائط اور اس کا طریقہ بھی لکھ دیں تاکہ پوری پوری سہولت حاصل ہو جائے۔

نماز کے اوقات

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ ؕ

(ہود۔ رکوع ۱۰)

اور (اے پیغمبر) دن کے دونوں سرے (یعنی صبح اور شام)، اور اوائل شب نماز پڑھا کرو کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں جو لوگ ذکر الٰہی کرنے والے ہیں ان کے حق میں یہ (ہمارا فرمانا) ایک طرح کی یاد دہانی ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

(بنی اسرائیل رکوع ۹)

(اے پیغمبر) آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی) نمازیں پڑھا کرو، اور نماز صبح (بھی کیونکہ) نماز صبح کا وقت نور ظہور کا وقت ہے اور رات کے ایک حصے میں (نماز) تہجد بھی پڑھا کرو (اور نمازیں تو فرض ہیں اور یہ) تمہاری (نماز) نفل (ہے) عجب نہیں کہ (اس کی برکت سے) تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) تم کو مقام محمود میں پہنچائے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝

(الروم رکوع ۲)

پس جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرو اور آسمان و زمین میں وہی اللہ تعریف کے لائق ہے اور (نیز) تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو (اللہ کی تسبیح و تقدیس کرو)

سورج کے ڈھلتے ہی ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ نماز ظہر کا اول وقت ہے، مگر جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کو چھوڑ کر اُس کے برابر ہو جاتے تو یہ (امام شافعیؒ، امام مالک، امام احمد ابن حنبل، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک) ظہر کا اخیر اور عصر کا اول وقت ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کو چھوڑ کر دوگنا ہو جائے تو یہ ظہر کا اخیر اور عصر کا اول وقت ہے، اور جب تک سورج غروب نہ ہو عصر کا اخیر وقت ہے، مگر بعض ائمہ کے نزدیک جب تک سورج زرد نہ پڑے اور خوب صاف چمکتا رہے عصر کا اخیر وقت ہی سورج کے ڈوب جانے پر مغرب کا اول وقت اور شفق کی سرخی چھپنے تک اس کا اخیر وقت ہے شفق کے معنے میں ائمہ کا اختلاف ہے، امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک شفق وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف رہتی ہے، اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفق وہ سفیدی ہے جو

سُرخی کے بعد افق میں ہوتی ہے۔
عِشار کا اول وقت شفق غائب ہونے سے صبح کی پو پھٹنے تک ہے، فجر کا وقت صبح کی پو پھٹنے سے شروع ہوتا اور سورج کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔
ایک دن جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور نماز کے اوقات دریافت کئے، آپ نے فرمایا کہ تو دو روز ہمارے ساتھ نماز پڑھ لے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، صبح کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے فجر کی پَو پھٹتے ہی بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا، اور نماز ادا کی، اس وقت لوگ باہم ایک دوسرے کو جھٹ پٹے کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے تھے، پھر سورج ڈھلا تو ظہر کی نماز پڑھی، اُس وقت بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ابھی دوپہر ہی ہے، حالانکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے اوقات سب سے بہتر جانتے تھے اس کے بعد جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا، اور ہنوز سورج بہت بلند تھا، آپ نے عصر کی نماز ادا کی اور آفتاب غروب ہوا تو نماز مغرب پر کھڑے ہو گئے، زاں بعد شفق غائب ہوئی تو عشار کی نماز پڑھی، دوسرا دن ہوا تو آپ نے صبح کی نماز اُس وقت پڑھی کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسی نے کہا سورج نکل آیا اور کسی نے کہا کہ نہیں بلکہ نکلنے کے قریب ہے، اور ظہر کی نماز میں یہاں تک تاخیر کی کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قریب قریب پہنچ گیا تھا، عصر کی نماز میں اس قدر دیر کی کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کوئی کہتا تھا کہ سورج زرد پڑ گیا، اور کوئی کہتا تھا کہ زرد پڑنے کے قریب ہے اور جب شفق غالب ہونے والی تھی تو مغرب کی نماز پڑھی، عشار کی نماز میں یہاں تک دیر کی کہ رات کے نصف اول کا تیسرا حصہ گذر چکا تھا، تیسری صبح ہوئی تو آپ نے سائل کو بُلا کر فرمایا کہ اوقاتِ نماز ان وقتوں میں دائر ہیں۔

نماز کے شرائط وارکان

جس کپڑے[۱] پر نماز پڑھی جائے نجاست سے پاک اور ستھرا ہو، سارا[۲] جسم پاک ہو، نماز کی جگہ[۳] ستھری صاف ہو، استقبال[۴] کعبہ اوقات[۵] نماز میں نماز پڑھنا، جس[۶] وقت کی نماز پڑھنا ہو اس کی نیت دل میں کرنا اور نیت سے مراد ہے ارادہ، نماز شروع[۷] کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا، کوئی[۸] عذر نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کیونکہ معذور کو قیام معاف ہے، نماز کی[۹] ہر رکعت میں قراۃ پڑھنا، اگر قرآن[۱۰] مجید میں سے کچھ یاد نہ ہو تو سبحان اللہ الحمد للہ پڑھنا، رکوع[۱۱] کرنا، رکوع[۱۲] کے بعد سیدھا کھڑا ہونا، یکے بعد دیگرے[۱۳] دو سجدے کرنا، دونوں سجدوں[۱۴] کے بیچ میں قدرے بیٹھنا، آخر رکعت[۱۵] میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے لئے بیٹھنا، دائیں بائیں[۱۶] سلام پھیرنا، بعض حدیثوں سے جو خشوع وخضوع کا شرط نماز ہونا مفہوم ہوتا ہے تو اُس سے مراد یہ ہے کہ بغیر خشوع وخضوع نماز کامل نہیں ہوتی، یعنی خشوع وخضوع اصل نماز کے رُکن نہیں ہیں بلکہ کامل اور

پوری نماز کے لئے ضروری ہے، ستر عورت بھی شرطِ نماز ہے، اور عورت سے مراد ہے جسم کا وہ حصہ جس کا کھولنا شرعاً ناجائز ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات میں لکھتے ہیں :-

سَتْرُ الْعَوْرَةِ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ وَاِنْ كَانَ فِيْ مَكَانٍ خَالٍ وَفِيْ غَيْرِ حَالَةِ الصَّلٰوةِ يَجِبُ سَتْرُهَا عَنْ اَعْيُنِ النَّاسِ مِمَّنْ يَحْرُمُ نَظَرُهٗ ؕ

ستر ڈھانکنا صحت نماز کے لئے شرط ہے، گو آدمی خالی مکان میں کیوں نہ ہو، اور نماز کے علاوہ ستر کا ڈھانکنا واجب ہے۔

نماز میں مرد کے لئے زانو سے ناف تک عورت ہے، یعنی اُسے زانو سے ناف تک ڈھانکنا فرض ہے، اسی طرح لونڈی کو زانو سے ناف تک اور پیٹ، پیٹھ ڈھانکنا فرض ہے، مگر آزاد عورت کو چہرے اور ہاتھ کے پونہچوں کے علاوہ سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے، اگر نماز میں اس جسم کا کوئی حصہ کُھلا رہے گا تو نماز درست نہ ہوگی، نماز کے علاوہ نامحرموں یعنی ان اجنبیوں سے ستر عورت کرنا واجب ہے جن سے شرعاً نکاح کرنا جائز ہو۔

رُکن اس کو کہتے ہیں جو ماہیت میں داخل ہو اور شرط وہ ہے جو ماہیت سے خارج ہو، اور یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں مگر چونکہ رُکن دو طرح کا ہوتا ہے، ایک اصلی جو کبھی ساقط نہیں ہوتا دوسرا زائد جو کبھی ساقط بھی ہو جاتا ہے جیسے قرأت کہ مقتدی سے ساقط ہو جاتی ہے تو اس لحاظ سے ایک حالت میں اس کو رُکن کہا اور دوسری میں شرط سے تعبیر کیا۔

استقبالِ قبلہ و ترکیب نماز

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ؕ (بقرة ع ۱۵)

اور (اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ) ابراہیمؑ کی جگہ کو نماز کی جگہ مقرر رکھو۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ (بقرة ع ۱۷)

(اے پیغمبر حکم تحویل قبلہ کے انتظار میں) تمہارا مُنہ پھیر پھیر کر آسمان کی طرف دیکھنا ہم ملاحظہ فرما رہے ہیں تو (گھبراؤ نہیں) جو قبلہ تم چاہتے ہو ہم تم کو اسی کی طرف پھر جانے کا حکم دیں گے (اچھا)، تو اَب (نماز پڑھتے وقت) مسجد محترم (یعنی کعبہ) کی طرف اپنا منہ کر لیا کرو اور (مسلمانو! تم بھی) جہاں کہیں ہوا کرو اسی کی طرف کو اپنا مُنہ کر لیا کرو۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

اور (اے پیغمبر)، تم کہیں سے بھی نکلو (تو جہاں ہو نماز میں) اپنا مُنہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو، اور یہ (یعنی نیا قبلہ) برحق (اور) تمہارے پروردگار (کے حکم سے) ہے اور

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ (البقرۃ ع ۱۰) (مسلمانو!) اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔

تکبیر نماز پڑھنے کھڑے ہوں تو قبلہ کی طرف مُنہ کر کے دونوں ہاتھ کانوں یا مونڈھوں تک اٹھائیں اور تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ سب سے بڑا ہے، کہہ کر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پونہچے پر رکھ کر ہاتھ باندھیں، پھر آہستہ سے یہ

ثنا پڑھیں:-

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط — اے اللہ ہم تیری پاکیزگی کا اقرار کرتے ہیں اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے۔ اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔

تعوذ اس کے بعد آہستہ سے تعوذ پڑھیں، یعنی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔

تسمیہ اس کے بعد تسمیہ پڑھیں۔ یعنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے پڑھ کر **الحمد شریف** پڑھیں، پھر امام اور اکیلا نمازی فجر اور مغرب اور عشاء کی دونوں نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور قرآن کی چند آیتیں یا کوئی سورۃ آواز سے پڑھے، اکیلا آدمی ان نمازوں میں آہستہ قرأت کرے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں، ظہر اور عصر کی دونوں نمازوں میں قرأت خموشی سے پڑھیں، جب قرأت پڑھ چکیں تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں جائیں، رکوع میں سر کو اونچا نیچا نہ کریں، بلکہ ہموار رکھیں اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے مضبوط پکڑیں اور

تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پاک ہے میرا پروردگار سب سے بڑا۔

تین یا زیادہ دفعہ کہیں، تین دفعہ کہنا تعدیل کا ادنیٰ درجہ ہے اور **تعدیل** سکون و اطمینان سے ہر رکن کے ادا کرنے کو کہتے ہیں اور یوں تو ایک دفعہ کے کہنے سے بھی رکوع ادا ہو جائے گا، رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جائیں، امام ہے تو

تسمیع یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ خدا نے اس کی بات سنی جس نے اس کی تعریف کی۔ پڑھے، مقتدی ہو تو

تحمید یعنی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اے ہمارے پروردگار تیرے ہی واسطے تعریف ہے۔ کہے، اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدے میں جائیں اور تین دفعہ یا زیادہ

تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پاک ہے میرا پروردگار عالی شان کہیں، سجدے میں کپڑوں کو سمیٹیں نہیں، اور پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور قدموں کے دونوں پنجوں پر سجدہ کریں اور ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھیں، پاؤں کی

انگلیوں کے سرے قبلہ رُخ رہیں اور دونوں ہاتھ کانوں کے پہلوں میں کہنیاں زمین سے اس قدر اونچی رہیں کہ اگر بیچ میں سے بکری کا بچہ گزرنا چاہے تو بآسانی گزر جائے، اور دونوں بغلوں کی سفیدی صاف نمایاں ہو، سجدے میں زمین پر ہاتھ بچھانے منع ہیں، سجدے سے فارغ ہوں تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر چین سے بیٹھیں اور یہاں تک بیٹھیں کہ ہر ہڈی اپنے اپنے ٹھکانے پر آجائے، پھر دوسرا سجدہ کریں اور جو پہلے سجدے میں پڑھا تھا اس میں بھی پڑھیں، دوسرے سجدے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر اٹھیں، اور زمین پر دونوں ہاتھ ٹیکے بغیر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں، یہ دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا کریں، مگر اس میں ثناء نہ پڑھیں، دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر بایاں پاؤں بچھائیں اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے بیٹھیں دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھ کر تشہد پڑھیں۔

تشہد یہ ہے:-

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ	تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں سلام
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ	ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط	ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ؕ	اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائیں اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت گرادیں۔

تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھیں، تیسری اور چوتھی رکعت بھی پہلی اور دوسری رکعت کی طرح پڑھیں، لیکن فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اگر امام کے ساتھ پڑھ رہے ہوں تو خاموش رہیں اور اگر اکیلے پڑھ رہے ہوں تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھیں اور سنن کی پچھلی دو رکعتیں اوّل اور دوسری رکعتوں کی طرح پڑھنی چاہئیں، یعنی فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ بھی ملانی ضروری ہے آخر رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھیں جس طرح دوسری رکعت کے بعد بیٹھے تھے الغرض آخری رکعت سے فارغ ہو کر بیٹھیں تو التحیات اور التحیات کے بعد یہ درود پڑھیں:-

درود شریف:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ	اے اللہ رحمت نازل فرما محمد پر اور اُن کی آل پر جیسے کہ رحمت
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ	نازل فرمائی تو نے ابراہیم پر اور اُن کی آل پر بیشک
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔	تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ	اے اللہ برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی آل پر جیسے برکت نازل
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ	فرمائی تو نے ابراہیم پر اور اُن کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ	بڑی بزرگی والا ہے۔

درود کے بعد یہ دعا پڑھیں :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥

اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ سوائے تیرے اور کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرمادے بیشک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اس کے بعد دائیں جانب گردن پھیر کر کہیں :-

سلام اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ — سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت

اور اسی طرح بائیں طرف گردن موڑ کر کہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ مسلمانوں کا باہمی سلام ہے اور اس میں وہ فرشتے بھی داخل ہیں جو اس وقت حاضر ہوتے ہیں۔

سُترہ

جب کوئی جنگل میں یا لوگوں کی گزرگاہ پر نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اپنے مُنہ کے سامنے کوئی چیز کھڑی کرلے، اور نہیں تو صرف ایک لکڑی ہی رکھ لے اور یہ بھی نہ ہو تو صرف ایک لکیر ہی کھینچ لے اس کے بعد اگر کوئی آگے سے گزریگا تو نماز میں کچھ خلل نہ آئے گا۔ سُترہ اونٹ کے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر ہونا چاہئے جو ایک ہاتھ کے قریب لمبی ہوتی ہے، صرف امام کے سامنے سترہ ہونا مقتدیوں کے لئے بھی کافی رہتا ہے، نمازی کے سامنے دیوار یا درخت یا اونٹ ہو تو وہی سترہ ہے، نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس کی بُرائی معلوم ہو جائے تو سو برس تک رُکا رہے اور آگے سے نہ گزرے، لیکن سامنے کے فاصلے میں علماء کا اختلاف ہے اور آج کل ہر شخص اس پر چراغ پا ہو جاتا ہے اور جھگڑے پر آمادہ ہو جاتا ہے اس لئے جاننا چاہئے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ نمازی کے سجدہ کی جگہ سے نہ گزرے، اور نمازی کو چاہئے کہ اگر کوئی شخص اس کی سجدہ گاہ سے گزرے تو اسے ہاتھ سے روک دے۔

نماز جماعت کی فضیلت اور اس کی تاکید

پابندی جماعت صحابہ کرامؓ نماز باجماعت کو نہ صرف ذریعۂ ازدیاد ثواب خیال کرتے تھے بلکہ اس کو اسلام و نفاق اور ایمان و کفر کے درمیان حدِ فاصل سمجھتے تھے۔ حضرت معاذؓ اپنی قوم کے امام تھے، لیکن ان کا معمول یہ تھا کہ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر لیتے تھے، پھر اپنی مسجد میں جاکر نماز پڑھاتے تھے، لیکن ایک روز دیر میں واپس آئے، اور نماز میں سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی، ایک کاروباری آدمی تھک کر جماعت سے علیحدہ ہوگیا اور الگ

نماز پڑھ لی، تو ایک صحابی نے فوراً کہا کہ تم منافق ہو گئے۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ نماز باجماعت سے صرف مشہور منافق ہی الگ رہتا تھا، ورنہ بعض لوگوں کی حالت یہ تھی کہ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں آکر شریک جماعت ہوتے تھے۔

اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عام حکم دے دیا تھا کہ بارش اور اندھیری میں لوگ اپنے اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیا کریں، لیکن صحابہ کرامؓ کو آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ ایک دن پانی برس رہا تھا اور سخت اندھیری چھائی ہوئی تھی کہ اسی حالت میں چند صحابہ اس غرض سے نکلے کہ چل کر آپ کے ساتھ نماز ادا کریں۔

ایک صحابی کا گھر مدینہ کے انتہائی کنارے پر تھا، لیکن ہر وقت کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے، ایک صحابی کو ان کی حالت پر رحم آگیا اور کہنے لگا کہ کاش تم ایک گدھا خرید لیتے جو زمین کی تمازت، ٹھوکر اور سانپ بچھو سے تم کو محفوظ رکھتا، وہ بولے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب رہنا نہیں چاہتا کیونکہ مجھ کو ہر نقش قدم کے ثواب کی توقع ہے۔

مدینہ میں قبیلہ بنو سلمہ کا محلہ مسجد سے بہت دُور تھا، لیکن وہ لوگ نماز باجماعت کو اس قدر ضروری سمجھتے تھے کہ اپنا محلہ چھوڑ کر مسجد نبوی کے آس پاس آباد ہو جانا چاہا، لیکن چونکہ اس سے ایک محلہ ویران ہو جاتا تھا، آپ نے فرمایا کہ "تم کو ہر اس قدم کا ثواب ملے گا جو مسجد کی جانب اُٹھے گا۔"

جماعت کے انتظار میں صحابہ کرام سخت تکلیفیں برداشت کرتے تھے، لیکن اس کی پابندی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام پیش آگیا، اس لئے عشار کی نماز میں بہت تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ صحابہ کرام سو گئے، لیکن نماز کا روحانی خواب کیونکر بھلایا جا سکتا تھا، پھر جاگے، پھر سو گئے، پھر اُٹھے، پھر نیند آگئی آپ کاشانۂ نبوت سے برآمد ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ "آج دنیا میں تمہارے سوا کوئی دوسرا نماز کا انتظار نہیں کرتا۔"

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام عشار کا انتظار اتنی دیر تک کرتے تھے کہ نیند کے مارے ان کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک شب نماز عشار کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، ایک تہائی رات گذر گئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ "اگر اُمت پر شاق نہ گذرتا تو میں ابھی وقت نماز عشار ادا کرتا۔"

ایک دن نماز عشار کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں اتنی دیر ہوئی کہ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ آپ نماز ادا کر چکے اور آپ گھر سے نہ نکلیں گے، آپ تشریف لائے اور لوگوں نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا تو فرمایا کہ اس نماز کو اسی وقت پڑھو، تم کو تمام اُمتوں پر اسی کی وجہ سے فضیلت ہے، تم سے پہلے کسی اُمت نے اس نماز کو ادا نہیں کیا۔

حضرت ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ ہم نے عشار کے لئے آدھی رات تک آپ کا انتظار

کیا، آپ گھر سے نکلے تو فرمایا کہ "اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ" ہم لوگ بیٹھ گئے تو ارشاد ہوا کہ "لوگ تو پڑھ کر سو گئے، لیکن تمہارے انتظار کی گھڑیاں بھی نماز میں داخل تھیں"۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور اُن کے رفقائے سفر جب مدینہ آئے تو بقیع بطحان میں قیام کیا، وہاں سے اگرچہ تمام لوگ نماز عشاء میں شریک نہیں ہو سکتے تھے تاہم باری باندھ لی تھی، اور اپنی اپنی باری پر لوگ آکر آپ کے ساتھ نماز عشاء پڑھتے تھے۔

نماز میں خشوع وخضوع

صحابۂ کرامؓ کی نمازوں میں نہایت محویت، استغراق، خشوع، خضوع اور تضرع وزاری پائی جاتی تھی، حضرت ابو بکرؓ اس خشوع وخضوع کے ساتھ نماز اور قرآن پڑھتے کہ اُن پر شدت سے گریہ طاری ہو جاتا، اور کفار کی عورتوں اور بچوں پر اس کا اثر پڑتا، حضرت عمرؓ نماز میں اس شدت سے روتے کہ پچھلی صف کے لوگ رونے کی آواز سُنتے، حضرت عبد اللہ بن شدادؓ کا بیان ہے کہ "میں باوجودیکہ پچھلی صف میں رہتا تھا، لیکن حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز سنتا تھا۔

حضرت تمیم داریؓ ایک رات تہجد کے لئے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت یعنی ——— "اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَلخ (سورۃ جاثیہ) ——— کی قرأت میں صبح کر دی، اسی کو بار بار پڑھتے تھے، رکوع کرتے تھے، سجدے میں جاتے تھے، اور روتے تھے۔

سخت سے سخت تکلیف کی حالت میں بھی صحابۂ کرامؓ کی یہ محویت قائم رہتی تھی، دو بہادر صحابی ایک پہاڑ کے درّے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حراست پر مامور تھے، ان میں ایک بزرگ مصروفِ نماز ہوئے تو اسی حالت میں ایک انتقام کیش مشرک آیا، اور ان کے جسم میں تین تیر پیوست کئے، لیکن انھوں نے نماز کو برابر قائم رکھا، ان کے دوسرے رفیق سو گئے تھے، بیدار ہوئے اور اُن کے خون آلود زخم دیکھے تو کہا "مجھے پہلے ہی کیوں نہیں جگایا؟" بولے کہ نماز میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا، جس کو ناتمام چھوڑنا مجھ کو پسند نہ آیا۔

محبوب سے محبوب چیز بھی اگر صحابہ کی حضوریٔ نماز میں خلل انداز ہوتی تو وہ ان کی نگاہ میں مبغوض ہو جاتی، ایک دن حضرت ابو طلحہ انصاریؓ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک چڑیا اُڑتی ہوئی آئی، اور چونکہ باغ بہت گھنا تھا، اور کھجوروں کی شاخیں باہم ملی ہوئی تھیں، پھنس گئی اور نکلنے کی راہ ڈھونڈنے لگی، ان کو باغ کی شادابی اور اُچھل کود کا یہ منظر بہت پسند آیا، اور اس کو تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یہ یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا فوراً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا "یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اس باغ کو صدقہ کرتا ہوں"۔

ایک اور صحابی اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، فصل کا زمانہ تھا، دیکھا تو کھجوریں پھل سے لدی ہوئی ہیں، اس قدر فریفتہ ہوئے کہ نماز کی رکعتیں یاد نہ رہیں، نماز سے فارغ ہو کر حضرت عثمانؓ کی

خدمت میں آئے اور کہا کہ اس باغ کی وجہ سے میں فتنہ میں مبتلا ہوگیا، اس کو اموالِ صدقہ میں داخل کرلیجئے " چنانچہ انہوں نے اس کو ۵۰ ہزار پر فروخت کیا، اور اس مناسبت سے اس کا نام خمیس پڑگیا اسی خشوع وخضوع کا یہ نتیجہ تھا کہ صحابۂ کرام نہایت سکون واطمینان کے ساتھ نماز ادا فرماتے تھے، حضرت انس رکوع کے بعد قیام میں دونوں سجدوں کے درمیان اس قدر دیر لگاتے کہ لوگ سمجھتے کہ کچھ بھول گئے ہیں، حضرت عبداللہ بن زبیر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ستون کھڑا ہے، ایک دن رکوع میں اس قدر جھکے رہے کہ ایک شخص نے بقرہ، آل عمران، النساء اور مائدہ جیسی طویل سورتوں کی تلاوت کرڈالی لیکن انھوں نے اس درمیان میں سر نہ اٹھایا۔

فَاِنْ كَانَ صَائِمًا صَلّٰى م د ت س وَدَعَا وَبَرَّكَ د ق ع و وَاِذَا اَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ م د س مس اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ مو مس ق ى فَاِنْ اَفْطَرَ عِنْدَ قَوْمٍ قَالَ اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ق حب د

ترجمہ:۔ اور اگر مہمان روزہ دار ہو تو (دعوت کرنے والے کے حق میں) دعا کرے (یا نماز پڑھے)، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن ابن عمرؓ)

اور دعا کرے اور برکت مانگے یعنی

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ خدا تمہیں برکت دے۔

کہے۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوعوانہ (عن ابن عمرؓ)

جب روزہ افطار کرے تو کہے، پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور ثواب ضرور ملے گا، اگر اللہ نے چاہا، مسلم، ابوداؤد، نسائی، حاکم (عن ابن عمرؓ)

اے اللہ میں تیری رحمت سے جو ہر چیز سے وسیع ہے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ بخش دے، موقوفاً حاکم، ابن ماجہ، ابن سنی (عن ابن عمرؓ)

اور اگر (کسی دعوت میں) لوگوں کے پاس افطار کرے تو کہے روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں، فرشتے تمہارے لئے دعا کریں۔ ابن ماجہ، ابن حبان (عن عبداللہ بن الزبیرؓ) ابوداؤد (عن انسؓ)

روزہ کا بیان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم (بہت سے گناہوں سے)

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ
خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ
رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى
وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ
بِكُمُ الْعُسْرَ ؕ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ
لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ
عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ
وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝
اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ
الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ
لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ
فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا
كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ
مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ
اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا

بچو (وہ بھی) گنتی کے چند روز (ہیں) اس پر بھی جو شخص تم میں
سے بیمار ہو یا سفر میں (ہو) تو دوسرے دنوں سے گنتی (پوری
کردے) اور جن (مریضوں اور بیماروں) کو کھانا دینے کا مقدور
ہے اُن پر (ایک روزے کا) بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا
ہے، اور جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے تو یہ اُسکے
حق میں زیادہ بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا (بہر حال) تمہارے
حق میں بہتر ہے (روزوں کا) مہینہ رمضان کا ہے، جس کے
(روزوں کے) بارے میں خدا کی طرف سے قرآن (میں حکم) نازل
ہوا ہے (اور قرآن) لوگوں کا رہنما ہے اور (اُس میں) ہدایت
اور (حق و باطل کی) تمیز کے کھلے کھلے حکم (موجود ہیں)۔ تو
(مسلمانو!) تم میں سے جو شخص اس مہینے میں (زندہ) موجود ہو
تو چاہیئے کہ اس مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں
(ہو) تو دوسرے دنوں سے گنتی (پوری کرے) اللہ تمہارے ساتھ
سختی نہیں کرنی چاہتا اور (یہ حکم اُس نے اس غرض سے دیئے
ہیں) تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کر لو اور تاکہ اللہ نے
جو تم کو راہِ راست دکھا دی ہے اِس (نعمت) پر اُس کی بڑائی
کرو اور تاکہ تم (اُس کا) احسان مانو اور (اے پیغمبر!) جب
ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو (اُن
کو سمجھا دو کہ) ہم (اُن کے) پاس ہیں جب کبھی کوئی ہم سے
دعا کرے تو ہم (ہر ایک) دُعا کرنے والے کی دعا کو (سنتے اور
مناسب ہوتا ہے تو) قبول (بھی) کر لیتے ہیں تو اُن کو چاہیئے کہ
ہمارا حکم (بھی) مانیں اور ہم پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھے
رستے لگ لیں (مسلمانو!) روزوں کی راتوں میں اپنی بیبیوں
کے پاس جانا تمہارے لئے جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہارے
دامن (کی جگہ) ہیں اور تم اُن کی چولی (کی جگہ) ہو اللہ نے
دیکھا کہ تم (چوری چوری اُن کے پاس جانے سے) اپنا (دینی)
نقصان کرتے تھے تو اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور
تمہاری خطا سے درگزر کیا پس اب (روزوں میں رات کے
وقت) اُن سے ہمبستر ہو (اور ہمبستری کا) جو نتیجہ خدا نے تمہارے

تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

(سورہ بقرہ - رکوع ۲۳)

لئے لکھ رکھا ہے (یعنی اولاد) اُس (کے حاصل کرنے) کی خواہش کرو (نہ کہ محض شہوت رانی کی)، اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ (رات کی) کالی دھاری سے صبح کی سفید دھاری تم کو صاف دکھائی دینے لگے پھر رات تک روزہ پورا کرو اور (ہاں) تم مسجدیں معتکف بیٹھے ہو تو (رات کو بھی)، اُن سے ہمبستر نہ ہونا یہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں تو اُن کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ وہ (خلاف حکم کرنے سے) بچیں۔

دنیا میں جتنے مذاہب مروّج ہیں سب میں فاقہ عبادت سمجھا گیا ہے۔ روزے سے مزاج میں عجز و انکسار کی صفت پیدا ہوتی ہے اور روزہ دار کو روزی کی قدر آتی ہے۔ اس کے علاوہ روزہ جسمانی تندرستی کے لئے بھی مفید ہے کہ اس سے ردّی رطوبتیں جو اکثر مولد امراض ہوتی ہیں خشک ہو جاتی ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ روزہ دار اُن مصیبت کے ماروں کی مصیبت کا اندازہ کر سکتا ہے جن کو پیٹ بھر کر روزی میسر نہیں آتی، اور جب دوسروں کی مصیبت کا اندازہ کرے گا تو اس کی طبیعت میں اُن کی امداد کا بھی تقاضہ ضرور پیدا ہوگا۔

مسلمانوں پر خدا تعالےٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں بغیر عذر کے روزہ نہ رکھنے کا ویسا ہی گناہ ہے جیسا نماز نہ پڑھنے کا اور زکوٰۃ نہ دینے کا، غرض اہمیت اور واجب التعمیل ہونے میں تمام فرائض برابر کے درجے میں ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ رمضان کی جس قدر آؤ بھگت کرتے ہیں اتنی نماز کی نہیں کرتے اور زکوٰۃ کی تو شاید کچھ بھی نہیں۔ "اِلَّا مَا شَاءَ اللہ" رمضان چونکہ ہر برس میں ایک بار آتا ہے، کچھ تو "زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا" کی رُو سے اور زیادہ تر افطاری اور سحری کے مزوں کی وجہ سے روزے کا اہتمام زائد از واجب کیا جاتا ہے اور وہاں تراویح کے حیلے سے مساجد کی روشنی کا منظر بھی سیر کی چیز ہے۔

جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ بغیر عذر کے نہ رکھا اگر تمام سال یا تمام عمر نفل روزے رکھے یا دنیا کی ساری نعمتیں خیرات کر دے تب بھی اُس ایک روزے کے درجے کو نہ پہنچے گا۔ جو بیمار ہو یا سفر میں ہو یا عورتیں حیض و نفاس میں ہوں یا حمل سے ہوں یا بچے کو دُودھ پلاتی ہوں اور خوف ہو کہ روزے کی وجہ سے بچے کو نقصان پہنچے گا تو یہ سب لوگ روزہ موقوف رکھیں جب عذر جاتے رہیں، روزوں کی قضاء رکھیں، سال بھر میں پورے کر لیں چاہے ایک دم رکھیں چاہے تھوڑے تھوڑے کر کے کئی دفعہ میں پورے کر لیں، جو شخص اس قدر بُوڑھا ضعیف ہو کہ روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُسے روزہ معاف ہے، ہر روزے کے بدلے ایک محتاج کا پیٹ بھر دیا کرے، روزہ رکھنے والا صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عورتوں کی ہمبستری سے رُکا رہے،

کسی کی بُرائی، غیبت نہ کرے۔ عذرِ بیماری کی وجہ سے قے ہوجائے تو روزے کی قضا لازم آئے گی ورنہ خود بخود قے ہوجانے سے روزے میں نقصان نہ آئے گا، روزے میں خوشبو لگانا، سر میں تیل ڈالنا، سُرمہ لگانا، فصد کھلوانا، بھری سینگی کھچوانا، پچھنے لگانا، مسواک کرنا، کلی کرنا، غسل کرنا، ناک میں پانی دینا، یہ سب باتیں درست ہیں، لیکن زیادہ مبالغہ کرنا نہ چاہیئے، روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے، جسم سے جسم لگانا درست ہے مگر جوان بے صبر آدمی کو مناسب نہیں، اگر کسی کو رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی تو رات ہی کو نہا لینا بہتر ہے ورنہ صبح کو بھی نہانے سے روزے میں کچھ نقصان واقع نہیں ہوتا، جو شخص روزے میں عمداً صحبت کرے گا اُسے ایک روزے کے بدلے ایک غلام آزاد کرنا پڑے گا، اور چونکہ ہندوستان میں غلام کے آزاد کرنے کا رواج نہیں ہے اس لئے اب ایک روزے کے بدلے دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ محتاجوں کا پیٹ بھر دے پھر روزے کے بدلے روزہ رکھے اور خدا سے معافی چاہے، روزے میں جان کر کھا پی لے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کفارہ ہے اور بعض کے نزدیک صرف قضاء مگر حدیث سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کفارہ کا ذکر فرمایا ہو، اس لئے محدثین کے نزدیک محقق مسئلہ یہی ہے کہ عورت سے جان کر صحبت کرنے والے پر کفارہ اور جان کر کھانے پینے والے پر قضا لازم آتی ہے؛ اگر ابر کی وجہ سے وقت معلوم نہیں ہو، اور روزہ کھول لیا، پھر سورج نکل آیا تو روزے کی قضاء رکھنی ہوگی۔ بھوک پیاس کی شدت سے جان کے تلف ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دینا اور بعد کو قضاء کرنا چاہئے، روزے دار بھول کر سیر ہو کر بھی کھا پی لے تو روزہ سلامت رہتا ہے، روزے دار بیمار پڑ جائے یا سفر کو چلا جائے اور روزہ توڑ دے تو کچھ گناہ نہیں، رسول اللہؐ نے ایک مرتبہ حالتِ سفر میں عصر کے وقت خود بھی روزہ توڑ دیا اور صحابہؓ کا بھی تڑوا دیا، اور فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیکی میں داخل نہیں، اگر تکلیف ہو، ایک حدیث میں فرمایا حالتِ سفر میں تکلیف کے ساتھ روزہ رکھنے والے گنہگار ہیں، مسافر کو اگر حالتِ سفر میں سہولت و آسانی ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے، اور اگر دِقت و تکلیف ہو تو اس کا قضا کر دینا بہتر ہے، سفر و بیماری کے زمانے میں جو روزے نہ رکھے جائیں، اُن کی قضاء لازم ہے، شک کے روز روزہ رکھنے والا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے، شک کے روز کے یہ معنی ہیں کہ چاند کے ہونے کا یقین نہ ہو اور اگلے دن احتیاطاً روزہ رکھ لیا جائے، رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہئے اور ابر ہو تو شعبان کے تین دن پورے کر کے اکتیسویں روز سے روزہ رکھا جائے، اگر ایک مسلمان بھی رویتِ ہلال کی گواہی دے گا تو شہر کے تمام مسلمانوں پر روزہ رکھنا فرض ہوجائے گا مگر عید کے چاند دیکھنے کی جب تک دو مسلمان گواہی نہ دیں افطار کرنا نہ چاہیئے، اگر آسمان پر ابر چھایا ہوا ہو اور دوسرے شہروں سے رویت کی شہادت پہنچے تو اس شہادت کو تسلیم کر لیا جائے مگر بہت دور دراز شہروں اور ملکوں کی رویت کا اعتبار نہ کیا جائے۔

سحری کھانا مسنون ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں میں صرف سحری کا فرق ہے، ہم سحری کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتے، اور فرمایا لوگو! سحری کھاؤ اس میں برکت ہے، سحری کا بہتر اور عمدہ وقت صبح کاذب سے طلوع صبح صادق تک ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ سحری یہ ہے کہ آخر وقت میں کھائی جائے، سحری کے وقت کوئی مخصوص دعا روزے کی نیت کے واسطے پڑھنا آنحضرتؐ سے ثابت نہیں، صرف روزہ کی نیت کا ارادہ کافی ہے۔

جب سورج غروب ہوجائے اور مشرق کی طرف سے سیاہی نمودار ہو تو روزہ افطار کیا جائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک مسلمان افطار میں جلدی کرتے رہیں گے دین کا غلبہ رہے گا، اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، مجھے افطار میں جلدی کرنے والے بندے بہت پیارے ہیں، اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ افطار میں تعجیل کرنا گویا احتیاج رزق کو خدا کے سامنے ظاہر کرنا ہے، اور خدا جو بندوں کا رازق ہے اُسے اپنے بندوں کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے، روزہ افطار کرتے وقت یہ دُعا پڑھنی مسنون ہے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

خداوندا میں نے خاص تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا۔

اور چاہیں تو یہ دعا پڑھیں:۔

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰے۔

پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوا انشاء اللہ تعالےٰ۔

بعض حدیثوں میں یہ دعا بھی آئی ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ۔

خداوندا میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر جس نے ہر چیز کو سما لیا ہے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دے۔

روزہ کے متعلق صحابہؓ کا ذوق وشوق

صوم رمضان

رمضان کے روزے فرض ہوئے تو ابتداء میں عشاء کے بعد کھانا پینا حرام ہوجاتا تھا، اس پابندی کی وجہ سے اگرچہ بعض اوقات صحابہؓ کو سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑیں، لیکن بایں ہمہ انھوں نے روزہ رکھنے میں سہل انگاری سے کام نہیں لیا۔ ایک دن رمضان کے مہینے میں حضرت صرمہ بن قیس انصاریؓ نے بی بی سے کھانا مانگا، سوء اتفاق سے گھر میں کچھ نہ تھا، وہ باہر گئیں کہ کھانے پینے کی کوئی چیز تلاش کرکے لائیں، لیکن اس اثناء میں اُن کی آنکھ لگ گئی اور کھانا نہ کھا سکے، صبح کو پھر روزہ رکھے ہوئے کام دھندے کے لئے نکل گئے، دو دن کا متصل فاقہ، اس پر کام کی محنت، دوپہر ہوئی تو بھوک کی شدت سے بیہوش ہوگئے۔

اگر کسی غلطی سے صحابہ کرامؓ کا روزہ ٹوٹ جاتا تو اُن پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا، ایک صحابی

نے رمضان میں دن کو اپنی بی بی سے صحبت کرلی، بعد کو اس قدر بدحواس ہوئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بال نوچتے ہوئے، سینہ کوبی کرتے ہوئے آئے، اور کہا کہ "یارسول اللہ! میں تو ہلاک ہوگیا"

سفر میں روزہ رکھنا حالت سفر میں اگرچہ روزہ رکھنا فرض نہیں ہے، تاہم صحابہ کرامؓ اس حالت میں سخت سے سخت تکلیف برداشت کرتے، لیکن افطار کرنا پسند نہ کرتے، ایک صحابی نے سفر میں روزہ رکھا تو دھوپ کی شدت سے محفوظ رکھنے کے لئے لوگوں نے اُن کے سر پر چادر تان دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے گرد لوگوں کا ہجوم دیکھا تو فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، دھوپ اس قدر تیز تھی کہ لوگ اس کی شدت سے سروں پر ہاتھ رکھتے تھے، لیکن اس حالت میں بھی حضرت عبداللہ بن رواحہ روزے سے تھے۔

ایک بار صحابہ کرامؓ ایک نہایت گرم دن میں سفر کر رہے تھے، ان میں جو لوگ روزے سے تھے منزل پر پہنچکر ضعف سے گر پڑے اور بے روزہ داروں نے خیمے وغیرہ کھڑے کئے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کا سفر کیا تو تمام صحابہ روزہ سے تھے، منزل پر پہنچکر فرمایا کہ تم لوگ دشمن کے قریب پہنچ گئے، اور افطار تمہارے لئے زیادتی قوت کا سبب ہوگا" اس پر بھی بہت سے صحابہ نے روزہ افطار نہیں کیا دوسری منزل آئی تو آپ نے اور بھی تاکید کے ساتھ افطار کی ترغیب دی اب تمام صحابہ نے روزہ توڑ دیا۔

صوم عاشوراء رمضان کے روزوں کے علاوہ صحابہ کرامؓ اور بھی مختلف قسم کے روزے رکھتے تھے اوّل اوّل عاشوراء کا روزہ فرض تھا، اس لئے عاشوراء کی صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منادی کرا دیتے کہ جن لوگوں نے روزہ رکھا ہے وہ اپنے روزے پورے کرلیں، اور جو لوگ کھاپی چکے ہیں، وہ بقیہ دن کا روزہ رکھیں، اس اعلان کے بعد صحابہ کرامؓ نے اس شدت کے ساتھ اس کی پابندی کی کہ نہ صرف خود روزے رکھتے بلکہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے بھی روزے رکھواتے اور جب وہ کھانے کے لئے روتے تو بہلانے کے لئے ان کو رنگین اُدن کی گڑیاں دیدیتے، فرضیتِ صوم رمضان کے بعد اگرچہ روزہ فرض نہیں رہا، تاہم بعض صحابہ نے اس کو قائم رکھا، ایک بار حضرت معاویہؓ نے مدینہ میں خطبہ دیا، جس میں فرمایا کہ "اس دن کا روزہ اگرچہ فرض نہیں ہے تاہم میں روزے سے ہوں، جس کا جی چاہے روزہ رکھے، جس کا جی چاہے افطار کرے"۔

صوم داؤدی حضرت عبداللہ بن عمروؓ صائم الدہر رہا کرتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمایا اور کہا کہ "ہر مہینہ میں صرف تین دن رکھا کرو"۔ لیکن ان کے شوق کو اس سے کیا تسکین ہوسکتی تھی؟ بولے "مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے"۔ ارشاد ہوا تو "صوم داؤدی کا التزام کرلو۔ یعنی ایک دن کا ناغہ دے کر دوسرے دن کا روزہ رکھو"۔

صوم وصال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم متصل کئی کئی دن کے روزے رکھتے تھے، آپ کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے بھی متصل روزے رکھنے شروع کئے، لیکن آپؐ نے صحابہ کو روک دیا اور فرمایا "میری حالت تم سے مختلف ہے، مجھ کو خدا کھلاتا پلاتا ہے" تاہم صحابہ صوم وصال کے پابند تھے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ متصل ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان دونوں دنوں کے روزے رکھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں"۔ بعض صحابہ نے بھی اس کا التزام کرلیا تھا، چنانچہ ایک دن حضرت اسامہؓ وادیٔ قریٰ کو گئے، اور ان دنوں کے روزے رکھے، غلام نے کہا "آپ تو بوڑھے ہیں، ان دنوں میں کیوں روزہ رکھتے ہیں"؟ بولے "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان دنوں کے روزے رکھا کرتے تھے،

ایام بیض کے روزے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایام بیض یعنی ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ "یہ روزے صوم دہر کے مثل ہیں" صحابہ کرامؓ کو بھی یہی حکم تھا

صائم الدہر رہنا

ایک صحابی ایک سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر واپس چلے گئے، دوسرے سال پھر حاضر خدمت ہوئے تو صورت اس قدر بدل گئی تھی کہ آپ نے ان کو نہیں پہچانا، اس بنا پر انھوں نے خود اپنا تعارف کرایا، اور کہا کہ "میں وہی شخص ہوں جو پہلے سال آیا تھا" فرمایا "تمہارا کیا حال ہوگیا؟ تمہاری صورت تو اچھی خاصی تھی" بولے "جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں رات کے سوا دن کو بھی کھانا نہیں کھایا"۔ لیکن آپ نے ان کو اس سے منع فرمایا، بااین ہمہ بہت سے صحابہ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے حضرت ابو امامہؓ نے متعدد غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بار بار دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی، اخیر میں عرض کی کہ "اچھا یہ نہ سہی تو کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمائیے کہ خدا مجھے اس سے نفع دے" آپ نے روزے کا حکم دیا اور انھوں نے متصل روزے رکھنے کا التزام کرلیا، خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی، اور روزہ اُن کے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی، اگر کسی دن ان کے گھر میں دھواں اُٹھتا یا آگ جلائی جاتی تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر میں کوئی مہمان آیا ہے ورنہ اس گھر میں دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا۔

حضرت زید بن سہلؓ عہد رسالت میں غزوات کی شرکت کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتے تھے، اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس کی تلافی کرنی شروع کی اور ۴۰ برس تک متصل روزے رکھے، اور عید کے سوا کہ اُس دن روزہ رکھنا حرام ہے کبھی بے روزہ نہ رہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی بھی ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔

نفلی روزے رکھنا

حضرت ابو الدرداءؓ کو نفلی روزہ کا اس قدر شوق تھا کہ اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ آج گھر میں کچھ کھانے کو نہیں ہے، تو کہتے کہ "میں آج روزے سے ہوں"۔ حضرت ابو طلحہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بھی یہی حال تھا۔

مُردوں کی جانب سے روزہ رکھنا

صحابۂ کرامؓ نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مُردوں کی جانب سے بھی روزے رکھتے تھے، ایک صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ "میری ماں کا انتقال ہو گیا اور اس پر پورے مہینے کے روزے فرض تھے، کیا میں ان کو پورا کر دوں"؟ آپ نے فرمایا "ہاں"

بچّوں سے روزہ رکھوانا

صحابۂ کرامؓ نہ صرف خود روزہ رکھتے تھے بلکہ اپنے بچّوں سے بھی روزہ رکھواتے تھے، پہلے گذر چکا ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صوم عاشورا کا اعلان کروایا تو صحابۂ کرامؓ نے خود روزہ رکھا اور بچّوں سے بھی روزے رکھوائے، ایک بار حضرت عمرؓ نے رمضان میں ایک بدمست کو یہ کہہ کر سزا دی کہ "ہمارے بچّے روزے رکھتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے، افسوس"۔

کھانا شروع کرنے کا ذکر

وَاِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ فَلْيُسَمِّ اللّٰهَ وَلْيَأْكُلْ مِمَّا يَلِيهِ بِيَمِينِهِ خ م ت س فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ م د س قَالُوْا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَاْكُلُونَ مُتَفَرِّقِينَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيهِ د ق س وَاَمَرَ الصَّحَابَةَ فِي الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي اَهْدَتْهَا اِلَيْهِ الْيَهُودِيَّةُ اَنِ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا فَاَكَلُوْا فَلَمْ يُصِبْ اَحَدًا مِنْهُمْ شَيْءٌ مس

ترجمہ: جب کھانا سامنے آئے تو بسم اللہ کہکر سیدھے ہاتھ سے اپنے پاس کی چیز کھائے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی (عن عمرو بن ابی سلمہؓ)

کیونکہ جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا ہے، اس پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، مسلم، ابوداؤد، نسائی، (عن حذیفہ بن الیمانؓ)

صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے"۔ آپ نے فرمایا "تو شاید تم علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا "جی ہاں" آپ نے فرمایا "بسم اللہ پڑھ کر اور سب مل کر کھایا کرو، اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی"۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی (عن وحشی بن حربؓ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زہریلی بکری کے بارے میں جس کو ایک یہودیہ نے آپ کو ہدیہ دی تھی، صحابہؓ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ! پھر سب نے کھایا اور کسی کو بھی کچھ نقصان نہ پہنچا، حاکم (عن ابی سعید الخدریؓ)

وَفِي حَدِيثِ مَسِيرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ إِلَى بَيْتِ
أَبِي الْهَيْثَمِ وَأَكْلِهِمُ الرُّطَبَ وَاللَّحْمَ وَشُرْبِهِمُ الْمَاءَ قَوْلُهُ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا هُوَ النَّعِيمُ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فَلَمَّا كَبُرَ عَلَى أَصْحَابِهِ قَالَ إِذَا أَصَبْتُمْ مِثْلَ هٰذَا وَضَرَبْتُمْ
بِأَيْدِيكُمْ فَقُولُوا بِسْمِ اللهِ وَعَلَى بَرَكَةِ اللهِ فَإِذَا شَبِعْتُمْ فَقُولُوا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ أَشْبَعَنَا وَأَرْوَانَا وَأَنْعَمَ عَلَيْنَا وَأَفْضَلَ
فَإِنَّ هٰذَا كَفَافٌ هٰذَا مس وَإِنْ نَسِيَ التَّسْمِيَةَ أَوَّلَ
الطَّعَامِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ د ت س حب مس
وَإِنْ أَكَلَ مَعَ مَجْذُومٍ أَوْ ذِي عَاهَةٍ قَالَ بِسْمِ اللهِ ثِقَةً بِاللهِ
وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ ت د ق حب مس ی

ترجمہ : اور اس حدیث میں جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے ابو الہیثم کے گھر جانے اور تر و تازہ چھوارے اور گوشت کھانے اور ٹھنڈا پانی پینے کا ذکر ہے آپؐ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ یقیناً یہی وہ نعمت ہے جس کے متعلق تم سے قیامت کے روز پوچھا جائے گا، یہ بات صحابہ کرامؓ کو دشوار معلوم ہوئی (تو) آپؐ نے فرمایا جب تمہیں ایسی چیز ملے اور تم کھانا شروع کرو تو کہو، اللہ کے نام اور اس کی برکت سے (ہم کھاتے ہیں) اور جب تم سیر ہو جاؤ تو کہو، اللہ کا شکر ہے، جس نے ہمیں سیر اور سیراب کیا اور ہم پر انعام اور فضل کیا، بیشک یہ کہنا اس (نعمت) کا شکریہ اور بدلہ ہے۔ حاکم، (عن ابی ہریرۃؓ)

اور اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا بھول جائے تو (بعد میں) یہ پڑھ لے "بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ" اللہ کے نام سے اس کے پہلے اور اس کے پیچھے، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن عائشہؓ)

اور اگر کسی جذامی یا آفت زدہ (مریض) کے ساتھ کھائے تو کہے " بِسْمِ اللهِ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا

عَلَيْهِ" (میں) اللہ کے نام سے اس پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے (کھاتا ہوں) ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، ابن سنی (عن جابرؓ)

شرح : ذِي عَاهَةٍ، آفت زدہ، یعنی وہ بیمار جو ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے دوسرا شخص گھن کرے یا متعدی ہو، دوسری حدیث میں آتا ہے، جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔ تو ان دونوں حدیثوں میں مطابقت یہ ہے کہ طبیعت اگر کمزور ہو اور جلد اثر قبول کرنے والی ہو تو جذامی یا اس قسم کے اور مریضوں کے ساتھ کھانے سے بچنا اور ان کے ساتھ نہ کھانا جائز ہے، بلکہ بہتر ہے، کیونکہ اندیشہ ہے کہ کہیں خود اس مرض میں مبتلا نہ ہو جائے، اسی حکمت کی بناء پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے دور رہنے کا حکم دیا، اور اگر طبیعت مضبوط اور کسی چیز سے جلد متاثر ہونے والی نہ ہو تو پھر اس کے ساتھ کھالے، لیکن ہر صورت میں اعتماد اور بھروسہ پروردگار عالم ہی پر رکھے، کیونکہ مؤثر حقیقی وہی ذات ہے، کوئی چیز اپنی ذات کے اعتبار سے نہ نقصان کی طاقت رکھتی ہے اور نہ نفع کی، اس لئے آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی تاکہ نظر مؤثر حقیقی ہی پر رہے۔

فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا
طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ
رَبُّنَا خ عه اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا
مَكْفُورٍ خ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ
الْمُسْلِمِينَ عه ی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ
وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا د س حب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا
الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ د ت ق
مس ی

ترجمہ: اور جب کھانے اور پینے سے فارغ ہو جائے تو کہے۔ سب تعریف اور بابرکت حمد خدا کے لئے ہے کہ نہ اس پر کفایت ہو اور نہ اُس کو چھوڑا جائے، اور نہ اس سے بے پروائی ہو، اے ہمارے پروردگار ہماری حمد قبول کر، بخاری، سنن اربعہ (عن ابی امامہؓ)

خدا کا شکر ہے، جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا، (حالانکہ) اس کی پوری تعریف نہیں ہو سکتی اور اس کی ناشکری نہیں ہو سکتی ہے۔ بخاری (عن ابی امامہؓ)

خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا، سنن اربعہ، ابن سنی (عن ابی سعید الخدریؓ)

خدا کا شکر ہے جس نے کھلایا اور پلایا اور اس کا حلق سے اترنا آسان کیا اور اس سے نکلنے کا راستہ بنایا، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان (عن ابی ایوب الانصاریؓ)

خدا کا شکر ہے، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری طاقت و قوت کے مجھے عطا کیا۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، ابن سنی (عن معاذ بن انسؓ)

شرح: غَيْرَ مَكْفِيٍّ: یعنی وہ تعریف پوری نہیں، کیونکہ انسان کما حقہٗ خدا کی تعریف نہیں کر سکتا۔ وَلَا مُوَدَّعٍ یعنی خدا کی تعریف ترک نہیں کی جاتی، بلکہ اس میں باوجود نقصان کیفیت کے ہمیشہ مشغول رہتی ہے ——

وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ: یعنی تعریف کسی وقت بھی موقوف نہیں ہوتی، کیونکہ ہر لمحہ خدا کی نعمتیں ہوتی رہتی ہیں۔

کھانے کے بعد کی دعا

وَإِذَا أَكَلَ الطَّعَامَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا
خَيْرًا مِّنْهُ د ت ق فَإِنْ كَانَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا
فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ د ت ق إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ
يَّأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ
عَلَيْهَا م ت س ی

ترجمہ: اور جب کھانا کھا چکے تو کہے، اے اللہ! ہمارے اس کھانے میں برکت عطا کر، اور اس سے بہتر کھانا ہمیں عنایت فرما۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ (عن ابن عباسؓ)

اور اگر دُودھ ہو تو کہے، اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے زیادہ عنایت کر۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ (عن ابن عباسؓ)

بیشک اللہ تعالےٰ اس بندہ سے خوش ہوتا ہے جو کھائے تو اس کا شکر ادا کرے اور پیئے تو اس کا شکر ادا کرے۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن سنی (عن انسؓ)

وَإِذَا غَسَلَ يَدَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكُلَّ بَلَاۤءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَّلَا مُكَافَاٍ وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ وَسَقٰى مِنَ الشَّرَابِ وَكَسٰى مِنَ الْعُرْىِ وَهَدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ س حب مس اَللّٰهُمَّ اَشْبَعْتَ وَاَرْوَيْتَ فَهَنِّئْنَا وَرَزَقْتَنَا فَاَكْثَرْتَ وَاَطَبْتَ فَزِدْنَا مو مص وَيَدْعُوْ لِاَهْلِ الطَّعَامِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ فَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ م ت س مص اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِىْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِىْ م

ترجمہ: اور جب (کھانے کے بعد) اپنے ہاتھ دھوئے، تو کہے، خدا کا شکر ہے جو کھلاتا ہے اور کھاتا نہیں، اُس نے ہم پر احسان کیا کہ ہمیں ہدایت کی، اور ہمیں کھلایا اور سیراب کیا، اور ہر اچھی نعمت سے ہمیں نوازا، خدا کا ایسا شکر ہے جو نہ چھوڑا گیا ہے اور نہ بدلہ دیا گیا ہے اور نہ ناشکری کی گئی ہے، اور نہ اس سے بے پروائی کی گئی ہے، خدا کا شکر ہے جس نے کھانے سے پیٹ بھرا اور پینے سے سیراب کیا اور برہنگی میں کپڑا پہنایا، اور گمراہی سے ہدایت کی، اور اندھے سے بینا (دیکھنے والا) کیا، اور اپنی بہت سی مخلوق پر بڑی فضیلت دی، ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔ نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

خداوندا! تو نے ہی سیر اور سیراب کیا، تو ہی نے اس کو ہمارے لئے خوشگوار بنایا، اور تو نے ہی ہمیں رزق دیا تو نے بہت اور اچھا دیا پس تو اس میں اور ترقی فرما۔ ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن سعید بن جبیرؓ)

اور میزبان اور کھانا کھلانے والے کے لئے (یہ) دُعا کرے الٰہی! ان کے رزق میں جو

تُو نے انھیں دیا ہے برکت عطا فرما اور ان کی مغفرت کر اور ان پر رحم فرما۔

مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن عبداللہ بن بسر)

الٰہی! اس شخص کو کھلا جس نے مجھے کھانا کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھے پلایا۔

مسلم (عن مقدادؓ)

وَاِذَا لَبِسَ شَیْئًا قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا ھُوَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا ھُوَ لَہٗ ی وَاِنْ کَانَ جَدِیْدًا سَمَّاہُ بِاِسْمِہٖ عِمَامَةً اَوْ قَمِیْصًا اَوْ غَیْرَہٗ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْأَلُكَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ د ت س حب مس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ت ق مص مس وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ د ت ق مس وَمَا تَاَخَّرَ د وَاِذَا رَاٰی عَلٰی صَاحِبِہٖ ثَوْبًا جَدِیْدًا قَالَ لَہٗ تُبْلِیْ وَیُخْلِفُ اللّٰہُ د مص اَبْلِ وَاَخْلِقْ ثُمَّ اَبْلِ وَاَخْلِقْ ثُمَّ اَبْلِ وَاَخْلِقْ خ د فَاِذَا خَلَعَ ثِیَابَہٗ فَسِتْرُ مَا بَیْنَ اَعْیُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَتِہٖ اَنْ یَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰہِ مص ی

ترجمہ: اور جب کوئی چیز پہنے تو کہے الٰہی! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں، اور اس کی بُرائی اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے، اس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں، ابن سنی (عن عمرؓ)

اور اگر وہ نیا کپڑا ہو تو اس کا نام مثلاً صافہ یا قمیص وغیرہ لیکر کہے، اے اللہ! تیرا شکر ہے، تو نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں، اور اس کی برائی اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ ابوداؤد،

ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابی سعید الخدری رضؓ)

خدا کا شکر ہے، جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور زندگی میں آراستگی حاصل کرتا ہوں، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، حاکم (عن عمرؓ)

اور جو شخص کپڑا پہن کر یہ کہے، اللہ کا شکر ہے، جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری طاقت و قوت مجھے یہ عطا کیا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم (عن معاذ بن انسؓ)

اور پچھلے گناہ بھی۔ ابوداؤد (عن معاذ بن انسؓ)

اور جب اپنے کسی دوست کو نیا کپڑا پہنے ہوئے دیکھے تو اس سے کہے خدا[1] تجھے پہننا پھاڑنا نصیب کرے، اور اور دے۔ ابوداؤد، ابن ابی شیبہ (عن ابی الدرداءؓ)

پہننا پھاڑنا نصیب ہو، پہننا پھاڑنا نصیب ہو، پہننا پھاڑنا نصیب ہو۔ بخاری، ابوداؤد (عن اُم خالد بنت خالد بن سعد ابن العاصؓ)

اور جب کپڑے[2] اتارے تو جنوں کی آنکھوں اور اس کی برہنگی کے درمیان پردہ یہ ہے کہ "بسم اللہ" کہے۔ ابن ابی شیبہ، ابن سنی (عن انسؓ)

کپڑے اتارنے کی دعا

شرح: عربی عبارت میں یہاں لفظ تُبلِی ہے جس کے لغوی معنی ہیں تو بوسیدہ کرے، اور بوسیدہ کے معنی پھٹے پرانے کے ہیں جس طرح ایسے موقع پر عربی میں "تُبلی یا اَبلِ وَاَخلِق" کہتے ہیں اسی طرح اُردو میں بھی دوست احباب، ماں باپ وغیرہ جب اپنے کسی عزیز کو نیا کپڑا پہنے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں، خدا تجھے اس کا پہننا پھاڑنا نصیب کرے، اور اور دے، اسی وجہ سے یہ ترجمہ اختیار کیا گیا۔

[2] یعنی جو کوئی کپڑے اُتارتے وقت بسم اللہ کہے گا تو جنات اس کی برہنگی نہ دیکھ سکیں گے۔

وَاِذَا هَمَّ بِاَمْرٍ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ م ع ہ

ترجمہ: اور جب کسی کام کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ دعا مانگے۔
اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے بہتری چاہتا ہوں، اور تیری قدرت کے ذریعہ طاقت چاہتا ہوں اور تیری بڑی مہربانی کے ذریعہ تجھ سے سوال کرتا ہوں، اس لئے کہ تو قدرت رکھتا ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور مجھے علم نہیں، اور تو تمام پوشیدہ باتوں سے واقف ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یہاں کام کا نام لیا جائے) میرے حق میں میرے دین و دنیا اور میرے انجام کار میں یا دیر سویر کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کی مجھے توفیق دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے، پھر مبارک فرما، اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین و دنیا اور انجام یا دیر سویر کے لحاظ سے اچھا نہیں تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے باز رکھ اور میری بہتری جہاں ہو وہاں مقدر کر، پھر مجھے اس پر راضی کر دے
مسلم، سنن اربعہ (عن جابر بن عبداللہ الانصاریؓ)

شرح: استخارہ کے لغوی معنی طلب خیر یعنی بہتری چاہنے کے ہیں۔
اور اس نماز نفل کا موقع و محل یہ ہے کہ آدمی کو کوئی غیر معمولی اور مہتم بالشان ضرورت پیش آجاتی ہے، اور وہ حصولِ مدعا کے لئے تدبیر کرنی چاہتا ہے، مگر چونکہ انجام کار معلوم نہیں اس لئے وہ خود اطمینان کے ساتھ

کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا، ناچار خدا کے پاس حاجت لے جاتا ہے کہ وہ صحیح تدبیر پر اس کے ارادے کو استحکام بخشے۔

استخارہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ مکروہ اور حرام اوقات کے علاوہ جس وقت چاہے استخارہ کی نیت کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد جو چاہے سورۃ یا آیت پڑھے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قُل ہو اللہ احد پڑھے۔ اس کے بعد نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ یہ دُعا مانگے اور جب اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے تو اپنی حاجت کا نام لے جو اسے پیش آئی ہے۔ مثلاً سفر، تجارت، تعمیر مکان وغیرہ، اور معمولی معمولی باتوں میں استخارہ نہیں علیٰ ہٰذا القیاس جو کام غیر مشروع ہو اس کے لئے بھی استخارہ درست نہیں۔

إِنْ كَانَ خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَادِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ
فَقَدِّرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كَانَ شَرًّا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ
وَمَعَادِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ
وَقَدِّرْ لِيَ الْخَيْرَ وَرَضِّنِيْ بِهٖ حب مص خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ
خَيْرًا لِّيْ فِيْ مَعِيْشَتِيْ وَخَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَ
بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ خَيْرًا لِّيْ فَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا
كَانَ وَرَضِّنِيْ بِقَدَرِكَ حب خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعِيْشَتِيْ وَعَاقِبَةِ
أَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ وَإِنْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لِلْأَمْرِ الَّذِيْ
يُرِيْدُ شَرًّا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعِيْشَتِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ
ثُمَّ اقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ أَيْنَمَا كَانَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ حب
وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَإِنَّهُمَا بِيَدِكَ لَا يَمْلِكُهُمَا
أَحَدٌ سِوَاكَ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَأَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ يُرِيْدُهٗ
خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَفِيْ دُنْيَايَ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَوَفِّقْهُ وَسَهِّلْهُ
وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ خَيْرًا لِّيْ فَوَفِّقْنِيْ لِلْخَيْرِ حَيْثُ كَانَ ر

ترجمہ: اور اگر وہ میرے دین اور آخرت اور دُنیا اور انجام کار میں بہتر ہو تو اس کو میرے لئے مقدر اور آسان کر اور مجھے اس میں برکت دے، اور اگر وہ میرے دین اور آخرت اور زندگی اور انجام کار میں بہتر نہ ہو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے باز رکھ اور میرے لئے بہتری

مقدر کر اور مجھے اس پر راضی رکھ۔ ابن حبان، ابن ابی شیبہ (عن جابرؓ)
(اگر) وہ میرے لئے دین میں بہتر ہو اور میری زندگی میں بہتر ہو اور میرے انجام کار میں بہتر ہو تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دے اور اسے مبارک کر اور اگر اس کے علاوہ اور کچھ میرے لئے بہتر ہو تو میری بہتری مقدر کر جہاں ہو، اور مجھے اپنی تقدیر پر راضی رکھ۔ ابن حبان (عن ابی ہریرۃؓ)
(اور اگر وہ) میرے دین، میری معیشت اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہو تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دے اور میرے لئے آسان کر دے، اور کذا کذا (کی جگہ اس کام کا نام لے جس کا ارادہ ہے (اور اگر وہ) میرے دین، میری معیشت اور انجام کار کے لحاظ سے اچھا نہیں تو اس کو مجھ سے پھیر دے، پھر جہاں کہیں خیر ہو میرے لئے مقدر فرما دے۔ نیکی اور بدی کی طاقت و جرأت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ابن حبان (عن ابی سعیدؓ)
اور میں تجھ سے تیری مہربانی اور رحمت سے سوال کرتا ہوں، اس لئے کہ دونوں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، تیرے سوا ان کا کوئی مالک نہیں، کیونکہ تو سب کچھ جانتا ہے، اور میں کچھ نہیں جانتا، اور تو سب طرح کی قدرت رکھتا ہے اور میں کچھ قدرت نہیں رکھتا، اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، اے اللہ! اگر یہ کام جس کا ارادہ ہے میرے لئے میرے دین و دنیا اور انجام میں بہتر ہے تو اس کی توفیق دے اور اسے آسان کر دے، اور اگر اس کے علاوہ میرے لئے بہتری ہو تو تو مجھے بہتری کی توفیق دے جہاں بھی وہ ہو۔ بزار (عن ابن مسعودؓ)
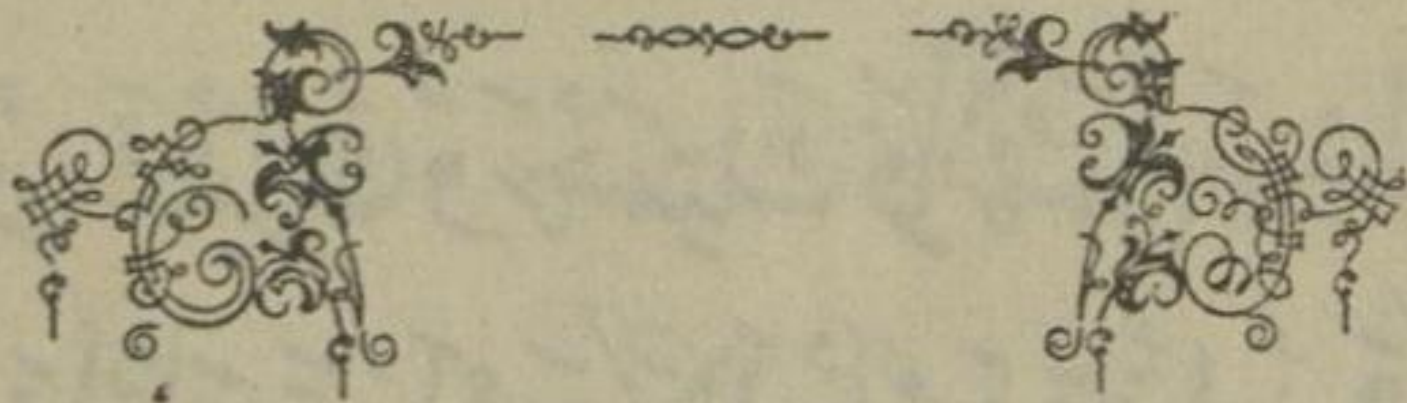
فَإِنْ كَانَ زِوَاجًا فَلْيَكْتُمِ الْخِطْبَةَ ثُمَّ لِيَتَوَضَّأْ فَيُحْسِنْ وُضُوءَهُ ثُمَّ لِيُصَلِّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ لِيَحْمَدِ اللّٰهَ وَيُمَجِّدْهُ ثُمَّ لِيَقُلْ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّ فِي فُلَانَةَ وَيُسَمِّيهَا بِاسْمِهَا خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْدِرْهَا لِي وَإِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا مِنْهَا لِي فِي دِينِي وَآخِرَتِي فَاقْدِرْهَا لِي حب مس

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ اللّٰهَ وَمِنْ شِقْوَتِهِ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ مس ت

ترجمہ: اور اگر نکاح (کا قصد) ہو تو پیغام اور منگنی چاہے اور اچھی طرح وضو کرکے جس قدر ہوسکے نماز پڑھے، پھر اللہ کی تعریف و توصیف بیان کرے، پھر کہے اے اللہ بیشک تو قدرت رکھتا ہے، اور مجھے کچھ قدرت نہیں، اور تو جانتا ہے اور مجھے کچھ علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، اگر فلاں عورت (اس کا نام لے) میرے لئے میرے دین و دنیا اور آخرت کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادے، اور اگر دوسری عورت میرے لئے میرے دین اور آخرت کے لحاظ سے اس سے بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما۔ ابن حبان، حاکم (عن ابی ایوبؓ)

ابن آدم کی نیک بختی یہ ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرے اور اس کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرنا چھوڑ دے۔ حاکم، ترمذی، (عن سعد بن ابی وقاصؓ)

وَاِنْ تَوَلّٰی عَقْدَ الْخُطْبَۃَ اَنَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اَلْاٰیَۃَ عہ مس عو وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا د وَنَسْاَلُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنَا مِمَّنْ یُّطِیْعُہٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ وَیَجْتَنِبُ سَخَطَہٗ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِہٖ وَلَہٗ مو د وَیَقُوْلُ لِمَنْ تَزَوَّجَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ خ م و بَارَکَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ عہ حب مس او فَبَارَکَ اللّٰہُ

عَلَيْكَ خَمْسَ مَرَّاتٍ

ترجمہ: اور اگر نکاح پڑھائے تو اس کا خطبہ یہ ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد اور مغفرت چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے بُرے اعمال سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں، جس شخص کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ذاتِ واحد (یعنی آدمؑ) سے پیدا کیا، اور (یہ اس طرح پر کہ پہلے) اس سے اس کی بیوی (حوّا) کو پیدا کیا اور ان دو (میاں بیوی) سے بہت سے مرد و عورت (دُنیا میں) پھیلا دیئے، اور خدا سے جس کا واسطہ دے دیگر تم اپنے کتنے کام نکال لیتے ہو ڈرو۔ اور رشتوں کا پاس ملحوظ رکھو کیونکہ اللہ تمہارا نگرانِ حال ہے۔ نساء۔ رکوع ۱

مُسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام ہی پر مرنا۔ آل عمران۔ رکوع ۱۱

مُسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور بات (بھی) کہو (توراہ کی اور) سیدھی (سچی) ایسا کرو گے) تو (خدا) تم کو اعمال صالحہ کی توفیق دے گا، اور تمہارے گناہ (بھی) بخش دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مانا تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ احزاب۔ رکوع ۹

سنن اربعہ، حاکم، ابو عوانہ (عن ابن مسعودؓ)

(ایک روایت میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے بعد یہ بھی ہے) اللہ نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا ہے، وہ قیامت سے پہلے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور ہدایت پائے گا، اور جو ان کی نافرمانی کریگا تو وہ اپنی ہی جان کو ضرر پہنچائیگا اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا ابوداؤد (عن ابن مسعودؓ)

اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے کردے جو اس کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی مرضی پر چلتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے بچتے ہیں، اس لئے کہ ہم اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کے فرماں بردار ہیں۔ ابوداؤد، موقوفاً (عن فاطمہؓ)

اور جس شخص کا نکاح ہو اس سے کہے، اللہ تمہیں مبارک کرے۔ بخاری، مسلم (عن انسؓ)

خدا تمہیں مبارک کرے اور تم دونوں میں بھلائی پر اتفاق رکھے۔ سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

(یا) خدا تمہیں مبارک کرےؐ۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: چونکہ روایتوں کے مختلف الفاظ تھے اس لئے مصنفؒ نے سب کو بیان کر دیا، لیکن معنی ایک ہی سے ہیں

خطبہ نکاح

نکاح کی مبارکباد

وَلَمَّا زَوَّجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاطِمَةَ دَخَلَ الْبَيْتَ فَقَالَ لِفَاطِمَةَ ائْتِيْنِيْ بِمَآءٍ فَقَامَتْ إِلٰى قَعْبٍ فِي الْبَيْتِ فَاَتَتْ فِيْهِ بِمَآءٍ فَاَخَذَهٗ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهَا تَقَدَّمِيْ فَتَقَدَّمَتْ فَنَضَحَ بَيْنَ ثَدْيَيْهَا وَعَلٰى رَأْسِهَا وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَالَ لَهَا أَدْبِرِيْ فَأَدْبَرَتْ فَصَبَّ بَيْنَ كَتِفَيْهَا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِمَآءٍ قَالَ عَلِيٌّ فَعَلِمْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ فَقُمْتُ فَمَلَأْتُ الْقَعْبَ مَآءً وَّاَتَيْتُهٗ بِهٖ فَاَخَذَهٗ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ تَقَدَّمْ فَتَقَدَّمْتُ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِيْ وَبَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهٗ بِكَ وَذُرِّيَّتَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَالَ أَدْبِرْ فَأَدْبَرْتُ فَصَبَّ بَيْنَ كَتِفَيَّ وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهٗ بِكَ وَذُرِّيَّتَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَالَ ادْخُلْ بِأَهْلِكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْبَرَكَةِ حب

حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا ذکر

ترجمہ: جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے کیا تو گھر میں تشریف لے گئے، اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا میرے پاس پانی لاؤ، پھر وہ ایک لکڑی کے پیالہ کے پاس جو گھر میں رکھا تھا گئیں اور اس میں پانی لائیں، آپ نے اس پیالہ کو لیا اور اس میں کلی کردی پھر ان سے فرمایا آگے آؤ وہ آگے آئیں پھر آپ نے وہ پانی ان کے سینے اور سر پر چھڑکا، اور دعا مانگی اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں، پھر فرمایا پیٹھ پھیرو، انہوں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے ان کے دونوں مونڈھوں کے درمیان پانی ڈالا، اور فرمایا اے اللہ! میں اس

کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا اے علیؓ، مجھے پانی دو، حضرت علیؓ کہتے ہیں میں آپ کا مقصد سمجھ گیا، میں کھڑا ہوا، اور ایک پیالہ پانی کا بھر کر آپ کے پاس لے گیا، تب آپ نے اسے لے کر اس میں کلی کی اور فرمایا آگے بڑھو، میں آگے بڑھا، پھر آپ نے میرے سر اور سینے پر پانی ڈالا اور دعا کی اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں پھر فرمایا پیٹھ پھیرو، میں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان پانی ڈالا اور فرمایا اے اللہ! میں اس کو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا اپنی اہلیہ کے پاس اللہ کے نام اور اس کی برکت سے داخل ہو۔ ابن حبان (عن انسؓ)

میاں بیوی کے اجتماع اور غلام خریدنے کی دعائیں — بیوی کے ساتھ صحبت کی دعا و انزال کی دعا
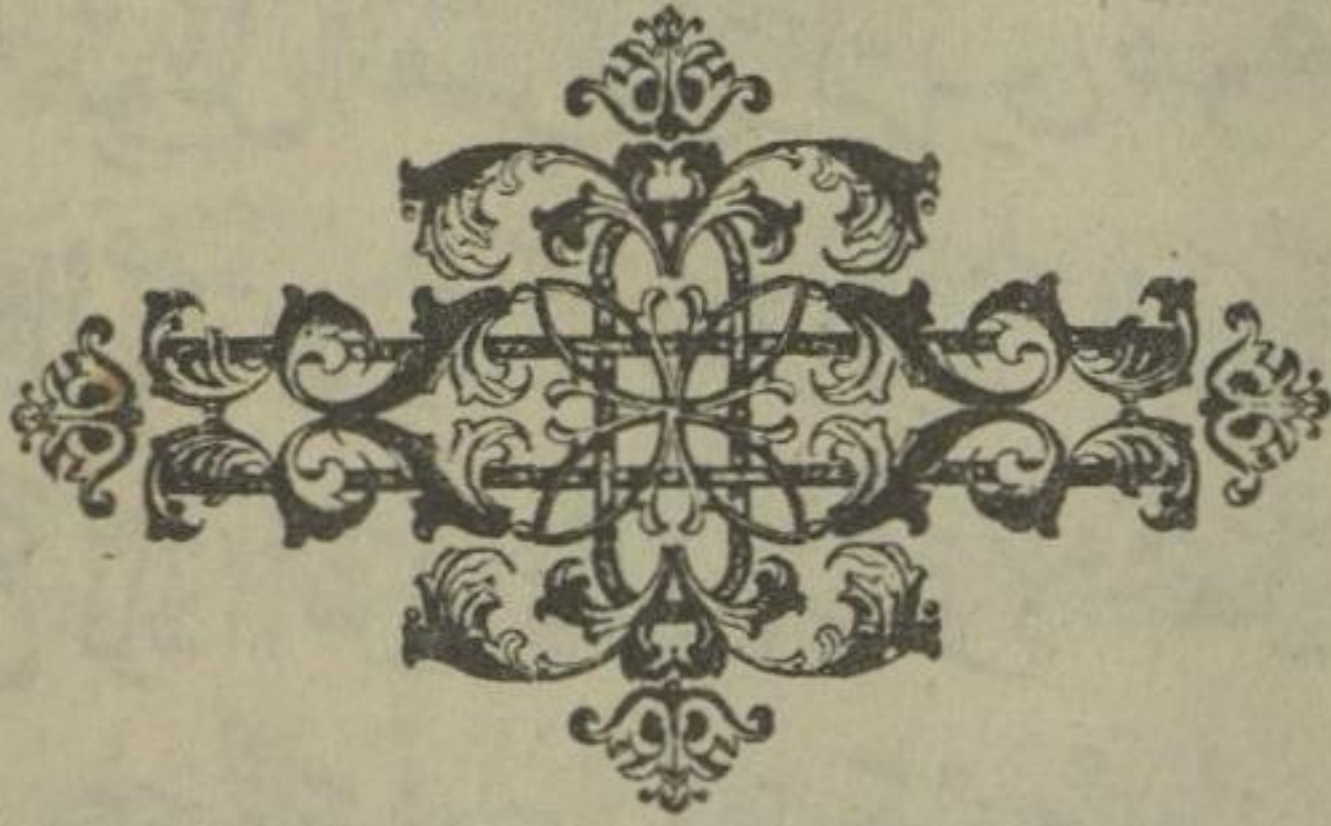
وَاِذَا دَخَلَ بِاَهْلِهٖ اَوِ اشْتَرٰى رَقِيْقًا فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا د س ص ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ د س ق ص مس وَكَذٰلِكَ فِى الدَّآبَّةِ وَيَأْخُذُ بِذُرْوَةِ سَنَامِ الْبَعِيْرِ د س ص وَكَانَ اِذَا اشْتَرٰى مَمْلُوْكًا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ طَوِيْلَ الْعُمُرِ كَثِيْرَ الرِّزْقِ مو مص وَاِذَا اَرَادَ الْجِمَاعَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ع فَاِذَا اَنْزَلَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْمَا رَزَقْتَنِىْ نَصِيْبًا مو مص

ترجمہ: جب کوئی اپنی بیوی کے پاس (پہلی مرتبہ) جائے یا غلام خریدے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ کہنا چاہئے ابوداؤد، نسائی، ابویعلیٰ (عن عمرو بن العاصؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس عادت پر تو نے اسکو پیدا کیا ہے، اسکی بھلائی چاہتا ہوں، اور اسکی برائی اور اس چیز کی برائی سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے تیری پناہ لیتا ہوں۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ ابویعلیٰ، حاکم (عن عمرو بن العاصؓ)

اور اسی طرح چوپائے میں دعا کرے، اور اونٹ ہو تو اس کے کوہان کی بلندی پکڑ کر دعا کرے۔ ابوداؤد، نسائی، ابویعلیٰ (عن ابن مسعودؓ)

(اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) جب غلام خریدتے تھے تو فرماتے تھے، خداوندا! اس میں برکت عطا فرما اور اس کو بڑی عمر اور بہت رزق والا کر، ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن ابن مسعودؓ)

جب صحبت کا ارادہ کرے تو کہے (میں) اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے بچا، اور شیطان کو اس چیز (یعنی اولاد) سے الگ رکھ جو تو ہمیں عطا کرے۔ صحاح ستہ (عن ابن عباسؓ)

پھر جب انزال ہو تو کہے اے اللہ! جو چیز تو نے مجھے عطا کی ہو اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ رکھ۔ ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن ابن مسعودؓ)

شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص صحبت کے وقت یہ دعا پڑھے گا اور اسکے لڑکا پیدا ہوگا تو شیطان اس کو کبھی ضرر نہ پہنچائے گا۔

وَاِنْ اُتِیَ بِمَوْلُوْدٍ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِهٖ حِیْنَ وِلَادَتِهٖ د ت
وَوَضَعَهٗ فِیْ حِجْرِهٖ وَحَنَّکَهٗ بِتَمْرَةٍ وَّدَعَا لَهٗ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ خ
م وَاَمَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ يَوْمَ سَابِعِهٖ
وَوَضْعِ الْاَذٰى عَنْهُ وَالْعَقِّ ت وَتَعْوِيْذُ الطِّفْلِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ
اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ
لَّامَّةٍ خ عه ر وَاِذَا اَفْصَحَ الْوَلَدُ فَلْيُعَلِّمْهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ ی وَكَانَ اِذَا اَفْصَحَ الْوَلَدُ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهٗ
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا الْاٰيَةَ ی اِضْرِبُوْهُ
عَلَى الصَّلٰوةِ لِسَبْعٍ وَّاعْزِلُوْا فِرَاشَهٗ لِتِسْعٍ وَّزَوِّجُوْهُ لِسَبْعَ
عَشْرَةَ فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُجْلِسْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ لْيَقُلْ
لَا جَعَلَكَ اللّٰهُ عَلَیَّ فِتْنَةً ی

ترجمہ: اور اگر بچہ پیدا ہو تو اس کی پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان کہے۔ ابوداؤد، ترمذی، (عن ابی رافع)

اور اسے گود میں لے اور اس کو چھوارا چبا کر دے اور اس کے لئے دُعا کرے اور برکت مانگے، بخاری، مسلم (عن اسماء بنت ابی بکرؓ)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا نام رکھنے اور اس کے (میل کچیل) کی تکلیف دور کرنے اور عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ترمذی (عن عمرو بن العاصؓ)

اور بچہ کا تعویذ یہ ہے، میں اللہ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان اور ہر زہریلے کاٹنے والے اور ہر لگ جانے والی نظر کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ بخاری۔ سنن اربعہ، بزار (عن ابن مسعودؓ)

بچہ بولنے لگے تو اس کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھائے۔ ابن سنی (عن عمرو بن العاصؓ)

بچہ کی پیدائش کی دعائیں
بچہ کا تعویذ

جب عبدالمطلب کے قبیلہ کا کوئی بچہ بولنے لگتا تو آپؐ اسے یہ (آیت) سکھاتے اور کہہ کہ ہر طرح کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ (دونوں جہاں کی) سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے، اور نہ اس سبب سے کہ کمزور ہے کوئی اس کا مددگار رہے، اور اس کی بڑائیاں کرتے رہا کرو" ابن سنی (عن انسؓ)

سات برس کی عمر میں بچہ کو نماز نہ پڑھنے پر سزا دو[5]، اور نو برس کی عمر میں اس کا بستر علیحدہ[6] کردو اور سترہ سال کی عمر میں اُس کی شادی کردو[7]، پھر جب ایسا کرلے (یعنی شادی کرے)، تو اس کو اپنے سامنے بٹھا کر کہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ تجھے میرے لئے آزمائش نہ بنائے[8]۔ ابن سنی (عن انسؓ)

شرح: تحنیک[1]، کھجور یا کسی مٹھائی کو چبا کر بچہ کے تالو میں لگانے کو کہتے ہیں۔ بچہ کی پیدائش کے وقت کھجور سے تحنیک کرنی سنت ہے اور مستحب یہ ہے کہ تحنیک کرنے والا نیک و صالح ہو۔

[2] یعنی اسے نہلائے تاکہ سر منڈوائے اور پیدائش کے بعد سے جو میل کچیل لگ رہا ہے وہ دور ہوجائے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک عقیقہ کرنا سنت ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستحب یا مباح ہے اور عقیقہ کے جانور کے وہی شرائط ہیں جو قربانی کے جانور کے ہیں، اور لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک جانور کرنا مستحب ہے۔

[3] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر انہیں کلمات کو دم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ انہی الفاظ سے تعویذ کرتے تھے۔

[4] ان کلمات کو پڑھ کر بچہ پر دم کردے یا لکھ کر گلے میں ڈالدے۔

[5] یعنی اسے تنبیہ کرو، معمولی سزا دو، تاکہ وہ نماز کا عادی ہوجائے۔

[6] واعزلوا: یعنی ماں باپ اسے شب میں اپنے کمرہ وغیرہ میں یا اپنے بستر پر نہ سُلائیں بلکہ علیحدہ سُلائیں مبادا وہ رات کو جاگ جائے اور بے پردگی ہو۔

[7] تاکہ ہر قسم کی بُرائی، زنا وغیرہ سے بچے اور اخلاق رذیلہ سے محفوظ رہے۔

[8] اللہ تعالےٰ آزمائش نہ کرے بلکہ نیکبخت اور صالح کرے کہ اسی کی وجہ سے ظالم یا گنہگار نہ ہوں اور وہ گمراہی کا سبب نہ ہو۔

وَاِنْ كَانَ سَفَرًا صَافَحَ وَقَالَ حب اَيِ الْمُقِيْمُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ

دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ س د ت مس حب

وَاَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ س وَيَقُوْلُ لِمَنْ يُوَدِّعُهٗ اَسْتَوْدِعُكَ

اَوْ اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تُخَيَّبُ اَوْ لَا تُضِيْعُ طب وَدَائِعُهٗ

ى طب وَمَنْ قَالَ لَهٗ اُرِيْدُ السَّفَرَ فَاَوْصِنِيْ قَالَ لَهٗ عَلَيْكَ

بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ فَاِذَا وَلّٰى قَالَ اللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ

الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ ت س ق زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى

وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ ت مس جَعَلَ

اللّٰهُ التَّقْوٰى زَادَكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا تَوَجَّهْتَ

رط

ترجمہ: اور اگر کوئی سفر کرے تو اس سے مصافحہ کرے اور (رخصت کرنے والا اس سے) کہے میں تمہارا دین، تمہاری امانت (یعنی مال واولاد) اور تمہارے انجام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ نسائی، ابوداؤد ترمذی، حاکم، ابن حبان (عن ابن عمرؓ) اور میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔ نسائی (عن ابن عمرؓ)

اور مسافر رخصت کرنے والے سے کہے، میں تجھے (اگر ایک ہو) یا (اگر بہت سے ہوں تو) تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے پاس امانتیں بیکار یا ضائع نہیں ہوتی ہیں۔ ابن سنی، طبرانی، (عن ابی ہریرةؓ)

اور جو شخص مقیم سے کہے کہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں مجھے کچھ نصیحتیں کیجئے، تو اس سے کہے اللہ کا ڈر اور ہر بلندی پر تکبیر لازم رکھو پھر جب وہ چلا جائے تو کہے اے اللہ! اس کا فاصلہ طے کردے اور اس پر سفر آسان کردے۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی ہریرةؓ)

خدا تجھے تقویٰ نصیب کرے اور تیرے گناہ بخش دے اور تیرے لئے خیر آسان کردے جہاں تو رہے۔ ترمذی، حاکم (عن انسؓ)

مسافر کو رخصت کرنا ❋ سفر کی دعائیں

اللہ تعالیٰ پرہیزگاری تمہارا توشہ بنائے اور تمہارے گناہ بخش دے، اور تمہارے لئے بہتری پیش لائے جہاں کا تم رُخ کرو۔ بزار، طبرانی (عن قتادہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

شرح: راستہ کی دُوری کو لپیٹ دے یعنی دوری کو نزدیکی سے بدل دے اور راستہ قریب کر دے۔
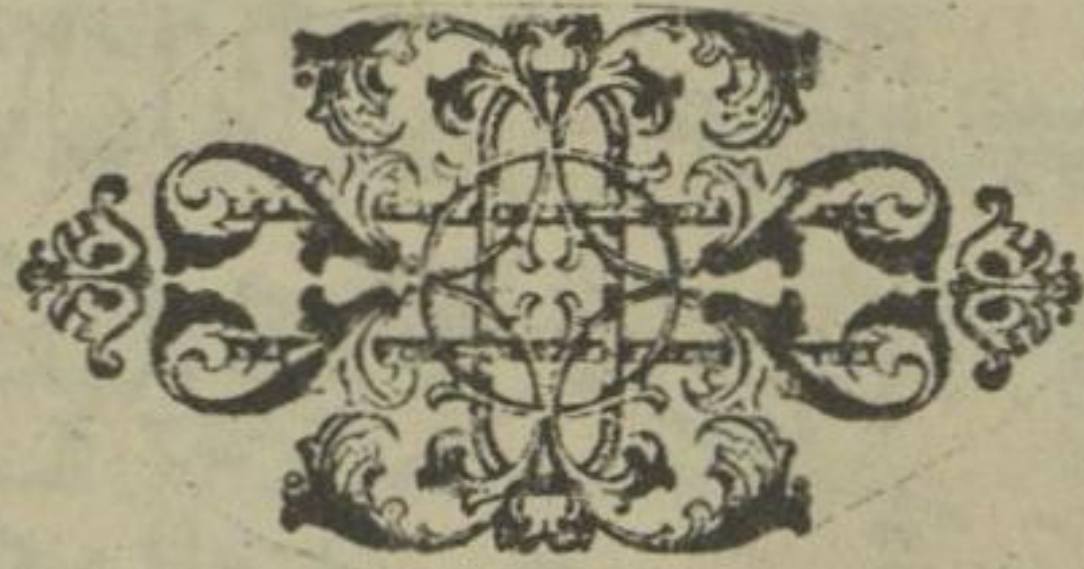
وَاِذَا اَمَّرَ اَمِیْرًا عَلٰی جَیْشٍ اَوْ سَرِیَّةٍ اَوْصَاهُ فِیْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ کَفَرَ بِاللّٰهِ اُغْزُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِیْدًا م ع ہ اِنْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا تَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا وَّلَا طِفْلًا وَّلَا صَغِیْرًا وَّلَا امْرَاَةً وَّلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَکُمْ وَاَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ د فَاِذَا مَشٰی مَعَهُمْ قَالَ انْطَلِقُوْا عَلَی اسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعِنْهُمْ مس وَاِذَا اَرَادَ سَفَرًا قَالَ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِیْرُ ر ا وَاِنْ خَافَ مِنْ عَدُوٍّ اَوْ غَیْرِهٖ فَقِرَاءَةُ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اَمَانٌ مِّنْ کُلِّ سُوْءٍ مو مُجَرَّبٌ

سردار لشکر کو نصیحت

ترجمہ: اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جب کسی کو بڑے یا چھوٹے لشکر پر سردار بناتے، تو خاص طور پر اس کے حق میں خدا سے ڈرنے کی اور مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے کی نصیحت فرماتے، پھر ارشاد کرتے۔ اللہ کے راستہ میں اللہ کے نام سے جہاد کرو، اور جو شخص اللہ کا انکار کرے اسے قتل کرو، اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرو، اور عہد شکنی نہ کرو، اور کسی کے ناک کان وغیرہ نہ کاٹو اور کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔ مسلم، سنن اربعہ (عن بریدہ ابن المحصب الاسلمی رضی اللہ عنہ)

اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلو، اور کسی بوڑھے کھوسٹ اور دودھ پیتے بچے، اور چھوٹے بچے اور عورت کو قتل مت کرو، اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرو، اور غنیمتیں جمع کرو، اور آپس کے معاملات درست رکھو، اور احسان کرو یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ابوداود۔ (عن انس رضی اللہ عنہ)

اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ چلتے تو فرماتے اللہ کے نام پر چلو، اے اللہ! ان کی مدد فرما۔ حاکم۔ (عن ابن عباسؓ)

اور جب کوئی سفر کا ارادہ کرے تو کہے اے اللہ! میں تیری ہی مدد سے حملہ کرتا ہوں اور تیری مدد سے حیلہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے چلتا ہوں۔ بزار، احمد، (عن علیؓ)

اور اگر دشمن یا دشمن کے علاوہ کسی اور چیز کا خوف ہو تو لایلاف قریش کا پڑھنا، ہر بُرائی اور تکلیف سے حفاظت کا سبب ہے موقوفاً یہ ابوالحسن قزوینی کا قول ہے، جو بہت بڑے ولی اللہ اور صاحبِ کرامت تھے، اور یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

شرح: جو میدان جنگ میں نہ لڑ سکے اور جنگ کے بارے میں صلاح مشورہ نہ دے سکے، اور اگر تدبیر و انتظام کی صلاحیت رکھتا ہے تو اسے قتل کر دینا چاہئے۔

اور اگر فتنہ انگیز عورت ہو یا لڑائی میں شرکت کرے تو اس کو بھی قتل کر دیا جائے۔

فَاِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الرِّکَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِذَا اسْتَوٰی عَلٰی
ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا
لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
اَللّٰهُ اَکْبَرُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّةً سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ
نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ د ت س
حب ا مس وَاِذَا اسْتَوٰی کَبَّرَ ثَلٰثًا وَّقَرَأَ سُبْحَانَ
الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا الْاٰیَةَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا
هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا
سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ
وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ
وَکَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ
وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِیْهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا
حَامِدُوْنَ م د س ت وَاِذَا رَکِبَ مَدَّ اِصْبَعَهٗ وَقَالَ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ
اَصْحِبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَ
هَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ
وَکَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ ت س مَا مِنْ بَعِیْرٍ اِلَّا فِیْ ذِرْوَتِهٖ شَیْطَانٌ

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا رَكِبْتُمُوْهُ كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ثُمَّ امْتَهِنُوْهَا لِأَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا يَحْمِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَط

ترجمہ: جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھے تو کہے بسم اللہ پھر جب (اچھی طرح) اس کی پیٹھ پر بیٹھ جائے تو کہے اللہ کا شکر ہے، (اور) پاک ہے وہ (ذات) جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا ہے اور ہم (ایسے طاقت ور) نہ تھے کہ ان کو (اپنے) قابو میں کر لیتے، اور بیشک ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ الحمد للہ تین بار، اللہ اکبر تین بار، لا الٰہ الا اللہ ایک بار، تو پاک ہے بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں ہے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، احمد، حاکم (عن علیؓ)

اور جب اطمینان سے (سواری پر) بیٹھ جائے، تو تین بار اللہ اکبر اور سبحان الذی سخرلنا ھٰذا الخ پاک ہے وہ (ذات) جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا ہے، اور ہم (ایسے طاقت ور) نہ تھے کہ ان کو (اپنے) قابو میں کر لیتے، اور بیشک ہمیں اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پڑھے اور کہے اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی اور پرہیزگاری اور تیری خوشنودی کے کام چاہتے ہیں، اے اللہ! ہم پر ہمارا یہ سفر آسان کر دے، اور اس کا فاصلہ طے کر دے، الٰہی تو ہی سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشقت اور ناگوار منظر اور مال اور اہل و اولاد میں واپسی پر خرابی سے پناہ مانگتا ہوں، اور جب سفر سے لوٹنے لگے تب بھی یہی کہے، اور اتنا اور زیادہ کرے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کا شکر کرنے والے ہیں، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن ابن عمرؓ)

اور جب سوار ہو تو اپنی انگلی اٹھائے اور کہے اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے اور ہمیں اپنی حفاظت کے ساتھ محفوظ رکھ اور ہمیں اپنی نگرانی میں (وطن) واپس لا اے اللہ! ہمارے لئے زمین طے کر اور ہم پر سفر آسان فرما، اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور ناگوار منظر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ)

کوئی اونٹ ایسا نہیں ہے جس کے کوہان کی بلندی میں شیطان نہ ہو تو جب تم اس پر سوار ہو تو اللہ عز وجل نے جس طرح تمہیں حکم دیا ہے، اس کا نام لو، پھر اسے اپنی خدمت کے لئے استعمال میں لاؤ (اور سوار ہو جاؤ) کیونکہ اللہ عز وجل ہی سوار کرتا ہے۔ احمد، طبرانی (عن ابن العاصؓ)

وَيَتَعَوَّذُ فِي السَّفَرِ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْٓءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ م ت س ق اَللّٰهُمَّ بَلَاغًا يُّبَلِّغُ خَيْرًا وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاطْوِ لَنَا الْاَرْضَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ص ى اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا فِيْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِيْ اَهْلِنَا ت س وَاِذَا عَلَا ثَنِيَّةً كَبَّرَ وَاِذَا هَبَطَ سَبَّحَ خ س د وَاِذَا اَشْرَفَ عَلٰى وَادٍ هَلَّلَ وَكَبَّرَ ع وَاِنْ عَثَرَتْ بِهٖ دَآبَّتُهٗ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ س مس ا ط

ترجمہ: اور سفر میں سفر کی مشقت اور واپسی کی بُرائی اور زیادتی کے بعد نقصان اور مظلوم کی بددعا اور اہل اور مال میں بُرائی دیکھنے سے پناہ مانگے۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، (عن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! میں تجھ سے ایسا وسیلہ مانگتا ہوں جو خیر پہنچائے اور تیری بخشش اور رضا چاہتا ہوں بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے۔ اے اللہ! ہم پر ہمارا سفر آسان کر دے اور ہمارے لئے زمین طے کر دے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور بری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابویعلیٰ، ابن سنی (عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! تو ہی سفر میں ساتھی اور گھر والوں میں نائب ہے، اے اللہ! تو سفر میں ہمارا رفیق اور گھر والوں میں ہمارا نائب ہو جا۔ ترمذی، نسائی (عن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ)

بلندی پر چڑھنے اور اُترنے کی دعا

جب کسی بلندی (ٹیلے یا پہاڑ وغیرہ) پر چڑھے تو "اللہ اکبر" کہے اور نیچے اُترے تو "سبحان اللہ" کہے۔ بخاری، نسائی، ابو داؤد، (عن جابرؓ)

اور جب کسی وادی پر چڑھے تو "لا الٰہ الا اللہ" اور "اللہ اکبر" کہے۔ صحاح ستہ (عن ابی موسیٰ الاشعریؓ)

جانور کا بدکنا

اور اگر اس کا جانور اس کو لے کر بھپلے یا اوندھا ہو تو بسم اللہ کہے۔ نسائی، حاکم، طبرانی، (عن ابی الملیح)۔ احمد (عن ابی تمیمہؓ)

دریا کے سفر کی دعا

سفر میں جانور کے بھاگ جانے اور مدد مانگنے کا ذکر

اونچی جگہ پر چڑھنے کا ذکر

وَاِذَا رَکِبَ الْبَحْرَ اَمَانٌ مِّنَ الْغَرَقِ اَنْ یَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا الْاٰیَۃَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ الْاٰیَۃَ فِی الزُّمَرِ ط صِ ی ی وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَآبَّتُہٗ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ مو مُص وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ ط وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ ط وَاِذَا اَشْرَفَ عَلٰی مَکَانٍ مُّرْتَفِعٍ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَّلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَ صِ ی

ترجمہ: اور جب دریا کا سفر کرے تو ڈوبنے سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے، اور ان لوگوں نے تو خدا کی جیسی قدر کرنی چاہئے تھی اس کی قدر نہ کی حالانکہ (وہ ایسی عظمت اور قدرت رکھتا ہے کہ) قیامت کے دن (یہ) ساری زمین اس کی ایک مٹھی (میں) ہوگی اور آسمان لپٹے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے، لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں خدا (کی ذات) اس سے پاک اور (اس کی شان اس سے بہت) بلند ہے، طبرانی، ابویعلی، ابن سنی (عن حسین بن علیؓ)

اور جب اس کا جانور بھاگ جائے، تو پکار کر کہے، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ بزار (عن ابن عباسؓ) اللہ تم پر رحم کرے، ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن ابن عباسؓ)

اور اگر مدد چاہے تو تین بار کہے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ طبرانی (عن زید بن علیؓ)

اور یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔ طبرانی (عن عقبۃ الغزوانؓ)

اور جب کسی اونچی جگہ پر چڑھے تو کہے اے اللہ! تو ہی ہر بلندی سے اونچا ہے، اور ہر حال میں تیرا شکر ہے۔ احمد، ابویعلی، ابن سنی، (عن انسؓ)

وَاِذَا رَاٰی بَلَدًا یُّرِیْدُ دُخُوْلَهَا قَالَ حِیْنَ یَرَاهَا اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَآ اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَآ اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْأَلُكَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا س حب مس اَسْأَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا ط وَعِنْدَ مَا یُرِیْدُ اَنْ یَّدْخُلَهَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا طس وَاِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَضُرَّهٗ شَیْءٌ حَتّٰی یَرْتَحِلَ م ت

س ق ا ط مص

ترجمہ: اور جب وہ شہر دیکھے جس میں جاتا ہے تو کہے اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور ان چیزوں کے پروردگار جن پر آسمان سایہ افگن ہیں اور ساتوں زمینوں اور ان چیزوں کے رب جن کو یہ زمینیں اٹھائی ہوئی ہیں اور شیاطین اور ان لوگوں کے رب جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے اور ہواؤں اور ان چیزوں کے رب جن کو ان ہواؤں نے پراگندہ کردیا ہے ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس بستی کے لوگوں کی بھلائی مانگتے ہیں اور اس کی برائی اور اس کے لوگوں کی برائی اور اسکے اندر کی برائی سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ نسائی، ابن حبان، حاکم عن صہیبؓ،

میں تجھ سے اس (شہر) کی بھلائی اور اس (شہر) کے اندر کی بھلائی مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے اس (شہر) کی اور اس (شہر) کے اندر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، طبرانی، (عن لبابہ بن ابی رفاعۃ بن عبد المنذر الانصاریؓ)

اور جس وقت اس کے اندر جانا چاہے تو تین بار کہے اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے،

شہر دیکھنے کی دعا

مسافر کو کسی جگہ قیام کرنا

شہر میں داخل ہونے کی دعا

(اور یہ دعا کرے) اے اللہ! ہمیں اس کے میوے نصیب فرما (یعنی نفع دے) اور ہمیں اس کے رہنے والوں کا محبوب کردے، اور اس کے نیک لوگوں کو ہمارا دوست بنادے۔ طبرانی فی الاوسط (عن عائشہؓ)

اور جب کسی منزل (قیام گاہ) میں اترے تو کہے میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں، اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے، تو یقیناً جب تک وہ کوچ کرے گا اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، طبرانی، ابن ابی شیبہ (عن خولہ بنت الحکیمؓ)

وَاِذَا اَمسٰى وَاَقبَلَ اللَّيلُ يَا اَرضُ رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِن شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيكِ وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِن اَسَدٍ وَّاَسوَدٍ وَمِنَ الحَيَّةِ وَالعَقرَبِ وَمِن شَرِّ سَاكِنِي البَلَدِ وَمِن وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ د س مس وَوَقتَ السَّحَرِ يَقُولُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمدِ اللّٰهِ وَنِعمَتِهٖ وَحُسنِ بَلَآئِهٖ عَلَينَا رَبَّنَا صَاحِبنَا وَاَفضِل عَلَينَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ م د س يَقُولُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّيَرفَعُ بِهَا صَوتَهٗ عو مس وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبُّ يَا جُبَيرُ اِذَا خَرَجتَ فِي سَفَرٍ اَن تَكُونَ اَمثَلَ اَصحَابِكَ هَيأَةً وَّاَكثَرَهُم زَادًا فَقُلتُ نَعَم بِاَبِي اَنتَ وَاُمِّي قَالَ فَاقرَأ هٰذِهِ السُّوَرَ الخَمسَ قُل يَا اَيُّهَا الكَافِرُونَ وَاِذَا جَاءَ نَصرُ اللّٰهِ وَقُل هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُل اَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ وَقُل اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَافتَتِح كُلَّ سُورَةٍ بِبِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ وَاختِم قِرَاءَتَكَ بِهَا قَالَ جُبَيرٌ وَّكُنتُ غَنِيًّا كَثِيرَ المَالِ فَكُنتُ اَخرُجُ فِي سَفَرٍ فَاَكُونُ اَبَذَّهُم هَيأَةً وَّاَقَلَّهُم زَادًا فَمَا زِلتُ مُنذُ عُلِّمتُهُنَّ مِن رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأتُ بِهِنَّ اَكُونُ مِن اَحسَنِهِم هَيأَةً وَّاَكثَرِهِم زَادًا حَتّٰى اَرجِعَ مِن سَفَرِي ص

اور جب شام ہو، اور رات آئے تو کہے اے زمین میرا اور تیرا رب "اللہ" ہے، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، تیری برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو تیرے اندر پیدا کی گئی ہے، اور اس چیز کی برائی سے جو تجھ پر چلتی ہے، اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیر اور کالے اژدہے سے اور سانپ اور بچھو سے اور شہر کے رہنے والوں کی برائی سے اور جننے والے (باپ) اور جنے ہوئے بیٹے کی برائی سے۔ ابوداؤد، نسائی، حاکم (عن عمرؓ)

اور مسافر پچھلی رات کے وقت کہے سن لی سننے والے نے اللہ کی تعریف اور اس کی نعمت کا اقرار اور ہم پر اس کی خوبی نعمت، اے ہمارے پروردگار ہمارا رفیق ہو جا، اور ہم پر فضل فرما حالانکہ (میں یہ بات) دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے (کہہ رہا ہوں) مسلم، ابوداؤد، نسائی، (عن ابی ہریرۃؓ)

اور اس کو تین بار باآواز بلند کہے۔ ابوعوانہ، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبیرؓ (ابن مطعم) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو اپنے دوستوں سے صورت اور حالت میں بہتر اور توشہ (دولت میں) بڑھ کر ہو (حضرت جبیرؓ نے) عرض کیا جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے فرمایا تو یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو، قل یاایہا الکافرون، اذا جاء نصر اللہ، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس، اور ہر سورت کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرو۔ اور بسم اللہ ہی پر ختم کرو، حضرت جبیر کہتے ہیں میں دولتمند اور مالدار تھا، مگر سفر کرتا تھا تو (اپنے ساتھیوں میں سب سے) زیادہ تباہ حال اور مفلس ہو جاتا تھا، جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سورتیں سیکھیں اور ان کو ہمیشہ پڑھنے لگا تو سفر سے واپسی تک (اپنے سب دوستوں سے زیادہ) اچھے حال اور دولتمند رہتا۔ ابویعلے (عن جبیرؓ)

مَا رَاكِبٌ يَخْلُو فِي مَسِيرِهِ بِاللّٰهِ وَذِكْرِهِ اِلَّا رَدِفَهُ اللّٰهُ بِمَلَكٍ وَّ لَا يَخْلُو بِشِعْرٍ وَّنَحْوِهِ اِلَّا رَدِفَهُ بِشَيْطَانٍ ط وَاِنْ كَانَ فِي حَجٍّ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَ كَبَّرَ خ فَاِذَا اَحْرَمَ لَبّٰى لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ع لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ لَبَّيْكَ مو م عه لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ س ق حب مس وَاِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ سَاَلَ اللّٰهَ مَغْفِرَتَهُ وَرِضْوَانَهُ وَاسْتَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ ط

ترجمہ:۔ جو کوئی سوار (مسافر) چلتے وقت (اثنائے راہ میں دنیاوی خیالات اور فکروں سے) خالی ہو کر اللہ اور اسکے ذکر کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکے پیچھے ایک فرشتہ سوار کر دیتا ہے، اور اگر (برے) شعر وغیرہ میں مشغول ہوتا ہے تو اسکے پیچھے ایک شیطان سوار کر دیتا ہے طبرانی (عن عقبہ بن عامرؓ)

اور اگر مسافر سفر حج میں ہو تو جب اس کی سواری (مقام) بیدا پر ٹھیرے تو الحمدللہ اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہے۔ بخاری (عن انسؓ)

اور جب احرام باندھے تو اس طرح تلبیہ کہے، میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، سب خوبیاں اور نعمتیں تیری ہی ہیں، اور سلطنت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ صحاح ستہ (عن ابن عمرؓ)

میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور فرماں برداری کے لئے تیار ہوں، اور ہر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، میں حاضر ہوں، اور تو ہی مقصود ہے اور تیرے ہی پاس اعمال جاتے ہیں، میں حاضر ہوں، سنن اربعہ موقوفاً (عن ابن عمرؓ)

میں حاضر ہوں، اے معبود برحق! میں حاضر ہوں۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

اور جب تلبیہ سے فارغ ہو جائے تو اللہ سے مغفرت اور اس کی خوشنودی مانگے، اور دوزخ سے چھٹکارا چاہے۔ طبرانی (عن خزیمۃ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ)

شرح: یعنی[1] جو کوئی سواری کے وقت خدا کی یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے ایک فرشتہ متعین کر دیتا ہے جو اس کی نگرانی اور مدد کرتا ہے، اور اس کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے اور بدی سے باز رکھتا ہے اور اگر بیہودہ باتوں اور مذموم شعر گوئی میں مصروف ہوتا ہے تو ایک شیطان معین کر دیتا ہے جو اسے بُری راہ بتاتا ہے۔

جب[2] مکہ سے مدینہ جاتے ہیں تو مسجد ذو الحلیفہ کے سامنے جو اونچی جگہ آتی ہے اس کو بیداء کہتے ہیں۔

جب[3] کوئی شخص فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاتا ہے تو بغیر سلے ہوئے کپڑے یعنی ایک تہمد اور ایک چادر پہنتا ہے اُسے احرام کہتے ہیں۔
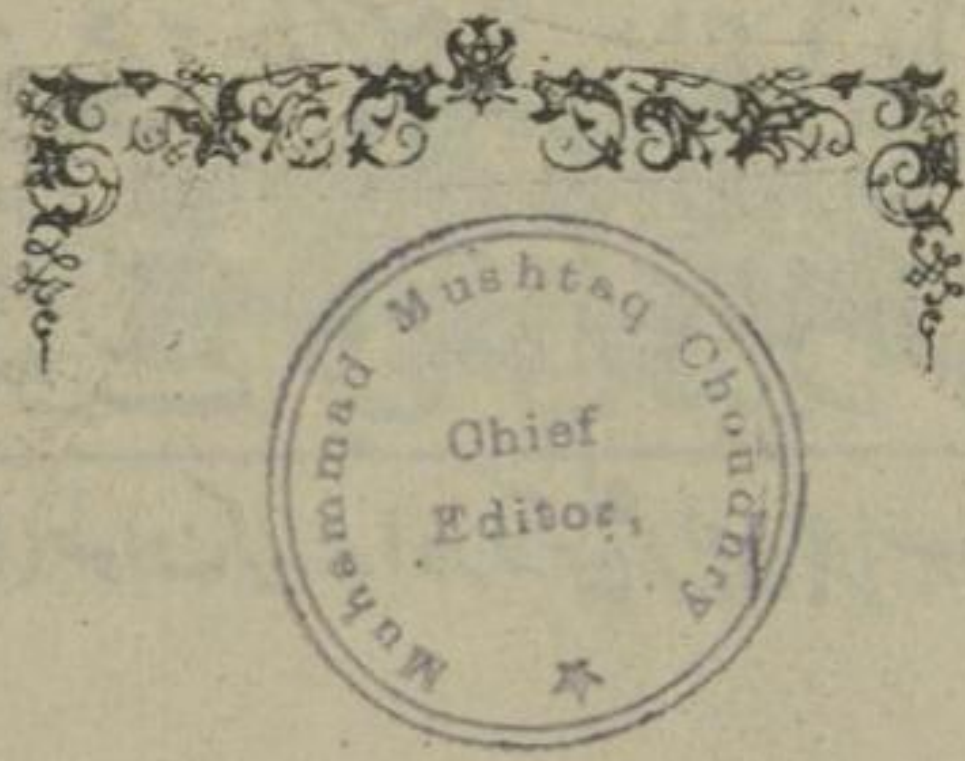
فَاِذَا طَافَ كُلَّمَا اَتَى الرُّكْنَ كَبَّرَ خ وَيَقُوْلُ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ د س حب مس مص وَكَذٰلِكَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْحِجْرِ مو مص وَفِى الطَّوَافِ مس اَوْ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ مو مص اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِىْ بِمَا رَزَقْتَنِىْ وَبَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّىْ بِخَيْرٍ مس مو مص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ مو مص

ترجمہ: اور جب (خانہ کعبہ کا) طواف کرے اور رکنؔ (یعنی حجر اسود) پر پہنچے تو "اللہ اکبر" کہے۔ بخاری (عن ابن عباسؓ)

اور دونوں رکن (رُکن حجر اسود اور رکن یمانی) کے درمیان کہے، اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن عبداللہ بن السائبؓ)

اور اسی طرح یہ آیت "رَبَّنَا اٰتِنَا" رکن اسود اور حطیمؔ کے درمیان پڑھے۔ موقوفاً ابن ابی شیبہ (عن عبداللہ بن السائبؓ)

اور طواف میں (بھی یہ آیت پڑھے) حاکم (عن عبداللہ بن السائبؓ)

یا رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان کہے۔ موقوفاً ابن ابی شیبہ (عن بن عمرؓ)

اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے نصیب کیا ہے اس پر مجھے قناعت دے، اور اس میں میرے لئے برکت فرما، اور ہر اس چیز میں جو میری نظر سے غائب ہے خیریت کے ساتھ میرا نگراں رہ۔ حاکم موقوفاً ابن ابی شیبہ (عن ابن عباسؓ)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، موقوفاً ابن ابی شیبہ (عن ابن عمرؓ)

شرح: الرکنؔ جہاں مطلق رکن بولا جاتا ہو تو اس سے وہ رکن مراد ہوتا ہے جس میں حجر اسود ہے۔

طواف کا طریقہ یہ ہے کہ جب رکن کے سامنے آئے تو بسم اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور درود پڑھ کر خانہ کعبہ کے دروازہ کی طرف سے طواف شروع کرے جب ایک پھیرا کر چکے جس کو شوط کہتے ہیں تو سات بار شوط اسی طرح ادا کرے، اور جب اللہ اکبر کہے تو دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھا کر ہتھیلیاں حجر اسود کے سامنے کرے پھر اس کو بوسہ دے اور حجر اسود کے بوسہ دینے کا یہ طریقہ ہے کہ ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ کر ان کے درمیان منہ سے اس کو چومے مگر اس طرح کہ آواز نہ ہو، اور اگر منہ سے بوسہ نہ دے سکے تو اس کے ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی وغیرہ لگا کر اس کو چومے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کرے اور انگلیوں کو بوسہ دے اور مستحب یہ ہے کہ حجر اسود پر سجدہ کی طرح ماتھا اور ناک بھی رکھے اور بوسہ دے اس طرح تین بار کرے۔

حِجر (حطیم) کعبہ کی وہ گول دیوار ہے جو شمال کی طرف ہے پہلے یہ دیوار کعبہ کے اندر تھی اب اس کو علیحدہ چھوڑ کر کعبہ کی دیوار ادھر بنائی ہے اس دیوار کی شکل نصف دائرہ کی سی ہے اور انیس شرعی گز ہے

فَاِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ تَقَدَّمَ اِلٰی مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَرَأَ
وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ
وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِی الْاُوْلٰی قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ
وَفِی الثَّانِيَةِ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَی الرُّكْنِ فَيَسْتَلِمُهٗ
ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ الْبَابِ اِلَی الصَّفَا فَاِذَا دَنَا مِنْهُ قَرَأَ اِنَّ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَرْقٰی
الصَّفَا حَتّٰی يَرَی الْبَيْتَ فَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ فَيُوَحِّدُ اللّٰهَ وَ
يُكَبِّرُهٗ وَيَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ
وَحْدَهٗ ثُمَّ يَدْعُوْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَيَقُوْلُ مِثْلَ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ يَنْزِلُ الْمَرْوَةَ حَتّٰی اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ بَطْنِ الْوَادِیْ
سَعٰی حَتّٰی اِذَا صَعِدَ مَشٰی حَتّٰی اِذَآ اَتَی الْمَرْوَةَ فَعَلَ عَلَی الْمَرْوَةِ
كَمَا فَعَلَ عَلَی الصَّفَا م د س ق عو وَاِذَا رَقِیَ الصَّفَا
كَبَّرَ ثَلٰثًا وَّيَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ يَصْنَعُ ذٰلِكَ
سَبْعَ مَرَّاتٍ فَيَصِيْرُ مِنَ التَّكْبِيْرِ اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ وَمِنَ

صفا و مروہ کی سعی

التَّهْلِيْلِ سَبْعًا وَّيَدْعُوْ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ ثُمَّ يَهْبِطُ فَإِذَا رَقِيَ عَلَى الْمَرْوَةِ صَنَعَ كَمَا صَنَعَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ سَعْيِهٖ مو طا مص

ترجمہ :۔ اور جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیمؑ کے پاس آکر یہ آیت پڑھے، اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ اور مقام ابراہیم کو اپنے اور خانہ کعبہ کے درمیان کر کے دو رکعت نماز پڑھے (جس میں سورۂ فاتحہ کے بعد) پہلی رکعت میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" اور دوسری میں "قل ھو اللہ احد" پڑھے، پھر رکن کی طرف لوٹے اور اسے چومے پھر دروازے سے نکل کر صفا کی طرف جائے اور جب اس کے قریب پہنچے تو پڑھے، بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں، میں اس چیز سے ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ عز وجل نے ابتدا کی ہے، پھر صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھے اور قبلہ رُو ہو کر خدا کی توحید بیان کرے اور تکبیر کہے اور کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور وہی قابلِ حمد ہے، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و یگانہ ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (محمد) کی مدد کی، اور تنہا لشکر (کفار) کو شکست دی، پھر اس کے درمیان دعا کرے اور اسی طرح تین بار کہے، پھر مروہ کی طرف اترے یہاں تک کہ جب اس کے قدم نالہ کے نشیب میں اتریں تو دوڑے یہاں تک کہ جب چڑھنے لگے تو آہستہ چلے یہاں تک کہ جب مروہ پر آئے تو وہاں بھی اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کیا تھا مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوعوانہ (عن جابرؓ)

اور جب صفا پر چڑھے تو تین بار "اللہ اکبر" کہے اور کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، ایسا سات مرتبہ کرے، تو اکیس بار تکبیر اور سات بار "لا الٰہ الا اللہ" ہو جائے گا اور اس کے درمیان دعا مانگے اور اللہ سے سوال کرے پھر نیچے اُتر آئے اور جب مروہ پر چڑھے تو اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کیا تھا، یہاں تک کہ اپنی سعی سے فارغ ہو جائے۔ موقوفاً موطا، ابن ابی شیبہ (عن ابن عمرؓ)

شرح : مقامِ ابراہیمؑ۔ ایک پتھر ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام لوگوں کو حج کے لئے آواز دی تھی، چنانچہ ارشاد باری ہے "وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ"

(ترجمہ:۔ اور (سارے جہان کے) لوگوں میں حج کا اعلان کردو)

اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں، اور اب وہ پتھر کعبہ کے سامنے ایک حجرہ میں ہے، تو حاجی کو چاہئے کہ اس حجرہ کے پیچھے کھڑے ہوکر طواف دوگانہ پڑھے، تاکہ وہ پتھر اس کے اور کعبہ کے بیچ میں ہوجائے، یہ دو رکعتیں ہر طواف کے بعد واجب ہیں خواہ طواف فرض ہو یا واجب یا نفل، اور اس دوگانہ کے لئے مقام ابراہیم افضل ہے، لیکن اگر دوسری جگہ بھی پڑھے گا تو جائز ہوجائے گی۔

[۲] سنت یہ ہے کہ سعی کے لئے فوراً نکل جائے، بلا عذر تاخیر نہ کرے۔

[۳] تین بار کلمہ توحید پڑھے اور تین بار دعا کرے۔

وَيَدْعُوْ عَلَى الصَّفَا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ
وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاِنِّیْ اَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ
اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰى تَتَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ مو طا وَبَيْنَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ
الْاَكْرَمُ مو مص وَاِذَا سَارَ اِلٰى عَرَفَاتٍ لَبّٰى وَكَبَّرَ
مد وَخَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ
اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ قَبْلِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ت
اَكْثَرُ دُعَائِیْ وَدُعَاءِ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِیْ بِعَرَفَةَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ
نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ
اَمْرِیْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَ
فِتْنَةِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِی اللَّيْلِ وَ
شَرِّ مَا يَلِجُ فِی النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ مص وَالتَّلْبِيَةُ
بِعَرَفَاتٍ سُنَّةٌ س مس وَلَمَّا وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ وَّقَالَ لَبَّيْكَ
اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ قَالَ اِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ طس فَاِذَا صَلّٰى

العَصرَ وَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ يَرفَعُ يَدَيهِ وَيَقُولُ اَللّٰهُ اَكبَرُ وَ
لِلّٰهِ الحَمدُ اَللّٰهُ اَكبَرُ وَلِلّٰهِ الحَمدُ اَللّٰهُ اَكبَرُ وَلِلّٰهِ الحَمدُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ المُلكُ وَلَهُ الحَمدُ
اَللّٰهُمَّ اهدِنِي بِالهُدٰى وَنَقِّنِي بِالتَّقوٰى وَاغفِر لِي فِي الاٰخِرَةِ
وَالاُولٰى ثُمَّ يَرُدُّ يَدَيهِ فَيَسكُتُ قَدرَ مَا يَقرَأُ اِلانسَانُ فَاتِحَةَ
الكِتَابِ ثُمَّ يَعُودُ فَيَرفَعُ يَدَيهِ وَيَقُولُ مِثلَ ذٰلِكَ
مو مص

کوہ صفا کی دعا

ترجمہ: اور صفا پر یہ دعا مانگے۔ اے اللہ! تیرا ارشاد ہے، مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جس طرح تونے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے (اسی طرح) اس کو مجھ سے نہ چھین یہاں تک کہ تو مجھے دنیا سے مسلمان اٹھائے موقوفاً موطا (عن ابن عمرؓ)

صفا و مروہ کے درمیان کی دعا

اور صفا اور مروہ کے درمیان کہے اے میرے پروردگار! مغفرت اور رحم فرما بیشک تو ہی عزت واکرام والا ہے موقوفاً ابن ابی شیبہ (عن ابن مسعودؓ)

عرفات کا ذکر

اور جب میدان عرفات کی طرف جائے تو تلبیہ اور تکبیر کہے، مسلم، ابوداؤد (عن ابن عمرؓ)

عرفہ کے دن کی دعا

اور بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہترین بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے تمام انبیا علیہم السلام نے کی وہ کلمہ توحید ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات و صفات میں) اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے اور وہی قابل تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ترمذی (عن عمرو بن شعیبؓ)

اکثر میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی دعا عرفہ میں یہ ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اے اللہ! میرے دل میں نور کردے اور میرے کان میں نور کردے اور میری آنکھ میں نور کردے، اے اللہ! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کردے اور میں سینے کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور قبر کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ

میں اس چیز کی برائی سے جو رات میں داخل ہوتی ہے، اور اس چیز کی برائی سے جو دن میں داخل ہوتی ہے، اور اس چیز کی برائی سے جو ہوائیں چلاتی ہیں تیری پناہ لیتا ہوں، ابن ابی شیبہ (عن علیؓ)

اور تلبیہ عرفات میں سنت ہے۔ نسائی، حاکم (عن ابن عباسؓ)

اور جب عرفات میں ٹھیرے تو کہے میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، اس کے بعد کہے، بہتری اصل میں آخرت ہی کی ہے۔ طبرانی فی الاوسط (عن ابن عباسؓ)

اور جب عصر کی نماز پڑھے اور عرفات میں ٹھیرے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر کہے اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے، اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے تعریف ہے، اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی قابلِ تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، اے اللہ! میری ہدایت سے رہبری فرما اور مجھے تقوی کے ساتھ پاک کر، اور دنیا اور آخرت میں میری مغفرت فرما، پھر اپنے ہاتھ نیچے کرے اور جتنی دیر ایک آدمی سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے خاموش رہے، پھر دوبارہ ہاتھ اٹھائے اور اسی طرح کہے۔ موقوفاً ابن ابی شیبہ (عن ابن عمرؓ)

شرح: یعنی راہ میں کبھی تلبیہ کہے اور کبھی تکبیر کہے، لیکن علما نے کہا ہے کہ تلبیہ کہنا سنت ہے، اور کبھی کبھی تکبیر کہنا بھی جائز ہے۔

وقوف (یعنی عرفات میں ٹھیرنے) سے پہلے اور ٹھیرنے کے بعد کنکریاں مارنے تک لبیک کہنا سنت مؤکدہ ہے، ورنہ ہر حالت میں احرام کے بعد مستحب ہے مگر شروع احرام میں واجب ہے۔

میدانِ عرفات میں عصر و ظہر ایک ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں، اس کے بعد عرفات میں ٹھیرتے ہیں یہ قیام فرائض حج میں سے ہے اس کا وقت ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی دوپہر ڈھلنے سے دسویں کی تمام شب تک ہی اس عرصہ میں اگر ایک ساعت بھی عرفات میں ٹھیر جائے گا تو فریضہ حج ادا ہو جائے گا، اور سنت یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد وہاں سے واپس ہو۔

وَاِذَا رَجَعَ وَاَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَ كَبَّرَهٗ وَهَلَّلَهٗ وَوَحَّدَهٗ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى اَسْفَرَ جِدًّا م د س ق عو وَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّىْ حَتّٰى يَرْمِىَ الْجَمْرَةَ اَىْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ع وَاِذَا اَرَادَ رَمْىَ الْجِمَارِ فَاِذَا اَتَى الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ خ س اَوْ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ م د س ق مص

ترجمہ: اور جب (میدان عرفات سے) لوٹے اور مشعر حرام پر پہنچے تو قبلہ رُو ہو کر اللہ سے دُعا مانگے اور "اللہ اکبر" اور "لا الہ الا اللہ وحدہٗ" کہے اور مشعر حرام ہی میں ٹھیرا رہے، یہاں تک کہ خوب روشنی ہو جائے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوعوانہ (عن جابرؓ)

اور برابر تلبیہ کہتا رہے، یہاں تک کہ جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارے، صحاح ستہ (عن ابن عباسؓ)

اور جب جمروں پر کنکریاں مارنے کا ارادہ کرے اور جمرۂ دُنیا (اُولیٰ) پر آئے تو اس پر سات کنکریاں پھینکے اور ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتا جائے۔ بخاری، نسائی (عن ابن عمرؓ)

یا ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ (عن جابرؓ)

شرح: مشعر حرام، مزدلفہ کے پہاڑ کا نام ہے، جب حجاج عرفات سے واپس ہوتے ہیں تو یہاں ٹھیرتے ہیں، اس جگہ حاجیوں کا صرف ٹھیرنا واجب ہے، خواہ ایک ساعت ہی ہو، اور تمام وقت ٹھیرنا سنت ہے، اور مشعر حرام میں قیام کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے آفتاب نکلنے تک ہے، اگر اس سے پہلے یا پیچھے ٹھیرے گا تو معتبر نہیں۔

جمرہ اصل میں کنکری کو کہتے ہیں مگر اب ان مناروں (ٹیلوں) کا نام ہو گیا ہے جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، اور وہ تین ہیں، جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ، جمرۂ عقبہ، جمرہ اولیٰ مسجد خیف کے قریب ہے، سب کے بعد مکہ کی طرف۔ ان تینوں کو کنکریاں مارنا واجب ہے، دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مارتے ہیں اور اول کنکری ہی پر لبیک کہنا موقوف کر دیتے ہیں اور گیارہویں اور بارہویں کو تینوں جمروں پر کنکریاں مارتے ہیں، اور اگر منیٰ میں رہیں تو تیرھویں کو بھی رمی کرتے ہیں۔

ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا
فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَأْخُذُ
ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا
فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ
بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا خ س وَيَسْتَبْطِنُ الْوَادِيَ
حَتّٰى اِذَا فَرَغَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا
مَغْفُوْرًا مص مو مص يَدْعُوْ عِنْدَ الْجَمَرَاتِ كُلِّهَا وَلَا يُوَقِّتُ شَيْئًا مو مص وَاِذَا
ذَبَحَ سَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهٖ اَيْ عَرْضِ خَدِّهٖ ع وَيَقُوْلُ
فِي الْاُضْحِيَّةِ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ م د اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ
وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ يَذْبَحُ د ق مس

ترجمہ: پھر (جمرہ اولیٰ پر کنکریاں پھینکنے کے بعد تھوڑا سا) آگے بڑھ کر نرم زمین میں کھڑا ہو اور دیر تک قبلہ رو کھڑا رہے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے، پھر جمرۂ وسطیٰ پر اسی طرح کرے، پھر بائیں جانب چل کر زمین میں دیر تک قبلہ رُخ کھڑا رہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرے، پھر وادی کے نشیب سے جمرۂ عقبہ پر کنکریاں پھینکے اور اس کے پاس نہیں ٹھیرے (بخاری، نسائی رعن ابن عمرؓ)

اور جمرۂ عقبہ پر کنکریاں پھینکنے کے لئے نالہ کے بیچ میں داخل ہو، یہاں تک کہ جب فارغ ہو جائے تو پڑھے، اے اللہ ہمارے اس حج کو حج مبرور بنا اور ہمارے گناہوں کو بخشا ہوا کر دے، ابن ابی شیبہ (عن ابن مسعودؓ) موقوفاً ابن ابی شیبہ (عن ابن عمرؓ)

اور تمام جمروں کے پاس دُعا مانگے مگر کوئی دعا متعین نہ کرے، بلکہ جو چاہے مانگے۔ ابن ابی شیبہ (عن الحسن البصریؒ)

اور جب قربانی کرے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہے اور اپنا پاؤں اُس کے کلہ کی چوڑائی پر رکھے۔

اور ذبح کرتے وقت کہے (میں) اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) اے اللہ! (یہ قربانی) میری اور امت محمدیہ کی طرف سے قبول فرمالے مسلم، ابوداؤد (عن عائشہؓ)

اور کہے میں نے ہر طرف سے مُنہ موڑ کر، اس کی طرف مُنہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور میں دین ابراہیمی پر ہوں موحد بن کر اور میں ان میں نہیں جو خدا کا شریک بناتے ہیں۔ الانعام رکوع ۹

میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو تمام دنیا کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہی حکم مجھ کو ہوا ہے، اور میں سب سے پہلے فرمانبرداری (اسلام) کا اقرار کرتا ہوں۔ الانعام رکوع ۲۰

اے اللہ! (یہ قربانی) تیری ہی توفیق سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے، اللہ کے نام سے اور اللہ بہت بڑا ہے، پھر ذبح کرے۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم (عن جابر بن عبداللہؓ)

شرح: جمرۂ اولیٰ کے سامنے دیر تک کھڑے رہنا مستحب ہے، چنانچہ بعض روایتوں میں ہے کہ اتنی دیر ٹھیرے جتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے، غرضکہ وہاں کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف و توصیف کرے اور تکبیر و تہلیل اور تسبیح و درود پڑھے اور نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے اور اپنے والدین اور دوست و احباب کے لئے دعا کرے اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہے اور جمرۂ عقبہ پر کنکریاں پھینکنے کے بعد وہاں نہ ٹھیرے، نہ پہلے دن، اور نہ دوسرے دن اور نہ تیسرے دن اور دعا مانگنے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ چلتے چلتے دعا مانگ لے اور بعض دعا کرنا مطلق ممنوع کہتے ہیں۔

حج مبرور اس حج کو کہتے ہیں جس میں گناہ اور خیانت نہ ہو، یعنی حدود اللہ کی پوری رعایت کی گئی ہو۔ فتح القدیر شرح ہدایہ میں حج مبرور کی یہ پہچان لکھی ہے کہ آدمی پہلے سے اچھا ہو جائے، نیک و صالح بن جائے۔

ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا ضروری ہے، اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا مستحب ہے لیکن اگر کوئی قصداً بسم اللہ چھوڑ دے گا تو اس جانور کا کھانا حرام ہو جائے گا۔

وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ قُوْمِي إِلَى أُضْحِيَّتِكِ فَاشْهَدِيْهَا فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَكِ عِنْدَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمِهَا كُلُّ ذَنْبٍ عَمِلْتِيْهِ وَقُوْلِي إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ الْآيَةَ قَالَ عِمْرَانُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا لَكَ وَلِأَهْلِ بَيْتِكَ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً مس فَإِنْ كَانَتْ بَدَنَةً فَلْيُقِمْهَا ثُمَّ لْيَقُلْ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ ثُمَّ لْيُسَمِّ اللهَ ثُمَّ لْيَنْحَرْ وَإِنْ كَانَتْ عَقِيْقَةً فَعَلَ كَالْأُضْحِيَّةِ مو مس وَيُسَمِّي عَلَى الْعَقِيْقَةِ كَمَا يُسَمِّي عَلَى الْأُضْحِيَّةِ بِسْمِ اللهِ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ مو مص

ترجمہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنی قربانی کے پاس جاؤ اور اسی کے پاس موجود رہو کیونکہ اس کے خون کا پہلا ہی قطرہ گرتے وقت تمہارے گناہ جو تم نے کئے ہیں بخش دیئے جائیں گے اور اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی آخر تک پڑھو، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ ثواب آپ کے اور آپکے اہل بیت کے لئے مخصوص ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ سب مسلمانوں کے لئے ہے۔ حاکم (عن عمران بن حصین)

اور اگر (قربانی کا جانور) اونٹ ہو تو اسے کھڑا کرے اور "اللہ اکبر" "اللہ اکبر" "اللہ اکبر" "اللھم منك والیك" پڑھے، پھر "بسم اللہ" کہہ کر اس کو نحر (ذبح) کرے اور اگر عقیقہ ہو تو قربانی ہی کی طرح کرے، حاکم موقوفاً (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

اور قربانی کی طرح عقیقہ پر بسم اللہ کہے جیسے بِسْمِ اللهِ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ بچّہ کا نام لے) موقوفاً ابن ابی شیبہ

شرح: نحر، لغت میں سینہ کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اونٹ کے حلقوم اور سینہ کے درمیانی حصہ میں نیزہ مارنے کو نحر کرنا کہتے ہیں۔

اونٹ کا نحر کرنا سنت ہے لیکن اگر ذبح کیا جائے تو بھی جائز ہے۔

اونٹ کی قربانی کا طریقہ

وَاِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ كَبَّرَ فِيْ نَوَاحِيْهِ خ د وَفِيْ رِوَايَةٍ د
وَيَدْعُوْ فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا فَاِذَا خَرَجَ رَكَعَ فِيْ قُبُلِ الْبَيْتِ
رَكْعَتَيْنِ م س وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ
هُوَ وَاُسَامَةُ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ فَاَغْلَقَهَا
عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَ
عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَّرَاءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ
يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى خ م وَلَمَّا دَخَلَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ اَمَرَ بِلَالًا فَاَجَافَ الْبَابَ وَ
الْبَيْتُ اِذْ ذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ فَمَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ
الْاُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ
وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهٗ وَاسْتَغْفَرَهٗ ثُمَّ قَامَ حَتّٰى اِذَا اَتٰى مَا
اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهٗ وَخَدَّهٗ عَلَيْهِ
وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهٗ وَاسْتَغْفَرَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ
اِلٰى كُلِّ رُكْنٍ مِّنْ اَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ
وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمَسْاَلَةِ
وَالْاِسْتِغْفَارِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ

الْكَعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ

ترجمہ: اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو تو اس کے اطراف میں تکبیر کہے۔ بخاری، ابوداؤد (عن ابن عباسؓ)

اور گوشوں میں تکبیر کہے۔ ابوداؤد (عن ابن عباسؓ)

اور اس کے تمام اطراف میں دعا کرے، پھر جب باہر نکلے تو خانہ کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھے۔ مسلم، نسائی (عن اسامۃ بن زیدؓ)

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسامۃ بن زید اور عثمان بن طلحہ الحجبی اور بلال بن رباح، کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اس کو بند کر لیا اور وہاں دیر تک ٹھیرے رہے۔ (حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں) جس وقت وہ باہر آئے تو میں نے حضرت بلالؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ حضرت بلال نے جواب دیا کہ ایک ستون کو بائیں جانب اور دو ستونوں کو دائیں جانب اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے کر کے نماز پڑھی اور اس وقت خانہ کعبہ چھ ستونوں پر بنا ہوا تھا۔ بخاری، مسلم (عن ابن عمرؓ)

اور جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر گئے تو آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا، انہوں دروازہ بند کر دیا اور اس زمانہ میں کعبہ چھ ستونوں پر بنا ہوا تھا، پھر آپ چلے یہاں تک کہ جب ان دو ستونوں کے درمیان پہنچے جو کعبہ کے دروازہ کے قریب تھے تو آپ بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس سے دعا مانگی اور مغفرت طلب کی، پھر آپ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب اس جگہ پر آئے جو کعبہ کی پشت کے سامنے ہے تو اپنا چہرہ منورہ اور رخسار مبارک اس پر رکھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور دعا مانگی اور بخشش طلب کی، پھر کعبہ کے ہر ہر رکن کے پاس گئے اور اس کی طرف رُخ کر کے تکبیر، تہلیل، تسبیح اور ثنا کی اور دعا و استغفار کی، پھر باہر نکل کر کعبہ کے دروازہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی اور واپس ہو گئے۔ نسائی (عن اسامۃؓ)

شرح: ابوداؤد کی ایک روایت میں "نواحیہ" کے لفظ ہیں اور دوسری میں "زوایا" کے مگر معنے دونوں کے ایک ہیں۔

وَاِذَا شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ فَلْيَسْتَقْبِلِ الْكَعْبَةَ وَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللهِ تَعَالٰى وَلْيَتَنَفَّسْ ثَلٰثًا وَّلْيَتَضَلَّعْ مِنْهَا فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَحْمَدِ اللهَ اِنَّ اٰيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ ق مس وَمَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ فَاِنْ شَرِبْتَهٗ تَسْتَشْفِيْ بِهٖ شَفَاكَ اللهُ وَاِنْ شَرِبْتَهٗ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَكَ اللهُ وَاِنْ شَرِبْتَهٗ لِيَقْطَعَ ظَمَأَكَ قَطَعَهٗ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ مس وَلَمَّا اَتَى الْاِمَامُ الْحُجَّةُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ زَمْزَمَ وَاسْتَسْقٰى مِنْهُ شَرْبَةً ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ ابْنَ اَبِی الْمَوَالِ حَدَّثَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ وَهٰذَا اَشْرَبُهٗ لِعَطَشِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ شَرِبَ قُلْتُ هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ وَّالرَّاوِیْ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ ذٰلِكَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثِقَةٌ رَّوٰى لَهٗ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِيْحِهٖ وَابْنُ اَبِی الْمَوَالِ ثِقَةٌ رَّوٰى لَهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِيْحِهٖ فَصَحَّ الْحَدِيْثُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ترجمہ: اور جب چاہ زمزم کا پانی پیئے تو کعبہ کی طرف رُخ کر کے "بسم اللہ" پڑھ کر تین سانس

میں پیئے، اور اس سے خوب سیر ہو، پھر جب فارغ ہو جائے تو اللہ کی تعریف کرے کیونکہ ہمارے اور منافقین کے درمیان یہ پہچان ہے کہ وہ آب زمزم سے سیر نہیں ہوتے ہیں (اور ہم سیر ہو جاتے ہیں) ابن ماجہ، حاکم (عن ابن عباسؓ)

اور آب زمزم اسی مقصد کے لئے ہے جس کے واسطے وہ پیا جائے اگر تو اسے شفا کے واسطے پئے گا تو شفا ہو جائے گی اور اگر اسے پناہ چاہنے کی غرض سے پئے گا تو اللہ تعالےٰ پناہ دے دیگا اور اگر پیاس بجھ جانے کے لئے پئے گا تو پیاس بجھ جائے گی۔ حضرت ابن عباسؓ جب آب زمزم پیتے تھے تو فرماتے تھے، خدایا! میں تجھ سے مفید علم، فراخ روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں حاکم (عن ابن عباسؓ)

جب امام الحجۃ حضرت عبداللہ ابن مبارک نے چاہ زمزم کے پانی پینے کا ارادہ کیا تو قبلہ رُو ہو کر کہا "اے اللہ! ہم سے ابن ابی الموال نے (اپنے استاد) محمد بن المنکدرؒ سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آب زمزم جس مقصد کے لئے بھی پیا جائے اسی مقصد کے لئے ہے، اور یہ آب زمزم میں قیامت کے دن میں پیاس (بجھ جانے) کے لئے پیتا ہوں"۔ پھر پانی پی لیا۔

(**مصنّف**) میں کہتا ہوں یہ سند صحیح ہے، کیونکہ عبداللہ ابن المبارک سے روایت کرنے والے سوید ابن سعید ثقہ ہیں۔ امام مسلم نے ان سے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور ابن ابی الموال بھی ثقہ ہیں، ان کی روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں کی ہے بحمداللہ تعالےٰ یہ حدیث صحیح ہے۔

حج

فرائض اسلام میں اگرچہ حج تمام عمر میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن بعض صحابہ تقریباً ہر سال فریضۂ حج ادا فرماتے تھے، ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو فرمایا "بہترین جہاد حج مبرور ہے" اس کے بعد سے وہ کبھی حج کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں، حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ "جب تم جہاد سے فارغ ہو تو حج کے لئے کجاوے کسو کیونکہ حج بھی ایک جہاد ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سخت خطرے کی حالت میں بھی حج کو قضا نہیں فرماتے تھے، حجاج بن یوسف ثقفی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے درمیان جنگ شروع ہوئی اور خود مکہ محاصرہ میں آگیا تو انہوں نے اس حالت میں بھی سفر حج کرنا چاہا، صاحبزادے نے روکا تو بولے کہ "ہمارے سامنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے، آپ حج کے لئے چلے تو کفار نے روک دیا، اگر مجھے بھی روکا جائیگا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا"۔

صحابۂ کرامؓ جس ذوق وشوق سے حج کرتے تھے اس کا مؤثر منظر حجۃ الوداع میں دنیا کو نظر آیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا تو مدینہ میں بکثرت صحابہ جمع ہوئے، حضرت اسماء بنت عمیسؓ اگرچہ حاملہ تھیں، اور اسی سفر میں بمقام ذوالحلیفہ ان کو وضع حمل بھی ہو گیا، تاہم

وہ بھی شریک سفر ہوئیں، آپ مقام بیداء میں پہنچے تو صحابہ کا اس قدر اژدحام ہوا کہ دائیں بائیں، آگے پیچھے آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔

تمام خلفاء اپنے زمانۂ خلافت میں بالالتزام حج کرتے تھے اور خود امیر الحاج ہوتے تھے، حضرت عثمانؓ کی مدت خلافت دس برس ہے اور اس مدت میں انھوں نے متصل دس سال حج کئے اخیر سال جب لوگوں نے ان کا محاصرہ کرلیا تو خود نہ جاسکے، لیکن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو امیر الحاج بناکر بھیجا

بعض صحابہ فریضۂ حج کے اداکرنے میں طرح طرح کا التزام مالا یلزم کرتے تھے، ایک صحابیہ نے خانۂ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروایا تو آپ نے کہا "پاپیادہ بھی چلیں اور سوار بھی ہولیں" آپ نے ایک بوڑھے صحابی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے سہارے پاپیادہ چل رہے ہیں فرمایا کیا معاملہ ہے؟ معلوم ہوا کہ پاپیادہ حج کرنے کی منت مانی ہے آپ نے سوار ہونے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ "خدا اس کی جان کو عذاب میں ڈالنے سے بے نیاز ہے"!

اگر کسی معذوری سے حج کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوجاتا تھا تو صحابۂ کرام کو سخت صدمہ ہوتا تھا، حجۃ الوداع میں حضرت عائشہؓ کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی ہیں، فرمایا کیا ماجرا ہے؟ بولیں کہ "کاش میں اس سال حج نہ کرتی" فرمایا "سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے تمام مناسک حج ادا کرو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو"۔

ماں، باپ کی طرف سے حج کرنا

صحابۂ کرام نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتے تھے، حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ "میرے باپ پر حج فرض ہوگیا ہے، لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کردوں؟ آپ نے ان کو اس کی اجازت دیدی۔

ایک صحابیہ کی ماں کا انتقال ہوچکا تھا وہ آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا کیا میں ان کی جانب سے اس فرض کو ادا کردوں؟" آپ نے ان کو بھی اجازت دیدی

عمرہ

بعض صحابہ عمرہ کو فرض سمجھتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا خیال تھا کہ حج کی طرح عمرہ بھی ہر شخص پر فرض ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس کی فرضیت پر استدلال کرتے تھے کہ قرآن مجید میں حج اور عمرہ دونوں کا حکم ایک ساتھ آیا ہے

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (سورہ بقرہ رکوع ۲۴) اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔

بہر حال عمرہ فرض ہو یا نہ ہو لیکن صحابہ کرام اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے اور جب وہ فوت ہوجاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا، حجۃ الوداع کے زمانے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رو رہی ہیں، وجہ پوچھی تو بولیں کہ "میں ضرورت نسوانی سے معذور ہوں

لوگ دو دو فرض (حج اور عمرہ) کا ثواب لے کر جاتے ہیں، اور میں صرف ایک کا" فرمایا "کوئی حرج نہیں، خدا تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا، چنانچہ آپ نے ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو ساتھ کر دیا اور مقام تنعیم میں جاکر انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا، اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں"

قربانی کرنا صحابہ کرامؓ نہایت پابندی اور نہایت شوق کے ساتھ قربانی کرتے تھے، ایک بار حضرت ابوکباشؓ تجارت کی غرض سے کچھ بکریوں کے بچے لائے لیکن کسی نے نہیں پوچھا، کوئی خریداری پر تیار نہ تھا، وہ حضرت ابوہریرہؓ سے ملے اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

ولنعمت الاضحیۃ الجذع (بکری کا بچہ قربانی کے لئے نہایت موزوں ہے)

یہ سننا تھا کہ صحابہ نے ہاتھوں ہاتھ گلے کو خرید لیا۔

ایک بار حضرت اسود بن ہلالؓ مدینہ میں بہت سے اونٹ لے کر آئے، مسجد میں گئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ تقریر کر رہے ہیں اور لوگوں کو حج کرنے اور ہدی لے جانے کی ترغیب دے رہے ہیں، وہ مسجد سے نکلے تو ہر شخص نے ایک ایک اونٹ خرید لیا، اور وہ مالا مال ہو گئے۔

وَاِنْ كَانَ سَفَرَ غَزَاةٍ اَوْ لَقِيَ الْعَدُوَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ
وَنَصِيْرِیْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ
دَ تِ س حِبْ مُصْ عوْ رَبِّ بِكَ اُقَاتِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ س اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ
نَاصِرِیْ وَبِكَ اُقَاتِلُ عوْ وَاِذَا اَرَادُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَانْتَظَرَ
الْاِمَامُ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ
لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ
فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ
قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ
اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ خ مُ دَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ
سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ
خ مُ وَاِذَا اَشْرَفَ عَلٰى بَلَدٍ هُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ اَیْ
يُسَمِّی الْبَلْدَةَ الَّتِیْ قَصَدَهَا اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ
صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ خ مُ تِ س ق ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مُ وَاِذَا
خَافَ قَوْمًا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ
شُرُوْرِهِمْ د س حِبْ مُسْ فَاِنْ حَصَرَهُمْ عَدُوٌّ اَللّٰهُمَّ
اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا رَا فَاِنْ اَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ

قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ س

ترجمہ: اور اگر جہاد کا سفر یا دشمن کا مقابلہ ہو تو کہے اے اللہ! تو ہی میرا قوت بازو اور مددگار ہے اور میں تیری ہی مدد سے حیلہ و تدبیر کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے حملہ آور ہوتا ہوں اور تیرے ہی بل پر لڑتا ہوں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، ابن ابی شیبہ (عن انس رضؓ)، ابوعوانہ (عن ابی مجلزؓ)

اے میرے پروردگار! میں تیری ہی توفیق سے لڑتا ہوں اور تیرے ہی بوتہ پر حملہ کرتا ہوں، اور بجز تیرے کوئی بل بوتہ نہیں۔ نسائی (عن صہیب ابن سنان الرومیؓ)

اے اللہ! تو ہی میرا قوت بازو اور مددگار ہے اور تیرے ہی بل پر میں لڑتا ہوں۔ ابوعوانہ (عن انسؓ)

اور جب (مجاہدین) دشمن سے لڑنے کا ارادہ کریں تو امیر لشکر سورج ڈھل جانے کا انتظار کرے پھر کھڑے ہو کر (خطبہ دے اور) کہے اے لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا مت کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی چاہو، اور جب دشمن سے دست و گریبان ہو جاؤ تو صبر کرو، اور خوب جان لو! کہ بہشت تلواروں کے سایہ تلے ہے، پھر کہے اے اللہ! کتاب کے اتارنے والے، بادل کے چلانے والے اور لشکر کو شکست دینے والے انھیں شکست دے اور ہمیں ان پر فتح نصیب فرما۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد (عن عبداللہ بن ابی اوفیؓ)

اے اللہ! کتاب کے اتارنے والے جلد حساب لینے والے۔ اے اللہ! (کفار کی) جماعتوں کو ہزیمت دے (بھگا دے)۔ اے اللہ! ان کو شکست دے اور انہیں درہم برہم کر۔ بخاری، مسلم (عن عبداللہ بن ابی اوفیؓ)

اور جب ان (کفار) کے شہر کے قریب ہو تو کہے خدا کرے یہ بستی اُجڑ جائے اور اس شہر کا نام لے جس کا قصد کیا ہے، بیشک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتریں تو خوف زدہ لوگوں کی صبح بُری ہو۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن انسؓ)

یہ کلمات تین مرتبہ کہے۔ مسلم (عن انسؓ)

اور جب کسی گروہ سے ڈرے تو کہے اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلےؔ میں کرتے ہیں، اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ لیتے ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابی موسی الاشعریؓ)

اور اگر مسلمانوں کو کوئی دشمن گھیر لے تو کہیں اے اللہ! ہماری پردہ پوشی فرما، اور خوف زدہ ہونے سے محفوظ رکھ۔ بزار، احمد (عن ابی سعید الخدریؓ)

اور اگر زخم لگے تو "بسم اللہ" کہے۔ نسائی، (عن جابر ابن طلحہؓ)

شرح: نُحُوْرٌ: نحر کی جمع ہے، نحر کے لغوی معنی ہیں سینہ کا بالائی حصہ جہاں ہار رہتا ہے اور "نجعلک فی نحورھم" محاورہ ہے یعنی ہم تجھے ان کے مقابلے میں سینہ سپر کرتے ہیں کہ انھیں روک دے اور ان کی شرارتیں دور کر دے

جہاد کا سفر اور اس کی دعائیں

دشمن کے شہر پر چڑھتے وقت کی دعا

دشمن سے خوف زدہ ہونے کی دعا

دشمن سے گھر جانے کی دعا

دشمن کے شکست کھانے کے بعد کی دعا

فَاِذَا انْهَزَمَ الْعَدُوُّ سَوَّى الْاِمَامُ الْجَيْشَ صُفُوْفًا خَلْفَهٗ ثُمَّ
قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَّ وَلَا بَاسِطَ
لِمَا قَبَضْتَ وَلَا هَادِيَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ
وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا
بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ
وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ النَّعِيْمَ
الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْاَمْنَ
يَوْمَ الْخَوْفِ اَللّٰهُمَّ عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا
مَنَعْتَنَا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ
اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ
اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ
اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اِلٰهَ الْحَقِّ
اٰمِيْنَ س حب مس

ترجمہ: اور جب دشمن شکست کھا جائے تو امیر اپنے پیچھے لشکر کی صفیں باندھ کر یہ دعا پڑھے۔
اے اللہ! ساری تعریف تیرے ہی لئے ہے جس کو تو وسعت دے اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں
اور جس کو تو تنگی دے اس کا کوئی وسعت دینے والا نہیں اور جسے تو گمراہ کردے اس کا کوئی رہنما
نہیں اور جسے تو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جو چیز تو نہ دے اس کا کوئی

دینے والا نہیں، اور جو چیز تو عطا کرے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو دور کردے اس کا کوئی قریب کرنے والا نہیں اور جس کو تو قریب کرے اس کا کوئی دُور کرنے والا نہیں اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں اور اپنی رحمت اور اپنا فضل اور اپنا رزق کشادہ فرما، اے اللہ! میں تجھ سے وہ دائمی نعمت مانگتا ہوں جو نہ کبھی بدلے اور نہ زائل ہو، اے اللہ! میں تجھ سے خوف کے دن امن چاہتا ہوں، اے اللہ! تو نے ہمیں عطا کیا ہے اور جو عطا نہیں فرمایا اس کی شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! ہمیں ایمان محبوب بنادے، اور اس کو ہمارے دلوں میں رچادے، اور ہمیں کفر، گناہ اور نافرمانی سے نفرت پیدا کردے اور ہم کو نیک چلن بنادے، اے اللہ! ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما جو نہ رسوا ہونے والے ہوں اور نہ فتنے میں پڑنے والے ہوں، اے اللہ! کافروں کو قتل کردے جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستے سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور ان پر اپنا قہر و عذاب نازل فرما، اے معبودِ برحق یہ دعا قبول فرما، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن رفاعۃ ابن رافع الزرقی الخ)

وَيُعَلِّمُ مَنْ اَسْلَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ
عو فَاِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهٖ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ
ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ
تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ سَآئِحُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ
صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ
خ م د ت س وَاِذَا اَشْرَفَ عَلٰى بَلْدَةٍ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ
عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ وَلَا يَزَالُ يَقُوْلُهَا حَتّٰى يَدْخُلَ
بَلْدَةً خ م س وَاِذَا دَخَلَ عَلٰى اَهْلِهٖ قَالَ تَوْبًا تَوْبًا
لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا ا ط ی اَوْبًا اَوْبًا لِرَبِّنَا
تَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا ر ص

اسلام لانے والے شخص کی تعلیم

ترجمہ:- اور جو شخص اسلام لائے اُس کو یہ دعا سکھلائے، اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت کر، اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ ابو عوانہ (عن طارق بن الاشیم رض)

سفر جہاد سے واپسی کی دعا

اور جب اپنے سفر جہاد سے واپس ہو تو ہر بلند زمین پر تین بار تکبیر کہے پھر پڑھے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے۔ اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت گذار ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، سفر کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کا شکر کرنے والے ہیں، اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی اور تنہا لشکر (کفار) کو شکست دی۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، النسائی،

(عن ابن عمرؓ)

اور جب اپنے شہر کے قریب پہنچے تو کہے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کے شکر گذار ہیں، اور برابر کہتا رہے یہاں تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو جائے۔ بخاری، مسلم، نسائی (عن ابن عباسؓ)

اور جب اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو کہے میں اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کرتا ہوں (اور) سفر سے ایسی واپسی ہو جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے۔ احمد، طبرانی، ابن سنی (عن ابن عباسؓ)

میں اس طرح سفر سے لوٹ رہا ہوں اور میں اپنے رب کے سامنے ایسی توبہ کرنے والا ہوں جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے۔ بزار، ابویعلی (عن ابن عباسؓ)

شوق جہاد

اسلام کے فرائض و اعمال میں جہاد سب سے زیادہ سخت ہے۔ لیکن صحابہ کرامؓ کو جہاد کا اس قدر شوق تھا کہ حضرت زبیرؓ بن بکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے حضرت عثمانؓ کے عہد تک برابر جہاد ہی میں مشغول رہے۔

ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شرکتِ جہاد کے لئے عام اعلان کرایا، ایک صحابی نہایت بوڑھے تھے اور خدمت کے لئے ان کے پاس کوئی خادم نہ تھا، تاہم اس قدر شوق جہاد رکھتے تھے کہ شریک جہاد ہوئے اور خدمت کے لئے تین دینار کی اُجرت پر ایک شخص کو ساتھ لیتے گئے۔

بی بی اور جائداد سب کو عزیز ہوتے ہیں، لیکن شوق جہاد میں بعض صحابہ نے ان کو بھی الگ کر دیا تھا، حضرت سعد بن ہشامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی اور مدینہ آیا کہ وہاں کی جائداد کو بیچ کر ہتھیار خریدوں اور جہاد کروں لیکن چند صحابہ ملے اور انہوں نے کہا کہ "ہم میں بھی چھ آدمیوں نے یہی ارادہ کیا تھا، لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا"۔

شوق شہادت

عہد نبوت میں شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی، اس لئے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا، حضرت ام ورقہ بنت نوفلؓ ایک صحابیہ تھیں، جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ "مجھ کو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمایئے میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی، شاید مجھے وہ درجۂ شہادت حاصل ہو جائے" لیکن آپ نے فرمایا "گھر ہی میں رہو، خدا تمہیں وہیں شہادت دے گا"۔ یہ معجزانہ پیشینگوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی؟ انھوں نے ایک لونڈی اور ایک غلام مدبر کئے گئے، جنہوں نے ان کو شہید کر دیا کہ جلد آزاد ہو جائیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک بدو ایمان لایا اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن آپ نے اس کو بعض صحابہ کے سپرد کر دیا، جن کے اونٹ وہ چرایا کرتا تھا، لیکن جب ایک غزوہ میں مال غنیمت ہاتھ آیا، اور آپ نے اُس کا بھی حصہ لگایا تو اس نے کہا "میں اس لئے

ایمان نہیں لایا، میں اس لئے حلقۂ اسلام میں داخل ہوا ہوں کہ میرے حلق میں تیر لگے اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہوں" تھوڑی دیر کے بعد معرکہ کارزار گرم ہوا تو وہ ٹھیک حلق پر تیر کھا کر شہید ہوا، صحابہ کرام لاش کو آپ کے سامنے لائے تو آپ نے فرمایا کہ "اس نے خدا کی تصدیق کی، تو خدا نے بھی اس کی تصدیق کی" یہ کہہ کر خود اپنا جبہ کفن کے لئے عنایت فرمایا۔

غزوۂ احد میں ایک صحابی نے آپ سے پوچھا "اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا" ارشاد ہوا کہ "جنت میں" کھجوریں ہاتھ میں تھیں ان کو پھینکا اور لڑ کر شہید ہوئے۔

غزوۂ بدر میں جب مشرکین مکہ قریب آگئے تو آپ نے صحابۂ کرام کی طرف خطاب کر کے فرمایا "اٹھو اور وہ جنت لو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے" حضرت عمیرؓ بن الحمام الانصاری نے کہا "یا رسول اللہ آسمان و زمین کے برابر؟" ارشاد ہوا "ہاں" بولے "واہ! واہ!!" فرمایا "واہ واہ کیوں کہتے ہو؟" اس سوال و جواب کے بعد انہوں نے جھولی سے کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے، پھر شوق شہادت نے جوش مارا، اور بولے "اتنا وقفہ بھی جس میں یہ کھجوریں کھا سکوں میرے لئے بہت ہے" یہ کہہ کر کھجوروں کو پھینکا میدان میں گئے، لڑے اور شہید ہوئے۔

حضرت انسؓ کے چچا غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکتے تھے، اس لئے ہمیشہ یہ کانٹا ان کے دل میں کھٹکا کرتا تھا۔ غزوۂ احد پیش آیا تو اس میں اس جانبازی کے ساتھ لڑ کر شہید ہوئے کہ ان کی بہن کا بیان ہے کہ نیزے کے تیرہ اور تلوار کے اسیؓ سے زیادہ زخم جسم پر تھے، میں نے صرف انگلیوں سے ان کو پہچانا۔

ایک بار ایک صحابی نے معرکۂ جنگ میں یہ روایت کی کہ "جنت کے دروازے تلوار کے سایہ کے نیچے ہیں" ایک صحابی اٹھے اور کہا "تم نے اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے" وہ بولے "ہاں" وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے رفقاء کے پاس آئے اور سلام کر کے ان سے رخصت ہوئے تلوار کا میان توڑ کر پھینک دیا، اور دشمن کی صف میں گھس کر لڑے اور شہید ہوئے۔

حضرت عبد اللہ بن ثابتؓ کو طاعون ہوا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے تو آثارِ موت طاری ہو چکے تھے، عورتیں رونے پیٹنے لگیں ان کی صاحبزادی روتی تھیں، اور کہتی تھیں کہ "مجھے توقع یہ تھی کہ آپ شہید ہوں گے، آپ نے جہاد کا سامان مکمل بھی کر لیا تھا" آپ نے فرمایا "ان کو نیت کا ثواب مل چکا"

حضرت عمرو بن الجموحؓ ایک بوڑھے اور لنگڑے صحابی تھے، غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لنگڑے پن کی وجہ سے ان کو مدینہ ہی میں چھوڑ دیا تھا، لیکن غزوۂ احد میں انہوں نے بیٹوں سے کہا کہ "مجھے میدانِ جہاد میں جانے دو" سب نے کہا "آپ کو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا ہے" بولے "افسوس تم نے مجھے بدر میں جنت سے محروم رکھا اور اب احد میں بھی محروم رکھنا چاہتے ہو؟" یہ کہہ کر روانہ ہوئے جب لڑائی کا وقت آیا تو بولے "یا رسول اللہ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو اسی طرح لنگڑاتا ہوا جنت ہی میں جاؤں گا" ارشاد ہوا "ہاں" یہ سن کر آگے بڑھے، لڑے اور شہید ہوئے۔

وَمَنْ نَزَلَ بِهٖ غَمٌّ اَوْ كَرْبٌ اَوْ اَمْرٌ مُّهِمٌّ فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ خ مُ تِ سَ قَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ خ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدَ ذٰلِكَ عو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مُصْ سَ حِبْ مُسْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سَ حِبْ مُسْ

ترجمہ :- جو شخص کسی غم یا مصیبت یا مشکل میں مبتلا ہو تو اسے یہ دُعا پڑھنی چاہئے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو نہایت بزرگ اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش کریم کا رب ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن ابن عباسؓ)

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار اور بزرگ ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا پروردگار ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔ بخاری (عن ابن عباسؓ)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بردبار نہایت بزرگ ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا پروردگار ہے پھر اس کے بعد دعا مانگے۔ ابو عوانہ (عن ابن عباسؓ)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار بزرگ ہے، اللہ پاک ہے اور اللہ بڑا بابرکت عرش عظیم کا مالک ہے ابن ابی شیبہ (عن ابن عباسؓ) نسائی، ابن حبان، حاکم (عن علیؓ)

اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ نسائی، ابن حبان، حاکم (عن علیؓ)

رنج و غم اور مصیبت کے وقت کی دعائیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ صَحِيْحُ السَّنَدِ لِابْنِ اَبِيْ عَاصِمٍ فِيْ كِتَابِهِ الدُّعَآءِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ خ ت س حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ خ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا د س ق مص طس اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ طب اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا حب تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا مص

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار بزرگ ہے، مَیں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا مالک ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے، اے اللہ! میں تیرے بندوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، یہ حدیث صحیح سند سے مروی ہے۔ ابن ابی عاصم نے اسے اپنی کتاب الدعاء میں بیان کیا ہے

اللہ ہمیں کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔ بخاری، ترمذی، نسائی (عن ابن عباسؓ)

مجھے اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ بخاری (عن ابن عباسؓ)

اللہ ہی میرا رب ہے، میں کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھیراتا۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ ابن ابی شیبہ، طبرانی فی الاوسط۔

اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، تین بار کہے، طبرانی

فی کتاب الدعاء (عن اسماء بنت عمیسؓ)
اللہ ہی میرا رب ہے میں کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھیراتا، اللہ ہی میرا پروردگار ہے میں کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھیراتا۔ ابن حبان (عن عائشہؓ)
میں نے اس زندہ اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو کبھی موت سے دوچار نہیں ہوگا اور ہر طرح کی تعریف کا خدا ہی مستحق ہے جو نہ تو اولاد رکھتا ہے اور نہ (دونوں جہان کی) سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے، اور نہ اس سبب سے کہ کمزور ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کی بڑائیاں کرتے رہا کرو۔ حاکم، (عن ابی ہریرہؓ)

شرح: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو آپ نے یہ کلمات پڑھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب لوگوں نے "اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْهُمْ" عرض کیا تو آپ نے بھی یہ کلمہ فرمایا۔
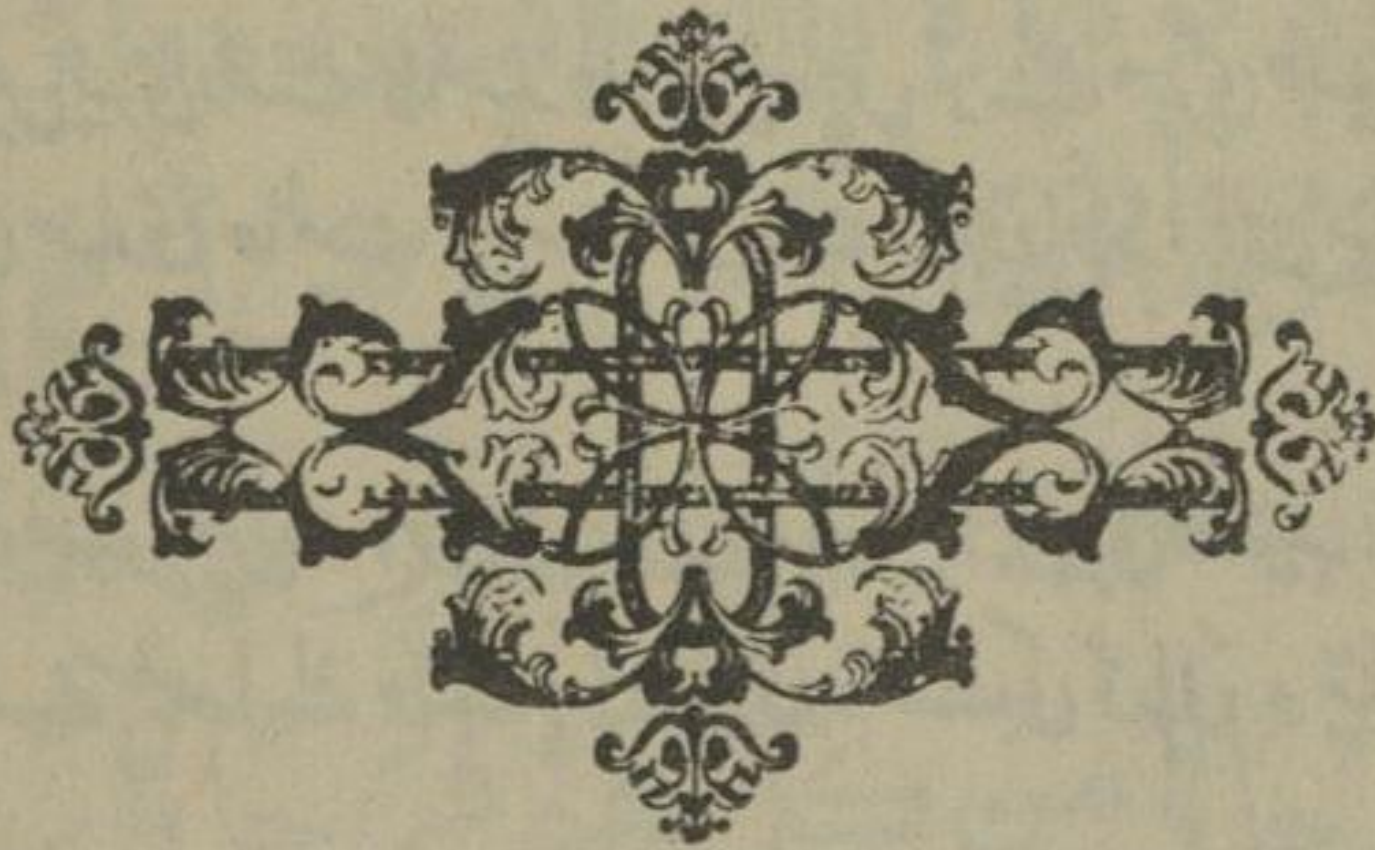
اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ د حب ط مص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ د حب مص ى يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ مس ى وَيُكَرِّرُ وَهُوَ سَاجِدٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ س مس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ى لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ ت س مس ا ر ص

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رحمت کا امید وار ہوں، پس تو مجھے میری طبیعت پر ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑ، اور میری ساری حالت درست کر دے۔ ابوداؤد، ابن حبان، طبرانی، ابن ابی شیبہ۔ (عن ابی بکرة الثقفیؓ)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابوداؤد، ابن حبان، ابن ابی شیبہ، ابن سنی (عن ابی بکرة الثقفیؓ)
اے زندہ اور اے سنبھالنے والے! میں تیری رحمت کی دُہائی دیتا ہوں، حاکم، ابن سنی، (عن ابن مسعودؓ)

اور بار بار سجدہ میں کہے، اے زندہ (اور) اے سنبھالنے والے! نسائی، حاکم (عن علیؓ)
تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک (ذات) ہے بیشک میں نے بڑا ظلم کیا۔ ابن سنی، (عن سعد بن ابی وقاصؓ)

جس مسلمان شخص نے اس آیت کریمہ کے ساتھ دعا مانگی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا ضرور قبول فرمائی ہے۔ ترمذی، نسائی (عن سعد بن ابی وقاصؓ) حاکم، احمد، بزار، ابویعلی (عن عثمان بن عفانؓ)

شرح: معتبر مشائخ سے منقول ہے کہ ہر غم و اندوہ کے لئے آیت کریمہ کا پڑھنا تریاق مجرب ہے اور اس کے پڑھنے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ کچھ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر ایک ساتھ سوا لاکھ بار پڑھ لیں، دوسرے یہ کہ تنہا ایک شخص نماز عشاء کے بعد تاریک مکان میں پاک صاف ہو کر خوشبو وغیرہ لگا کر قبلہ رُو ہو کر تین دن یا سات دن یا چالیس روز تین سو مرتبہ پڑھے اور ایک پیالہ پانی کا بھر کر اپنے پاس رکھ لے اور بار بار اس پانی میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے مُنہ اور بدن پر ملتا رہے۔

وَمَا قَالَ عَبْدٌ اَصَابَهٗ هَمٌّ اَوْ حُزْنٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَآؤُكَ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَآءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَاَبْدَلَ مَكَانَ حُزْنِهٖ فَرَحًا حب مس اص رمص ط

مَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ كَانَتْ لَهٗ دَوَآءً مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَآءً اَيْسَرُهَا الْهَمُّ مس ط مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ د ق حب مَنْ اَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ س جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ د س ق حب

ترجمہ: اور جس کسی آدمی نے جو رنج و غم میں مبتلا ہو گیا ہو یہ دُعا کی الٰہی! میں تیرا بندہ ہوں اور میرے ماں باپ تیرے بندے تھے، ہمہ تن تیرے قبضہ میں ہوں، میرے معاملہ میں تیرا ہی حکم چلتا ہے، میرے ہر معاملہ میں تیرا فیصلہ عین عدل ہے، میں تجھ سے تیرے ہر مبارک نام کے وسیلہ سے جسے تو نے اپنی ذات کے لئے نام زد کیا ہے، یا اس کو اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اسے اپنی مخلوق میں کسی کو سکھایا ہے یا اپنے پاس اسے (خزانۂ) غیب ہی میں رہنے دیا ہے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھ کا نور، میرے غم کی کشائش اور میری تشویش کا دفعیہ بنا دے، تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کا غم دور فرما دے گا اور اس کے رنج کو خوشی سے بدل دے گا۔ ابن حبان، حاکم، احمد، ابو یعلیٰ، بزار، ابن ابی شیبہ، طبرانی (عن ابن مسعودؓ)

جس شخص نے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" (ہر کام کی) طاقت وقوت اللہ ہی کی مدد سے ہے، کہا تو (یہ) اس کے لئے ننانوے ۹۹ بیماریوں کی دوا ہوگا جس میں سب سے ہلکی بیماری غم ہے حاکم، طبرانی (عن ابن عمرؓ)

جس شخص نے استغفار کی پابندی کی۔ ابوداؤد، ابن حبان (عن ابن عباسؓ)

جو شخص بکثرت استغفار کرتا رہا۔ نسائی، (عن ابن عباسؓ)

تو اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی سے رہائی اور ہر غم سے نجات دیدے گا، اور اس جگہ سے روزی دے گا جہاں کا گمان بھی نہ ہوگا۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان (عن ابن عباسؓ)

وَتَقَدَّمَ مَا يَقُولُ مَنْ نَزَلَ بِهٖ كَرْبٌ اَوْ شِدَّةٌ عِنْدَ سَمَاعِهِ الْمُؤَذِّنِ مس وَاِنْ تَوَقَّعَ بَلَاءً اَوْ اَمْرًا مَّهُوْلًا اَوْ وَقَعَ فِيْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ قَالَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ت مص وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ فَلْيَقُلْ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَاْجُرْنِيْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِيْ مِنْهَا خَيْرًا ت س ق اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا م وَاِذَا خَافَ اَحَدًا اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ صحیح رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْمُسْتَخْرَجِ عَلٰى مُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَاُ بِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ عو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ عو

ترجمہ: اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جو شخص مصیبت یا سختی (اور پریشانی) میں مبتلا ہو تو وہ مؤذن کی آواز سن کر کیا کہے؟ حاکم (عن ابی امامۃؓ)

اور اگر کسی بلا کا اندیشہ یا خوفناک بات کا خیال ہو، یا کوئی اہم معاملہ درپیش ہو، تو کہے، ہمیں اللہ کافی وافی ہے اور وہی خوب کارساز ہے (اور) ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ ترمذی، ابن ابی شیبہ (عن ابی سعید الخدریؓ)

اور اگر کوئی مصیبت آپڑے تو کہنا چاہیے، ہم تو اللہ ہی کے ہیں (وہ ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میں تیرے پاس اپنی مصیبت کا ثواب چاہتا ہوں، پس تو اس کا مجھے اجر دے اور اس کے بدلہ میں بہتری عطا فرما۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، (عن ابن عباسؓ)

کسی سے ڈرنے کی دعا

ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے اپنی مصیبت میں اجر دے اس کا نعم البدل عنایت فرما۔ مسلم (عن ام سلمہؓ)

اور جب کسی سے خوف زدہ ہو تو کہے اے اللہ! ہمیں اس سے جس طرح تو چاہے کفایت فرما، یہ روایت صحیح ہے، ابو نعیم نے اس کو "کتاب المستخرج علی مسلم" میں بیان کیا ہے۔ اے اللہ! ہم ان کی شرارتوں سے تیری پناہ لیتے ہیں اور تجھے ان کے مقابلہ میں سینہ سپر کرتے ہیں۔ ابو عوانہ (عن ابی موسیٰؓ)

اے اللہ! میں تجھے ان کے مقابلہ کے لئے سپر بناتا ہوں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابو عوانہ (عن ابی موسیٰؓ)

شرح: لیعنی جو دعائیں اذان کے وقت پڑھی جاتی ہیں وہ اوپر بیان ہو چکی ہیں۔

وَاِنْ خَافَ سُلْطَانًا اَوْ ظَالِمًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّىْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَآؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ط مو مص مر ط

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى مو مى اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ عَافِنِىْ وَلَا تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَىَّ بِشَىْءٍ لَّا طَاقَةَ لِىْ بِهٖ مو مص رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ حَكَمًا وَّاِمَامًا مو مص

ترجمہ: اگر کسی بادشاہ یا ظالم کا خوف ہو تو تین بار یہ کہنا چاہئے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ اپنی ساری مخلوق سے قوی تر ہے، اللہ اس سے بہت زیادہ غالب ہے جس سے میں ڈر رہا ہوں اور خوف زدہ ہو رہا ہوں، میں اس اللہ کی پناہ لیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (اور) جس نے اپنی بغیر اجازت آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے (اور تیری پناہ لیتا ہوں) تیرے فلاں بندے اور اس کے لاؤ لشکر سے اور اس کے خدمت گذار اور مددگار جن و انس کے شر سے؛ اے اللہ! تو ان کی شرارت سے میرا محافظ بن جا، تیری تعریف بڑی ہے، تیری پناہ لینے والا غالب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ طبرانی (عن ابن عباسؓ) موقوفاً ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ، طبرانی (عن ابن عباسؓ)

بادشاہ یا ظالم کے خوف کے وقت کی دعا

اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ کوئی ہم پر ان میں سے زیادتی اور ظلم کرے، دارمی موقوفاً (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے معبود، ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود، مجھے عافیت دے اور میرے اوپر اپنی مخلوق میں سے کسی کو ایسی چیز کے ساتھ مسلط نہ کردے جس کی مجھ میں برداشت نہ ہو۔ ابن ابی شیبہ، موقوفاً (عن علقمہ بن مرثد الشعبیؒ)

میں اللہ کے پروردگار ہونے کو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر اور اسلام کے دین اور قرآن مجید کے حَکَم اور امام ہونے کو دل سے پسند کرتا ہوں۔ ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن ابی المجلزؒ)

وَاِنْ خَافَ شَيْطَانًا اَوْ غَيْرَهٗ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ
النَّافِعِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ
مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ
مِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَاَ فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا
يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ
اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ اَطب س ط مُص صِ
وَاِذَا تَغَوَّلَتِ الْغِيْلَانُ نَادٰى بِالْاَذَانِ مُر مُص وَقِرَآءَةُ
اٰيَةِ الْكُرْسِيِّ تِ مُص وَمَنْ فَزِعَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ
اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ
وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ دتِ س وَمَنْ غَلَبَهٗ اَمْرٌ فَلْيَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ
وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ د س ى وَمَنْ وَّقَعَ لَهٗ مَا لَا يَخْتَارُهٗ فَلَا
يَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ لِيَقُلْ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَمَا
شَآءَ فَعَلَ مُر س ق ى وَاِنِ اسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ اَمْرٌ قَالَ
اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا
اِذَا شِئْتَ حب ى

شیطان وغیرہ سے ڈرنے کی دعائیں

ترجمہ:۔ اور اگر شیطان وغیرہ سے ڈرے تو یہ پڑھنا چاہیئے۔ میں اللہ تعالےٰ کی ذات سے جو بزرگ اور نفع دینے والا ہے اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں، جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا، اور اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی، پھیلائی، اور بلا تفاوت بنائی ہے، اور اس چیز کی برائی سے جو آسمانوں

سے اترتی ہے، اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں چڑھتی ہے، اور اس چیز کے شر سے جو زمین میں پیدا کی ہے، اور اس چیز کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے، اور دن رات کے فتنوں کے شر سے، اور راستہ کے ہر آنے والے حادثہ کی بُرائی سے مگر وہ حادثہ جس میں بھلائی ہو، اے رحم کرنے والے (مجھ پر) رحم فرما، احمد، طبرانی فی الکبیر (عن ابن عباسؓ)، نسائی، طبرانی، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ (عن عبد الرحمٰن بن حبشؓ)

اور جب چھلاوے ظاہر ہوں، تو پکار کر اذان کہے ۔مسلم، بزار (عن ابن مسعود)، ابن ابی شیبہ، (عن جابرؓ)

اور (زور سے) آیت الکرسی پڑھے، ترمذی، ابن ابی شیبہ (عن ابی ایوبؓ)

اور جو شخص ڈر جائے تو اسے یہ پڑھنا چاہئے، میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کے غصہ سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن ابن عمروؓ)

اور جس شخص پر کسی بات کا دباؤ آپڑے تو اسے کہنا چاہئے، مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن سنی (عن عوف بن مالک الاشجعیؓ)

اور جس شخص کو کوئی ایسی چیز پیش آجائے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو یہ نہ کہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو یہ بات نہ ہوتی، بلکہ یوں کہے کہ تقدیر الٰہی سے ہوا، اور جو اس نے چاہا وہ کیا ۔مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن سنی (عن ابی ہریرہؓ)

اور اگر اس پر کوئی معاملہ دشوار ہو جائے تو کہے اے اللہ! کوئی چیز بھی آسان نہیں مگر جس کو تو آسان بنا دے، تو ہی جب چاہتا ہے مشکل کو آسان کرتا ہے۔ ابن حبان، ابن سنی، (عن انسؓ)

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللّٰهِ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُحْسِنْ وُضُوْءَهُ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُثْنِيْ عَلَى اللّٰهِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ مس ت لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ت وَمَنْ كَانَتْ لَهُ ضَرُوْرَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فَيُحْسِنُ وَضُوْءَهُ ت س ق مس وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ س ثُمَّ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ ت س ق مس

ترجمہ:- جب کسی کو اللہ یا کسی بندے سے کوئی حاجت پیش آئے تو اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت (بہ نیت حاجت) ادا کرے، پھر (خوب) خدا کی حمد وثنا کرے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر یہ دعا کرے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا بردبار، (اور) بزرگ ہے، عرش عظیم کا مالک اللہ پاک ہے، اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے، جو دونوں جہان کا پروردگار ہے، میں تجھ سے، تیری رحمت کے واجب کرنے والے اسباب اور تیری بخشش کے لازم کرنے والی خصلتیں اور ہر گناہ سے حفاظت اور ہر نیکی کی عطا اور ہر معصیت سے سلامتی چاہتا ہوں۔ حاکم، ترمذی (عن عبداللہ بن ابی اوفیٰ رض)

نماز حاجت کا طریقہ

اے ارحم الراحمین تو میرے لئے کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی رنج و غم بغیر دور کئے اور کوئی حاجت جسے تو پسند کرتا ہے بغیر پورا کئے نہ چھوڑ، ترمذی (عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ)
اور جس شخص کو (اللہ یا کسی آدمی سے) کوئی ضرورت ہو تو اچھی طرح وضو کرکے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن عثمان بن حنیفؓ)) — دو رکعت نماز ادا کرے، پھر (اس طرح) دعا مانگے اے اللہ! میں تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے تجھ سے حاجت روائی چاہتا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اس حاجت میں آپ کے وسیلہ سے اپنے پروردگار سے حاجت روائی چاہتا ہوں، تاکہ وہ پوری ہو جائے، اے اللہ میرے بارہ میں آپ کی سفارش قبول فرمالے۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن ابی حنیفؓ)

شرح: حضرت ابی حنیف بیان کرتے ہیں کہ ایک اندھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مرض سے شفا دے، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعا کر دوں اور چاہو تو تم اندھے پن پر صبر کرو، کیونکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اس نے عرض کیا، آپ دعا ہی فرما دیجئے، آپ نے خود تو دعا نہیں فرمائی، بلکہ اس کو اچھی طرح وضو کرکے یہ دعا پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا، اس نے اسی طرح کیا اور وہ بینا ہو گیا۔ (مشکوٰۃ)

وَمَنْ اَرَادَ حِفْظَ الْقُرْاٰنِ فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّقُوْمَ فِىْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُمْ فَاِنَّهَا سَاعَةٌ مَّشْهُوْدَةٌ وَّالدُّعَاءُ فِيْهَا مُسْتَجَابٌ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَفِىْ وَسَطِهَا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَفِىْ اَوَّلِهَا فَيُصَلِّىْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَّقْرَأُ فِى الْاُوْلٰى الْفَاتِحَةَ وَسُوْرَةَ يٰسٓ وَفِى الثَّانِيَةِ الْفَاتِحَةَ وَحٰمٓ الدُّخَانُ وَفِى الثَّالِثَةِ الْفَاتِحَةَ وَالٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَفِى الرَّابِعَةِ الْفَاتِحَةَ وَتَبَارَكَ الْمُلْكُ فَاِذَا فَرَغَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَلْيُحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللّٰهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُحْسِنْ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ وَلْيَسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِاِخْوَانِهِ الَّذِيْنَ سَبَقُوْهُ بِالْاِيْمَانِ ثُمَّ لِيَقُلْ فِىْ اٰخِرِ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِىْ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِىْ وَارْحَمْنِىْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِىْ وَارْزُقْنِىْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّىْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِىْ لَا تُرَامُ اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِىْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِىْ وَارْزُقْنِىْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِىْ يُرْضِيْكَ عَنِّىْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِىْ لَا تُرَامُ اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ
يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِىْ
وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِىْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِىْ وَاَنْ تَشْرَحَ
بِهٖ صَدْرِىْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِىْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِىْ عَلَى
الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ اَوْ خَمْسًا
اَوْ سَبْعًا يُجَابُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ مَا
اَخْطَا مُؤْمِنًا قَطُّ اَتْ مس

ترجمہ: اور جو شخص قرآن مجید حفظ کرنا چاہے، تو جمعہ کی رات کو اگر آخیر رات میں اُٹھ سکے تو اس وقت اٹھے کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر رہتے ہیں، اور اس میں دعا مقبول ہوتی ہے، اور اگر اس وقت نہ اُٹھ سکے تو آدھی رات کو اٹھے اور اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکے تو اول رات کو اٹھے، اور چار رکعت نماز (اس طرح) پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰسین اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ حٰم الدخان اور تیسری میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ الٓمٓ سجدہ اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک پڑھے، پھر جب التحیات سے فارغ ہو جائے (یعنی سلام پھیر دے) تو اللہ تعالیٰ کی خوب حمد وثنا کرے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام پر اچھی طرح درود بھیجے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے اور ان بھائیوں کے واسطے جو ایمان میں اس نے سبقت لے جاچکے ہیں، مغفرت کی دعا کرے، پھر اس کے بعد یہ پڑھے، اے اللہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے ہمیشہ گناہ سے بچنے کی اور غیر مفید باتیں چھوڑنے کی توفیق فرما، اور وہ بصیرت عطا کر جس سے تو راضی ہو جائے، اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے موجد بزرگی واحترام اور ایسی عزت والے جس تک پہنچنے کا ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا، اے اللہ! اے رحم کرنے والے! میں تجھ سے تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اپنی کتاب (قرآن مجید) سکھلائی ہے، اسی طرح مجھے اس کا حافظ بھی کر دے اور اس طرح مجھے اس کے تلاوت کرنے کی توفیق نصیب فرما جس سے تو راضی ہو جائے، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا

حفظ قرآن کی دعا

کرنے والے! بزرگی واحترام اور ایسی عزت کے مالک جس کے حاصل کرنے کا قصد بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اے اللہ! اے نہایت رحم کرنے والے! میں تجھ سے تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی کتاب (کی برکت) سے میری آنکھوں کو منور اور میری زبان کو جاری کردے اور میرے دل سے غم دور کردے اور اس کی (برکت سے) سینہ کو کھول دے اور بدن کو دھودے، کیونکہ تیرے سوا کوئی حق پر میری مدد نہیں کرسکتا، اور وہ تو ہی کرسکتا ہے، اور طاقت وقوت اللہ بلند وبرتر ہی کی مدد سے ہے، اس کو تین یا پانچ یا سات جمعہ کرے، اللہ کے حکم سے (دعا) مقبول ہوگی، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بناکر بھیجا ہے (یہ دعا) کبھی کسی مومن کی خالی نہیں جاتی، ترمذی، حاکم (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)
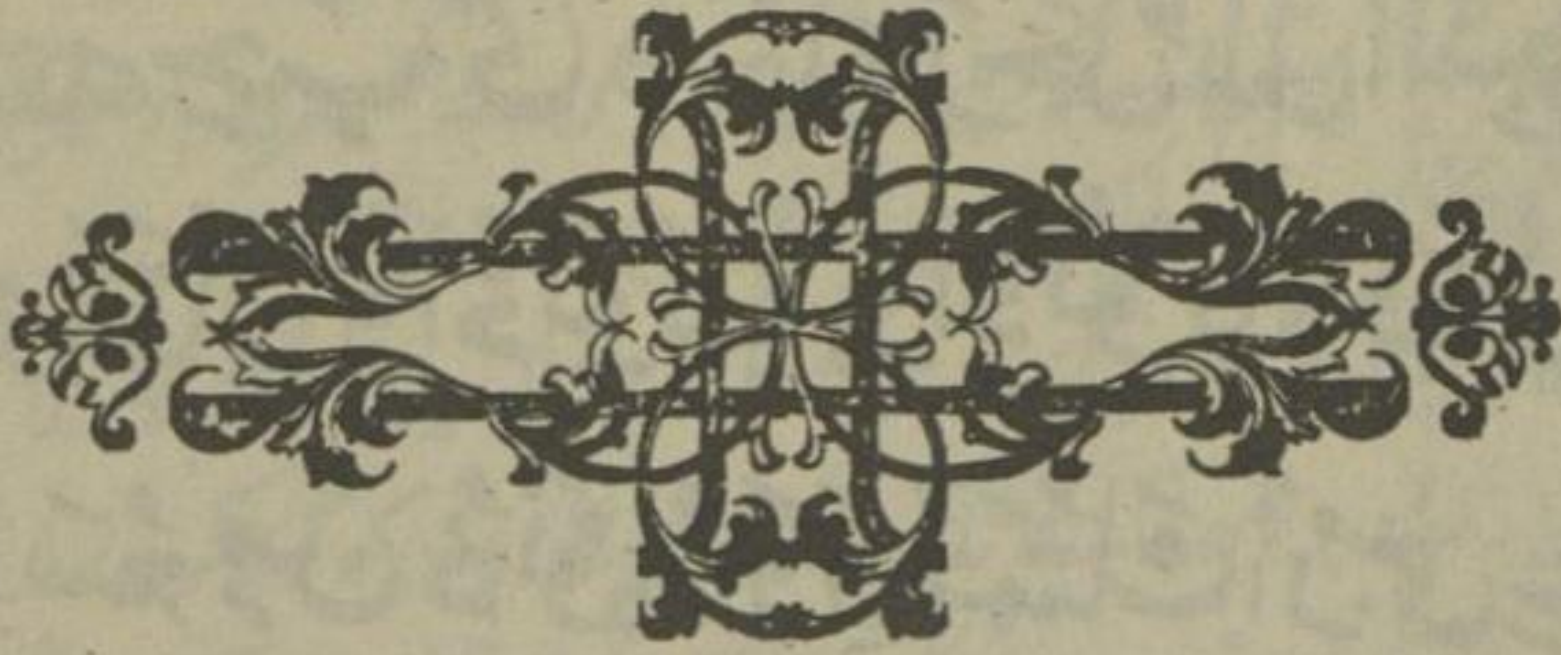
وَإِذَا أَخْطَأَ أَوْ أَذْنَبَ فَأَحَبَّ أَنْ يَّتُوْبَ إِلَى اللهِ
فَلْيَأْتِ فَلْيَمُدَّ يَدَيْهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ
أَتُوْبُ إِلَيْكَ مِنْهَا لَا أَرْجِعُ إِلَيْهَا أَبَدًا فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَهُ مَا لَمْ
يَرْجِعْ فِي عَمَلِهِ ذٰلِكَ مس مَا مِنْ رَّجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ
فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ لِذٰلِكَ الذَّنْبِ
إِلَّا غُفِرَ لَهُ عه حب ى وَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاذُنُوْبَاهُ وَاذُنُوْبَاهُ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ
مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ أَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ
عَمَلِيْ فَقَالَهَا ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ فَقَالَ
قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مس إِنَّ اللهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ
لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ
اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا م مس وَجَاءَ رَجُلٌ
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَحَدُنَا يُذْنِبُ قَالَ يُكْتَبُ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ
يَسْتَغْفِرُ مِنْهُ وَيَتُوْبُ قَالَ يُغْفَرُ لَهُ وَيُتَابُ عَلَيْهِ قَالَ فَيَعُوْدُ
فَيُذْنِبُ قَالَ يُكْتَبُ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ مِنْهُ وَيَتُوْبُ
قَالَ يُغْفَرُ لَهُ وَيُتَابُ عَلَيْهِ وَلَا يَمَلُّ اللهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا
طس ط

ترجمہ:۔ جب کسی شخص سے کوئی خطا یا گناہ سرزد ہوا اور وہ اللہ سے توبہ کرنا چاہے تو اللہ عزوجل کے سامنے ہاتھ اٹھا کر کہے اے اللہ! میں تیرے سامنے (ان گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں (اور) اب کبھی اُنہیں نہیں کروں گا، تو اس کے (تمام گناہ اور قصور) معاف ہو جاتے ہیں، جبتک کہ وہ دوبارہ ان گناہوں میں مبتلا نہ ہو۔ حاکم (عن ابی الدرداءؓ)

جو شخص کوئی گناہ کرے، پھر اٹھ کر (اچھی طرح) غسل اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالےٰ ضرور اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ سنن اربعہ، ابن حبان، ابن سنی (عن ابی بکر الصدیقؓ)

ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہا ہائے گناہ! ہائے گناہ! آپ نے فرمایا (یوں نہ کہہ بلکہ) کہہ اے اللہ! میرے گناہوں سے تیری مغفرت بہت وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی بہ نسبت تیری رحمت کی زیادہ امید ہے، چنانچہ اس نے کہا پھر آپؐ نے فرمایا "پھر کہہ" اس نے دوبارہ کہا، پھر آپؐ نے فرمایا "پھر کہہ" اس نے تیسری بار پھر کہا، پھر آپ نے فرمایا کھڑا ہو جا اللہ نے تجھے بخش دیا۔ حاکم (عن جابر بن عبد اللہؓ)

اللہ تعالےٰ رات کو اپنا دست (رحمت) بڑھاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار رات کو توبہ کر لے اور دن کو اپنا دست (رحمت) بڑھاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار دن کو توبہ کر لے (اور اسی طرح کرتا رہے گا) یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے نکل آئے گا (یعنی قیامت آجائے گی) مسلم، حاکم، (عن ابی موسی الاشعریؓ)

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص گناہ کرتا ہے (اس کا کیا حال ہوگا) آپ نے فرمایا "اس کے ذمہ لکھ دیا جاتا ہے"۔ اس شخص نے کہا پھر وہ اس سے توبہ اور استغفار کرتا ہے آپؐ نے فرمایا "اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور توبہ قبول کر لیجاتی ہے" اس شخص نے کہا دوبارہ پھر وہ گناہ کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "اس کے ذمہ لکھ دیا جاتا ہے" اس شخص نے کہا پھر وہ اس گناہ سے توبہ اور استغفار کر لیتا ہے، آپؐ نے فرمایا "اس کو بخش دیا جاتا ہے اور (توبہ قبول ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے سے نہیں تھکتا، جب تک تم بخشش مانگتے مانگتے نہ تھک جاؤ"۔ طبرانی فی الاوسط، طبرانی (عن عقبہ بن عامرؓ)

وَإِذَا قَحِطُوا الْمَطَرَ فَلْيَجْثُوا عَلَى الرُّكَبِ ثُمَّ لِيَقُولُوا يَا رَبِّ
يَا رَبِّ عو وَدُعَاءُ الْاِسْتِسْقَاءِ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ
اسْقِنَا خ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا م وَاِنْ كَانَ اِمَامًا خَرَجَ
اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰهَ
عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ
اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ
وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَيْنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ
حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ثُمَّ يُحَوِّلُ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَيُحَوِّلُ
رِدَآءَهٗ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ وَيَنْزِلُ فَيُصَلِّيْ
رَكْعَتَيْنِ د حب مس اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا
مُّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا د مص غَيْرَ اٰجِلٍ د
رَائِثٍ مص اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ
رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ د اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰى اَرْضِنَا
زِيْنَتَهَا وَسَكَنَهَا عو اَللّٰهُمَّ ضَاحَتْ جِبَالُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا
وَهَامَتْ دَوَآبُّنَا مُعْطِيَ الْخَيْرَاتِ مِنْ اَمَاكِنِهَا وَمُنْزِلَ الرَّحْمَةِ
مِنْ مَّعَادِنِهَا وَمُجْرِيَ الْبَرَكَاتِ عَلٰى اَهْلِهَا بِالْغَيْثِ الْمُغِيْثِ

أَنْتَ الْمُسْتَغْفَرُ الْغَفَّارُ فَنَسْتَغْفِرُكَ لِلْحَاقَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ مِنْ عَوَامِّ خَطَايَانَا اَللّٰهُمَّ فَأَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا وَّأَوْصِلْ بِالْغَيْثِ وَاكِفِ مِنْ تَحْتِ عَرْشِكَ حَيْثُ يَنْفَعُنَا وَيَعُوْدُ عَلَيْنَا غَيْثًا عَامًّا طَبَقًا غَبَقًا مُجَلِّلًا غَدَقًا خِصْبًا رَّاتِعًا مُمْرِعَ النَّبَاتِ عو

ترجمہ: جب قحط سالی ہو تو دوزانو بیٹھ کر کہیں اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے پالنے والے، ابوعوانہ (عن سعد بن ابی وقاصؓ)

(بارش کے لئے دعا کرنا) اے اللہ! ہمیں پانی دے، اے اللہ! ہمیں پانی دے۔ اے اللہ! ہمیں پانی دے، بخاری (عن انسؓ)

اے اللہ! مینہ برسا دے، اے اللہ! مینہ برسا دے، اے اللہ! مینہ برسا دے۔ مسلم (عن انسؓ)
اور اگر امام ہو تو سورج کی کرن پو پھٹتے وقت (جنگل کی طرف) نکلے، اور منبر پر بیٹھ کر تکبیر کہے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے، پھر کہے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا بیحد مہربان نہایت رحم والا (اور) روز جزا کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اے اللہ! تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بے پروا اور بے نیاز ہم فقیر و محتاج، تو ہم پر مینہ برسا اور جتنا برسائے اس سے ہمیں روزی دے اور ایک مدت تک فائدہ پہنچا، پھر دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہو جائے، پھر لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ پھیر دے اور اپنی چادر لوٹ لے اور ہاتھ برابر اٹھائے رکھے، پھر لوگوں کی طرف منہ کرے، اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھے۔ ابوداؤد، ابن حبان، حاکم (عن عائشہؓ)

اے اللہ! ہم پر ایسا مینہ برسا جو فریاد رسی کرنے والا، ارزانی پیدا کرنے والا، نفع دینے والا ہو، نقصان کرنے والا نہ ہو، جلدی برسنے والا ہو، دیر میں برسنے والا نہ ہو۔ ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، (عن جابرؓ) (عن کعب بن عجرۃؓ)

اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر، اور اپنی وسیع رحمت کو ہر طرف پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو جلا اٹھا۔ ابوداؤد۔

اے اللہ! ہماری زمین کو اس کی رونق اور بہار اور بھلائی اور چین سے نواز دے۔ ابوعوانہ، (عن سمرۃ بن جندبؓ)

اے اللہ! ہمارے پہاڑ بے آب وگیاہ ہو گئے، ہماری زمین گرد آلود ہو گئی، جانور پیاسے تڑپنے لگے، اے بھلائیوں کو اس کے خزانہ سے دینے والے اور رحمت کو اس کی کانوں سے نازل فرمانے والے اور برکت والوں پر فراواں مینہ سے برکتیں برسانے والے تو ہی وہ ذات ہے جس سے بخشش مانگی جائے (اور) تو ہی بڑا بخشنے والا ہے، ہم تجھ سے اپنے خاص گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں اور عام گناہوں کی توبہ کرتے ہیں، اے اللہ! ہم پر آسمان سے برابر لگاتار موسلا دھار مینہ برسا، اور اپنے عرش کے نیچے سے ایسا مینہ برسا جو عام اور بکثرت ہو (اور تمام مخلوق کو) سیراب کرنے والا، اور زمین کو سرسبز و شاداب کرنے والا ہو، بڑی بوند والا ہو اور ارزانی اور خوب گھاس پیدا کرنے والا برسا کر ہماری کفایت فرما جو ہمیں نفع دے اور اس کا نفع پے در پے ہو۔ ابو عوانہ (عن جریرؓ)

شرح: غَيْثٌ طَبَقٌ = بالتحریک کے معنی ہیں وہ مینہ جو روئے زمین کو ڈھانک لے، یعنی عام اور بکثرت ہو
طبق الشیٔ = عام ہونا، طبق السحاب الجو، بادل کا فضا کو گھیر لینا، طبق الماء وجہ الارض پانی کا روئے زمین کو ڈھانپ لینا۔ غیث طبق = ای عام واسع (مجمع بحار الانوار)

غَبَقٌ = بجیم موحدہ مفتوحتین، کسی نے ذکر نہیں کیا۔ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت زیادہ کے معنی ہیں اور ہوسکتا ہے کہ غبق سے لیا ہو جس کے معنی ہیں شام کو پینے کی چیز، پھر تجرید کر کے ساقی کے معنی لے لئے ہوں۔
لغت میں غَبَقَ باب نصر یا ضرب سے آتا ہے جس کے معنی ہیں شام کو پینے کی چیز پلانا، غبق الغنم بکری کو شام کو پلانا یا دوہنا۔

غَيْثٌ مُجَلِّلٌ = عام بارش وہ مینہ جو زمین کو پانی اور سبزہ سے ڈھانک لے۔ جلل الشیٔ، عام ہونا، ڈھانپ لینا، اور اسی سے ہے جلل المطر الارض بارش نے زمین کو ڈھانپ لیا۔

غَدَقٌ = بکثرت اور بڑی بوند والا مینہ، غدق المطر = بکثرت بارش ہونا، غدق (بفتح الدال) المطر الکبار القطر (مجمع بحار الانوار)

غَيْثٌ خِصْبٌ = بکسر معجمہ وہ مینہ جس سے سرسبزی اور ارزانی ہو، خِصْبٌ۔ سبز گھاس کی کثرت، فراخی، جمع خصاب، کہا جاتا ہے۔ بَلَدٌ خِصْبٌ = سرسبز شہر۔

غَيْثٌ رَاتِعٌ = رَتَعَ سے ہے جس کے معنی ہیں آسودہ زندگی والا جس کو ہر چیز حاصل ہو، یعنی وہ بارش جس سے بہت گھاس اُگے، جس کو مویشی چریں اور خوش حالی ہو۔

رتع = آسودہ زندگی بسر کرنا۔

رتع فی المکان = اقامت کرنا اور فراخی کے ساتھ کھانا پینا ـــــ کلاء رتیع = چرنے والے کے لئے کافی گھاس

مُمْرِعُ النَّبَاتِ = بضم میم اولیٰ و کسر مہملہ، کثرت سے اُگانے والا۔

نماز استسقاء

جس سال بارش بند ہو جاتی اور قحط کے عام آثار نمایاں ہوتے تو جناب رسول انور صلے اللہ علیہ وسلم

ایک دن معین کرکے نہایت عجز و مسکنت کے کپڑے زیب جسم فرماکر عیدگاہ تشریف لے جاتے وہاں مسلمان جمع ہوتے اور آپ دو رکعت نماز بلند قرأۃ سے ادا کرتے۔ نماز کے ساتھ خطبہ بھی پڑھتے مگر کبھی نماز سے پیشتر اور گاہے نماز کے بعد قبلہ رُخ ہوکر دونوں ہاتھ اونچے کرتے اور بے انتہا عجز و انکسار کے ساتھ دعا کرتے۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین کی جانب اور پشت آسمان کی طرف رکھتے اور چادر مبارک کو لوٹاتے، چادر کے لوٹانے میں تفاول لینا مقصود ہوتا تھا کہ جس طرح چادر کی حالت بدل جاتی ہے اس طرح زمانے کی حالت بدل جائے۔ یعنی کال سے سماں اور قحط سالی سے فراخ سالی ہوجائے۔ خطبۂ استسقاء ان لفظوں سے شروع کرتے:۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین لا الٰہ الا اللہ یفعل ما یرید اللھم انت اللہ لا الٰہ الا انت انت الغنی ونحن الفقراء انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت علینا قوۃ و بلاغا الیٰ حین ؛

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو دنیا جہان کا پروردگار ہے نہایت مہربان بہت رحم والا روز جزا کا مالک اللہ کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اے اللہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بے پروا اور بے نیاز ہے اور ہم فقیر و محتاج ہیں تو ہم پر مینہ برسا اور جتنا برسائے اس سے ہمیں روزی دے اور ایک مدت تک فائدہ پہنچا۔

پھر یہ دعا پڑھے۔

اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا نافعا غیر ضار عاجلا غیر آجل اللھم اسق عبادک وبھائمک وانشر رحمتک واحی بلدک المیت اللھم اسقنا اللھم اسقنا اللھم اسقنا ؛

اے اللہ! ہمیں مینہ کا پانی پلا کہ وہ ہماری فریادرسی کرے اور انجام کار کے اعتبار سے سیر حاصل شاداب ہو نفع پہنچائے اور نقصان نہ دے جلدی بھیج تاخیر نہ کرے الٰہی! اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی وسیع رحمت کو ہر طرف پھیلا اور اپنے مُردہ شہر کو جلا اٹھا یعنی زمین کو سرسبزی اور شادابی سے مالامال کردے، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ ہمیں پانی پلا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قحط پڑا، لوگوں نے آپ سے پانی نہ برسنے کی شکایت کی، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عیدگاہ میں منبر رکھا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، آپ علی الصباح عیدگاہ تشریف لے گئے اور سورج نکل آیا تو اللہ کی حمد و ثنا کی اور تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے خطبہ شروع کیا، خطبے سے فارغ ہوکر دونوں ہاتھ اٹھائے اور دیر تک عجز و زاری کے ساتھ دعا کرتے رہے، پھر چادر لوٹائی اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر دعا کی اس کے بعد منبر سے اُتر کر دو رکعت نماز پڑھی آپ کی دعا کے آثار قبولیت نمایاں ہوئے، دھواں دھار ابر اٹھا اور موسلا دھار پانی برسنا شروع ہوا۔

وَاسْتَسْقٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَمَا زَادَ عَلَی الْاِسْتِغْفَارِ مص

وَاِذَا رَاٰی سَحَابًا مُّقْبِلًا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَآ اُرْسِلَ بِهٖ اَللّٰهُمَّ سَيْبًا نَّافِعًا فَاِنْ كَشَفَهُ اللّٰهُ وَلَمْ يُمْطِرْ حَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى ذٰلِكَ د س ق وَاِذَا رَاَى الْمَطَرَ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا خ اَللّٰهُمَّ سَيْبًا نَّافِعًا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا مص فَاِذَا كَثُرَ وَخِيْفَ الضَّرَرُ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ خ م

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جب) بارش کی دعا مانگی تو استغفار کے علاوہ کچھ نہ کیا۔ ابن ابی شیبہ (عن عائشہؓ)

اور جب بادل آتا ہوا دیکھے تو کہے اے اللہ! ہم اس چیز کی برائی سے (جو یہ بادل لے کر آیا ہے، تیری پناہ لیتے ہیں۔ اے اللہ! اس بادل کو بہت برسنے اور نفع دینے والا کر دے۔ اور اگر بادل کھول دے اور بارش نہ برسائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن عائشہؓ)

اور جب بارش دیکھے تو کہے الٰہی! خوش حال کرنے والی بارش برسا۔ بخاری (عن عائشہؓ)
اے اللہ! خوب برسنے اور نفع دینے والا مینہ برسا، دو یا تین بار کہے۔ ابن ابی شیبہ (عن عائشہؓ)
پھر جب زیادہ بارش ہو جائے اور نقصان کا ڈر ہو تو کہے اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلے، قلعے، نالے اور درخت اگنے کے مقامات

شرح: اَلْاٰكَام۔ واحد اَكَمَةٌ، ٹیلہ، چھوٹی پہاڑی۔
اَلْاٰجَام۔ واحد اُجُمَةٌ، قلعہ۔
اَلظِّرَاب۔ واحد ظَرِب، ابھرتا ہوا تیز پتھر، چھوٹا ٹیلہ۔

بادل آتا ہوا دیکھنے کی دعا بارش کے وقت کی دعا

بارش سے پناہ کی دعا

وَاِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ وَالصَّوَاعِقَ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا
تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ تِ سَ مُسْ سُبْحَانَ
الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ مُوطا
وَاِذَا هَاجَتِ الرِّيْحُ اِسْتَقْبَلَهَا بِوَجْهِهٖ وَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ
وَيَدَيْهِ طب ط وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ
مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ
مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ مُ تِ سَ طب اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا
رِيَاحًا وَّلَا تَجْعَلْهَا رِيْحًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا
عَذَابًا طب ط وَاِنْ جَآءَ مَعَ الرِّيْحِ ظُلْمَةٌ تَعَوَّذَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ
د اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَ
خَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا
فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ تِ سَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ
مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ صِ اَللّٰهُمَّ
لَقَحًا لَا عَقِيْمًا حِبِ طس

ترجمہ: اور جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنے تو کہے اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے اور عذاب سے ہلاک نہ فرما اور اس کے آنے سے پہلے ہمیں عافیت دے۔ ترمذی، نسائی، حاکم (عن ابن عمرؓ)
پاک ہے وہ ذات، جس کی (بادلوں کی) گرج اس کی تعریف کے ساتھ (اس کی) پاکیزگی بیان کرتی اور (نیز) فرشتے اس کے خوف کے مارے (اس کی حمد و ثنا میں لگے رہتے ہیں) مالک فی الموطا

آندھی کا بیان

موقوفاً (عن عبداللہ بن الزبیرؓ)

اور جب آندھی چلے تو اس کی طرف منہ کرے اور (قعدہ کی طرح) دو زانو بیٹھکر، طبرانی فی کتاب الدعا والکبیر (عن ابن عباسؓ)

اور کہے اے اللہ! میں تجھ سے اس آندھی کی اور اس چیز کی جو اس میں ہے، اور جس چیز کے لئے یہ بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور میں اس آندھی کی اور اس چیز کی جو اس میں ہے، اور جس کے لئے یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مسلم، ترمذی، النسائی، (عن عائشہؓ) طبرانی (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! اس آندھی کو خیر و برکت والی ہوا بنا برباد کرنے والی نہ بنا، اے اللہ! اس کو رحمت کر عذاب نہ بنا۔ طبرانی فی الکبیر و کتاب الدعاء (عن ابن عباسؓ)

اور اگر آندھی کے ساتھ اندھیرا بھی ہو تو " قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ " اور " قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ " پڑھے۔ ابوداؤد (عن عقبہ بن عامرؓ)

(اور کہے) اے اللہ! ہم تجھ سے اس آندھی کی اور اس چیز کی جو اس میں ہے، اور جس چیز کا اسے حکم دیا گیا ہے اس کی خیر چاہتے ہیں اور اس آندھی کی اور اس چیز کی جو اس میں ہے اور جس کا اسے حکم ہوا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ترمذی، نسائی، (عن ابی بن کعبؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کی خیر مانگتا ہوں جس کا اس آندھی کو حکم دیا گیا ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابویعلیٰ (عن انسؓ)

اے اللہ! تو اس ہوا کو بار آور کر خالی نہ کر، ابن حبان، طبرانی فی الاوسط (عن سلمۃ بن الاکوعؓ)

شرح: لَقِحَتْ۔ لَقْحًا و لَقَحًا و لقاحًا الناقۃ و نحوھا، بوجھل ہونا، حاملہ ہونا، یعنی وہ بادل جو پانی سے بھرے ہوں وہ ہوائیں جو پانی اٹھائے ہوئے ہوں۔

عَقِيمٌ = بانجھ یعنی وہ ہوا جو پانی سے خالی ہو۔

وَاِذَا سَمِعَ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ خ م د ت س وَاِذَا سَمِعَ نَهِيْقَ الْحَمِيْرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ خ م د ت س مس وَكَذٰلِكَ اِذَا سَمِعَ نُبَاحَ الْكِلَابِ د س مس وَاِذَا رَاَى الْكُسُوْفَ فَلْيَدْعُ اللّٰهَ وَلْيُكَبِّرْ وَلْيُصَلِّ وَلْيَتَصَدَّقْ خ م د س

ترجمہ: اور جب مرغ کی بانگ سنے تو اللہ سے اس کا فضل مانگے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ)

اور جب گدھے کو رینگتے (اس کی آواز کو) سُنے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

اور اسی طرح جب کتّوں کو بھونکتے سنے تو بھی شیطان لعین سے اللہ کی پناہ مانگے، ابوداؤد، نسائی، حاکم (عن جابر بن عبداللہؓ)

اور جب سورج یا چاند گہن ہو تو اللہ سے دعا کرے، تکبیر کہے، نماز پڑھے اور صدقہ دے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن عائشہؓ)

شرح: لغت میں کسوف کا اطلاق سورج اور چاند دونوں کے گہن لگنے پر ہوتا ہے اور لغت ہی میں سورج کے گہن لگنے کو کسوف اور چاند کے گہن لگنے کو خسوف بھی کہتے ہیں۔

سورج گہن کے وقت احناف کے نزدیک دو رکعت نماز باجماعت لمبی قرأت کے ساتھ پڑھے اور خطبہ نہ پڑھے اور چاند گہن میں ہر شخص علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے اور فقیروں، محتاجوں کو صدقات وغیرہ دے، اور لونڈی غلام آزاد کرے۔

نماز کسوف و خسوف

عرب میں اکثر سورج گہن کو کسوف اور چاند گہن کو خسوف کہتے ہیں، جب ایسا موقع پیش آئے تو امام کو مناسب ہے کہ کسی آدمی کو بھیجکر مسلمانوں کو جمع کرے اور جب وہ جمع ہو جائیں تو مسجد میں دو رکعت نماز جماعت سے ادا کرے قرأت بلند آواز سے کرے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ عنکبوت اور دوسری میں سورۂ روم پڑھنا مسنون ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن پڑا تو آپ نے دو رکعتیں جماعت سے پڑھیں، اس نماز میں آپ کا قیام بہت طویل تھا، یعنی سورۃ بقر کے

مقدار قرآن پڑھا پھر رکوع کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے، رکوع سے اٹھ کر پھر قیام کیا لیکن یہ قیام پہلے سے قدرے خفیف تھا، اس کے بعد پھر رکوع کیا اور پہلے رکوع کی بہ نسبت یہ رکوع بہت ہی خفیف تھا، پھر کھڑے ہوئے اور سجدے میں تشریف لے گئے، ایک سجدے کے بعد دوسرا سجدہ کیا، اس کے بعد دوسری رکعت پڑھنے کھڑے ہوئے اور جس طرح پہلی رکعت پڑھی تھی۔ دوسری بھی اسی طرح پوری کی یعنی اس میں بھی دو رکوع تھے، دو قیام تھے، دو قرآتیں تھیں لیکن اس رکعت کا قیام اور رکوع اور قرآتیں پہلی رکعت کے قیام اور رکوع اور قرآتوں سے کم تھیں، نماز سے فارغ ہوئے تو سورج بالکل صاف اور روشن تھا اس کے بعد آپ نے اٹھ کر ویسے ہی دو خطبے پڑھے جیسے جمعہ میں پڑھے جاتے ہیں، ان خطبوں میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سورج اور چاند خدا کی دو نشانیاں ہیں اور یہ دونوں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے پر نہیں گہن لگتے، لوگو! جب تمہیں یہ موقع پیش آئے تو اللہ کے ذکر میں معروف ہو جاؤ، دعا مانگو تکبیر و تہلیل میں مشغول ہو نماز پڑھو، خیر خیرات کرو، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اُمتِ محمدؐ اللہ تعالیٰ سخت غیرت مند ہے اس سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں بخدا اگر تمہیں ان باتوں کا علم ہو جن کا مجھے علم ہے تو روؤ بہت اور ہنسو تھوڑا۔

اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ دنیا میں جب کوئی عظیم الشان حادثہ پیش آتا مثلاً کوئی بڑا شخص مرنے کو ہوتا یا ضرر عام پیدا ہوا جاہتا ہے تو سورج گہن اور اسی طرح چاند گہن پڑتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گہن پڑا تو اتفاق سے اسی روز آپ کے فرزند ابراہیم تھا جو ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے حالتِ شیر خوارگی میں انتقال ہو گیا، ماریہ قبطیہؓ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں جنہیں شاہ مقوقش نے ہدیۃً آپ کی خدمت میں بھیجا تھا، ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اپنے پرانے خیال کے مطابق کہنا شروع کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؓ کے وفات پا جانے پر سورج گہن پڑا ہے، چونکہ لوگوں کے اس اعتقاد میں ایک طرح کی بوئے شرک پائی جاتی تھی اس کے تدارک کے لئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا کہ چاند سورج اللہ کی دو نشانیاں ہیں اور یہ دونوں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے پر نہیں گہن کھاتے، پیغمبر اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ آپ کی کمال عبودیت اور صداقت پر بڑی بھاری دلیل ہے۔

آپ کے فرزند ابراہیمؓ کے متعلق ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ جب ان کا انتقال ہونے کو ہوا تو رسول اللہؐ مع چند صحابیوں کے ابو سیف آہن گر کے مکان پر تشریف لے گئے، یہ ابو سیف ابراہیمؓ کی دایہ اور مرضعہ کے شوہر تھے جن کا نام برا بن آغوش اور ان کی بی بی کا نام خولہ بنت المنذر تھا، حضور انورؐ نے ابراہیمؓ کو گود میں لے کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور سونگھا حالانکہ ابراہیمؓ دم توڑ رہے تھے، اس وقت ان کی عمر دو برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں سولہ مہینے آٹھ روز کی اور بروایت بعض ایک سال دس مہینے چھ روز کی، بہر کیف حالتِ رضاع میں تھے کہ انتقال کیا، اس وقت رسول اللہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ زار و قطار رو رہے تھے، عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے اور

اس موقع پر موجود تھے کہنے لگے یا رسول اللہ آپ باوجود اس معرفت اور جلالت شان کے روتے ہیں فرمایا:
"ابن عوف! یہ آنسو بے صبری اور ناشکیبائی اور جزع کی وجہ سے نہیں بہتے بلکہ رحمت اور رقت کے اثر سے بہتے ہیں"۔ اس کے بعد آپ متواتر آنسو بہانے اور فرمانے لگے کہ "آنکھیں آنسو بہاتیں ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جسے ہمارا پروردگار پسند کرتا ہے اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں"۔

سورج اور چاند گہن کی نمازوں کا وہی وقت ہے جب گہن پڑنے لگے، لیکن جن وقتوں میں نماز پڑھنے کی شرعی ممانعت ہے یعنی سورج کے نکلتے ڈوبتے اور زوال کے اوقات، تو ان اوقات میں نہ پڑھیں بلکہ خدا کی حمد و ثنا اور تکبیر و تہلیل میں مشغول ہوں اور گناہوں سے توبہ کریں۔ بن پڑے تو خیرات و صدقات دیں، ان اوقات کے نکل جانے کے بعد بھی گہن باقی ہے تو نماز قائم کریں خطبہ پڑھیں۔

جب کبھی گہن پڑتا تو جناب رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم ڈر جاتے کہ مبادا آج ہی قیامت نہ ٹوٹ پڑے، آپ گھبرائے گھبرائے مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھنی شروع کر دیتے اور حاضرین کی طرف روئے سخن کر کے فرماتے کہ لوگو! اللہ اپنے بندوں کو ان نشانیوں سے ڈراتا ہے۔ کسوف و خسوف کی نماز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح پر منقول ہے۔ کبھی تو آپ ان دو رکعتوں میں دو دو رکوع کرتے کبھی تین کبھی چار کبھی پانچ اور ہر رکوع کے بعد قرأت پڑھتے، کبھی ایسا ہوتا کہ ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کرتے، ان دونوں نمازوں میں عورتوں اور بچوں کا شامل ہونا اور نماز پڑھنا بھی ثابت ہے، اس لئے اگر ان دونوں میں بھی بوڑھی عورتیں اور بچے سورج اور چاند گہن کی نمازوں میں شامل ہو جائیں تو مضائقہ نہیں۔

چاند اور سورج کو جب گہن لگتا تھا تو تمام صحابہ صلوٰۃ الکسوف ادا فرماتے تھے، ایک بار مدینہ میں گہن لگا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے دو رکعت نماز پڑھی ایک بار اور گہن لگا تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور باجماعت نماز ادا فرمائی۔

وَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ اَللهُ اَكْبَرُ مى اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللهُ ت حب مى هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الشَّهْرِ وَخَيْرِ الْقَدْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ط اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا خَيْرَهٗ وَنَصْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَفَتْحَهٗ وَنُوْرَهٗ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ مو مص وَ اِذَا نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْغَاسِقِ ت س مص وَ اِذَا رَاٰى لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ ت س ق مس

ترجمہ: اور جب پہلی رات کا چاند دیکھے تو "اللہ اکبر" کہے۔ دارمی (عن ابن عمرؓ)

اور یہ دعا کرے اے اللہ! اس چاند کو ہم پر خیر و برکت، ایمان و سلامتی اور اسلام اور اس چیز کی توفیق دینے کے ساتھ نکال جس سے تو راضی ہوتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ (اے چاند!) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے، ترمذی، ابن حبان، دارمی (عن طلحہ بن عبدالدارؓ)

یہ خیر و بھلائی کا چاند ہے، اے اللہ! میں تجھ سے اس مہینہ کی خیر و برکت اور تقدیر کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں یہ دعا تین مرتبہ پڑھے۔ طبرانی (عن رافع بن خدیجؓ)

اے اللہ! ہمیں اس مہینے کی بہتری و بھلائی، نصرت و برکت، فتح و ظفر اور اس کا نور نصیب فرما، اور ہم اس کی اور اس کے بعد آنے والے مہینے کی برائی سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن علیؓ)

نیا چاند دیکھنے کی دعا

اور جب ماہ کامل دیکھے تو کہے میں اس چھپنے والے کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ترمذی، نسائی، حاکم (عن عائشہؓ)

اور جب شبِ[1] قدر دیکھے تو کہے الٰہی! معاف کرنا تیری ہی شان ہے، کیونکہ معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف کردے۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن عائشہؓ)

شرح: رمضان[1] شریف میں ایک رات نہایت برکت والی ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اسی کو **لیلۃُ القدر** کہتے ہیں، جو شخص اس رات کی عبادت سے محروم رہا وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا اس مبارک رات کے تعین میں شارعِ اسلام سے کوئی قول فیصلہ منقول نہیں ہے، صرف اس قدر بتایا گیا ہے کہ رمضان کے آخر دہے میں کسی طاق رات میں ہوتی ہے۔

بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے کہ اکثر یہ رات رمضان کی اکیسویں[21] یا تیئیسویں[23] یا پچیسویں[25] یا یا ستائیسویں[27] یا انتیسویں[29] تاریخ کی راتوں میں پھرتی ہوئی ہر سال ہوا کرتی ہے۔ اس رات کی بڑی علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔ اس رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے اترتے ہیں اور ان کے ساتھ مقرب فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے، عبادت کرنے والے مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے، اور اس رات کی عبادت کی برکت سے مسلمانوں کے اگلے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔
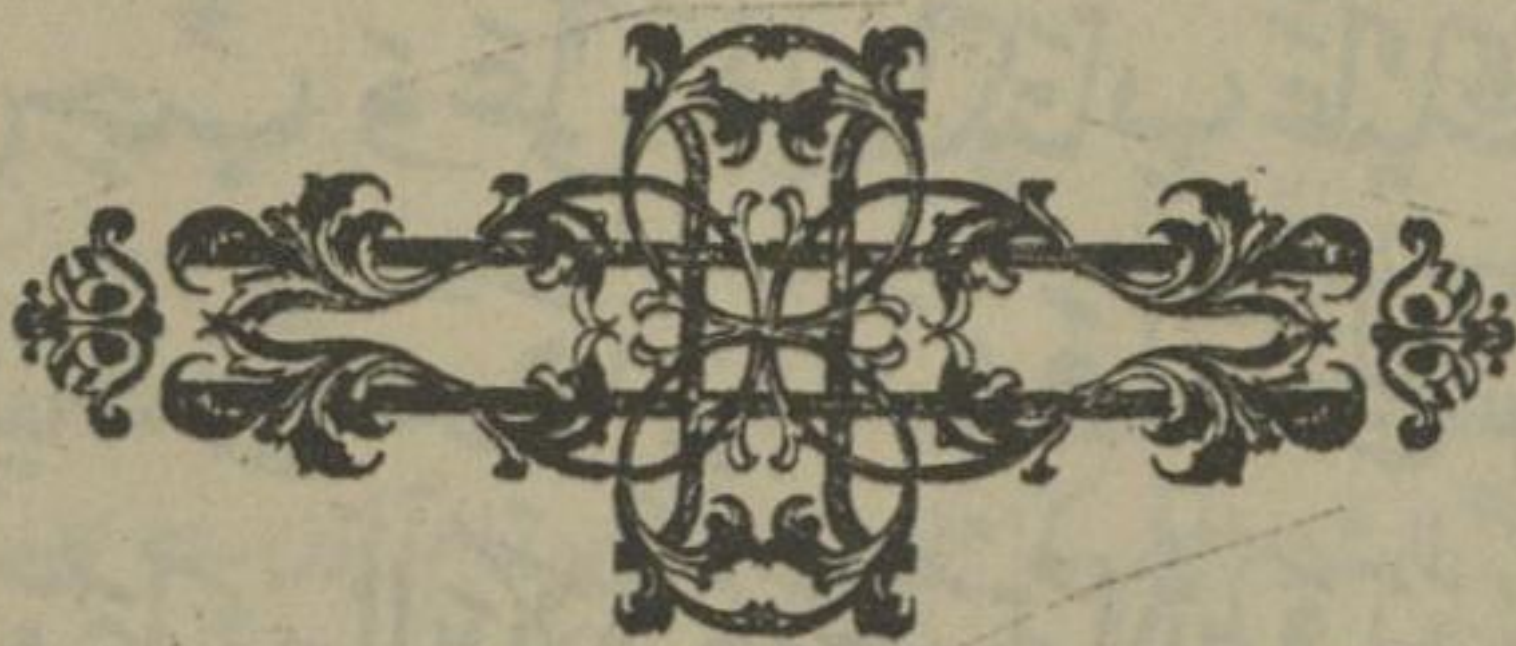
وَاِذَا نَظَرَ وَجْهَهٗ فِی الْمِرْاٰةِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ حب می اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ وَحَرِّمْ وَجْهِیْ عَلَى النَّارِ ر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰى خَلْقِیْ وَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَاشَانَ مِنْ غَیْرِیْ ر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَّلَهٗ وَصَوَّرَ صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَاَحْسَنَهَا وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ طس ی وَاِذَا سَلَّمَ عَلٰى اَحَدٍ فَلْیَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ خ م س اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ د ت س ر ی وَرَحْمَةُ اللّٰهِ د ت س می وَبَرَكَاتُهٗ د ت س می وَاِذَا رَدَّ السَّلَامَ وَعَلَیْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ع م س حب وَعَلٰی اَهْلِ الْكِتَابِ عَلَیْكَ م ت س اَوْ وَعَلَیْكَ خ م د ت س وَاِذَا بُلِّغَ سَلَامًا مِّنْ اَحَدٍ فَلْیَقُلْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ع اَوْ وَعَلَیْكَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ س

ترجمہ: اور جب آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے تو کہے اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے، تو میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔ ابن حبان (عن ابن مسعودؓ) الدارمی (عن عائشہؓ)

اے اللہ! جیسی تو نے میری صورت بنائی ہے، میرے اخلاق بھی اچھے کر دے، اور مجھے دوزخ پر حرام کر دے، بزار (عن عائشہؓ)

اللہ کا شکر ہے جس نے میری تخلیق اچھی کی اور میری صورت اچھی بنائی، اور مجھ میں وہ عضو، خوبصورت بنائے جو دوسروں میں عیب دار کئے۔ بزار (عن انسؓ)

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بنایا تو بہت درست بنایا، اور جوڑ بند مناسب رکھے، اور میرے چہرے کا نقشہ خوب ہی بنایا، اور مجھے اپنے فرماں برداروں میں کر دیا، طبرانی فی الاوسط، ابن سنی، (عن انسؓ)

اور جب کسی کو سلام کرے تو کہے "السّلام علیکم" تم سلامت رہو۔ بخاری، مسلم، نسائی، (عن ابی ہریرۃؓ)

(یا) "السّلام علیک" تو سلامت رہے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی، (عن جابرؓ)

اور "ورحمۃ اللہ" اللہ کی رحمت ہو۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی (عن عمران بن حصینؓ)

"وبرکاتہ" اور اس کی برکتیں ہوں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی (عن عمران بن حصینؓ)

اور جب سلام کا جواب دے تو "وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہے، تم بھی سلامت رہو اور تم پر بھی اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، صحاح ستہ، ابن مردویہ (عن عائشہؓ) نسائی، ابن حبان (عن انسؓ)

اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے جواب میں کہے "علیک" تم پر بھی ہو مسلم، ترمذی، نسائی (عن ابن عمرؓ)

(یا) "وعلیک" اور تم پر بھی ہو، کہے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن ابن عمرؓ)

اور جب کسی کو سلام پہنچایا جائے تو اس کے جواب میں اُسے کہنا چاہئے "وعلیہ السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" وہ بھی سلامت رہے اور اس پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں صحاح ستہ (عن عائشہؓ)

یا "وعلیک وعلیہ السّلام" کہے تو بھی اور وہ بھی سلامت رہے۔ نسائی (عن انسؓ)

شرح: [1] السّلام علیکم کے معنی ہیں، اللہ تمہیں تمام آفتوں سے بچائے اور سلامت رکھے۔

سلام کرنے کے آداب یہ ہیں کہ سلام زبان سے کرے اور جہاں تک ہو سکے "السّلام علیکم" کہے کیونکہ یہ الفاظ محبوب دو جہاں کے ہیں، جو خیر و برکت ان الفاظ میں ہوگی وہ کسی اور دوسرے الفاظ میں نہیں ہوگی۔ سلام کرنا سنت ہے، اس کا جواب فرض کفایہ ہے یعنی اگر کسی نے مجلس میں آکر سلام کیا اور ایک شخص نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے ادا ہو جائیگا اور اگر سب کے سب خاموش رہے تو سب گنہگار ہوں گے۔

سلام کی ممانعت خطبہ[1] کے وقت، قرآن مجید پڑھنے[2] یا سننے والے کو، اذان یا تکبیر[3] کہتے وقت پیشاب یا[4] پاخانہ کرنے والے کو، قاضی کو فیصلہ[5] کرنے کی حالت میں، استاد کو پڑھاتے[6] وقت، نماز پڑھنے[7] والے کو، شطرنج یا تاش یا گنجفہ[8] وغیرہ کھیلنے والے کو، مبتدع یعنی رافضی[9]، خارجی[10]، ملحد[11]، زندیق[12]، مسخرے[13]، جھوٹی کہانیاں[14] کہنے والے، بیہودہ[15] گو، گالیاں دینے والے،

نیا دین ایجاد[۱۷] کرنے والے، جھوٹ بولنے[۱۸] والے اور وہ[۱۹] لوگ جو بازار میں اپنے کاروبار میں معروف ہیں۔ بازار میں کھانے[۲۰] والے اور کافر[۲۱] ان سب کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

خطبہ کے وقت سلام کرنے والا گنہگار ہوگا، اور سننے والے اس کا جواب نہ دیں، اسی طرح قرآن مجید پڑھنے والے کو یا اذان اور اقامت کے وقت یا پیشاب پائخانہ کرنے والے کو سلام کرنے والا گنہگار ہوگا لیکن یہ سب لوگ اس کو جواب دیں اور نماز پڑھنے والے کو، سلام کرنے والا بھی گنہگار ہوگا اور وہ اس کا جواب نہ دے، سائل کو سلام کرنا مکروہ ہے اور اگر خود سائل سلام کرے تو جواب دینا واجب ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کوئی سلام سے پہلے کچھ بات کرے اس کا جواب مت دو، اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، سوار پیادے کو، چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے اور گھر میں کوئی نہ ہو تو کہے:۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔
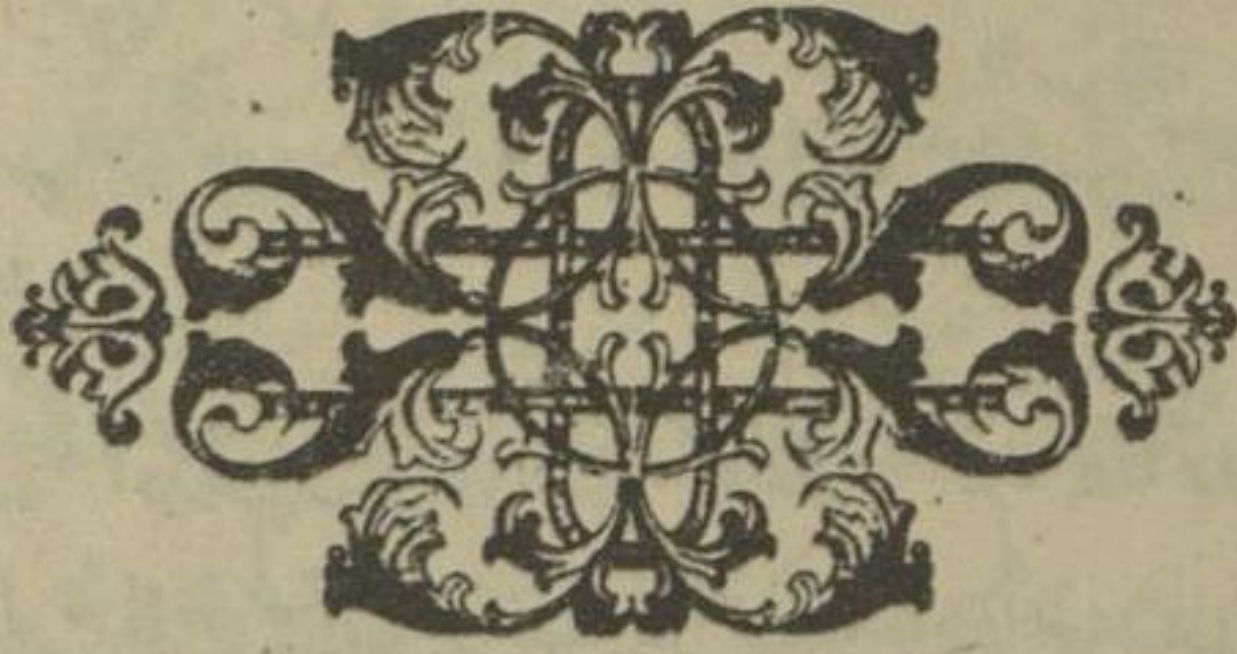
وَإِذَا عَطَسَ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ خ د س عَلٰى كُلِّ حَالٍ د
ت س مس ق اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا
عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى د ت س اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ د ت س حب وَلْيَقُلْ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ خ د
س ت مس ق وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ
بَالَكُمْ خ د س ت مس يَغْفِرُ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ د ت س
حب لَنَا وَلَكُمْ س ق مس يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُ
لَنَا وَلَكُمْ مو طا وَإِنْ كَانَ كِتَابِيًّا قِيْلَ لَهٗ يَهْدِيْكُمُ
اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ ت د س مس وَمَنْ قَالَ عِنْدَ كُلِّ
عَطْسَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ لَمْ
يَجِدْ وَجَعَ ضِرْسٍ وَّلَا أُذُنٍ أَبَدًا مو مص وَإِذَا طَنَّتْ
أُذُنُهٗ فَلْيَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُصَلِّ عَلَيْهِ
وَلْيَقُلْ ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ مَّنْ ذَكَرَنِيْ ط ی وَإِذَا بُشِّرَ بِمَا
يَسُرُّهٗ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ خ م د س ق أَوْ حَمِدَ وَكَبَّرَ
خ م أَوْ سَجَدَ لِلّٰهِ شُكْرًا مس آ وَإِذَا رَاٰى مِنْ نَفْسِهٖ
أَوْ مَالِهٖ أَوْ غَيْرِهٖ مَا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ س ق
مس وَإِذَا أَرَادَ نُمُوَّ مَالِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

عَبۡدِكَ وَرَسُوۡلِكَ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَعَلَى الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ ص

ترجمہ: اور جب چھینک آئے تو "الحمد للہ" کہے بخاری، ابوداؤد، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ) ہر حال میں (اللہ کا شکر ہے) ابوداؤد (عن رفاعہ بن رافع) ترمذی، نسائی (عن ایوب) حاکم، ابن ماجہ (عن علیؓ)

اللہ ہی کی تعریف ہے ایسی تعریف جو بہت اور پاک ہے، جس کے اندر اور جس کے اوپر برکت کی گئی ہے، جس طرح ہمارا پروردگار (اس دنیا میں) پسند کرے اور (آخرت میں) راضی ہو۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن رفاعہ ابن رافعؓ)

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان (عن سالم بن عبیداللہ)

اور سننے والے کو "یرحمك اللہ" اللہ تجھ پر رحم کرے، کہنا چاہیئے۔ بخاری، ابوداؤد، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ) ترمذی، (عن ابی ایوبؓ) نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن علیؓ)

پھر چھینکنے والا کہے اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کرے، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ) حاکم (عن ابی ایوبؓ)

اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان (عن سالمؓ) (اللہ) ہماری اور آپ کی (بخشش فرمائے) نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن علیؓ)

اللہ ہم پر اور آپ پر رحم کرے اور ہماری اور آپ کی مغفرت فرمائے، موقوفاً مؤطا (عن عمرؓ)

اور اگر چھینکنے والا اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) ہو تو سننے والا اس کے جواب میں کہے، اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح کرے۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، حاکم (عن ابی موسی الاشعریؓ)

اور جو شخص ہر مرتبہ چھینکنے کے وقت "الحمد للہ رب العالمین علیٰ کل حال" ہر حالت میں اللہ کا شکر ہے، جو تمام جہاں کا پروردگار ہے، کہے تو جبتک زندہ رہے گا (اس کے) ڈاڑھ دانت اور کان میں کبھی درد نہ ہوگا۔ ابن ابی شیبہ، موقوفاً (عن علیؓ)

اور جب کسی کا کان جھنجھنانے لگے تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے اور آپ پر درود بھیجے اور کہے اللہ تعالےٰ اس شخص کو بھلائی سے یاد کرے جس نے مجھے یاد کیا۔ طبرانی، ابن سنی (عن ابی رافع القطبیؓ)

اور جب کوئی خوشخبری سُنے تو الحمد للہ کہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، (عن عائشہؓ)

یا "الحمد للہ" اور "اللہ اکبر" کہے۔ بخاری، مسلم، (عن ابی سعیدؓ)

یا سجدۂ شکر ادا کرے۔ حاکم، احمد (عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ)

اور جب اپنی ذات اور مال یا کسی دوسرے کی ذات و مال میں کوئی پسندیدہ بات دیکھے تو برکت کی دعا کرے۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن عامر بن ربیعہؓ)

اور جب اپنے مال میں زیادتی چاہے تو کہے اے اللہ! تو اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمام مومن مرد و عورت اور تمام مسلمان مرد و عورت پر رحمت نازل فرما۔ ابو یعلیٰ، (عن ابی سعیدؓ)
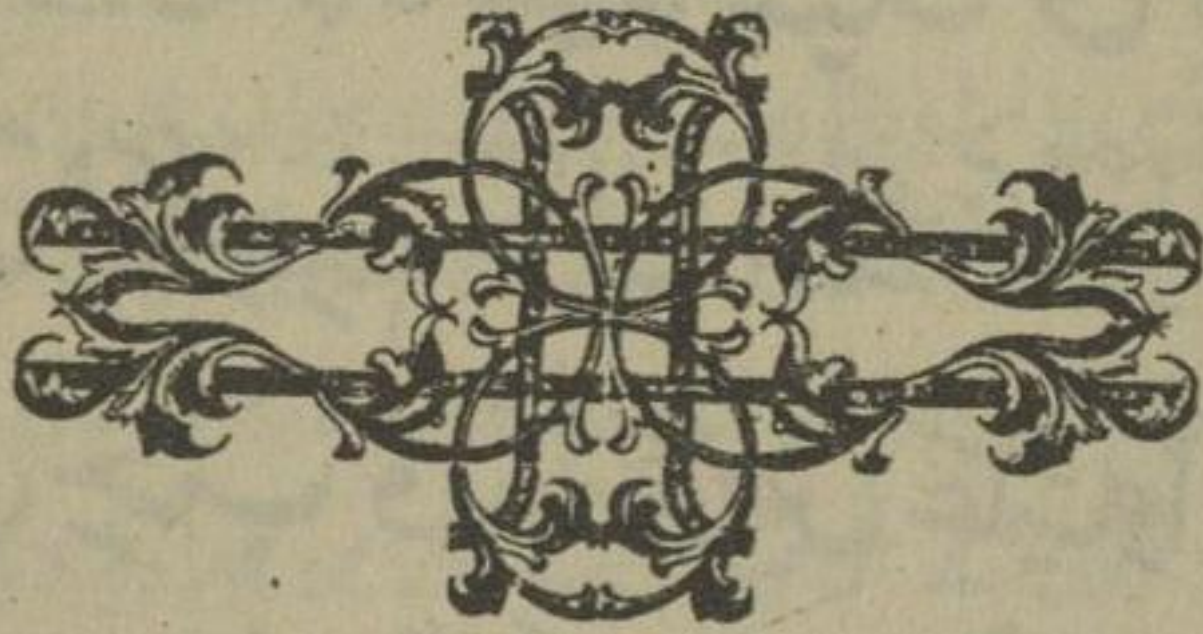
وَإِذَا رَأَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ يَضْحَكُ قَالَ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ
خ م س وَإِذَا أَحَبَّ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ ذٰلِكَ ى س د
حب فَإِذَا قَالَ لَهُ إِنِّيْ أُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ قَالَ أَحَبَّكَ الَّذِيْ
أَحْبَبْتَنِيْ لَهُ س د حب ى فَإِذَا قَالَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ قَالَ
وَلَكَ س وَإِذَا قِيْلَ لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ قَالَ أَحْمَدُ اللّٰهَ إِلَيْكَ
ط وَإِذَا نَادَاهُ رَجُلٌ رَدَّ عَلَيْهِ لَبَّيْكَ ى وَإِذَا صُنِعَ إِلَيْهِ
مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي
الثَّنَاءِ ت س حب وَإِذَا عَرَضَ عَلَيْهِ أَخُوْهُ مِنْ أَهْلِهٖ
وَمَالِهٖ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ خ ت س ى

کسی کو ہنستا ہوا دیکھنے کی دعا

ترجمہ: اور جب اپنے کسی مسلمان بھائی کو ہنستا دیکھے تو کہے، اللہ تجھے ہمیشہ ہنستا رکھے، بخاری، مسلم، نسائی (عن عمرؓ)

دوستی کا بیان

اور جب اپنے کسی مسلمان بھائی سے محبت رکھے تو اس کو بھی اس کی خبر کردے، ابن سنی (عن مقدامؓ بن معدی کرب) نسائی، ابوداؤد، ابن حبان (عن انسؓ)

اور جب اس سے کہے (تو اس طرح کہے) کہ میں تجھ سے (محض) اللہ کے لئے دوستی رکھتا ہوں (تو وہ شخص اس کے جواب میں) کہے اللہ تعالیٰ تجھے (بھی) دوست رکھے، جس وجہ سے تو نے مجھے دوست رکھا۔ نسائی، ابوداؤد، ابن حبان (عن انسؓ) ابن سنی (عن مقدامؓ)

اور جب کوئی شخص کہے اللہ تیری مغفرت کرے (تو اس کے جواب میں) کہے اللہ تعالیٰ تیری بھی مغفرت فرمائے، نسائی (عن عبداللہ بن سرجسؓ)

حال پوچھنے اور پکارنے والے کا جواب

اور جب کوئی شخص پوچھے تمہارا کیا حال ہے تو کہے اللہ کا شکر ہے (خیریت ہے) طبرانی، (عن ابن عمرؓ)

اور جب کوئی شخص آواز دے تو جواب میں کہے "لبیک" جی حاضر ہوں، ابن سنی، (عن معاذؓ)

اور جب کسی کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے تو نیکی کرنے والے سے کہے اللہ تعالےٰ تمہیں اس کی جزائے خیر دے تو (جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہے) اس نے اس کا حق ادا کر دیا۔ ترمذی، نسائی، ابن حبان (عن ابن عمرؓ)

اور جب کوئی مسلمان بھائی اپنے اہل وعیال اور مال ومنال پیش کرے کہ (جس قدر تم چاہو اس میں سے لے لو) تو (اس سے) کہے اللہ تمہارے اہل وعیال اور مال ومنال میں برکت دے۔ بخاری، ترمذی، نسائی، ابن سنی (عن انسؓ)

شرح: اس حدیث میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مواخات کی طرف اشارہ ہے، جس کا پورا واقعہ یہ ہے:-

مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا حضرت سعد بن الربیع انصاریؓ سے بھائی چارہ کرا دیا وہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار اور فیاض طبع تھے، کہنے لگے " میں اپنا نصف مال ومنال تمہیں بانٹ دیتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں، ان کو دیکھو جو پسند آئے اس کا نام بتاؤ میں طلاق دیدوں گا، عدت گزرنے کے بعد تم نکاح کر لینا"۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا، جواب دیا " اللہ تمہارے مال ومنال اور اہل وعیال میں برکت دے، مجھے صرف بازار دکھا دو"۔ لوگوں نے بنی قینقاع کے بازار میں پہنچا دیا وہاں سے واپس آئے تو کچھ گھی اور پنیر وغیرہ نفع میں بچا لائے، دوسرے روز سے باقاعدہ تجارت شروع کر دی، یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو جسم پر مراسم شادی کی علامتیں موجود تھیں۔ استفسار ہوا " یہ کیا ہے"۔ عرض کیا " ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے"۔ سوال ہوا " مہر کس قدر ادا کیا؟" عرض کیا " ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا"۔ حکم ہوا " تو پھر ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سہی"۔

وَإِذَا اسْتَوْفَى دَيْنَهُ قَالَ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ خ م ت س ق وَفَى اللّٰهُ بِكَ خ أَوْفَاكَ اللّٰهُ م وَإِذَا رَأَى مَا يُحِبُّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَإِنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ ق مس ی مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَى عَبْدٍ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ إِلَّا وَقَدْ أَدَّى شُكْرَهَا فَإِنْ قَالَهَا الثَّانِيَةَ جَدَّدَ اللّٰهُ لَهُ ثَوَابَهَا فَإِنْ قَالَهَا الثَّالِثَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوبَهُ مس مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَى عَبْدٍ نِّعْمَةً فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِلَّا كَانَ قَدْ أُعْطِيَ خَيْرًا مِّمَّا أَخَذَ ی

ترجمہ:- اور جب قرض دار سارا قرض ادا کر دے، تو اس سے کہے (جس طرح تو نے) میرا پورا پورا قرض ادا کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی پورا پورا ثواب عطا فرمائے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، (عن ابی ہریرۃؓ)

(یا کہے) "وفی اللہ بك" اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ عہد پورا کرے (پورا پورا ثواب دے) بخاری (عن ابی ہریرۃؓ)

(یا) "اوفاك اللہ" کہے۔ مسلم (عن ابی ہریرۃ) معنی ان دونوں کے ایک ہی ہیں۔

اور جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو کہے اللہ کا شکر ہے جس کی برکت سے تمام اچھے کام پورے ہوتے ہیں اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کہے اللہ کا ہر حال میں شکر ہے۔ ابن ماجہ، حاکم، ابن سنی (عن عائشہؓ)

(جب) اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی نعمت سے نوازے اور وہ "الحمد للہ" کہے تو اس نے اس نعمت کا شکر ادا کر دیا، پھر اگر دوبارہ "الحمد للہ" کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے شکر کا از سر نو ثواب دیتا ہے، اور اگر تیسری بار "الحمد للہ" کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ حاکم (عن جابرؓ)

(جب) اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ پر کوئی نعمت فرمائی اور اس نے "الحمد للہ رب العالمین" کہا، تو اس کو اس نعمت سے جو اسے ملی تھی، بہتر نعمت (یعنی اس کہنے کا ثواب) دیا جاتا ہے۔ ابن سنی، (عن انسؓ)

ادائے قرض پر قرض خواہ کا طریق

پسندیدہ اور غیر پسندیدہ چیز دیکھنے کا ذکر

وَاِذَا ابْتُلِیَ بِالدَّیْنِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ
وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ت مس اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ
کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَرَحِیْمَھَا
اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ
مس مر اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ
الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ
الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً
تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ صط و تَقَدَّمَ مَا یَقُوْلُ اِذَآ
اَصْبَحَ وَاِذَآ اَمْسٰی د وَاِذَآ اَخَذَہٗ اِعْیَاءٌ مِّنْ شُغْلٍ اَوْ طَلَبِ
زِیَادَۃِ قُوَّۃٍ فَلْیُسَبِّحْ عِنْدَ نَوْمِہٖ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَلْیَحْمَدْ ثَلٰثًا
وَّثَلٰثِیْنَ وَلْیُکَبِّرْ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ اَوْ مِنْ کُلٍّ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ
اَوْ مِنْ اَحَدِھِنَّ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ مَرَّۃً خ م د س ت
حب ا ط اَوْ مِنْ کُلٍّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ عَشْرًا وَّعِنْدَ
النَّوْمِ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَالتَّکْبِیْرَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ ا

ترجمہ: اور جب (کوئی شخص) قرض میں مبتلا ہوجائے تو یہ دعا کرے، اے اللہ مجھے اپنا حلال رزق دے کر حرام روزی سے بچالے، اور اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے۔
ترمذی، حاکم (عن علیؓ)

ادائے قرض کی دعائیں

اے اللہ! فکر کے دُور کرنے والے، غم کے کھونے والے بیقراروں کی سُننے والے، دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والے تو ہی مجھ پر رحم کرے گا۔ تو ایسی مجھ پر مہربانی فرما، جو مجھے دوسروں کی مہربانی سے بے نیاز کردے۔ حاکم، ابن مردویہ (عن ابی صدیقؓ)

اے اللہ! (سارے) ملک کے مالک تو (ہی) جس کو چاہے سلطنت دے اور تو (ہی) جسے چاہے ذلت دے (ہر طرح کی خیرو) خوبی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، (اے) دنیا و آخرت میں رحم کرنے والے، تو جس کو چاہتا ہے دنیا و آخرت دیدیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان دونوں سے باز رکھتا ہے، تو مجھ پر ایسی مہربانی فرما جو دوسروں کی مہربانی سے بے نیاز کردے۔ طبرانی فی الاوسط (عن انسؓ)

اور (ادائے قرض کے بارے میں) صبح و شام پڑھنے والی دعائیں اُوپر گذر چکیں۔ ابوداؤد (عن ابی سعیدؓ)

اور جب کوئی شخص کسی کام کرنے سے عاجز ہو جائے، یا زیادہ طاقت وقوت چاہے تو اس کو چاہئے کہ سوتے وقت تینتیس ۳۳ بار "سبحان اللہ" اور تینتیس ۳۳ بار "الحمد للہ" اور چونتیس ۳۴ بار "اللہ اکبر" کہے، یا ہر ایک کو تینتیس تینتیس ۳۳ بار پڑھے، یا ان میں سے کسی ایک کو چونتیس ۳۴ بار اور باقی کو تینتیس تینتیس ۳۳ بار پڑھے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن حبان (عن علیؓ) احمد، طبرانی (عن اُم سلمۃؓ)

یا ہر کلمہ ہر فرض نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے اور سوتے وقت تینتیس تینتیس بار اور تکبیر چونتیس بار پڑھے۔ احمد۔

شرح: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم پر اُحد پہاڑ کے برابر قرض ہو اور تم اس دعا کے ساتھ اپنے پروردگار سے دعا کرو تو اللہ تعالےٰ تمہارا قرض ادا کرا دے گا۔

وَمَنِ ابْتُلِيَ بِالْوَسْوَسَةِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ خ م د
س أَوْ لِيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ م اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لْيَتْفُلْ
عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلٰثًا وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ د
س ى وَمِنْ فِتْنَتِهٖ وَاِنْ كَانَتِ الْوَسْوَسَةُ فِى الْاَعْمَالِ فَاِنَّ ذٰلِكَ شَيْطَانٌ
يُّقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَّسَارِهٖ
ثَلٰثًا م مص

ترجمہ: اور جو شخص وسوسہ میں مبتلا ہو، تو "اعوذ باللہ" پڑھے اور وسوسے سے باز رہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن ابی ہریرۃ رض)

یا "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ" میں اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لایا، کہنا چاہیے۔ مسلم، (عن ابی ہریرۃ رض)

اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اسکے برابر کا ہے، پڑھ کر اپنی بائیں جانب تین بار تھتکار دے اور "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن سنی (عن ابی ہریرۃ رض)

اور نسائی کی دوسری روایت میں ہے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ومن فتنتہ" میں شیطان مردود اور اس کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ نسائی (عن ابی ہریرۃ رض)

اور اگر اعمال (وضوء، نماز وغیرہ) میں وسوسہ ہو تو اس طرح کے وسوسے ڈالنے والا شیطان ہے، جس کو خِنْزَب کہتے ہیں، اس وقت آدمی کو چاہیے کہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ کر تین بار اپنی بائیں جانب تھتکار دے، مسلم، ابن ابی شیبہ (عن عثمان بن ابی العاص رض)

شرح: یعنی جہاں تک ہو سکے وسوسہ سے بچے، اگر اعوذ پڑھنے سے وسوسہ دور نہ ہو تو اٹھ کر کسی دوسرے کام میں لگ جائے اور وسوسہ اعتقاد یا بدن کے اعمال میں ہوتا ہے۔ شریعت میں وسوسہ، نفس اور شیطان کی باتوں کو کہتے ہیں، جن سے دل کے اندر برے برے خیالات پیدا ہو کر گناہ کا باعث ہوتے ہیں، وسوسہ دو قسم

ہوتا ہے، ایک جبری[1]، دوسرا اختیاری[2]، جبری وہ ہے جو بے اختیار اچانک نفس میں آجائے، اس کو ھاجس کہتے ہیں، اس قسم کا وسوسہ اس امت سے معاف ہے، اور گزشتہ امتوں کو بھی معاف تھا، اور جب یہ وسوسہ دل میں بیٹھ جائے اور خلجان پیدا کرے تو اس کو خاطر کہتے ہیں، وہ بھی اس امت کو معاف ہے، اختیاری[2] وہ وسوسہ ہے جو دل میں اگر باقی رہے اور اس پر اصرار ہو اور وہ ہمیشہ خلجان پیدا کرے اور دل میں اس کے کرنے کی خواہش، لذت اور محبت پیدا ہو، اس طرح کے وسوسہ کو ہَم کہتے ہیں، یہ بھی اس امت سے معاف ہے، اور اس پر مواخذہ نہیں ہے اور بلا عمل کئے نامۂ اعمال میں نہیں لکھا جاتا بلکہ ارادہ وقصد کے بعد اگر اپنے آپ کو روکے تو اس کے عوض میں نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک اور قسم ہے جس کو عزم کہتے ہیں یعنی نفس کی بات کا دل میں ٹھیرانا اور اس کے کرنے کا پختہ ارادہ کرنا کہ اگر اسباب میسر آجائیں اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو کر گزرے، اس قسم کے وسوسہ پر مواخذہ ہے مگر کرنے کی نسبت سے کم اور جب اس کام کو کرے گا تو زیادہ گنہگار ہوگا۔

وَمَنْ غَضِبَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ذَھَبَ عَنْہُ مَا یَجِدُ خ م د س وَمَنْ کَانَ حَدَّ اللِّسَانِ فَاحِشَۃً لَازَمَ الْاِسْتِغْفَارَ لِحَدِیْثِ حُذَیْفَۃَ شَکَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَرَبَ لِسَانِیْ فَقَالَ اَیْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِّائَۃَ مَرَّۃٍ س ق مس مص ی وَمَنِ انْتَہٰی اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یَّجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ د ت س وَکَفَّارَۃُ الْمَجْلِسِ اَنْ یَّقُوْلَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ د ت س حب مس ط مص ثَلٰثَ مَرَّاتٍ د حب عَمِلْتُ سُوْٓءً ا وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ س مس مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِمْ تِرَۃً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَھُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَھُمْ د ت س حب مس

ترجمہ: اور جب غصہ آئے تو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" پڑھے، اس سے غصہ جاتا رہیگا۔ بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی (عن سلیمان بن صردؓ)

اور جو شخص تیز اور بدزبان ہو وہ استغفار کی پابندی کرے، کیونکہ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں

غصہ دفع کرنے کا طریقہ

کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی تیز زبانی کی شکایت کی، تو آپؐ نے فرمایا "تم استغفار نہیں کرتے؟ میں تو ہر روز اللہ سے سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم، ابن ابی شیبہ ابن سنی (عن حذیفہؓ)

اور جو شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے، پھر جب (وہاں سے) رخصت ہو تو بھی سلام کرے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ)

اور مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ (وہاں سے) اٹھنے سے پہلے کہے اے اللہ! تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں، اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃؓ) حاکم (عن عائشہؓ) طبرانی (عن ابن عمرؓ)

ابوداؤد اور ابن حبان نے تین مرتبہ پڑھنا روایت کیا ہے۔

(یا اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھے) میں نے بُرا کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا، تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔ نسائی، حاکم (عن رافع بن خدیجؓ)

لوگ (جب) کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر نہ کریں اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں تو وہ مجلس (قیامت میں) ان کے لئے حسرت وافسوس کا باعث ہوگی، اللہ اگر چاہے انھیں عذاب دے اور اگر چاہے معاف کردے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں کثرت سے قبیح وناشائستہ باتیں ہو رہی ہوں تو اُٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے، اس سے وہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس مجلس میں ہوئے تھے۔

وَمَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَّرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ ت ق ا مس ى وَبَنٰى لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ت ى وَاِذَا دَخَلَهٗ اَوْ خَرَجَ اِلَيْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً مس ى يَا مَعَاشِرَ التُّجَّارِ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ مِنْ سُوْقِهٖ اَنْ يَّقْرَاَ عَشْرَ اٰيَاتٍ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ اٰيَةٍ حَسَنَةً ط

ترجمہ: اور جو شخص بازار جائے اور کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے اور وہی قابلِ تعریف ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، اور وہ ایسا زندہ ہے جسے موت نہیں آئیگی اور اسی کے ہاتھ میں ساری خوبیاں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اسکے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اسکے دس لاکھ گناہ معاف کرتا ہے، اور اسکے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے ترمذی، ابن ماجہ، احمد، حاکم، ابن سنی (عن عمرؓ) اور اسکے لئے بہشت میں ایک گھر بناتا ہے۔ ترمذی، ابن سنی (عن عمرؓ)

اور جب بازار میں پہنچے یا گھر سے بازار جانیکے لئے نکلے تو کہے اللہ کے نام سے (میں بازار میں داخل ہوتا ہوں یا بانا کیلئے گھر سے نکلتا ہوں) اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی اور اس بازار میں جتنی چیزیں ہیں ان سب کی بھلائی چاہتا ہوں، اور اس بازار کی اور اس بازار میں جتنی چیزیں ہیں ان سب کی بُرائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں (اور اے اللہ! میں اس میں جھوٹی قسم کھانے اور خرید و فروخت میں نقصان اٹھانے سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ حاکم، ابن سنی (عن بریدہؓ) —— اے تاجرو! کیا کوئی تم میں سے اس بات سے عاجز ہے؟ کہ بازار سے لوٹتے وقت قرآن مجید کی دس آیتیں پڑھلے اور اللہ تعالےٰ اسکی ہر آیت کے بدلہ میں ایک نیکی لکھدے۔ طبرانی (عن ابن عباسؓ)

وَاِذَا رَاٰی بَاکُوْرَۃَ ثَمَرٍ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا
فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا م ت
س ق فَاِذَا اُتِیَ بِشَیْءٍ مِّنْهُ دَعَا اَصْغَرَ وَلِیْدٍ حَاضِرٍ فَیُعْطِیْهِ
ذٰلِكَ م ت س ق وَمَنْ رَاٰی مُبْتَلًی فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا
لَمْ یُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاۗءُ ت ق طس یَقُوْلُ ذٰلِكَ فِیْ نَفْسِهٖ
مو ت وَاِذَا ضَاعَ لَهٗ شَیْءٌ اَوْ اَبَقَ اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ
وَھَادِیَ الضَّلَالَةِ اَنْتَ تَهْدِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ ارْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ
بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَاۗئِكَ وَفَضْلِكَ
ط اَوْ یَتَوَضَّاُ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَیَتَشَھَّدُ وَیَقُوْلُ بِسْمِ
اللّٰهِ یَا ھَادِیَ الضَّالِّ وَرَادَّ الضَّالَّةِ ارْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ
بِعِزَّتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَاۗئِكَ وَفَضْلِكَ
مو مص

نئے پھل دیکھنے کا ذکر

مصیبت زدہ کے دیکھنے کا بیان

ترجمہ: اور جب نیا پھل دیکھے (تو کہے) اے اللہ! ہمارے پھل میں اور ہمارے شہر میں اور ہمارے پیمانہ صاع[1] ومُد میں برکت عطا فرما۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃ رض)
اور جب اس کے پاس نیا پھل آئے تو جو چھوٹا بچہ موجود ہو اسے بُلا کر دیدے۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی ہریرۃ رض)
اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھکر کہے اللہ کا شکر ہے، جس نے مجھے اس مصیبت وتکلیف سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا، اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت وبزرگی عنایت کی

تو جب تک زندہ رہے گا اس بلا میں مبتلا نہ ہوگا۔ ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی فی الاوسط (عن ابن عمرؓ) (اور) یہ اپنے جی میں کہے۔ ترمذی، موقوفاً (عن ابی جعفر محمد بن علیؒ)

اور جب کسی کی کوئی چیز کھو جائے یا لونڈی، غلام اور جانور وغیرہ بھاگ جائے تو کہے: اے اللہ! گم شدہ چیز کے ملا دینے والے، اور بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے، تو ہی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھاتا ہے، تو اپنی قدرت و طاقت سے میری گم شدہ چیز ملا دے، کیونکہ وہ چیز تیری ہی عطا اور فضل سے ہے۔ طبرانی (عن ابن عمرؓ)

یا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور التحیات پڑھ کر کہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ (شروع کرتا ہوں) اے گمراہ کے ہدایت دینے والے، اور اے گم شدہ چیز کے ملا دینے والے اپنی قدرت و طاقت سے میری گم شدہ چیز ملا دے، کیونکہ وہ تیری ہی بخشش و کرم سے ہے۔ ابن ابی شیبہ، موقوفاً (عن ابن عمرؓ)

شرح: صاع: ایک پیمانہ ہے جس میں اسی روپے کے سیر سے ساڑھے تین سیر کے قریب غلہ آتا ہے، اور اس روپے کا وزن گیارہ ماشے ہوتا ہے۔

مد: ایک پیمانہ ہے جس میں ایک سیر کے قریب غلہ آتا ہے۔

وَلَا يَتَطَيَّرُ فَإِنْ فَعَلَ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ اٰ ط وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِّنَ الطِّيَرَةِ شَيْئًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ مص د ومَنْ أُصِيْبَ بِعَيْنٍ رُّقِيَ بِقَوْلِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا ثُمَّ قَالَ قُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ س ق مس ط وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً نَفَثَ فِيْ مَنْخِرِهِ الْأَيْمَنِ أَرْبَعًا وَّفِي الْأَيْسَرِ ثَلٰثًا وَّقَالَ لَا بَأْسَ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ إِلَّا أَنْتَ مو مص

ترجمہ: اور کسی چیز سے شگون بد نہ لے اور اگر لے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ کہے۔ اے اللہ! تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں اور تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں، احمد، طبرانی (عن عبداللہ بن عمروؓ)

اور جب تم بدشگونی سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو کہو، اے اللہ! تو ہی نیکیاں (وجود میں) لاتا ہے اور تو ہی برائیاں دُور کرتا ہے اور طاقت و قوت تیری ہی مدد سے ہے۔ ابن ابی شیبہ، ابوداؤد (عن ابن عمرؓ)

اور جس شخص کو نظر لگ جائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے جھاڑے (دیں)، اللہ کے نام سے (پڑھتا ہوں) اے اللہ! اس کی گرمی اور سردی اور اس کی تکلیف و مصیبت دُور کر دے، پھر اس سے کہے اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم، طبرانی (عن جابر بن ربیعہؓ)

اور اگر جانور کو نظر لگ جائے تو اس کے داہنے نتھنے میں چار مرتبہ اور بائیں نتھنے میں تین

مرتبہ پھونکے اور کہے کوئی ڈر نہیں لے لوگوں کے پروردگار! بیماری دُور کر دے اور شفا دیدے تو ہی شفا دینے والا ہے، اور تو ہی تکلیف دُور کر سکتا ہے۔ ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن ابن مسعودؓ)

شرح: یعنی[1] بھلائی اور بُرائی تیرے ہی قبضہ میں ہے، بدفالی کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

فالِ نیک لینا شریعت میں جائز ہے بلکہ سنت ہے، خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فالِ نیک لیتے تھے۔ مثلاً کوئی شخص سامنے آیا، آپ نے اس کا نام پوچھا اگر اس نے "فلاح" "نجیح" (کامیاب) یا اسی طرح کا کوئی اچھا نام بتایا تو آپ خوش ہوتے اور فال نیک سمجھتے، لیکن فال بد لینے کو منع کیا اور فرمایا "لا طیرۃ ولا ھامۃ" یعنی بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں، موثر حقیقی صرف اللہ ہی ہے اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے، اور دوسرا ارشاد ہے "الطیرۃ شرک" فالِ بد لینا شرک ہے، عرب جانوروں کی آواز یا اڑجانے سے فال بدلیا کرتے تھے، جیسے لوگ اس زمانہ میں کتّے کے رونے یا بلی اور عورت کے ننگے سر آگے سے گزر جانے اور چھینک آجانے کو منحوس سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا کام نہ ہوگا۔

رقیۃ[2] منتر اور قرآن مجید کی آیتیں اور احادیث نبویہ شفا کے لئے پڑھنے کو کہتے ہیں۔

رقیہ قرآن مجید کی آیتوں اور احادیث نبویہ اور اللہ کے اسماء وصفات سے کرنا جائز بلکہ مسنون ہے اور نیز ان الفاظ سے بھی جن کے معنی معلوم ہوں اور وہ شریعت کے خلاف نہ ہوں جھاڑ پھونک کرنا جائز اور درست ہے ورنہ جائز نہیں۔

وَاِنْ اُصِيْبَ اَحَدٌ بِلَمَمٍ مِّنْ جِنٍّ وَّضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَوَّذَهٗ بِالْفَاتِحَةِ وَالٓمٓ اِلَى الْمُفْلِحُوْنَ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الْاٰيَةَ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِلٰى اٰخِرِ الْبَقَرَةِ وَشَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاٰيَةَ وَاِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ فِي الْاَعْرَافِ الْاٰيَةَ وَفَتَعَالَى اللّٰهُ اِلٰى اٰخِرِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَعَشْرٍ مِّنْ اَوَّلِ الصّٰٓفّٰتِ اِلٰى لَازِبٍ وَّثَلٰثِ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ الْحَشْرِ وَاَنَّهٗ تَعَالٰى الْاٰيَةَ مِنَ الْجِنِّ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَيْنِ مس ق ا

جن آسیب وغیرہ کے دم کا بیان

ترجمہ: اور اگر کسی پر جن (وغیرہ) کا اثر ہوجائے تو اسے اپنے سامنے بٹھا کر اس پر یہ پڑھ کر دم کردے، سورۂ فاتحہ اور الٓمٓ، المفلحون تک، اور والٰھکم الٰہ واحد آخر آیت تک، اور آیۃ الکرسی، اور للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ختم سورۃ بقرۃ تک اور شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو آخر تک اور سورہ اعراف میں سے وان ربکم اللہ الذی آخر آیت تک اور فتعالی اللہ آخر سورۃ مؤمنون تک، اور سورۂ صافات کی پہلی دس آیتیں لازب تک، اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں، اور سورۂ جن کی آیت انہ تعالیٰ آخر تک اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ حاکم، ابن ماجہ، احمد (عن ابی بن کعبؓ)

شرح: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا "یارسول اللہ! میرا بیٹا بیمار ہے" آپ نے فرمایا "کیا شکایت ہے؟" اس نے عرض کیا "جن آسیب وغیرہ کا اثر ہوگیا ہے"۔ آپ نے اسے بلاکر اپنے سامنے بٹھایا اور اس پر یہ آیتیں پڑھ کر دم کردیں وہ اس طرح کھڑا ہوگیا گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا۔

وہ پوری آیتیں یہ ہیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (شروع) اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان (ہے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (فاتحہ)

ہر طرح کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے (جو) تمام جہان کا پروردگار (ہے) نہایت رحم والا مہربان، روز جزا کا مالک (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو (دین کا) سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے (اپنا) فضل کیا نہ کہ ان کا جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (بقرہ)

الٓمّٓ یہ وہ کتاب ہے جس (کے کلام الٰہی ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں پرہیزگاروں کی رہنما ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (راہِ خدا میں بھی) خرچ کرتے ہیں، اور (اے پیغمبر) جو (کتاب) تم پر اتری اور جو (کتابیں) تم سے پہلے اتریں اُن (سب) پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی (آخرت میں من مانی) مرادیں پائیں گے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ بقرہ

اور (لوگو!) تمہارا معبود (تو وہی) ایک اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ (بقرہ)

اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (زندہ (کارخانۂ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کی جناب میں (کسی کی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش (آرہا) ہے (وہ) اور جو کچھ ان کے بعد ہونے والا ہے (وہ) اس کو سب معلوم ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے، اُس کی کرسی (سلطنت) آسمان و زمین (سب) پر پھیلی ہوئی ہے اور آسمان و زمین کی حفاظت اس پر (مطلق) گراں نہیں اور وہ (بڑا) عالیشان اور عظمت والا ہے

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے (وہ سب) اللہ ہی کا ہے اور (لوگو!) جو تمہارے دل میں ہے اگر اس کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر (دل کے کھوٹ پر)

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا قف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرہ)

جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب دے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ہمارے یہ) پیغمبر (محمدؐ) اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اُتری ہے اور (پیغمبر کے ساتھ دوسرے) مسلمان بھی (یہ سب کے) سب اللہ اور اسکے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے پیغمبروں پر ایمان لائے کہ (سب پیغمبروں کا دین ایک ہے اور کہتے ہیں کہ) ہم اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہیں سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہیں) اور بول اُٹھے کہ (اے ہمارے پروردگار) ہم نے تیرا ارشاد سُنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار (بس) تیری ہی مغفرت (درکار ہے) اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے، اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس (کے اُٹھانے) کی اس کو طاقت ہو جس نے اچھے کام کئے تو ان کا نفع بھی) اُسی کے لئے ہے اور جس نے بُرے کام کئے ان کا وبال (بھی) اُسی پر اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چُوک جائیں تو ہم کو (اُس کے وبال میں) نہ پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں جس طرح ان پر تو نے (ان کے گناہوں کی پاداش میں سخت احکام کا) بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس (کے اٹھانے) کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اُٹھوا اور ہمارے قصوروں سے درگزر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا حامی و مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کافر ہیں ہماری مدد فرما۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(آل عمران)

(خود) اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی (گواہی دیتے ہیں اور نیز یہ کہ اللہ عدل و) انصاف کے ساتھ (کارخانۂ عالم کو سنبھالے ہوئے رہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف

(لوگو!) بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(اعراف)

وہی رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے (گویا)، رات (ہے کہ) دن کے پیچھے لپکی جارہی ہے اور اُسی نے آفتاب اور مہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا کہ یہ سب زیرِ فرمانِ الٰہی ہیں (لوگو!) سُن رکھو کہ اللہ ہی کی خلق ہے اور (اللہ ہی کا) حکم، اللہ جو دنیا جہان کا پالنے والا ہے (اُس کی ذات بڑی) بابرکت ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ○ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○

(مومنون)

تو اللہ (جو) بادشاہ برحق (ہے بے فائدہ کام کرنے سے بری اور) بالاتر ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) عرش بزرگ کا مالک ہے اور جو شخص اللہ کے سوا کسی اور معبود کو (اپنی حاجت روائی کے لئے) بُلاتا ہے (اور) اُسکے پاس اس (شرک کرنے) کی کوئی دلیل (تو ہے) نہیں تو بَس اُسکے پروردگار ہی کے ہاں اس کا حساب ہونا ہے (مگر معلوم رہے کہ) کافروں کو تو (کسی طرح) فلاح ہونی نہیں اور (اے پیغمبر) تم دعا کرو کہ اے میرے پروردگار (ہمارے قصور) معاف کر اور (ہمارے حال پر) رحم فرما اور تو (سب) رحم کرنے والوں سے بہتر (رحم کرنے والا) ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ○ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ○ إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ○ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ○ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ○ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ○ لَا يَسَّمَّعُوْنَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ○ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ○ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ○ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○

(صافات)

(نمازیوں کے اُن) لشکروں کی قسم جو (دشمنوں سے لڑنے کے لئے) صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں، پھر (اپنے گھوڑوں کو زور سے) ڈانٹتے (اور دشمنوں پر حملہ کرتے) ہیں، پھر (لڑائی سے فارغ ہوکر) ذکرِ الٰہی یعنی قرآن کی تلاوت) کرتے ہیں، (غرض ہم کو ان چیزوں کی قسم ہے کہ) بلاشبہ تم سب کا معبود ایک (اللہ) ہے، آسمانوں اور زمین اور جو چیزیں آسمان و زمین میں ہیں سب کا پروردگار (اور نیز ان مقامات کا پروردگار جہاں جہاں سے سورج مختلف وقتوں میں طلوع کرتا) ہے، ہم ہی نے ورلے آسمان کو (ایک) زینت یعنی ستاروں سے آراستہ کیا اور ہر شیطان سرکش سے محفوظ کر رکھا ہے کہ وہ اوپر کے لوگوں (یعنی فرشتوں کی باتوں) کی طرف کان بھی لگانے نہیں پاتے اور دھتکارنے کے لئے ہر طرف سے (ان پر شہاب) پھینکے جاتے ہیں، اور یہ ان کے لئے لازمی عذاب ہے (غرض شیاطین فرشتوں کی باتیں سُننے نہیں پاتے، مگر ہاں شاذ و نادر) کوئی (کسی بات کو) چھپا کے سے اُچک لے جاتا ہے

توشہاب کا دہکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لگا ہوتا ہے، تو (اے پیغمبر) ان (منکرینِ قیامت) سے پوچھو کہ کیا ان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا (مذکورۂ بالا چیزوں کا) جن کو ہم نے بنایا ہے ان بنی آدم کو تو ہم نے (اسی معمولی) لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

(حشر)

وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر (سب) کا جاننے والا وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے، وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے پاک ذات ہے (تمام) عیبوں سے بری ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، زبردست ہے بڑا دباؤ والا ہے، بڑی عظمت رکھتا ہے یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ (کی ذات) اس سے پاک ہے، وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانے والا ہے (اس کی اچھی اچھی صفتیں ہیں اور اسی سبب سے) اُسکے اچھے ہی اچھے نام ہیں، جو (مخلوقات) آسمانوں میں اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اُس کی تسبیح (و تقدیس) کرتے ہیں، اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ

(جن)

اور ہمارے پروردگار کی بڑی اُونچی شان ہے، اُس نے نہ تو کسی کو اپنی جورو بنایا اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی، اور ہم میں کچھ احمق (ایسے بھی ہوگزرے ہیں (جو) اللہ کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے ہیں۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ (اخلاص)

(اے پیغمبر) یہ لوگ جو تم سے اللہ کا حال پوچھتے ہیں تو تم ان سے کہو کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اسکے برابر کا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ (فلق)

(اے پیغمبر) اپنی حفاظت کے لئے یُوں) دُعا مانگا کرو کہ میں تمام مخلوقات کے شر سے صبح کے مالک (یعنی اللہ) کی پناہ مانگتا ہوں اور اندھیری رات کے شر سے جب رات کا اندھیرا تمام چیزوں پر) چھا جائے اور گنڈوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں (یعنی جادوگرنیوں) کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب کہ وہ حسد کرنے لگے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

(ناس)

(اے پیغمبرؐ اپنی حفاظت کے لئے یوں) دُعا مانگا کرو کہ (شیطان) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا (اور خود) نظر نہیں آتا (اور) جنات اور آدمی (دونوں ہی اس قسم کے) وسوسہ انداز رہتے ہیں اُن کے شر سے میں لوگوں کے پروردگار لوگوں کے (حقیقی) بادشاہ لوگوں کے معبود (برحق یعنی اللہ) کی پناہ مانگتا ہوں۔
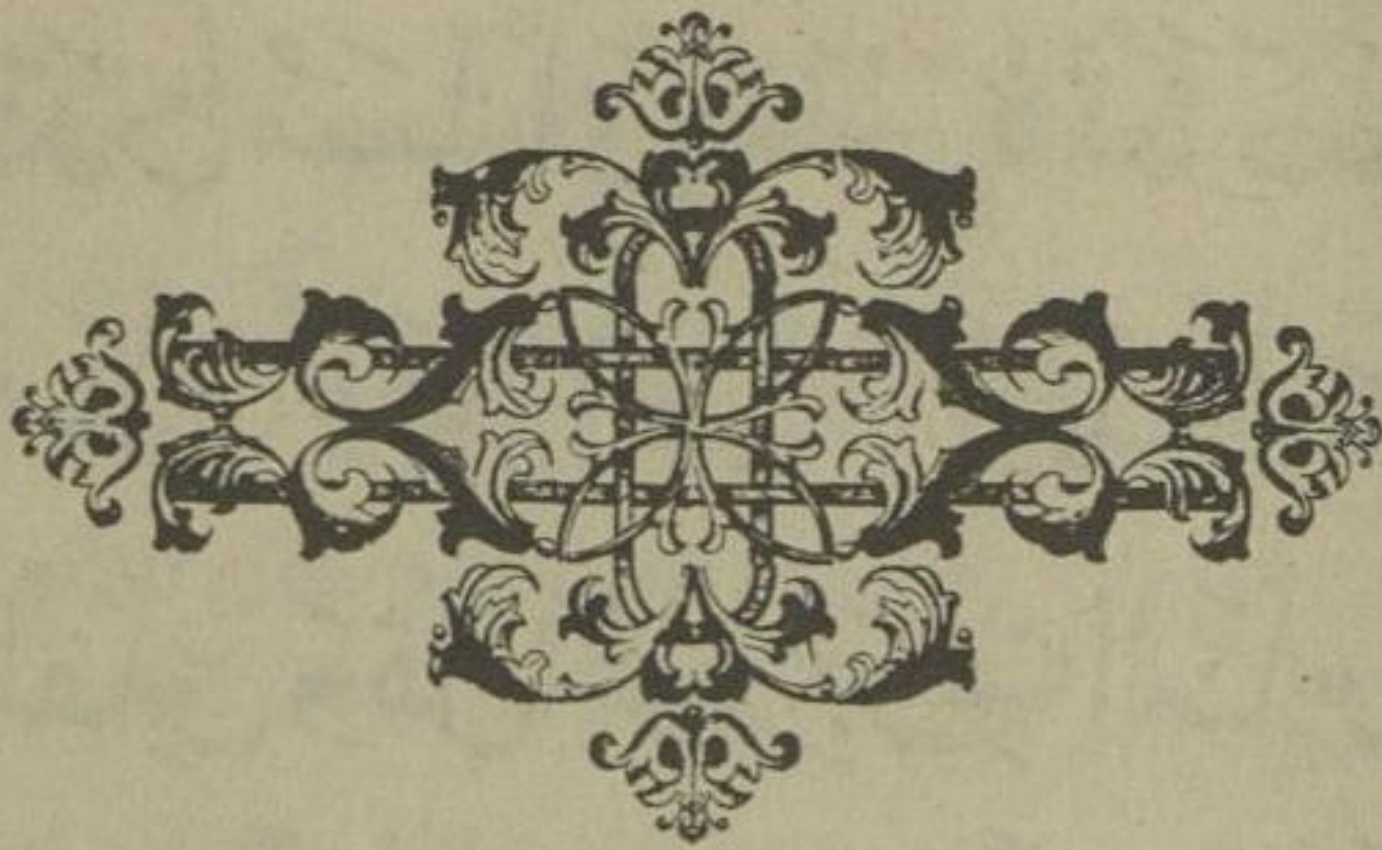
وَيُرْقِى الْمَعْتُوهُ بِالْفَاتِحَةِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهٗ ثُمَّ تَفَلَهٗ د س وَيُرْقِى اللَّدِيْغُ بِالْفَاتِحَةِ ع سَبْعَ مَرَّاتٍ ت وَلَدَغَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَبٌ وَهُوَ يُصَلِّى فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ لَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَّلَا غَيْرَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ وَّمِلْحٍ فَجَعَلَ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَقْرَأُ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صط عَرَضْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُقْيَةً مِّنَ الْحُمَةِ فَاَذِنَ لَنَا فِيْهَا وَقَالَ اِنَّمَا هِىَ مِنْ مَّوَاثِيْقِ الْجِنِّ بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفْطَا طَسْ

ترجمہ: اور دیوانہ کو تین دن تک صبح وشام سورۂ فاتحہ سے جھاڑے اور جب اس کو ختم کرے تو اپنا تھوک اکٹھا کرکے اس دیوانہ پر ڈال دے۔ ابوداود، نسائی۔ (عن علاقہ بن صحار)

اور بچھو وغیرہ کے کاٹے کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر جھاڑے۔ صحاح ستہ (عن ابی سعید)

سات مرتبہ (پڑھ کر جھاڑے) ترمذی (عن ابی سعید)

(ایک مرتبہ) نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھو نے کاٹ لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ بے نمازی کو پھر آپ نے نمک اور پانی منگوایا آپ اس کو ڈنک کی جگہ پر ملتے جاتے تھے اور قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے جاتے تھے۔ طبرانی فی الصغیر (عن علیؓ)

(حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں) ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بچھو وغیرہ کے زہر کا ایک ایسا منتر پیش کیا جس کے معنی معلوم نہ تھے، تو آپ نے ہمیں اس کے کرنے کی اجازت دیدی، اور فرمایا یہ جنات کے عہد وپیمان میں سے ہے، اور وہ یہ ہے: بسم اللہ شجۃ قرنیۃ ملحۃ بحر

موطا موقوفاً، طبرانی فی الاوسط (عن عبداللہ بن زیدؓ)

شرح: حضرت علاقہ بن صحار صحابی کہتے ہیں ہم ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنے وطن واپس جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک محلہ میں آئے تو وہاں کے لوگوں نے کہا تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑی خیر و برکت لے کر آرہے ہو۔ ہم میں ایک شخص دیوانہ ہو گیا ہے۔ تم اس کا دوا، یا دعا سے علاج کر دو۔ میں نے تین دن تک صبح و شام یہی عمل کیا۔ اللہ کا شکر ہے وہ اچھا ہو گیا، ان لوگوں نے اس کے صلہ میں مجھے کچھ خیرات دی۔ میں نے اس کا حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا جھوٹے عمل پر جو شخص لیتا ہے مجرا کرتا ہے تو کچھ فکر نہ کر۔

حضرت عبداللہ بن زید نے یہ منتر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اجازت لینے کے لئے سنایا، آپ نے اس کی اجازت دیدی اور مزید یہ فرمایا کہ یہ منتر جنات کے عہد و پیمان میں سے ہے یعنی جنات نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے یہ عہد و پیمان کر لیا تھا کہ اسکے پڑھنے والے کو ضرر نہ پہنچائیں گے۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس منتر کے علاوہ کسی منتر کو بھی خواہ وہ کسی زبان کا ہو جس کے معنی معلوم نہ ہوں پڑھنا صحیح اور درست نہیں ہے۔

علامہ قہستانی بیان کرتے ہیں ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ اس منتر کے ساتھ "سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ" بھی ملا لیا کرے، کیونکہ طوفانِ نوح کے وقت سانپ اور بچھو وغیرہ نے حضرت نوح علیہ السلام سے یہ عرض کیا تھا کہ آپ ہمیں کشتی میں سوار کر لیں ہم آپ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جو آپ کا نام لے گا اور "سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ" پڑھے گا ہم اس کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔

وَيَرْقِي الْمَحْرُوْقَ بِقَوْلِهٖ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَاشَافِيَ اِلَّا اَنْتَ س ا وَاِذَا رَاَى الْحَرِيْقَ فَلْيُطْفِئْهُ بِالتَّكْبِيْرِ ص ی مُجَرَّبٌ وَيَرْقِيْ مَنِ احْتُبِسَ بَوْلُهٗ اَوْ اَصَابَتْهُ حَصَاةٌ بِقَوْلِهٖ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ فَيَبْرَاُ س د مس

جلے ہوئے کی دعا

ترجمہ: اور جلے ہوئے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے جھاڑے، اے انسانوں کے پالنے والے تکلیف دُور فرما، اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ نسائی، احمد، (عن محمد ابن حاطبؓ)

آگ بجھانے کی دعا

اور جب آگ لگتی دیکھے تو اس کو "اللہ اکبر" کہہ کر بجھائے۔ ابو یعلیٰ (عن ابی ہریرۃؓ) ابن سنی (عن ابن عمرؓ)

مصنفؒ کہتے ہیں یہ عمل مجرب ہے۔

پیشاب بند ہونے کی دعا

جس شخص کا پیشاب بند ہو جائے یا پتھری پڑ جائے تو اس کو آپؐ کا یہ ارشاد پڑھ کر جھاڑے "ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے (اے اللہ) تیرا نام پاک ہے (اور) آسمان و زمین میں تیرا ہی حکم جاری و ساری ہے، جس طرح آسمان میں تیری رحمت ہے اسی طرح زمین پر اپنی رحمت فرما، اور ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر دے، تو پاک لوگوں کا رب ہے، پس تو اپنے خزانۂ شفا اور خزانۂ رحمت سے اس درد پر ایسی شفا اور رحمت نازل فرما جس سے یہ اچھا ہو جائے۔ نسائی، ابوداؤد، حاکم (عن ابی الدرداءؓ)

وَيُدَاوِي مَنْ بِهِ قُرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ بِأَنْ يَضَعَ إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ بِالْأَرْضِ ثُمَّ يَرْفَعُهَا قَائِلًا بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيمُنَا أَوْ لِيُشْفٰى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا م وَإِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ فَلْيَذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْهِ مو ى وَمَنِ اشْتَكٰى أَلَمًا أَوْ شَيْئًا فِي جَسَدِهِ فَلْيَضَعْ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْمَكَانِ الَّذِي يَأْلَمُ وَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّلْيَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ م عه أَوْ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ سَبْعًا طا مص أَوْ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ سَبْعَ مَرَّاتٍ يَضَعُ يَدَهُ تَحْتَ الْمِهِ اط أَوْ بِسْمِ اللهِ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَّجَعِيْ هٰذَا وِتْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَهُ ثُمَّ يُعِيْدُهَا تِ أَوْ يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفِثُ خ م د س ق

ترجمہ: اور جس شخص کے پھوڑا یا زخم ہو تو اس کا علاج (اس طرح) کرے کہ اپنی کلمہ کی انگلی زمین پر رکھ کر یہ کہتا ہوا اٹھائے: اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم ہی میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہے ہمارے پروردگار کے حکم سے ہمارا بیمار اچھا ہو یا شفایاب کیا جائے۔ مسلم (عن عائشہؓ)

اور جب پاؤں سُن ہو جائے تو اپنے محبوب ترین انسان کو یاد کرے۔ ابن سنی۔ موقوفاً (عن ابن عباسؓ)

اور جس شخص کو درد یا بدن میں کسی اور بات کی شکایت ہو تو تکلیف کی جگہ پر اپنا سیدھا ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ "بسم اللہ" کہے اور سات مرتبہ یہ پڑھے، میں اللہ اور اس کی قدرت سے پناہ لیتا ہوں، اس

پھوڑے اور زخم کی دعا

درد کی شکایت میں پاؤں سن ہونے پر محبوب کو یاد کر

تکلیف کی بُرائی سے جو مجھے ہو رہی ہے، اور جس سے میں ڈر رہا ہوں۔ مسلم، سنن اربعہ (عن عثمان ابن ابی العاصیؓ)

یا (یہ) سات بار (پڑھے) میں اس تکلیف کی بُرائی سے جو مجھے ہو رہی ہے، اللہ کی عزت اور قدرت کی پناہ لیتا ہوں۔ موطا، ابن ابی شیبہ (عن عثمان ابن ابی العاصیؓ)

یا تکلیف کی جگہ ہاتھ رکھ کر اس طرح سات بار کہے، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو ہر چیز پر غالب اور قادر ہے اس چیز کی بُرائی سے جو میں پاتا ہوں۔ احمد، طبرانی (عن کعب بن مالکؓ)

یا (اس طرح کہے) اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اس تکلیف کی بُرائی سے جو میں اس درد سے پا رہا ہوں، اور طاق (یعنی تین یا پانچ یا سات) بار پڑھے، پھر اپنا ہاتھ اٹھائے پھر دوبارہ ہاتھ رکھ کر یہی دعا پڑھے۔ ترمذی (عن انسؓ)

یا خود[۳] اپنے اوپر "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر دم کرے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن عائشہؓ)

شرح: علامہ[۱] کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگشت شہادت پر لعاب دہن لگا کر زمین پر رکھتے تاکہ کچھ خاک لگ جائے پھر اُٹھا کر زخم پر پھیرتے اور یہ کلمات پڑھتے جاتے۔

حضرت[۲] عثمان ابن ابی العاصؓ کہتے ہیں میں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی آپ نے مجھے یہ عمل ارشاد فرمایا میں نے اس کو کیا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے شفا عطا کی۔

یعنی[۳] دونوں ہاتھوں پر دم کر کے تمام بدن پر پھیرے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بیماری میں یہی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے، تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آپ کے دست مبارک پر دم کر کے آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی، اور جب آپ کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ یہی پڑھ کر دم کرتے۔ مشکوٰۃ

وَمَنْ اَصَابَهٗ رَمَدٌ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ وَاَرِنِيْ فِي الْعَدُوِّ ثَاْرِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ مس ک وَمَنْ حَصَلَتْ لَهٗ حُمّٰى يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ مس مص وَاِنْ اَصَابَهٗ ضُرٌّ وَّسَئِمَ الْحَيٰوةَ فَلَا يَتَمَنَّى الْمَوْتَ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ خ مد ی وَاِذَا عَادَ مَرِيْضًا قَالَ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ خ س بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا خ مد س ق بِاِذْنِ رَبِّنَا خ بِاِذْنِ اللّٰهِ خ وَيَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِهٖ وَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سُقْمًا خ م س بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ م ت س ق

ترجمہ: اور جس شخص کو آشوبِ چشم کی شکایت ہو تو کہے اے اللہ مجھے میری بینائی سے فائدہ

دے اور اس کو میرا وارث بنا، اور دشمن میں میرا بدلہ دکھا، اور جو مجھ پر ظلم کرے اس پر میری مدد فرما۔ حاکم، ابن سنی (عن انسؓ)

اور جس کو بخار آئے تو کہے اللہ بزرگ (و برتر) کے نام سے ہم اللہ تعالیٰ کی ہر جوش مارنے والی آگ کے شر اور آگ کی گرمی کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں۔ حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابن عباسؓ)

اور اگر کوئی تکلیف پہنچے اور زندگی سے عاجز ہو تو موت نہ مانگے اور اگر (مصائب سے دوچار ہو کر) ضرور ہی (موت مانگے) تو اس طرح کہے اے اللہ جب تک میرے لئے جینا بہتر ہو مجھے زندہ رکھ، اور جب میرے لئے مرنا بہتر ہو تو مجھے موت دیدے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن سنی (عن انسؓ)

اور جب کسی مریض کی عیادت کرے تو کہے، کچھ حرج نہیں یہ (بیماری گناہوں سے) پاک کردینے والی ہے، اگر اللہ نے چاہا، کوئی ڈر نہیں انشاء اللہ یہ (بیماری گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔ بخاری، نسائی (عن ابن عباسؓ)

اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی سے اور ہم میں سے کسی کے تھوک سے ہمارے بیمار کو شفا دی جائے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن عائشہؓ)

ہمارے رب کے حکم سے۔ بخاری (عن عائشہؓ)

اللہ کے حکم سے بخاری (عن عائشہؓ)

اپنا سیدھا ہاتھ پھیر کر کہے اے اللہ تکلیف دور فرما، اے لوگوں کے پالنے والے، اس کو شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے کہ کوئی شکایت باقی نہ رکھے۔ بخاری، مسلم، نسائی (عن عائشہؓ)

اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے ایذا دے اور ہر آدمی کے شر سے یا حاسد کی نظر سے، اللہ تجھے شفا دے، اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر دم کرتا ہوں۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی سعید الخدریؓ)

بِسْمِ اللهِ اَرْقِيْكَ وَاللهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاۗءٍ فِيْكَ مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ س مص ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مس بِسْمِ اللهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاۗءٍ يُّشْفِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَاُ لَكَ عَدُوًّا وَّيَمْشِيْ لَكَ اِلٰى جَنَازَةٍ د حب مس اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ مس ت حب اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ اَللّٰهُمَّ اَعْفِهٖ س يَا فُلَانُ شَفَى اللهُ سُقْمَكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَعَافَاكَ فِيْ دِيْنِكَ وَجِسْمِكَ اِلٰى مُدَّةِ اَجَلِكَ مس

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ میں تیرے لئے منتر کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے تیری ہر بیماری سے شفا دے، اور گنڈوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں (یعنی جادوگرنیوں) کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔ نسائی، ابن ابی شیبہ (عن عائشہؓ)

تین مرتبہ کہے حاکم (عن عائشہؓ)

اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر ہر بیماری سے منتر کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے ہر حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے شفا دے۔ احمد (عن عائشہؓ)

اے اللہ! اپنے بندہ کو شفا دے کہ تیرے دشمن سے جہاد کرے اور تیری رضا کے واسطے جنازہ کی طرف چلے۔ ابوداؤد، ابن حبان، حاکم (عن عبداللہ بن عمروؓ)

اے اللہ! اس کو شفا دے، اور اسے تندرست فرما۔ حاکم، ترمذی، ابن حبان (عن علیؓ)

اے اللہ! اس کو صحت دے اور تندرست فرما۔ نسائی (عن علیؓ)

اے فلاں (اس جگہ بیمار کا نام لے) اللہ تیری بیماری دُور کرے (یعنی تجھ کو شفا دے) اور تیرے گناہ معاف کرے، اور تیری موت کے آنے تک تیرے دین اور تیرے جسم کو سلامت رکھے۔ حاکم، (عن سلمانؓ)

وَمَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ
أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ إِلَّا عَافَاهُ
اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ د ت س حب مس مص وَجَاءَ
رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا شَاكٍ فَقَالَ
أَيَسُرُّكَ أَنْ يَبْرَأَ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْ يَا حَلِيمُ يَا كَرِيمُ اشْفِ
فُلَانًا فَإِنَّهُ يَبْرَأُ مو مص وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ دَعَا بِقَوْلِهِ لَا
إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ أَرْبَعِينَ
مَرَّةً فَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذٰلِكَ أُعْطِيَ أَجْرَ شَهِيدٍ وَإِنْ بَرَأَ بَرَأَ
وَقَدْ غُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ مس وَمَنْ قَالَ فِي مَرَضِهِ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ ت س ق حب مس

ترجمہ: اور جو کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کی موت نہ آئی ہو (یعنی اس پر آثارِ موت ظاہر نہ ہوئے ہوں) تو اس کے پاس سات بار یہ کہے، میں اللہ تعالیٰ سے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے، (یہ) سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دیدے، تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کو اس مرض سے تندرست فرما دے گا۔ ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابن عباسؓ)

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص بیمار ہے۔ آپؓ نے فرمایا، کیا تمہیں اس بات کی خوشی ہے کہ وہ اچھا ہو جائے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں!

تو فرمایا کہو اے بُردبار! اے کرم کرنے والے! فلاں شخص کو شفا دے تو وہ اچھا ہو جائے گا۔ ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن علیؓ)

اور جو مسلمان (اپنی بیماری میں) "لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک (ذات) ہے میں نے (بڑا) ظلم کیا، چالیس مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے اور اُسی بیماری میں مر جائے تو اُسے شہید کے برابر ثواب ملے گا، اور اگر اچھا ہو گیا تو اِس حالت میں اچھا ہوگا کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ حاکم (عن سعد بن ابی وقاصؓ)

اور جس شخص نے اپنی بیماری میں (یہ) کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی سلطنت ہے، اور ہر خوبی اسی کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور ہر طاقت وقوت اللہ ہی کی مدد سے ہے، پھر مر گیا تو اسے دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (عن ابی سعید وابی ہریرۃؓ)

شہادت طلب کرنے کا بیان
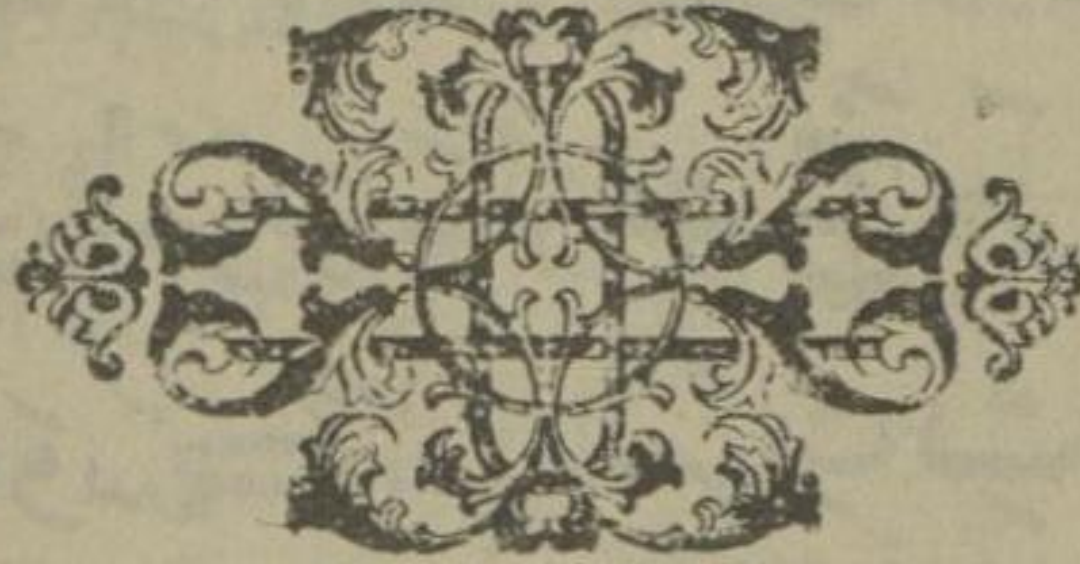
مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ
وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ م ع ه مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا
اُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ م مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ
نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ نَّفْسِهٖ
صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ اَوْ قُتِلَ كَانَ لَهٗ اَجْرُ شَهِيْدٍ عه اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ
شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ خ فَاِذَا
حَضَرَهُ الْمَوْتُ وُجِّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ مس وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى خ م ت
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ خ س ق اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ
عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ ت يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ
جَلَّ اِنَّ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ كُلِّ خَيْرٍ يَحْمَدُنِيْ
وَاَنَا اَنْزِعُ نَفْسَهٗ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ ا وَمَنْ حَضَرَ عِنْدَهٗ
فَلْيُلَقِّنْهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ م ع ه مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ د مس

ترجمہ: جو شخص سچائی اور صدق دلی کے ساتھ شہادت طلب کرے گا، تو اس کو شہادت (کا مرتبہ) دیا جائیگا اگرچہ بظاہر وہ اپنے بستر پر مرا ہو۔ مسلم، سنن اربعہ (عن انسؓ)
جو شخص صدق دل سے شہادت طلب کریگا اس کو شہادت کا (مرتبہ) نصیب ہوگا، اگرچہ بظاہر وہ شہید نہ ہو۔ مسلم (عن انسؓ)

جس شخص نے اللہ کے راستہ میں اُونٹنی کے دو بار دوہنے کے برابر (یعنی جتنی دیر اونٹنی کے دو بار دوہنے میں لگتی ہے اتنی دیر) قتال کیا۔ اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، اور جس شخص نے سچے دل کے ساتھ اللہ سے (اس کے راستہ میں) اپنے مارے جانے کی خواہش کی، پھر مرگیا یا قتل ہوگیا، تو اُسں کو شہید کا ثواب ملے گا۔ سنن اربعہ (عن معاذ بن جبلؓ)

الٰہی مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما، اور اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مجھے موت دے۔ بخاری (عن عمرؓ)

جب کسی کے مرنے کا وقت قریب ہو تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔ حاکم (عن ابی قتادہؓ)

اور وہ (مرنے والا) کہے، اے اللہ مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے رفیق اعلیٰ (یعنی انبیاء علیہم السلام کی جماعت) کے ساتھ ملا دے۔ بخاری، مسلم، ترمذی (عن عائشہؓ)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بیشک موت کی (بڑی ہی) سختیاں ہیں، بخاری، مسلم، ابن ماجہ، (عن عائشہؓ)

خداوندا! سکرات موت کے وقت میری مدد فرما۔ ترمذی (عن عائشہؓ)

اللہ عزوجل فرماتا ہے، میرا مومن بندہ میرے نزدیک نیکی کے ہر مرتبہ پر قائم ہے، کیونکہ وہ میری اس وقت تعریف کرتا ہے جبکہ میں اس کی جان اس کے دونوں پہلوؤں سے نکال رہا ہوتا ہوں۔ احمد (عن ابی ہریرۃؓ)

اور جو شخص مرنے والے کے پاس ہو۔ وہ اسے کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کی تلقین کرے۔ مسلم، سنن اربعہ (عن ابی سعیدؓ)

(اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت) جس شخص کی سب سے آخری بات "لا الٰہ الا اللہ" ہوگی وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ ابوداؤد، حاکم (عن معاذ بن جبلؓ)

شرح: حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم یہی فرمارہے تھے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی آخری کلام یہی تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضورؐ نزع کے وقت بار بار پانی چہرۂ انور پر ملتے تھے اور یہ کلمات فرماتے جاتے تھے، کہ "لا الٰہ الا اللہ ان للموت سکرات" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یقیناً موت کی بہت سختیاں ہیں۔

یعنی مومن بندہ ہر نیکی کا مستحق اس لئے ہے کہ جان کنی جیسے نازک وقت میں بھی میری حمد و ثنا کرتا ہے، اور میری یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

تلقین کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مرنے والے کے پاس ہو وہ خود کلمہ پڑھنا شروع کرے تاکہ وہ بھی سنکر پڑھنے لگے اور مریض سے کلمہ پڑھنے کے لئے نہ کہے، کیونکہ یہ انتہائی نازک وقت ہوتا ہے، کہیں اس کے پڑھنے سے انکار نہ کر بیٹھے۔

إِذَا غَمَّضَهُ دَعَا لِنَفْسِهِ بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَآئِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا
يَقُولُ فَيَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَّارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ
وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ
وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ م د س ق وَلْيَقُلْ أَهْلُهُ
اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً م ع ه
وَلْيُقْرَأْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ يٰسٓ س د ق حب مس وَيَقُوْلُ
صَاحِبُ الْمُصِيْبَةِ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي
فِي مُصِيْبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا م وَإِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ
قَالَ اللّٰهُ لِمَلَآئِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ
فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا
قَالَ عَبْدِي فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ ابْنُوْا
لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ ت حب ى

ترجمہ: اور جب کوئی میت کی آنکھیں بند کرے تو اپنے واسطے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا کرے، کیونکہ اس وقت میت کی آنکھیں بند کرنے والے کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں، تو چاہیئے کہ یہ دعا کرے، اے اللہ فلاں شخص (اس جگہ میت کا نام لے) کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا مرتبہ بلند کر اور اسکے پس ماندگان میں اس کا نائب (کارساز ہوجا) اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما، اے سارے جہانوں کے پروردگار اس کی قبر کشادہ کردے، اور اسے (اپنے نور سے) منور فرما۔
مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ام سلمۃ رضی)
اور میت کا ہر گھر والا کہے، اے اللہ! میری اور اس کی مغفرت فرما، اور مجھے اس کا اچھا بدلہ دے
مسلم، سنن اربعہ (عن ام سلمۃ رضی)

اور اس پر سورۂ یٰسین پڑھے۔ نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (عن معقل بن یسارؓ)

اور صاحب مصیبت (یعنی میت کے گھر والے) کہیں، ہم تو اللہ ہی کے ہیں (وہ ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر دے، اور اس کے بدلہ مجھے بہتری عطا فرما۔ مسلم (عن ام سلمہؓ)

اور جب کسی مسلمان کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح قبض کرلی، وہ عرض کرتے ہیں ہاں! اے پروردگار، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندہ نے کیا کہا۔ وہ جواب دیتے ہیں، اس نے تیرا شکر ادا کیا اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ فرماتا ہے، تم نے اس کے دل کا پھول توڑلیا، وہ عرض کرتے ہیں، ہاں! اے پروردگار۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ، اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو۔ ترمذی، ابن حبان، ابن سنی (عن ابی موسیٰ الاشعریؓ)

فَاِذَا عَزّٰی اَحَدًا یُسَلِّمُ وَیَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْیَصْبِرْ وَلْیَحْتَسِبْ خ م د س ق وَکَتَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مُعَاذٍ یُعَزِّیْہِ فِیْ ابْنٍ لَہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰہُ لَکَ الْاَجْرَ وَاَلْھَمَکَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاِیَّاکَ الشُّکْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَھْلِیْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاھِبِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ الْھَنِیَّۃِ وَعَوَارِیْہِ الْمُسْتَوْدَعَۃِ یُمَتِّعُ بِھَا اِلٰی اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَّیَقْبِضُھَا لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَیْنَا الشُّکْرَ اِذَآ اَعْطٰی وَالصَّبْرَ اِذَا ابْتَلٰی فَکَانَ ابْنُکَ مِنْ مَّوَاھِبِ اللّٰہِ الْھَنِیَّۃِ وَعَوَارِیْہِ الْمُسْتَوْدَعَۃِ مَتَّعَکَ بِہٖ فِیْ غِبْطَۃٍ وَّسُرُوْرٍ وَّقَبَضَہٗ مِنْکَ بِاَجْرٍ کَبِیْرٍ اَلصَّلٰوۃُ وَالرَّحْمَۃُ وَالْھُدٰی اِنِ احْتَسَبْتَ فَاصْبِرْ وَلَا یُحْبِطْ جَزَعُکَ اَجْرَکَ فَتَنْدَمَ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَّلَا یَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا ھُوَ نَازِلٌ فَکَاَنْ قَدْ وَالسَّلَامُ مُس ھر

ترجمہ: اور جب کسی کی تعزیت کرے تو سلام کر کے کہے یقیناً اللہ ہی کا ہے جو کچھ اس نے لے لیا، اور

اللہ ہی کا ہے جو کچھ اس نے دیا ہے، اور اس کے یہاں ہر چیز ایک وقت مقررہ تک ہے، پس تمہیں صبر کرنا چاہیئے، اور ثواب کی امید رکھنی چاہیئے۔ بخاری۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن اسامۃ بن زیدؓ)

حضور نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو ان کے لڑکے کی تعزیت کے بارے میں لکھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" محمد رسول اللہ کی جانب سے معاذ بن جبل کی طرف، تم خوش رہو، میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد (حمد و ثنا کے بعد) اللہ تعالےٰ تمہیں اجر عظیم اور صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں اور تمہیں (اپنے) شکر کی توفیق نصیب فرمائے، اس لئے کہ ہماری جانیں اور ہمارا مال، اور ہماری بیویاں اور ہماری اولاد، اللہ عزوجل کی مبارک اور عمدہ بخششیں اور عاریتاً رکھی ہوئی چیزیں ہیں، جن سے ایک خاص مدت تک فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور وہ ایک مقررہ وقت پر انہیں اٹھا لیتا ہے، پھر جب وہ عطا کرے تو ہم پر اس کا شکر فرض ہے اور جب آزمائش کرے تو صبر فرض ہے۔

تمہارا لڑکا اللہ کی عمدہ بخشش اور اُس کی امانت تھا، اللہ تعالےٰ نے اسے (دنیا کے لئے) قابلِ رشک اور (تمہارے لئے) قابلِ مسرت بنا کر تمہیں اس سے بہرہ ور کیا (جب اس نے چاہا) تمہارے پاس سے بڑے اجر و ثواب اور رحمت و ہدایت کے بدلہ اسے اٹھا لیا، اگر تم ثواب چاہتے ہو تو صبر کرو، کہیں تمہاری بے صبری، پریشانی تمہارا ثواب نہ کھو دے پھر پشیمان ہو، اور سمجھ لو! کہ بے صبری سے نہ تو کوئی چیز لوٹ کر آتی ہے، اور نہ غم دور ہوتا ہے۔ اور جو کچھ پیش آئے (اسے یہ سمجھو کہ یہ) تقدیر الٰہی اٹل ہے اور یہی ٹھیک ہے۔ والسلام، حاکم، ابن مردویہ (عن معاذ بن جبلؓ)

شرح: حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کرایا کہ میرا بیٹا نزاع کی حالت میں ہے آپ تشریف لائیں، آپ نے سلام کہلا بھیجا اور یہ ارشاد فرمایا "اِنَّ لِلّٰہِ الخ"

علامہ ابن جوزیؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں بیان کیا ہے لیکن دوسرے محدثین نے اس کو حسن یا ضعیف کہا ہے۔

وَلَمَّا تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَآءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ فَآئِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ مس وَدَخَلَ رَجُلٌ اَشْهَبُ اللِّحْيَةِ جَسِيْمٌ صَبِيْحٌ فَتَخَطّٰى رِقَابَهُمْ فَبَكٰى ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَى الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَآءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّعِوَضًا مِّنْ كُلِّ فَآئِتٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ فَاِلَى اللّٰهِ فَاَنِيْبُوْا وَاِلَيْهِ فَارْغَبُوْا وَنَظَرُهٗ اِلَيْكُمْ فِي الْبَلَآءِ فَانْظُرُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ لَّمْ يُجْبَرْ وَانْصَرَفَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هٰذَا الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مس

ترجمہ: جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (اس دنیائے فانی سے) کوچ فرمایا تو فرشتوں نے (آپ کے اہل بیت اور صحابہؓ کی اس طرح) تعزیت کی تم پر اللہ کا سلام ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں یقیناً اللہ ہی ہر مصیبت پر تسلی دینے والا ہے، اور اس کمیاں ہر چلی جانے والی چیز کا عوض ہے، تو تم اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو، کیونکہ محروم تو وہی ہے جو ثواب سے محروم رہے، اور تم پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ حاکم، (عن جابرؓ)

ایک شخص نہایت سفید ریش، قوی، ہیکل، حسین وجمیل (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے دن) آیا (جب آپ تک پہنچنے کی جگہ نہ ملی تو) صحابہ رضی اللہ عنہم کی گردنیں پھلانگ آگے بڑھ گیا، اور رو دیا اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، اللہ ہی کے

پاس ہر مصیبت سے تسلی ہے، اور ہر فوت ہونے والی چیز کا عوض ہے، اور ہر ہلاک ہوجانے والی چیز کا بدلہ ہے تو تم اللہ ہی کی جانب رجوع کرو، اور اس کی طرف رغبت کرو، اور (اس) آزمائش میں اس کی نظر تمہاری طرف ہے، اس لئے خوب غور کرکے (صبرواستقلال سے) کام کرو، کیونکہ مصیبت زدہ وہی ہے جسے (مصیبت پر) بدلہ نہ ملے، اور ثواب سے محروم رہے، (یہ کہکر) چلا گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ حاکم (عن انس رضی اللہ عنہ)

شرح: یعنی دنیا کی مصیبت وتکلیف کچھ حقیقت نہیں رکھتی، کیونکہ اس کا ثواب آخرت میں موجود ہے بلکہ حقیقی مصیبت یہ ہے کہ آدمی مصیبت پر صبر نہ کرے۔

وَمَنْ رَّفَعَ الْمَيِّتَ عَلَى السَّرِيْرِ اَوْحَمَلَهٗ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ مو مص وَاِذَا صَلّٰى عَلَيْهِ كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ تَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَآ اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّهٖ وَاِنْ كَانَ مُخْطِئًا فَاغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ مس اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ م ت س ق مص اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ د ت س احب مس

ترجمہ: جو شخص میت کو چارپائی پر رکھے یا اُسے اُٹھائے تو "بسم اللہ" کہے۔ ابن ابی شیبہ موقوفاً (عن ابن عمرؓ)

اور جب جنازہ کی نماز پڑھے تو "اللہ اکبر" کہہ کر سورۂ فاتحہ پڑھے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر کہے، اے اللہ (یہ) تیرا بندہ اور تیری باندی کا بیٹا گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، (اب یہ) تیری رحمت کا محتاج ہے، اور تو (اسے عذاب دینے سے) بے پرواہ ہے (اب یہ) دنیا اور دنیا کے لوگوں سے (ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا اگر یہ پاک ہو تو اسے زیادہ پاک کر دے، اور اگر خطاکار ہو تو اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے (رنج وغم میں مبتلا فرما کر) اجر سے محروم نہ کر، اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔ حاکم (عن ابن عباسؓ)

الٰہی! اسے بخش دے اور اس پر رحمت کر اور اسے نجات دے، اور اس کی خطا معاف فرما، اور اس کی اچھی مہمانی کر، اور اس کا ٹھکانا عمدہ بنا، اور اس کی قبر کشادہ کر اور اسے پانی اور برف اور اولے سے دھو کر خطاؤں سے اس طرح پاک و صاف کر دے، جس طرح تو کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے، اور اس کو دنیا کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے، اور دنیا کی بیوی سے اچھی بیوی بدل دے، اور اسے بہشت میں داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے بچالے، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ (عن عوف بن مالکؓ)

اے اللہ! ہمارے زندہ و مُردہ، ہمارے حاضر و غائب، ہمارے چھوٹے اور بڑے، ہمارے مرد اور عورت کی مغفرت فرما، خداوندا! ہم میں سے جس کو زندہ رکھے، اُسے اسلام پر زندہ رکھ، اور جس کو تو اُٹھائے اسے ایمان پر اٹھا، خداوندا! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔ ابو داؤد، ترمذی، نسائی، احمد، ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرةؓ)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهٗ دس لهاس لہ د اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ د ق اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ اِحْتَاجَ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ مس اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَاغْفِرْ لَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ حب

ترجمہ: اے اللہ! تو اس کا رب ہے، تو ہی نے اسے پیدا کیا، اور تو ہی نے اسے اسلام سے نوازا اور تو ہی نے اس کی روح قبض کی، اور تو ہی اس کے ظاہر و باطن سے زیادہ باخبر ہے، ہم اس کی سفارش کرنے آئے ہیں (تو اپنے فضل و کرم سے) اس کی مغفرت فرما دے۔ ابوداود۔ نسائی (عن ابی ہریرۃ)

اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری پناہ میں ہے۔ (ایمان لاکر) تیرے عہد و پیمان پر مرا ہے، تو اسے قبر کے فتنے اور عذاب سے بچا، اور تو ہی اپنا وعدہ پورا کرنے والا اور قابل تعریف ہے، اے اللہ! تو اس کی مغفرت کر اور اس پر رحم فرما، بیشک تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ابوداود، ابن ماجہ (عن واثلۃ بن الاسقع)

اے اللہ! (یہ) تیرا بندہ اور تیری لونڈی کا بیٹا، تیری رحمت کا محتاج ہے، اور تو اسے

عذاب دینے سے بے پرواہے، اگر (یہ) اچھا ہو تو اس کی اچھائی زیادہ کر اور اگر بُرا ہو تو اس سے درگذر فرما۔ حاکم (عن یزید بن رکانہؓ)

اے اللہ! (یہ) تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، اور تو اسے مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اگر (یہ) نیک ہو تو اس کی نیکی زیادہ کر اور اگر گنہگار ہو تو اس کی بخشش فرما اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔ ابن حبان (عن ابی ہریرہؓ)

شرح: اگر میت مؤنث ہو تو "فاغفر لھا" کہے اور اگر مذکر ہو تو "فاغفر لہ" پڑھے۔

جنازہ کی نماز مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اگر چند لوگ پڑھ لیں تو دیگر تمام لوگوں سے فرض ساقط ہو جائے گا، ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

نماز صحیح ہونے کی یہ شرط ہے کہ میت مسلمان ہو، پاک ہو، اور جنازہ سامنے موجود ہو، احناف کے نزدیک غائب کی نماز درست نہیں۔

نماز کے دو رکن ہیں، قیام اور تکبیر۔

امام شافعیؒ کے نزدیک الحمد پڑھنا واجب ہے، اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنی درست نہیں ہے، لیکن اگر ثناء کے ارادہ سے پڑھے تو جائز ہے۔

نماز جنازہ پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ امام اور امام کے ساتھ مقتدی تکبیر تحریمہ کہہ کر آہستہ ثناء "سبحانک اللھم الخ" پڑھیں پھر دوسری تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھیں، اس کے بعد تیسری تکبیر کہکر دعا پڑھیں، پھر چوتھی تکبیر کہہ کر امام اور مقتدی سلام پھیر دیں۔

وَاِذَا وَضَعَهُ فِیْ قَبْرِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دت س حب بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مس مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مس فَاِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهٖ وَقَفَ عَلَی الْقَبْرِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ لِاَخِیْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ د مس رسنی وَیُقْرَاُ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ اَوَّلُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتُهَا سنی وَاِذَا زَارَ الْقُبُوْرَ فَلْیَقُلِ السَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ اَوِ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِیَةَ م س ق اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ س اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ م س ق اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ م س اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ د اَلسَّلَامُ

عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ
وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

ترجمہ: اور جب میّت کو قبر میں رکھے تو کہے، اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر (اس کو دفن کرتا ہوں) ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان (عن ابن عمرؓ)

اللہ کے نام اور اُس کے (حکم) سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پر (اسے قبر میں رکھتا ہوں) حاکم (عن ابن عمرؓ)

لوگو! اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے اور اسی سے (قیامت کے دن) تم کو دوبارہ نکال کھڑا کر دیں گے، اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پر (اسے دفن کرتا ہوں) حاکم (عن ابی امامہؓ)

اور جب میّت کے دفن سے فارغ ہو جائے تو قبر پر کھڑے ہو کر کہے (اے لوگو!) اللہ سے اپنے بھائی کے لئے مغفرت چاہو اور (منکر نکیر کے جواب میں) اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو، کیونکہ (اس وقت) اس سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ ابوداؤد، حاکم، بزار، البیہقی فی السنن الکبیر، (عن عثمانؓ)

اور دفن کرنے کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا پہلا (رکوع الٓمّٓ سے مفلحون تک) اور (اٰمن الرسول سے) ختم تک آخر (رکوع) پڑھے۔ البیہقی فی السنن الکبیر (عن عثمانؓ)

اور جب قبرستان میں جائے تو کہے، اس بستی کے رہنے والوں کو سلام ہو، یا اس طرح کہے اے اس بستی کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو، انشاء اللہ ہم بھی تم سے عنقریب ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے واسطے (خیر و) عافیت چاہتے ہیں۔ مسلم، نسائی، ابن ماجہ (عن بریدہ ابن الحصینؓ)

تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔ نسائی، (عن بریدہ بن الحصینؓ)

اے (اس) گھر کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو، اور اللہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے، اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔ مسلم، نسائی، ابن ماجہ (عن عائشہؓ)

اے (اس) گھر (میں) رہنے والے مومنو! تمہیں سلام ہو، تم پر وہ چیز آگئی جس کا کل تم سے دیر سویر کے ساتھ (ثواب و عذاب کا) وعدہ کیا گیا تھا اور ہم بھی انشاء اللہ (عنقریب) تم سے ملنے والے ہیں۔ مسلم، نسائی (عن عائشہؓ)

اے (اس) بستی کے رہنے والے مومنو! تم پر سلام ہو، اور ہماری بھی انشاء اللہ تم سے ملاقات ہونے والی ہے۔ ابوداؤد (عن ابی ہریرہؓ)

دفن کرتے وقت کی دعا ❁ دفن سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا ❁ زیارت قبور کا بیان

اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے (ذرا) پہلے پہنچ گئے، اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے پہنچ رہے ہیں۔ ترمذی (عن ابن عباسؓ)

شرح: زیارت قبر کے آداب یہ ہیں کہ قبلہ کی طرف پشت اور قبر کی جانب منہ کر کے کھڑا ہو اور اہل قبر کو سلام کہے جیساکہ اوپر گذرا، اور قبر کو نہ ہاتھ لگائے، نہ اس کو بوسہ دے اور نہ قبر کے سامنے جھکے اور نہ ناک و پیشانی وغیرہ رگڑے اور نہ سجدہ کرے۔

اور سات بار "قل ھو اللہ" پڑھنا مستحب ہے، اور بعض روایات میں ہے کہ گیارہ مرتبہ "قل ھو اللہ" کھڑے ہو کر پڑھے۔ پھر بیٹھے۔

جمعہ کے دن قبر کی زیارت کرنا افضل و بہتر ہے، خصوصاً صبح کے وقت، اور بعض روایتوں میں ہے کہ جو کوئی زیارت کے وقت سورۂ یٰسین پڑھے تو اس دن مُردوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جتنے مُردے قبروں میں ہیں اسی قدر نیکیاں اس پڑھنے والے کے حق میں لکھ دی جاتی ہیں۔

اَلذِّكْرُ الَّذِىْ وَرَدَ فَضْلُهٗ غَيْرُ مَخْصُوْصٍ بِوَقْتٍ وَّلَا سَبَبٍ وَّلَا مَكَانٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هِىَ اَفْضَلُ الذِّكْرِ ت وَهِىَ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ اَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَهَا خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ خ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَهَا وَفِىْ قَلْبِهٖ وَزْنُ شَعِيْرَةٍ مِنْ خَيْرٍ اَوْ مِنْ اِيْمَانٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَهَا وَفِىْ قَلْبِهٖ وَزْنُ بُرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ مِنْ اِيْمَانٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَهَا وَفِىْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ مِنْ اِيْمَانٍ خ مُ تِ

ترجمہ: وہ ذکر جس کی فضیلت کسی وقت یا سبب یا مکان کی خصوصیت کے بغیر وارد ہوئی ہے لا الٰہ الا اللہ ہے، کہ یہی سب سے افضل ذکر ہے۔ ترمذی (عن جابرؓ)

اور یہی سب سے بڑھ کر نیکی ہے۔ احمد (عن بریدۃؓ)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) میری شفاعت سے قیامت کے دن سب سے زیادہ وہ شخص بہرہ ور ہوگا جس نے خلوص دل کے ساتھ کلمۂ توحید کہا ہوگا۔ بخاری (عن ابی ہریرہؓ)

جو شخص اس کلمہ کو کہے گا اور اس کے دل میں جَو برابر بھلائی یا ایمان ہوگا، وہ دوزخ سے نکلے گا اور جو شخص اس کو کہے گا اور اس کے دل میں گیہوں برابر خیر یا ایمان ہوگا وہ بھی دوزخ سے نکلے گا۔ اور جو شخص اس کو کہے گا اور اس کے دل میں ذرہ برابر نیکی یا ایمان ہوگا، وہ بھی دوزخ سے نکلے گا۔[1] بخاری، مسلم، ترمذی (عن انسؓ)

شرح: [1] یعنی جس شخص میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا وہ جہنم سے ضرور نکالا جائے گا۔

وہ ذکر جو کسی وقت یا سبب یا جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَهَا ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ
زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ
م جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا
قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اط لَیْسَ لَهَا دُوْنَ اللّٰهِ
حِجَابٌ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَیْهِ ت قَوْلُهَا لَا یَتْرُكُ ذَنْبًا ق لَا
یُشْبِهُهَا عَمَلٌ مس لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِیْنَ
السَّبْعِ فِیْ کِفَّةٍ وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِیْ کِفَّةٍ مَالَتْ بِهِمْ
حب س ر مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ مُخْلِصًا اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ
اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰی تُفْضِیَ اِلَی الْعَرْشِ مَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ
ت س مس

ترجمہ: کوئی آدمی ایسا نہیں جو یہ کلمہ پڑھے پھر اسی (اعتقاد) پر مر جائے اور جنّت میں داخل نہ ہو؟ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو، اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔ مسلم (عن ابی ذرؓ)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اپنا ایمان تازہ کرو (صحابہ رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کس طرح تازہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کثرت سے کہا کرو۔ احمد، طبرانی (عن ابی ہریرہؓ)

اس کلمہ کا اللہ سے کوئی پردہ نہیں یہ اس کے پاس (بلا روک ٹوک) پہنچ جاتا ہے۔ ترمذی (عن ابی مالک الاشعریؓ)

یہ کلمہ پڑھنے سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا، اور نہ کوئی عمل اس کے برابر ہے۔ حاکم (عن ام ہانیؓ)

اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین والے ایک پلڑے میں ہوں اور "لا الٰہ الا اللہ" دوسرے پلڑے میں ہو تو "لا الٰہ الا اللہ" کا پلڑا ان سے بھاری ہوگا۔ ابن حبان، نسائی، (عن ابی سعید)، بزار (عن ابن عمرؓ)

جو آدمی اخلاص کے ساتھ کبھی اس کلمہ کو کہتا ہے، اُس کے لئے آسمانوں کے دروازے

کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ عرش پر پہنچ جاتا ہے، جب تک گناہِ کبیرہ سے پرہیز کرتا رہے۔ ترمذی، نسائی، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: [۱] یعنی اس کلمہ کے بار بار کہنے سے ایمان میں تازگی پیدا ہوگی۔
[۲] یعنی اسے اللہ کے پاس پہنچنے سے کوئی چیز نہیں روکتی وہ بہت جلد مقبول ہو جاتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۱ مَنْ قَالَھَا عَشْرَ مَرَّاتٍ کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَۃَ اَنْفُسٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ خ مُ تِ س اَ وَ مَرَّۃً کَعِتْقِ نَسَمَۃٍ اَ مُصْ وَمِائَۃَ مَرَّۃٍ کَانَتْ لَہٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَّکُتِبَتْ لَہٗ مِائَۃُ حَسَنَۃٍ وَّمُحِیَتْ عَنْہُ مِائَۃُ سَیِّئَۃٍ وَّکَانَتْ لَہٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِہٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ ع وَھِیَ الَّتِیْ عَلَّمَھَا نُوْحٌ لِابْنِہٖ فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ لَوْ کَانَتْ فِیْ کِفَّۃٍ لَّرَجَحَتْ بِھَا وَلَوْ کَانَتْ حَلْقَۃً لَّقَصَمَتْھَا مُصْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کَلِمَتَانِ اِحْدٰھُمَا لَیْسَ لَھَا نِھَایَۃٌ دُوْنَ الْعَرْشِ وَالْاُخْرٰی تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ط

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی سلطنت ہے، اور وہی قابلِ تعریف ہے، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، جو شخص دس مرتبہ اس کو کہے گا تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کے چار شخص آزاد کئے ہوں۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، احمد (عن ابی ایوبؓ)

اور ایک مرتبہ کہنا، ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ احمد، ابن ابی شیبہ (عن برار بن عازبؓ)

اور جو شخص اس کلمہ کو سو مرتبہ پڑھے گا، اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی، اور یہ کلمہ اس کے لئے

شیطان سے پناہ میں ہوگا، اور قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر اور عمدہ عمل نہیں لائے گا، بجز اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ اسے پڑھا ہو۔ ابو عوانہ (عن ابی ہریرۃؓ)

یہی کلمہ ہے جو حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنے بیٹے کو سکھلایا تھا، اگر تمام آسمان ایک پلڑے میں ہوں (اور یہ کلمہ دوسرے پلڑے میں) تو یہی کلمہ بھاری ہوگا، اور اگر آسمان کڑے کی طرح ہوں تو یہ ان کو ملا دے گا۔ ابن ابی شیبہ (عن جابرؓ)

"لا الٰہ الا اللہ" اور "اللہ اکبر" دو کلمے ہیں جن میں سے ایک (یعنی لا الٰہ الا اللہ کی) تو عرش سے ادھر انتہا نہیں، اور دوسرا (یعنی اللہ اکبر) آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے طبرانی (عن معاذؓ)

وَهُمَا مَعَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا عَلَى الْاَرْضِ اَحَدٌ يَّقُوْلُهَا اِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ت س مَا مِنْ اَحَدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ حَدِيْثُ مُعَاذٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا وَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا خ م مَنْ شَهِدَ بِهَا كَذٰلِكَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ م ت وَحَدِيْثُ الْبِطَاقَةِ الَّتِيْ تَثْقُلُ بِالتِّسْعَةِ وَالتِّسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مَدُّ الْبَصَرِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ق حب مس

کلمۂ شہادت کی فضیلت کلمۂ تمجید کی فضیلت

ترجمہ: اور یہ دونوں کلمے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کے ساتھ (یہ فضیلت رکھتے ہیں کہ) جو شخص زمین پر ان کو کہے گا، اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ ترمذی۔ نسائی (عن عبد اللہ بن عمرؓ)

جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالےٰ اس کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ (یعنی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا)

یہ حدیث حضرت معاذ بن جبلؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا لوگ اس کے کہنے ہی پر اکتفا کر لیں گے اور عمل میں تساہل کریں گے، پھر حضرت معاذؓ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت علم کے چھپانے کے گناہ سے بچنے کی وجہ سے یہ حدیث بیان کی۔ بخاری، مسلم (عن انسؓ)

جو شخص اخلاص کے ساتھ اس کلمہ (شہادت) کی گواہی دے گا، اللہ تعالےٰ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا۔ مسلم، ترمذی (عبادۃ بن صامتؓ)

پرچے کاغذ کی حدیث جو مشہور ہے، یہ ہے کہ ایک پرچہ جس میں "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ" لکھا ہوگا، وہ ان ننانوے دفتروں پر بھاری ہو گا جن کی درازی اور لمبائی حد نظر تک ہوگی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (عن عبد اللہ بن عمروؓ)

شرح: آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک ایسا شخص لایا جائے گا جس کے ننانوے دفتر گناہوں سے بھرے ہوئے ہوں گے، اور ان کی لمبائی حد نظر تک ہوگی، پھر اللہ تعالےٰ اس سے فرمائے گا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے، وہ عرض کرے گا نہیں، پھر فرمائے گا تیرے پاس کوئی عذر ہے وہ جواب دیگا میرے پاس کوئی عذر نہیں، پھر فرمائے گا، تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے، آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اس وقت ایک پرچہ کاغذ کا نکالا جائے گا جس میں "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ" لکھا ہوگا، جو کبھی اس نے خلوصِ دل کے ساتھ لکھا تھا۔ اس پرچہ کو میزان میں رکھا جائیگا وہ عرض کرے گا، یا اللہ ننانوے دفتروں کے مقابلے میں جو گناہوں سے پُر ہیں اس ایک پرچہ کی کیا حقیقت ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ پرچہ بہت عالیشان ہے اس کو تولا جائے، پھر وہ پرچہ ایک پلڑے میں اور ننانوے دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے، تو یہ (پرچہ والا) پلڑا ان دفتروں کے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا، کیونکہ اللہ تعالےٰ کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی وہ سب سے بھاری ہے۔

مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ خ م س مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ اَوْ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ اَيِّهَا شَاءَ خ م س كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ

خ م س

ترجمہ: جس شخص نے یہ کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اور عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کی باندی کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم علیہ السلام کی طرف اِلقا کیا، (ڈالا) اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں، اور جنّت اور دوزخ حق ہیں، اس کو اللہ تعالےٰ جنّت کے آٹھوں دروازوں سے جس میں سے چاہے گا داخل کرے گا۔ بخاری، مسلم، نسائی (عن عبادۃ بن الصامتؓ)

جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں اور اسکی لونڈی کے لڑکے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم علیہ السلام کی طرف اِلقا کیا، اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں

اور جنت و دوزخ حق ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا، خواہ اس کا عمل کیسا ہی ہو (یا یہ فرمایا) کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس میں سے چاہے گا داخل کرے گا۔ بخاری، مسلم، نسائی (عن عبادۃ بن الصامت رض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنے لشکر کو فتح دی اور اپنے بندے (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی، اور تنہا لشکر (کفار) پر غالب ہوا، پس اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ بخاری، مسلم، نسائی۔

حَدِيثُ الْأَعْرَابِيِّ عَلِّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ قَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَّسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي م مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مَرَّةً كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَّمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةً وَّمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهُ أَلْفًا وَّمَنْ زَادَ زَادَهُ اللهُ ت س مَنْ قَالَهَا فِي يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ع وَهِيَ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ م ت س مص وَهِيَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ الَّذِي اصْطَفَى اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ م ع وَهِيَ الَّتِي أَمَرَ نُوحٌ بِهَا ابْنَهُ فَإِنَّهَا صَلٰوةُ الْخَلْقِ وَتَسْبِيحُ الْخَلْقِ وَبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ مص

ترجمہ: یہ ایک اعرابی کی حدیث ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جسے میں پڑھتا رہا کروں، آپ نے فرمایا کہہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ بہت بڑا ہے، اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، اور اللہ پاک ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے، اور طاقت و قوت اللہ ہی کی مدد سے ہے، جو غالب اور دانا ہے اے اللہ مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور مجھے رزق عطا فرما مسلم (عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

جو شخص "سبحان اللہ وبحمدہ" ایک بار کہتا ہے، اس کے لئے دس بار لکھا جاتا ہے، اور جو دس بار کہتا ہے اس کے لئے سو بار لکھا جاتا ہے، اور جو سو بار کہتا ہے اس کے لئے ہزار بار لکھا

جاتا ہے اور جو کوئی اس سے زیادہ کہے گا تو اللہ تعالےٰ اس سے (دس گنا) زیادہ ثواب دے گا۔ ترمذی نسائی (عن ابن عمرؓ)

اور جو شخص سو مرتبہ اس کو کہے گا اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ دریا کے پھین کے برابر ہوں، ابوعوانہ (عن ابی ہریرۃؓ)

یہ کلمہ اللہ کو بہت ہی پسند ہے مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن ابی ذرؓ)

اور یہ کلمہ بہترین کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے انتخاب کیا ہے۔ مسلم ابوعوانہ (عن ابی ذرؓ)

اور یہی کلمہ ہے جس کا حکم حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو دیا تھا، کیونکہ یہ تمام مخلوقات کی دعا اور تسبیح ہے، اور اسی کی (برکت سے) مخلوق کو روزی ملتی ہے۔ ابن ابی شیبہ (عن جابرؓ)
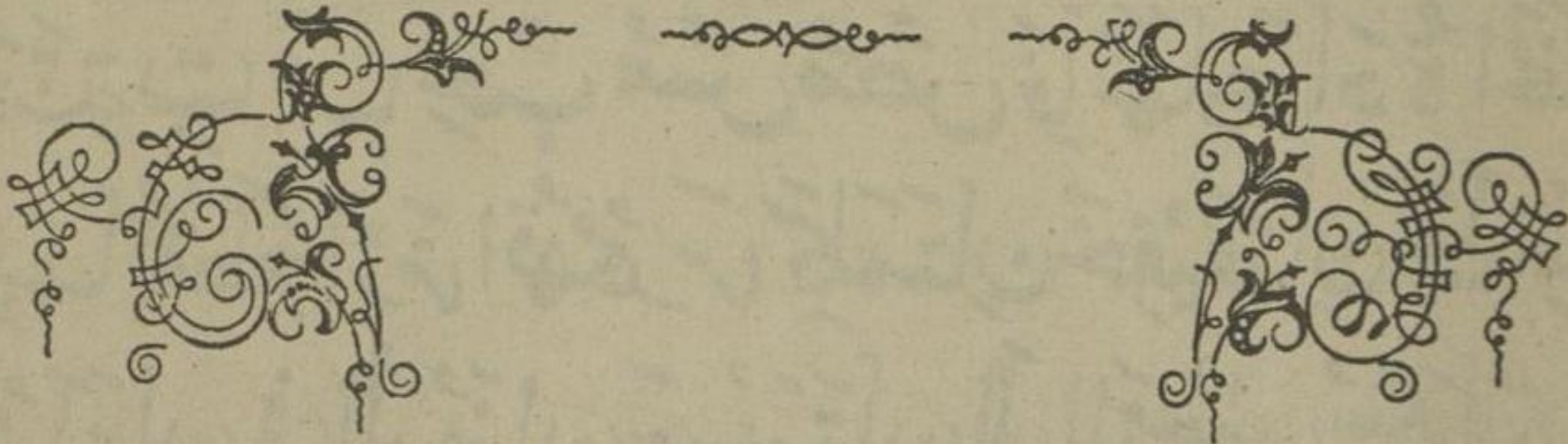
مَنْ قَالَهَا غُرِسَتْ لَهٗ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ ر مَنْ هَالَهُ اللَّيْلُ اَنْ يُّكَابِدَهٗ اَوْ بَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ يُّنْفِقَهٗ اَوْ جَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ يُّقَاتِلَهٗ فَلْيُكْثِرْ مِنْهَا فَاِنَّهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ تُنْفِقُهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ طا اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ عو مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ نَبَتَ لَهٗ غَرْسٌ فِي الْجَنَّةِ اَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ ت س حب مس مص فَاِنَّهَا عِبَادَةُ الْخَلْقِ وَبِهَا تُقْطَعُ اَرْزَاقُهُمْ ر كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ خ م ت مص

ترجمہ: جو شخص اس کو (ایک مرتبہ) کہتا ہے، اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ بزار (عن ابن عمروؓ)

جو شخص (بیماری وغیرہ کی بنا پر) بے چینی سے رات گنارے یا مال خرچ کرنے میں بخل کرے یا دشمن سے لڑنے میں بزدلی کرے تو اسے چاہئے کہ ان کلمات کو بکثرت پڑھے۔ (اس سے یہ بات جاتی رہے گی) کیونکہ یہ کلمہ اللہ کو اس سونے کے پہاڑ سے بھی زیادہ پسند ہے جو اس کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ طبرانی (عن ابی امامہؓ)

سب سے پیارا کلام اللہ کے نزدیک یہ ہے "سبحان ربی وبحمدہ" میں اپنے رب کی پاکی اور تعریف کرتا ہوں۔ ابوعوانہ (عن ابی ذرؓ)

جو شخص "سبحان اللہ العظیم" اللہ عظمت والا پاک ہے، کہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت اُگ جاتا ہے۔ احمد (عن معاذ بن انسؓ)

اور جو شخص یہ کہے "سبحان اللہ العظیم وبحمدہ" ہم اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں

اس کی تعریف کے ساتھ، اس کے لئے جنت میں ایک خرمے کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن معاذ بن انسؓ)

کیونکہ یہ کلمہ خلق کی عبادت ہے، اور اسی کی (برکت) سے ان کا رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔ بزار (عن ابن عمروؓ)

دو کلمے جو زبان پر نہایت ہی ہلکے پھلکے (اور قیامت کے روز) میزان (عمل) میں نہایت ہی وزنی اور بھاری (اور خدا کے) رحمان کو نہایت ہی محبوب اور پیارے ہیں، (وہ) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہیں۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃؓ)

مَنْ قَالَهَا مَعَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ كُتِبَتْ لَهٗ كَمَا قَالَهَا ثُمَّ عُلِّقَتْ بِالْعَرْشِ لَا يَمْحُوْهَا ذَنْبٌ عَمِلَهٗ صَاحِبُهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَخْتُوْمَةً كَمَا قَالَهَا ز وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجُوَيْرِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَدْ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا تُسَبِّحُ ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

م ع ع و

ترجمہ: جو شخص ان کلمات کو استغفر اللّٰہ العظیم واتوب الیہ (میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں، اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں) کے ساتھ پڑھے تو وہ اسی طرح جس طرح اس نے کہے لکھ لئے جاتے ہیں پھر عرش کے ساتھ لٹکا دیئے جاتے ہیں اور کوئی گناہ جو اس شخص نے کیا ہو ان (کلمات کو) نہیں مٹاتا یہاں تک کہ (جب) وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز ملے گا تو وہ کلمے اسی طرح سر بمہر ہوں گے جس طرح (اس نے کہے) تھے۔ بزار (عن ابن عباسؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اور آپ صبح تڑکے ہی ان کے پاس سے نماز پڑھ کر تشریف لے جا چکے تھے اور وہ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تسبیح پڑھ رہی تھیں، پھر چاشت کے بعد آپ واپس تشریف لائے تو وہ بدستور بیٹھی ہوئی تھیں (آپؐ نے فرمایا) تم اسی طرح بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی ہو جس طرح میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا؟ حضرت جویریہؓ نے عرض کیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد ایسے چار کلمے تین بار کہے ہیں کہ اگر ان کا اس سے وزن کیا جائے جو تم نے (اس عرصہ میں) پڑھا ہے تو وہ کلمے وزنی

ہوں گے (اور وہ یہ ہیں) میں اللہ کی پاکی اس کی تعریف کے ساتھ، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی مرضی کے مطابق اور اس کے عرش کے برابر اور اس کے کلمات کی گنتی کے موافق بیان کرتا ہوں۔ مسلم، سنن اربعہ، ابوعوانہ (عن جویریہؓ)

شرح: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کلمات کا پڑھنے والا کفر سے محفوظ رہتا ہے، کیونکہ کفر کے سوا کوئی گناہ خواہ وہ کبیرہ ہی ہو عمل کو نیست و نابود نہیں کرتا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضٰى نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ م س مص عو وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَذٰلِكَ س سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ س وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَاَةٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى اَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهٖ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ د ت س ر حب مس

ترجمہ: میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اور اس کی مرضی کے موافق، اور اس کے عرش کے برابر، اور اس کے کلمات کی مقدار کے مطابق۔ مسلم، نسائی، ابن ابی شیبہ، ابو عوانہ (عن جویریہ رض)

اور اسی طرح الحمد للہ ہے۔ نسائی (عن جویریہ رض)

میں اللہ کی پاکی اس کی تعریف کے ساتھ بیان کرتا ہوں (اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے) اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے برابر اور اس کے کلمات کے برابر۔ نسائی (عن جویریہ رض)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے جس کے پاس آپ تشریف لے گئے اور اس کے سامنے گٹھلی یا کنکریاں تھیں جس سے وہ تسبیح پڑھا کرتی تھیں فرمایا۔ کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتادوں جو

تیرے لئے اس سے آسان اور بہتر ہے؟ پھر فرمایا (وہ یہ ہے) میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں ان چیزوں کے برابر جو اس نے آسمان میں پیدا کی ہیں، اور میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں ان چیزوں کے برابر جو اس نے زمین میں پیدا کی ہیں، اور میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں ان چیزوں کے برابر جو اس کے درمیان ہیں، اور میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں ان چیزوں کے برابر جن کو وہ پیدا کرنے والا ہے، اور اسی طرح (ان چاروں مذکورہ کلمات کے ساتھ) سبحان اللہ کی جگہ اللہ اکبر اور پھر الحمد للہ اور پھر "لا الٰہ الا اللہ" اور پھر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ملا کر پڑھے

ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن سعد بن ابی وقاصؓ)

شرح: [1] یعنی سبحان اللہ کے بجائے الحمد للہ عدد خلقہ، الحمد للہ رضیٰ نفسہ، الحمد للہ زنۃ عرشہ، الحمد للہ مداد کلماتہ، کہنے کا بھی یہی ثواب ہے۔

وَدَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ وَبَيْنَ يَدَيْهَا اَرْبَعَةُ اٰلَافِ نَوَاةٍ تُسَبِّحُ بِهِنَّ فَقَالَ قَدْ سَبَّحْتُ مُنْذُ وَقَفْتُ عَلٰى رَأْسِكِ اَكْثَرَ مِنْ هٰذَا قَالَتْ عَلِّمْنِيْ قَالَ قُوْلِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ د مس وَقَالَ لِاَبِي الدَّرْدَاءِ اَلَا اُعَلِّمُكَ شَيْئًا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اللَّيْلَ مَعَ النَّهَارِ وَالنَّهَارَ مَعَ اللَّيْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ ر ط

ترجمہ: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی ہوئی تھیں، جن سے وہ تسبیح پڑھتی تھیں، آپ نے فرمایا جب سے میں تمہارے سر کے پاس کھڑا ہوا ہوں میں نے اس سے زیادہ تسبیح پڑھ لی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا مجھے بھی بتا دیجئے، فرمایا کہو (سبحان اللہ عدد ما خلق) میں اللہ کی تسبیح کرتی ہوں اس کی تمام مخلوقات کی تعداد کے برابر، ابوداؤد، حاکم (عن صفیہؓ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالدرداءؓ سے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں جو دن رات ذکر کرنے سے بہتر ہے (اور وہ یہ ہے) اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے شمار کے برابر جو اس نے پیدا کی ہے، اور اللہ کی تسبیح ہے، اس چیز کے بھر دینے کے برابر جو اس نے پیدا کی ہے اور اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے شمار کے برابر جس کا شمار اس کی کتاب میں ہے، اور اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے بھرنے کے برابر جو اس کی کتاب میں شمار کی جا چکی ہے، اور اللہ کی تعریف ہے اس چیز کے برابر جو اس نے پیدا کی ہے اور اللہ کی تعریف ہے اس چیز کے بھرنے کے برابر

جو اس نے پیدا کی ہے، اور اللہ کی تعریف ہے ہر چیز کے برابر، اور اللہ کی تعریف ہے ہر چیز کے بھرنے کے برابر، اور اللہ کی تعریف ہے اس چیز کے شمار کے برابر جس کا شمار اس کی کتاب (لوح محفوظ) میں ہے اور اللہ کی تعریف ہے اس چیز کے بھرنے کے برابر جو اُس کی کتاب نے شمار کیا ہے۔ بزار، طبرانی۔ (عن ابی الدرداءؓ)

وَقَالَ لِاَبِیْ اُمَامَةَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَكْثَرَ اَوْ اَفْضَلَ مِنْ ذِكْرِكَ اللَّيْلَ مَعَ النَّهَارِ وَالنَّهَارَ مَعَ اللَّيْلِ اَنْ تَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْأَ مَا خَلَقَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْأَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْأَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْأَ كُلِّ شَيْءٍ وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ س حب مس وَكَذَا رَوَاهُ طا اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ مَوْضِعَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ وَتُسَبِّحُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَتُكَبِّرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكَذَا رَوَاهُ ا سِوَى التَّكْبِيْرِ

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلادوں جو تمہارے دن رات ذکر کرنے سے (ثواب میں) زیادہ اور بہتر ہے، (اور وہ یہ ہے) کہ تم کہو اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے شمار کے برابر جو اس نے پیدا کی ہے، اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے بھرنے کے برابر جو اس نے پیدا کی ہے، اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے شمار کے برابر جو آسمان اور زمین میں ہے، اور اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے بھرنے کے برابر جو آسمان اور زمین میں ہے، اور اللہ کی تسبیح ہے اس چیز کے شمار کے برابر جس کو اس کی کتاب نے شمار کیا ہے، اور اللہ کی تسبیح ہے ہر چیز کے بھرنے کے برابر اور اسی طرح ہر کلمہ کے ساتھ الحمد للہ ملاکر پڑھے، "الحمد للہ عدد ما خلق الخ" نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابی امامہؓ)

اور اسی طرح طبرانی نے روایت کیا ہے۔ (عن ابی امامہؓ)

مگر انھوں نے "سبحان اللہ" کی بجائے "الحمد للہ" روایت کیا ہے، اور پھر کہا ہے اسی طرح "سبحان اللہ" کے بعد اور اسی طرح "اللہ اکبر" کے بعد ہر ہر کلمہ ملاکر پڑھو، اور اسی طرح احمد بن حنبلؒ نے روایت کی ہے مگر اس میں "اللہ اکبر" نہیں ہے۔

وَقَالَتْ سَلْمٰی ط اُمُّ بَنِیْ اَبِیْ رَافِعٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِکَلِمَاتٍ وَّلَا تُکْثِرْ عَلَیَّ فَقَالَ قُوْلِیْ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَللّٰہُ اَکْبَرُ یَقُوْلُ اللّٰہُ ھٰذَا لِیْ وَقُوْلِیْ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَشْرَ مَرَّاتٍ یَّقُوْلُ اللّٰہُ ھٰذَا لِیْ وَقُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ قَدْ فَعَلْتُ فَتَقُوْلِیْنَ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَّیَقُوْلُ قَدْ فَعَلْتُ ط اَفْضَلُ الْکَلَامِ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ ط وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یَمْلَاُ الْمِیْزَانَ م ت اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا یَضُرُّکَ بِاَیِّھِنَّ بَدَاْتَ م ت

ترجمہ: حضرت ام سلمیٰؓ جو حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے چند مختصر سے کلمات بتا دیجئے (جنھیں میں بآسانی یاد کر سکوں) آپ نے فرمایا دس مرتبہ "اللہ اکبر" کہو، اللہ فرمائیگا یہ میرے لئے ہے اور دس مرتبہ "سبحان اللہ" کہو اللہ فرمائیگا یہ میرے لئے ہے اور کہو اے اللہ! مجھے بخش دے، اللہ فرمائیگا میں نے بخش دیا پس تم اس کو دس مرتبہ کہو تو اللہ تعالیٰ ہر مرتبہ فرمائے گا میں نے تجھے بخش دیا۔ طبرانی (عن ابی امامہؓ)

بہترین کلام "سبحان ربی وبحمدہٖ، سبحان ربی وبحمدہٖ" ہے (پاک ہے میرا رب اور وہی قابلِ تعریف ہے) طبرانی (عن ابی ذرؓ)

اور "سبحان اللہ والحمد للہ" آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے، اور "الحمد للہ" میزان کو بھر دیتا ہے۔ مسلم، ترمذی (عن ابی مالک الاشعریؓ)

چار کلمے اللہ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں، سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر (اللہ پاک ذات ہے اور اللہ ہی قابلِ تعریف ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب بڑا ہے)، ان کلمات کو، جس سے چاہو شروع کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ مسلم، ترمذی، (عن سمرۃ بن جندبؓ)

هِيَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ بَعْدَ الْقُرْاٰنِ وَهِيَ مِنَ الْقُرْاٰنِ أ من قالها كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ ط لَانْ اَقُوْلَهَا هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ م ت س مص عو اِنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِيْعَانٌ وَّاِنَّ غِرَاسَهَا هٰذِهٖ ت يُغْرَسُ لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ ق مص طس خُذُوْا جُنَّتَكُمْ مِّنَ النَّارِ قُوْلُوْا يَعْنِيْ هٰذِهٖ فَاِنَّهُنَّ يَأْتِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُجَنِّبَاتٍ وَّمُعَقِّبَاتٍ وَّهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ س مس صط طس وَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ م د ق

ترجمہ: یہ چاروں کلمے قرآن مجید کے بعد سب سے بہتر کلام ہیں اور یہ قرآن ہی کے کلمات ہیں، احمد (عن سمرۃ بن جندبؓ)

جو شخص ان کلمات کو کہے گا اس کے لئے ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ طبرانی، (عن ابن عمرؓ)

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) یہ کلمات مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہیں، جن پر سورج نکلتا ہے (یعنی یہ کلمات مجھے دنیا کی ہر ہر چیز سے زیادہ محبوب اور پیارے ہیں)۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ، ابوعوانہ (عن ابی ہریرۃؓ)

بیشک جنّت کی مٹی اچھی اور پانی شیریں ہے (مگر)، وہ ایک ہموار میدان ہے، اور اس کے درخت یہی کلمات ہیں۔ ترمذی (عن ابن مسعودؓ)

ہر کلمہ کے بدلہ تمہارے لئے جنّت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، طبرانی فی الاوسط، (عن ابی ہریرۃؓ)

دوزخ سے اپنی ڈھال بناؤ اور یہ کلمات کہو، کیونکہ یہ قیامت کے دن (پڑھنے والے کے) دائیں بائیں آگے پیچھے اور نیچے، سب طرف (حفاظت کے لئے) آئیں گے اور یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ نسائی، حاکم، طبرانی فی الصغیر، طبرانی فی الاوسط (عن ابی ہریرۃؓ)

ہر بار "سبحان اللہ" کہنا صدقہ ہے، ہر بار "الحمد للہ" کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" کہنا صدقہ ہے اور ہر بار "اللہ اکبر" کہنا صدقہ ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ (عن ابی ذرؓ)

شرح: یعنی جو شخص "سبحان اللہ" کہتا ہے، اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

یعنی جس طرح دولت مند کو مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اسی طرح اس کے پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔
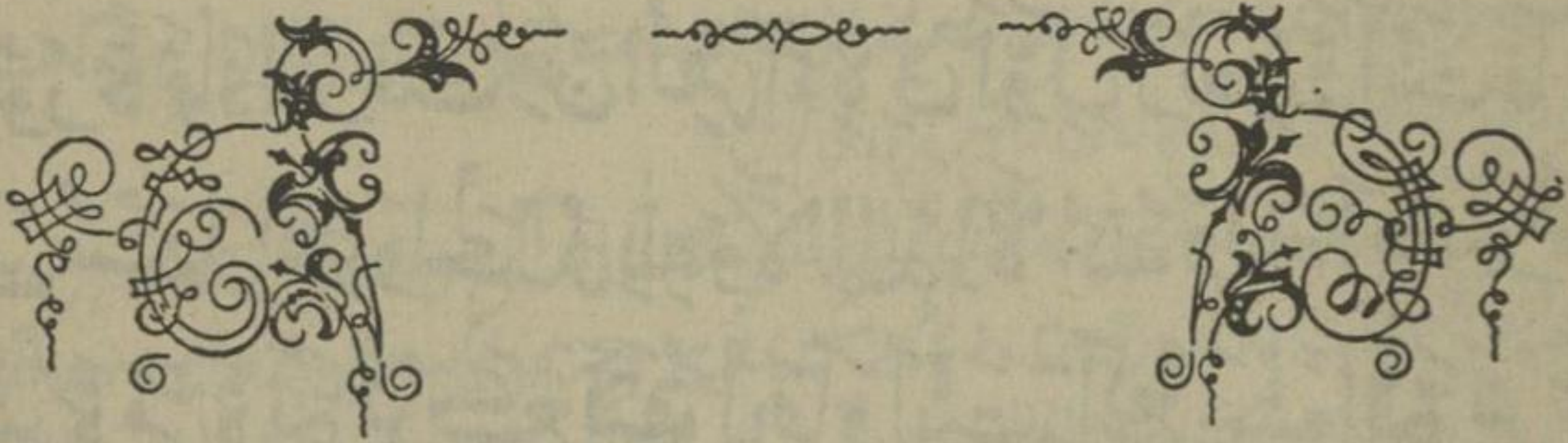
وَهُنَّ اللَّوَاتِي يُقُلْنَ فِي صَلٰوةِ التَّسْبِيْحِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمِّهِ الْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اَحْبُوْكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ خَطَأَهٗ وَعَمْدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ عَشْرُ خِصَالٍ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَّاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ مَرَّةً فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَّرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً د ق مُس حِب
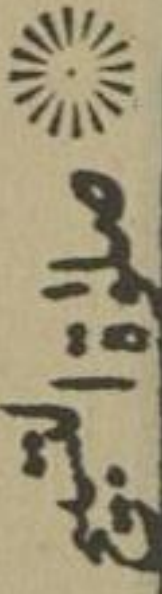
ترجمہ: اور یہی کلمے ہیں جو صلوٰۃ التسبیح میں پڑھے جاتے ہیں (اور اس کے پڑھنے کی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس طرح ترغیب دی تھی۔

اے چچا عباس! کیا میں آپ کو ایسی دس باتیں نہ بتادوں؟ کہ آپ جب انھیں کریں تو (اس سے) اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے، قصداً سہواً، چھوٹے بڑے، ظاہر اور پوشیدہ (سب گناہ) بخش دے (اور وہ دس باتیں یہ ہیں) کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں "الحمد للہ" اور سورۃ پڑھیں، پھر جب آپ پہلی رکعت میں قرأۃ سے فارغ ہوں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر کہیں، پھر رکوع کریں تو حالتِ رکوع میں دس مرتبہ کہیں، پھر جب رکوع سے اپنا سر اٹھائیں تو قومہ میں دس مرتبہ کہیں، پھر سجدہ کریں تو سجدہ میں دس مرتبہ کہیں، پھر سجدہ سے سر اُٹھائیں (تو دونوں سجدوں کے درمیان) جلسہ میں دس بار کہیں، پھر دوسرا سجدہ کریں تو دس بار کہیں، پھر جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائیں تو (جلسۂ استراحت) میں دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے دس دفعہ کہیں، یہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوا، اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کریں۔

اگر آپ ہر روز ایک مرتبہ پڑھ سکیں تو ہر روز پڑھیں، اور اگر ہر روز نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر ہر جمعہ میں نہ پڑھ سکیں تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر ایسا نہ کرسکیں تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر یہ بھی نہ کرسکیں تو تمام عمر میں ایک دفعہ پڑھ لیں،
(ابوداؤد، ابن حبان، حاکم، ابن ماجہ (عن ابی رافعؓ)

شرح: اعطیک، امنحک، احبوک، افعل بک، ان کے معنی ہیں کیا میں تمہیں نہ دوں؟ نہ بتاؤں؟ وغیرہ۔ یہ سب ایک دوسرے کے ہم معنی ہیں اور تاکید کے لئے انھیں ذکر کیا ہے۔

صلوٰۃ التسبیح کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔
مترجم محمد عبدالعلیم ندوی درگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

اس نماز کے لئے کوئی وقت خاص نہیں ہے، بلکہ اوقات ممنوعہ کے علاوہ جس وقت چاہے پڑھ لے۔
رنج وغم اور مصیبت وسختی کے لئے اس کا پڑھنا نہایت مفید ہے، حضرت ابوعثمان زاہدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے رنج وغم اور مصائب وتکالیف دفع کرنے کے لئے صلوٰۃ التسبیح سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھی اور اکثر ائمہ اور بزرگان دین کا اس پر عمل رہا ہے۔

جمعہ کے روز دوپہر ڈھلے اس کا پڑھنا مستحب ہے، اگر اس میں سجدہ سہو کی ضرورت ہو تو اس میں یہ تسبیح نہ پڑھے، اس لئے کہ پھر گنتی تین سو سے زیادہ ہوجائے گی۔

امام غزالیؒ کتاب احیاء علوم الدین میں رقمطراز ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے، پھر قرأت سے

پہلے ان تسبیحات کو پندرہ بار پڑھے، اور قرأت کے بعد دس بار پڑھے پھر اور ارکان میں دس دس بار پڑھے اور دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھکر نہ پڑھے اور نہ دونوں قعدوں میں پڑھے، اور یہی طریقہ بہتر ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور اگر ان تسبیحات کے ساتھ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" بھی ملاکر پڑھ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے۔ (حرز)

وَهِيَ مَعَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ وَهُنَّ يَحْطُطْنَ الْخَطَايَا كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا وَهُنَّ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ ط تُجْزِئُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَنْ لَّا يَسْتَطِيْعُهٗ مص وَكَذٰلِكَ مَعَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ تُجْزِئُ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ لَّا يَسْتَطِيْعُهٗ مَنْ اَخَذَهٗ فَقَدْ مَلَأَ يَدَهٗ مِنَ الْخَيْرِ د س وَهُنَّ اَيْضًا بِغَيْرِ الدُّعَاءِ مَعَ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ قُيِّضَ عَلَيْهِنَّ مَلَكٌ فَضَمَّهُنَّ تَحْتَ جَنَاحِهٖ وَصَعِدَ بِهِنَّ لَا يَمُرُّ بِهِنَّ عَلٰى جَمْعٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا اسْتَغْفَرُوْا لِقَائِلِهِنَّ حَتّٰى يُحَيّٰى بِهِنَّ وَجْهُ الرَّحْمٰنِ مو مس

ترجمہ: اور یہ کلمات "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کے ساتھ ملا کر پڑھے جائیں تو باقیات الصالحات میں سے ہیں۔ (یعنی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں) اور یہ خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح درخت (موسم خزاں میں اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے اور یہ (کلمات) جنّت کے خزانوں میں سے ہیں۔ طبرانی (عن ابی الدرداءؓ)

جو شخص قرآن مجید نہ پڑھ سکتا ہو یہ اس کے لئے قرآن کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ (عن ابن ابی اوفیٰؓ)

اور اسی طرح یہ کلمات "اللھم ارحمنی وارزقنی وعافنی واھدنی" کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے اس شخص کے لئے قرآن مجید کے قائم مقام ہو جاتے ہیں جو قرآن شریف نہ پڑھ سکتا ہو، اور جس نے اس کی پابندی کی اس نے اپنا ہاتھ خیر سے بھر لیا۔ ابوداؤد، نسائی (عن عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ)

اور نیز یہ کلمات، دعا (اللھم ارحمنی) کے بغیر اور لفظ "تبارک اللہ" کے ساتھ پڑھے جائیں) تو ان پر ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو ان کو اپنے پروں میں لیکر اوپر چڑھتا ہے اور جن فرشتوں کی جماعت کے پاس سے گذرتا ہے وہ اس کے پڑھنے والے کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کلمات سے ذات الٰہی کی تعریف کی جاتی ہے (تاکہ پڑھنے والے کی طرف اس کی رحمت متوجہ ہو، اور اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ حاکم موقوفاً (عن عبداللہ بن مسعودؓ)

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنَ الْکَلَامِ اَرْبَعًا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ فَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ کُتِبَ لَہٗ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً وَّحُطَّتْ عَنْہُ عِشْرُوْنَ سَیِّئَةً وَّمَنْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ فَمِثْلُ ذٰلِکَ وَمَنْ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ فَمِثْلُ ذٰلِکَ وَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمِثْلُ ذٰلِکَ وَمَنْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ کُتِبَ لَہٗ ثَلٰثُوْنَ حَسَنَةً وَّحُطَّتْ عَنْہُ ثَلٰثُوْنَ سَیِّئَةً س امس ر اَمَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّعْمَلَ کُلَّ یَوْمٍ مِّثْلَ اُحُدٍ عَمَلًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ یَّسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ قَالَ کُلُّکُمْ یَسْتَطِیْعُہٗ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّاللّٰہُ اَکْبَرُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ رط

ترجمہ: بیشک اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں سے چار کلمے انتخاب فرمائے ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، جو شخص (ایک مرتبہ) سبحان اللہ کہتا ہے اسکے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی بیس برائیاں مٹادی جاتی ہیں، اور اسی طرح جو شخص "الحمد للہ رب العالمین" تہہ دل سے کہتا ہے، اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے تیس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ نسائی، احمد، حاکم، بزار، (عن ابی سعیدؓ وابی ہریرہؓ)

(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے خطاب کر کے فرمایا) کیا کوئی تم میں سے ہر روز اُحد پہاڑ کے برابر عمل نہیں کر سکتا؟ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ایسا کون کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کر سکتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، وہ کونسا عمل ہے؟ آپؐ نے فرمایا "سبحان اللہ" (کا ایک بار کہنا ثواب میں کوہ) اُحد سے بہت بڑھ کر ہے (اسی طرح) "الحمد للہ" ثواب میں اُحد سے بہت زیادہ ہے، اور (اسی طرح) "اللہ اکبر" کا اُحد سے بہت زیادہ ثواب ہے[1]۔ بزار، طبرانی (عن عمران بن حصین)

[1] یعنی ان کا کہنا ثواب میں اُحد پہاڑ سے کہیں زیادہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ مِائَةً تَعْدِلُ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِائَةً تَعْدِلُ مِائَةَ فَرَسٍ مُّسْرَجَةٍ مُّلْجَمَةٍ يُّحْمَلُ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِائَةً تَعْدِلُ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُّقَلَّدَةٍ مُّتَقَبَّلَةٍ س ق مس ط مص تُنْحَرُ بِمَكَّةَ ط وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ س ق مس اَ ط بَخٍ بَخٍ بِخَمْسٍ مَّا اَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيْزَانِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفّٰى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهٗ س حب مس ر اَ ط اِنَّ مِمَّا تَذْكُرُوْنَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ تُذَكِّرُ بِصَاحِبِهَا اَمَا يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْلَا يَزَالُ مَنْ يُّذَكِّرُ بِهٖ ق مس اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ س حب

ترجمہ: "سبحان اللہ" سو بار کہنے کا ثواب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل کے سو غلام آزاد کر دینے کے برابر ہے اور الحمد للہ سو بار کہنے کا ثواب ایسے سو گھوڑوں کے برابر ہے جو سجے ہوئے ہوں، اور ان پر جہاد میں غازیوں کو سوار کیا جائے، اور "اللہ اکبر" سو بار کہنے کا ثواب ان سو مقبول اونٹوں کے (ذبح کئے جانے) کے برابر ہے جن کی گردن میں قربانی کا پٹہ پڑا ہوا ہو۔ نسائی، ابن ماجہ، طبرانی،

ابن ابی شیبہ (عن ام اوفیٰؓ)

(طبرانی کی ایک روایت میں ہے "اللہ اکبر" سو بار کہنے کا ثواب ان سو مقبول اونٹوں کے برابر ہے جن کی گردن میں پٹہ پڑا ہوا ہو اور) وہ مکہ میں ذبح کئے جائیں۔

اور لا الہ الا اللہ (کا ثواب) آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم، احمد، طبرانی (عن ام ہانیؓ)

واہ وا! واہ وا! (یہ) پانچ چیزیں میزان (قیامت) میں کسقدر وزنی ہیں؟ "لا الٰہ الا اللہ"۔ "سبحان اللہ"، "والحمد للہ"، "واللہ اکبر" اور مسلمان کا وہ نیک بچہ جو مر جائے اور وہ اس پر ثواب کی خاطر صبر کرے اور آہ وزاری نہ کرے۔ نسائی، ابن حبان، حاکم، بزار، احمد، طبرانی، (عن ام سلمیٰؓ)

بیشک جن چیزوں سے تم اللہ کی بزرگی اور بڑائی بیان کرتے ہو انہی میں سے "سبحان اللہ" "ولا الہ الا اللہ" "والحمد للہ" ہیں، اور وہ عرش الٰہی کے چاروں طرف گھومتے ہیں، اور ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھن بھناہٹ کی طرح ہوتی ہے، اور وہ اپنے پڑھنے والے کی یاد (اللہ کو) دلاتے ہیں، کیا کوئی تم میں سے یہ پسند نہیں کرتا؟ کہ ایسا ہو؟ یا ہمیشہ اس کی یاد دلائی جاتی رہے؟ ابن ماجہ، حاکم (عن نعمان ابن بشیرؓ)

باقیات الصالحات (باقی رہنے والی نیکیوں) میں سے اللہ اکبر، ولا الہ الا اللہ، و سبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کو بکثرت پڑھو۔ نسائی، ابن حبان (عن ابی سعید الخدریؓ)

شرح: یعنی ان تسبیمات کے پڑھنے کی پابندی کرو جس سے تمہارا ہمیشہ عرش الٰہی پر ذکر رہے۔

قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ
ع ا ر ط بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ ا ط س غِرَاسُ الْجَنَّةِ
حب ا ط وتقدم اَنَّهَا دَوَآءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَآءً اَيْسَرُهَا
الْهَمُّ مس ط كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُهَا فَقَالَ
اَتَدْرِيْ مَا تَفْسِيْرُهَا قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ لَا حَوْلَ عَنْ
مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ اِلَّا بِعِصْمَةِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ اِلَّا بِعَوْنِ
اللّٰهِ ر وهي مع وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ
س ر مَنْ قَالَ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ س م د مص

ترجمہ: لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ صحاح ستہ، احمد، بزار، طبرانی (عن ابی موسی الاشعری رضی)

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ احمد، طبرانی، نسائی (عن معاذ بن جبل رضی)

جنت کا ایک درخت ہے۔ ابن حبان، احمد، طبرانی (عن ابی ایوب الانصاری رضی)

اور یہ اوپر گزر چکا ہے کہ یہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے زیادہ آسان بیماری غم ہے۔ حاکم طبرانی، (عن ابی ہریرۃ رضی) ——— (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں) میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا (اتفاقاً) میں نے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) کہا۔ آپؐ نے فرمایا تم جانتے ہو اس کے معنی کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ کی حفاظت کے بغیر کوئی شخص گناہ اور معصیت سے نہیں بچ سکتا، اور اس کی مدد کے بغیر کوئی شخص کسی قسم کی نیکی نہیں کر سکتا۔ بزار (عن ابن مسعود رضی) ——— اور یہ کلمہ ولا منجا من اللہ الا الیہ (اللہ کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں) کے ساتھ بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ نسائی، بزار (عن ابی ہریرۃ رضی)

جس شخص نے کہا میں اللہ کے پروردگار اور محمدؐ کے پیغمبر اور اسلام کے دین ہونے کو دل سے پسند کرتا ہوں، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ نسائی، مسلم، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ (عن ابی سعید الخدری رضی)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت

مَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ
فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ
وَاِنِّيْ اِنْ اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْهِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اِلَّا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ لِمَلٰٓئِكَتِهٖ اِنَّ عَبْدِيْ عَهِدَ عِنْدِيْ عَهْدًا فَاَوْفُوْهُ اِيَّاهُ
فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ قَالَ سُهَيْلٌ فَاَخْبَرْتُ الْقَاسِمَ
ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَوْنًا اَخْبَرَ بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ مَا فِيْ اَهْلِنَا
جَارِيَةٌ اِلَّا وَهِيَ تَقُوْلُ هٰذَا فِيْ خِدْرِهَا ۞ وَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ
وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ
رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
لَقَدِ ابْتَدَرَهَا عَشَرَةُ اَمْلَاكٍ كُلُّهُمْ حَرِيْصٌ عَلٰى اَنْ يَّكْتُبُوْهَا
فَمَا دَرَوْا كَيْفَ يَكْتُبُوْنَهَا حَتّٰى رَفَعُوْهَا اِلٰى ذِي الْعِزَّةِ فَقَالَ
اُكْتُبُوْهَا كَمَا قَالَ عَبْدِيْ حب مس

ترجمہ: جو شخص کہے اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار، پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے میں تجھ سے اس زندگی میں (یہ) عہد کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو (اپنی صفات میں) یکتا و یگانہ ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے

اور تیرے رسول ہیں، اب اگر تو مجھے میرے نفس (اور خواہشات کے) سپرد کر دے گا، تو تو مجھے شر (اور برائی) سے قریب اور خیر (اور بھلائی) سے دُور کر دے گا اور میں تو تیری ہی رحمت پر بھروسہ رکھتا ہوں، اس لئے تو مجھ سے ایسا عہد کرلے جسے قیامت کے روز پورا فرمائے۔ کیونکہ تو وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتا، تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن (اپنے فرشتوں سے فرماتے گا، میرے بندے نے مجھ سے ایک عہد کر رکھا ہے اُسے پورا کردو چنانچہ اللہ عز وجل اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

حضرت سُہَیل رح کہتے ہیں میں نے حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن رح سے کہا کہ حضرت عوف رح نے مجھے۔ ایسی ایسی (حدیث) سنائی تو حضرت قاسم رح نے کہا ہمارے گھر میں تو کوئی لڑکی بھی ایسی نہیں جو اپنے پردہ کے اندر رہتے ہوئے بھی اس کو نہ پڑھتی ہو (یعنی یہ مشہور حدیث ہے ہمارے یہاں تو ہر چھوٹا بڑا اسے جانتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے) احمد (عن ابن مسعودؓ)

ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں "الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا ویرضیٰ"، (اللہ ہی کے لئے تعریف ہے بہت پاک مبارک تعریف جس سے ہمارا پروردگار راضی اور خوش ہو) کہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، دس فرشتے ان کلمات کی طرف لپکے اور ہر فرشتہ یہ چاہتا تھا کہ میں (ان کا ثواب) لکھ لوں، لیکن وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ کس طرح لکھیں یہاں تک کہ انھیں رب العزت کی طرف لے گئے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا انہیں اسی طرح لکھو جس طرح خلوص کے ساتھ میرے بندے نے کہے ہیں۔ ابن حبان، حاکم (عن انسؓ)

شرح: حضرت سہیل رح تبع تابعی ہیں اور حضرت قاسم رح بن عبدالرحمٰن رح اور حضرت عوف رح تابعی ہیں۔

وَتَقَدَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ، خ س اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
ص وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ص طس اَكْثَرَ
مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً خ س ق طس مِائَةَ مَرَّةٍ طس مص
تُوْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ عو
مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً د اِنَّهٗ
لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ م د س

ترجمہ: سید الاستغفار کی فضیلت اوپر بیان ہو چکی۔ بخاری، نسائی (عن شداد بن اوسؓ)
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے دن میں ستّر مرتبہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ ابو یعلے، طبرانی فی الاوسط (عن انسؓ)
(اور ایک روایت میں ہے) ستّر بار سے زیادہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ بخاری، نسائی، ابن ماجہ طبرانی فی الاوسط (عن ابی ہریرۃؓ)
(اور ایک روایت میں ہے) سو بار توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ طبرانی فی الاوسط، ابن ابی شیبہ، (عن ابی ہریرۃؓ)
(حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا) اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کرو میں بھی اس کے سامنے دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔ ابو عوانہ (عن ابن عمرؓ)
جو شخص استغفار کرتا رہتا ہے وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا۔ اگرچہ دن میں ستّر بار گناہ کرے۔ ابوداؤد (عن ابی بکر الصدیقؓ) —— آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دنیاوی مشاغل کی بنا پر) میرے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے (اس لئے) میں اللہ سے دن میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن الاغر المزنیؓ)

شرح: آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ دل ہر لحظہ جناب باری تعالیٰ میں حاضر رہے، اور کسی وقت بھی غافل نہ ہو، لیکن چونکہ دنیا کے ہادی اور رہنما تھے اس لئے دنیا کو ہر ہر چیز کر کے دکھانی تھی اس لئے کھانے پینے اور گھریلو زندگی کی وجہ سے جو فی الجملہ غفلت ہو جاتی ہے، اس کو آپ اپنی نسبت سے پردہ اور گناہ فرماتے ہیں یہ محض اُمت پر رحمت اور شفقت کی بنا پر ہے، ورنہ آپ کی ذاتِ اقدس تو اس سے مبرا اور منزہ ہے، یہ صرف امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ ہر وقت دل اللہ کی یاد میں لگا رہے اور اگر ذرا بھی غفلت ہو جائے تو اس پر استغفار کرے، حالانکہ ہماری تو استغفار بھی استغفار کی محتاج ہے۔ ع ہست استغفار ما محتاج استغفار ما۔

استغفار کا بیان

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَخْطَأْتُمْ حَتّٰی تَمْلَأَ خَطَایَاکُمْ مَّا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمُ اللّٰہَ لَغَفَرَ لَکُمْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوْا لَجَآءَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّخْطِئُوْنَ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُوْنَ فَیَغْفِرُ لَھُمْ اص وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَھَبَ اللّٰہُ بِکُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ یُّذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ فَیَغْفِرُ لَھُمْ م مَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ت س مَنْ اَحَبَّ اَنْ تَسُرَّہٗ صَحِیْفَتُہٗ فَلْیُکْثِرْ فِیْھَا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ طس مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّعْمَلُ ذَنْبًا اِلَّا وَقَفَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِاِحْصَآءِ ذُنُوْبِہٖ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ فَاِنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ مِنْ ذَنْبِہٖ ذٰلِکَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ تِلْکَ السَّاعَاتِ لَمْ یُوْقِفْہُ عَلَیْہِ وَلَمْ یُعَذَّبْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مس

ترجمہ: اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم سے اس قدر گناہ اور خطائیں سرزد ہوں جس سے آسمان، وزمین بھر جائے، اور پھر تم اللہ سے مغفرت چاہو تو اللہ ضرور مغفرت فرمادے گا، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تم خطا نہ کرو تو اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو گناہ اور خطائیں کرینگے پھر اللہ سے مغفرت چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمادے گا۔ احمد، ابویعلے (عن ابی سعید الخدریؓ)

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوئے تو اللہ تمھیں اٹھالے گا اور ایسی قوم پیدا کریگا جو گناہ کر کے استغفار کریگی اور وہ بخشے گا۔ مسلم (عن ابی ہریرہؓ)

جو شخص اللہ سے استغفار کریگا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیگا۔ ترمذی، نسائی (عن ابن عمرؓ)

(طبرانی الاوسط (عن الزبیر بن العوامؓ)

اور جو یہ چاہتا ہو کہ (قیامت کے دن) اس کا نامۂ اعمال اُسکو خوش کردے تو اس کو کثرت سے استغفار کرنی چاہیئے۔

جو کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے، تو وہ فرشتہ جو اسکے گناہ لکھنے پر مقرر ہے (اس کے لکھنے سے) تین گھڑی (یعنی کچھ دیر) ٹھہر جاتا ہے، اگر اس نے اس عرصہ میں اپنے گناہ سے استغفار کرلی تو وہ فرشتہ (آخرت میں) اس گناہ کی اسے اطلاع نہیں دے گا، اور نہ قیامت کے روز اس پر اُسے عذاب دیا جائے گا۔ حاکم (عن ام عصمۃ العوصیہؓ)

إِنَّ إِبْلِيْسَ قَالَ لِرَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ
أُغْوِيْ بَنِيْ اٰدَمَ مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيْهِمْ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ فَبِعِزَّتِيْ
وَجَلَالِيْ لَا أَبْرَحُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ آص وَتَقَدَّمَ
حَدِيْثُ الرَّجُلِ الَّذِيْ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
وَاذُنُوْبَاهُ مس مَا مِنْ حَافِظَيْنِ يَرْفَعَانِ إِلَى اللّٰهِ فِيْ يَوْمٍ
صَحِيْفَةً فَيَرٰى فِيْ أَوَّلِ الصَّحِيْفَةِ وَفِيْ اٰخِرِهَا اسْتِغْفَارًا إِلَّا
قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ مَا بَيْنَ طَرَفَيِ الصَّحِيْفَةِ
ر مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ
مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً ط

ترجمہ: شیطان نے اپنے پروردگار عزوجل سے کہا قسم ہے تیری عزت اور جلال کی میں ہمیشہ بنی آدم کو جب تک اُن میں جان باقی رہے گی برابر بہکاتا رہوں گا، تو پروردگار نے اس سے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے میں بھی انھیں برابر بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے۔ احمد، ابو یعلے (عن ابی سعید الخدری رض)

اور اس شخص کی حدیث جو نبی الکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا تھا ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ!، (صلوٰۃ التوبہ میں) پہلے گذر چکی۔ حاکم (عن جابر رض)
(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے بھی استغفار کے لئے فرمایا تھا)

کراماً کاتبین جب کسی دن اللہ تعالےٰ کے سامنے (کسی بندہ کے) نامۂ اعمال پیش کرتے ہیں اور وہ اس نامۂ اعمال کے اوّل وآخر میں استغفار دیکھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کے وہ تمام گناہ اور قصور معاف کردیے جو اس نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں۔ بزار (عن انس رض)

جو کوئی تمام مومن مرد اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کے لئے ہر مومن مرد اور عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ طبرانی (عن عبادۃ بن الصامت رض)

شرح: حافظین کے لغوی معنی ہیں محافظ، یہاں کراماً کاتبین مراد ہیں، ایک فرشتہ آدمی کے داہنی طرف مقرر ہے جو نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا بائیں طرف جو برائیاں لکھتا ہے، بائیں طرف والا فرشتہ داہنی طرف والے فرشتہ کے ماتحت ہے، آدمی جب نیکی کرتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ فوراً دس گنا کر کے لکھ لیتا ہے اور اگر آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں طرف والا فرشتہ داہنی جانب والے سے اجازت لیتا ہے وہ کہتا ہے تھوڑی دیر ٹھیر جاؤ شاید وہ توبہ کرلے، جب تین بار وہ اجازت چاہتا ہے اور بندہ اس اثناء میں استغفار نہیں کرتا تو وہ اجازت دیتا ہے کہ اب لکھ لو۔

وَتَقَدَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ وَمَنْ اَكْثَرَ مِنْهُ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ
كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا اَلْحَدِيْثَ د س ق حب وَتَقَدَّمَ مَنِ اسْتَغْفَرَ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ اَلْحَدِيْثَ ط وَتَقَدَّمَ حَدِيْثُ
الرَّجُلِ الَّذِيْ جَآءَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدُنَا
يُذْنِبُ قَالَ يُكْتَبُ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ مِنْهُ قَالَ يُغْفَرُ لَهٗ طس
ط يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ
لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ
عَنَانَ السَّمَآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ
بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ
بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً ت اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ
ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ لِيْ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ
وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ
ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْ لِيْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ
اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ
مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْ لِيْ
فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ
لِعَبْدِيْ ثَلٰثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَآءَ خ م س

ترجمہ: اور یہ پوری حدیث (غم کی دعاؤں میں) اوپر بیان ہو چکی ہے کہ جو شخص استغفار کی پابندی کرے، اور جو شخص کثرت سے استغفار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دے گا۔ ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان (عن ابن عباسؓ)

اور یہ پوری حدیث بھی کہ جو کوئی ہر روز مومن مرد اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کریگا (سونے کے وقت کے بیان میں) اوپر گذر چکی ہے۔ طبرانی (عن ابی ذرؓ)

اور نیز اس آدمی کی حدیث جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا تھا ہم میں سے ایک شخص گناہ کرتا ہے، آپؐ نے فرمایا وہ اس کے ذمہ لکھ دیا جاتا ہے، اس شخص نے کہا پھر وہ اس سے استغفار کر لیتا ہے، آپؐ نے فرمایا اُس کی مغفرت کر دی جاتی ہے (تفصیل کے ساتھ نماز توبہ میں) بیان ہو چکی ہے۔ طبرانی فی الاوسط، طبرانی فی الکبیر (عن عقبہ بن عامرؓ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا مانگے گا اور امید رکھے گا میں تجھے بخشوں گا خواہ تیری کچھ بھی حالت ہو اور میں پروا نہیں رکھتا اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ (زمین سے) آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں تیری مغفرت کر دوں گا، اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر کر گناہ لائے اور پھر مجھ سے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھر کر مغفرت لاؤں گا۔ ترمذی، (عن انسؓ) [احمد، دارمی، (عن ابی ذرؓ)]

ایک بندہ گناہ کر کے کہتا ہے اے رب! میں نے گناہ کر لیا تو اسے بخش دے، تو پروردگار (فرشتوں سے) فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے؟ کہ اس کا کوئی رب ہے؟ جو گناہ بخشتا ہے، اور گناہ پر اس کی پکڑ کرتا ہے، میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ کی مشیت ہے گناہ سے باز رہتا ہے، پھر گناہ سرزد ہوتا ہے تو کہتا ہے اے رب! میں نے دوسرا گناہ کیا تو میری مغفرت فرما دے، اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے، کیا میرے بندہ کو یہ معلوم ہے؟ کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کی مغفرت کرتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے، میں نے اپنے بندہ کی مغفرت کر دی۔ پھر جب تک اللہ چاہے بندہ گناہ سے باز رہتا ہے پھر اس کے بعد گناہ سرزد ہوتا ہے، تو کہتا ہے، اے رب! میں نے ایک اور گناہ کیا تو مجھے معاف فرما دے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کیا میرے بندہ کا یہ یقین ہے کہ اس کا کوئی رب ہے؟ جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی سزا دیتا ہے، میں نے اپنے بندہ کو تین بار بخش دیا، پس جو چاہے عمل کرے۔ بخاری مسلم، نسائی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: لفظ ثلاثاً سے راوی نے تکرار بیان کی ہے یعنی بندہ اور اللہ تعالیٰ کا سوال و جواب حدیث میں تین بار ہے اور مطلب" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تک بندہ استغفار کرتا رہے جو چاہے کیا کرے، بشرطیکہ اپنے گناہوں پر نادم رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔

اس سے استغفار کی فضیلت مقصود ہے، کہ اس کی گناہوں کی بخشش میں کیا تاثیر ہے، اور عنایت الٰہی کا کمال ظاہر کرنا ہے نہ یہ کہ گناہوں کی اجازت دینی ہے جیسے شاعر کہتا ہے:-

جب سے میں نے یہ سنا ہے تیری رحمت عام ہے ☆ ہو گیا ہوں ساری دنیا کے گناہوں میں شریک

طُوبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِیْرًا ق وَ تَقَدَّمَ حَدِیْثُ الَّذِیْ شَكَا اِلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَرَبَ لِسَانِهٖ فَقَالَ اَیْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ مُصْ ی وَكَیْفِیَّةُ الْاِسْتِغْفَارِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مو م مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ غُفِرَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ د ت ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ت حب مو ط خَمْسَ مَرَّاتٍ غُفِرَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ عَلَیْهِ مِثْلُ زَبَدِ الْبَحْرِ مُصْ وَاِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ مِائَةَ مَرَّةٍ عه حب

ترجمہ: مبارک ہو اس شخص کو جو اپنے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پائے۔ ابن ماجہ (عن عبداللہ بن بسرؓ)

اور اس شخص کی یہ حدیث جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی تیز زبانی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا تھا، تم استغفار نہیں پڑھتے؟ اوپر گذر چکی۔ ابن ابی شیبہ، ابن سنی، (عن حذیفہؓ)

اور استغفار پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ مسلم موقوفاً (عن الاوزاعیؒ)

جو شخص کہے میں اس اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور توانا ہے اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اگرچہ وہ میدان جہاد سے بھاگ گیا ہو۔ ابوداؤد، ترمذی (عن زیدؓ)

جو شخص "استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ"، تین بار، ترمذی، ابن حبان، طبرانی۔ موقوفاً (عن زیدؓ وعن ابن مسعودؓ) یا پانچ بار کہے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

ابن ابی شیبہ (عن ابی سعیدؓ)

(صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں) ہم ایک مجلس میں، حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی (استغفار) "رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم" اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، سو بار شمار کیا کرتے تھے۔ سنن اربعہ، ابن حبان (عن ابن عمرؓ)

شرح: میدان جہاد سے بھاگ جانا بہت ہی بڑا گناہ ہے مگر استغفار سے اللہ تعالےٰ بڑے سے بڑا گناہ معاف فرمادیتا ہے، ہر شخص کو استغفار کی پابندی کرنی چاہئے۔

مَا اَحْسَنَ قَوْلَ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فَيَكُوْنَ ذَنْبًا وَّكِذْبًا بَلْ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَلَيْسَ كَمَا فَهِمَ بَعْضُ اَئِمَّتِنَا اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ يَكُوْنُ كِذْبًا بَلْ هُوَ ذَنْبٌ فَاِنَّهٗ اِذَا اسْتَغْفَرَ عَنْ قَلْبٍ لَاهٍ لَّا يَسْتَحْضِرُ طَلَبَ الْمَغْفِرَةِ وَلَا يَلْجَأُ اِلَى اللهِ بِقَلْبِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ ذَنْبٌ عِقَابُهُ الْحِرْمَانُ وَهٰذَا كَقَوْلِ رَابِعَةَ اِسْتِغْفَارُنَا يَحْتَاجُ اِلَى اسْتِغْفَارٍ كَثِيْرٍ وَّاَمَّا اِذَا قَالَ اَتُوْبُ اِلَى اللهِ وَلَمْ يَتُبْ فَلَا شَكَّ اَنَّهٗ كِذْبٌ وَّاَمَّا الدُّعَاءُ بِالْمَغْفِرَةِ وَالتَّوْبَةِ فَاِنَّهٗ وَاِنْ كَانَ غَافِلًا فَقَدْ يُصَادِفُ وَقْتًا فَيُقْبَلُ فَمَنْ اَكْثَرَ طَرْقَ الْبَابِ يُوْشِكُ اَنْ يَّلِجَ وَيُوْضِحُ ذٰلِكَ اِكْثَارُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِنْهُ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّقَطْعُهٗ لِمَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ مَرَّةً اَوْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَهَا قَدْ كُشِفَ لَكَ الْغِطَاءُ فَاخْتَرْ لِنَفْسِكَ مَا يَحْلُوْ وَفِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ عَنْ لُقْمَانَ عَوِّدْ لِسَانَكَ بِاللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ فَاِنَّ لِلّٰهِ سَاعَاتٍ لَّا يَرُدُّ فِيْهِنَّ سَائِلًا

ترجمہ: حضرت ربیع بن خُثیم رضی اللہ عنہ نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ کوئی تم میں سے "استغفر اللہ واتوب الیہ" میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں، نہ کہے تاکہ یہ گناہ

اور جھوٹ ہو جائے بلکہ "اللھم اغفرلی وتب علی" اے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمائے، کہے۔

اور اس کے وہ معنی نہیں ہیں جو ہمارے بعض ائمہ کرام نے سمجھے ہیں کہ "استغفر اللہ الخ" کہنا جھوٹ ہے، بلکہ "استغفر اللہ الخ" کہنا گناہ ہے، کیونکہ جب کوئی شخص غفلت کے ساتھ مغفرت مانگے، اور مغفرت چاہنے میں حضور قلب نہ ہو اور نہ دل سے اللہ کی طرف رجوع ہو تو یہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا صرف محرومی ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا ہے کہ ہماری استغفار بھی سینکڑوں استغفار کی محتاج ہے، ع ہست استغفار ما محتاج استغفار ما۔

اور جب "اتوب الی اللہ" میں اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں، کہے اور (دل سے) توبہ نہ کرے تو اس میں کچھ شک نہیں یہ جھوٹ ہے۔

لیکن مغفرت اور توبہ کی دعا "اللھم اغفرلی وتب علی" اگرچہ وہ غفلت ہی سے ہو مگر کبھی قبولیت کے اوقات میں کرلی جاتی ہے، تو مقبول ہو جاتی ہے، کیونکہ جب کوئی بار بار دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے تو کبھی نہ کبھی اندر پہنچ ہی جاتا ہے، اور اس کا بہتر ہونا اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اسے ایک مجلس میں سو بار فرمایا کرتے تھے۔

اور جو شخص ایک بار یا تین بار "استغفر اللہ واتوب الیہ" کہے اگرچہ وہ میدان جنگ سے بھاگ گیا ہو، تو آپؐ نے اس کی مغفرت کا یقینی اور قطعی حکم فرمایا ہے۔

بس اب تمہارے لئے نقاب اٹھا دی گئی ہے، جسے تم اپنے لئے بہتر سمجھو اختیار کرلو۔

کتاب الزھد میں حضرت لقمانؑ سے مروی ہے (کہ انھوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا) "اپنی زبان کو "اللھم اغفرلی" کا خوگر بناؤ" کیونکہ اللہ تعالےٰ کی کچھ ایسی ساعتیں ہیں جن میں وہ سائل کو محروم نہیں کرتا۔

شرح: ؎ اس لئے کہ توبہ اور استغفار کے وقت جو ندامت اور حضور قلب کا وقت ہے، غفلت کرنا حقیقت میں ہنسی اور بے ادبی ہے اور لفظ "استغفر اللہ الخ" سے مغفرت طلب کرنے اور توبہ کرنے کی خبر دینی ہے، جب حقیقت میں طلب نہ ہوئی تو یہ کہنا جھوٹ ہوا، اور گناہ سے یہاں شرعی گناہ مراد نہیں ہے بلکہ طریقت کی تقصیر اور بے ادبی اور مقام حضور سے غفلت مراد ہے، کیونکہ اہل طریقت غفلت کو بھی معصیت سمجھتے ہیں خصوصاً توبہ اور استغفار کے وقت جس میں خشوع اور خضوع نہایت ضروری ہے۔

حضرت مُلّا علی قاریؒ رقمطراز ہیں کہ یہ شرعی گناہ نہیں بلکہ مقربین بارگاہ الٰہی کی نسبت تقصیر و کوتاہی ہے جس طرح "حسنات الابرار سیئات المقربین" ہے اچھے لوگوں کی نیکیاں مقربین کی بُرائیاں ہوتی ہیں۔

علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں استغفار کرنے سے ہر حالت میں فائدہ ہے، مگر حضور قلب کے ساتھ نور علیٰ نور ہے اور کمال کے چھوڑنے سے گناہ لازم نہیں آتا، کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کوئی اللہ کو

یاد کرے یا زبان سے بلا حضور قلب کے استغفار پڑھے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا بلکہ اپنے بعض اعضاء کے اعتبار سے عابد ہی ہوتا ہے۔

[۵] علامہ نووی ؒ نے کتاب الاذکار میں جو ربیع کا قول نقل کرکے شبہ ظاہر کیا ہے کہ "استغفر اللہ" کی کراہت اور اس کا جھوٹ ہونا میں نہ سمجھ سکا تو مصنف ؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ:

"ربیع کے قول گناہ اور کذب میں لف ونشر ہے کہ غفلت سے استغفار پڑھنے میں گناہ لازم آتا ہے اور غفلت کے ساتھ توبہ کرنے میں جھوٹ لازم آتا ہے، اس لئے کہ مومن ہمیشہ مغفرت کا طالب ہوتا ہے، اگرچہ غفلت کی وجہ سے بعض اوقات اسے خبر نہ ہو، تو جو شخص غفلت کے ساتھ مغفرت مانگ رہا ہے وہ سچا ہے کیونکہ واقع میں طلب اس میں ہے اگرچہ اس وقت حضور نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ "استغفر اللہ" کہنے میں جھوٹ نہ ہوگا بلکہ غفلت کا گناہ ہوگا، اور "اتوب الیہ" کو غفلت سے کہنے میں جھوٹا ہوگا، کیونکہ یہ اپنے رجوع کا بیان ہے اور رجوع کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

اس سے علامہ نووی نے جو مطلق جھوٹ لازم آنا سمجھ کر اعتراض کیا تھا وہ جاتا رہا۔

[۶] "بالمغفرۃ" کا تعلق قطعہ سے ہے، یعنی قطعی اور یقینی اس کی بخشش کا حکم فرمایا ہے۔

"مرۃ او ثلاث مرات" فر من الزحف سے بھی متعلق ہو سکتا ہے، اور من قال سے بھی فر من الزحف سے متعلق ہوگا تو اس کے یہ معنی ہوں گے، اگرچہ وہ ایک بار یا تین بار میدان جنگ سے بھاگا ہو تب بھی اس کی قطعی مغفرت ہو جائے گی، اور اگر من قال کے متعلق ہوگا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جس شخص نے ایک بار یا تین بار "استغفر اللہ واتوب الیہ" کہا ہو، تب بھی یقیناً اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

آدابِ تلاوتِ قرآن

استماع وانصات

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(اعراف رکوع ۲۴)

اور (لوگو!) جب قرآن پڑھا جایا کرے (یعنی پیغمبر تم کو قرآن سناتے ہوں) تو (غل نہ مچاؤ بلکہ) اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو، عجب نہیں (اس کی برکت سے) تم پر رحم کیا جائے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۭ

(احقاف رکوع ۴)

اور (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے اس واقعے کا بھی ذکر کرو) جب ہم چند جنوں کو (گھیر کر) تمہاری طرف لے آئے کہ وہ قرآن سنیں پھر جب وہ اس (موقع) پر آحاضر ہوئے، تو (ایک دوسرے سے) بولے کہ چپ (بیٹھے سنتے) رہو پھر جب قرآن کا پڑھنا تمام ہوا تو وہ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ گئے کہ ان کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیں (اور ان سے جاکر) لگے کہنے کہ بھائیو! ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی (تمام) اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (دین) حق (بتاتی) اور سیدھا رستہ دکھاتی ہے، بھائیو! یہ پیغمبر محمدؐ) جو اللہ کی طرف سے منادی کرتے ہیں ان کی بات مانو اور اللہ پر ایمان لاؤ تاکہ اللہ تمہارے گناہ معاف کرے اور (آخرت کے) عذابِ دردناک سے تم کو (اپنی) پناہ میں رکھے اور (یہ پیغمبرؐ) جو اللہ کی طرف سے منادی کرتے ہیں جو کوئی ان کی بات نہ مانے گا وہ روئے زمین پر (کہیں کو بھاگ کر اللہ کو تو) عاجز کر سکتا نہیں اور نہ اللہ کے سوا (کوئی) اس کے حمایتی ہیں، ایسے لوگ صریح گمراہی میں (پڑے) ہیں۔

قرآن مجید کا حق ہے کہ تلاوت کے وقت چھ باتوں کی رعایت کی جائے۔

ایک یہ کہ تعظیم سے پڑھے اور تعظیم سے پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ پہلے وضو کرے پھر قبلہ رُخ بیٹھے اور نہایت عجز وانکسار کے ساتھ مصروفِ تلاوت ہو، اور اگر کوئی دوسرا پڑھ رہا ہو تو باادب خاموشی سے سنے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے، اُسے حرف حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں اور بیٹھ کر نماز میں پڑھتا ہے، تو ہر ایک حرف پر پچاس نیکیوں کا ثواب پاتا ہے، اور نماز سے خارج باوضو تلاوت کرتا ہے تو ایک ایک حرف کے عوض پچیس پچیس نیکیاں اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں، بے وضو پڑھتا ہے تو دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

ترتیل قرأت

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ○ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ○ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ○ (المزمل رکوع ۱)

(اے پیغمبرؐ تم) جو (وحی کی ہیبت سے) چادر لپیٹے پڑے ہو، رات (کے وقت نماز) میں کھڑے رہا کرو (سو وہ بھی ساری رات نہیں بلکہ) ساری رات سے کم یعنی آدھی رات یا اُس میں سے (بھی) تھوڑا سا کم کر لیا کرو یا آدھی سے کچھ بڑھا دیا کرو اور قرآن کو خوب ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرو۔

تدبر و تفکر

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ○ (النساء رکوع ۱۱)

کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) میں غور نہیں کرتے (کہ کہیں سرمو فرق نہیں)، اور اگر (قرآن) اللہ کے سوا (کسی اور) کے پاس سے (آیا) ہوتا تو ضرور اس میں بہت سے اختلاف پاتے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ○ (محمد رکوع ۳)

کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) کو نہیں سوچتے یا دلوں پر تالے (لگے) ہیں۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ○ (ص رکوع ۳)

(اے پیغمبرؐ! یہ قرآن بڑی) برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اُتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ جو لوگ عقل رکھتے ہیں (اس کے مطالب سے) نصیحت پکڑیں۔

دُوسرے یہ کہ ٹھیر ٹھیر کر پڑھے اور مطالب میں خوب غور و تامل کرنا چاہئے، جلد ختم کرنے کا فکر نہ کرے۔

امام غزالیؒ احیاء علوم الدین میں رقمطراز ہیں توراۃ میں آیا ہے کہ "خداوند فرماتا ہے، اے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ جب تیرے بھائی کا خط راستے میں پہنچتا ہے تو تو ٹھیر جاتا اور رستے سے الگ ہو کر پڑھنے بیٹھتا اور حرف حرف نہایت غور و فکر کے ساتھ پڑھتا ہے یہ کتاب توراۃ میرا ایک فرمان ہے، جو میں نے تجھے لکھا اور حکم کیا کہ اس میں تاحدِ امکان غور و تامل کر اور اس کے قوانین کا پابند ہو، مگر تو اس سے انکار کرتا اور اس پر عمل کرنے سے جی چُراتا ہے، اور پڑھتا بھی ہے تو غور و تامل نہیں کرتا۔"

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کسی کو قرآن مجید جلدی جلدی پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑھتا ہے نہ خاموش ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اگر میں سورۂ زلزال اور قارعہ ٹھیر کر پڑھوں اور اُن کے مطالب میں غور و تامل سے کام لوں تو سورۂ بقرہ اور آل عمران کے جلدی پڑھنے سے مجھے بہت زیادہ پسند ہے۔

تاثیر

لَوْ أَنْزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا

(اے پیغمبرؐ) اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارا ہوتا (اور آدمی کی طرح اُس کو شعور بھی ہوتا)، تو تم اس کو دیکھ لیتے کہ اللہ کے ڈر کے

مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (حشر رکوع ۳)

مارے جھک گیا (ہوتا اور) پھٹ پڑا ہوتا اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ سوچیں (سمجھیں)

تیسرے یہ کہ قرآن پڑھتے وقت روئے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھتے وقت روؤ اور خود بخود رونا نہ آئے تو تکلف کرکے روؤ، یہ بھی فرمایا کہ قرآن رنج کے واسطے اترا ہے جب اس کی تلاوت میں مصروف ہو تو اپنے تئیں غمگین بناؤ، اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ جو شخص قرآن کے احکام اور اس کے وعدہ وعید میں غور و تامل کرے گا۔ اور اپنی عاجزی اور مسکنت اور بے حقیقی اور کوتاہی زیرِ نظر رکھے گا وہ خوانخواہ اندوہگیں ہوگا بشرطیکہ اس پر غفلت نہ سوار ہو۔

چوتھے یہ کہ ہر ہر آیت کا حق ادا کرے اور ہر ہر آیت کے حق ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آیۂ وعید پر پہنچے تو اللہ سے پناہ مانگے، آیۂ رحمت پر گذر ہو تو طالب رحمت ہو، تنزیہ کی آیت پڑھے تو اللہ کی تسبیح و تقدیس کرے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ تلاوتِ قرآن کے وقت آیۂ عذاب پر پہنچتے تو اللہ سے پناہ مانگتے، رحمت کی آیت پڑھتے تو طالب رحمت ہوتے تنزیہ کی آیت پر پہنچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرتے وقت:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ؕ

میں اللہ کے نام کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، پڑھتے۔

اور تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے:۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَانَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَاجَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاۤءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لِّيْ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

اے اللہ! قرآن کے ذریعے سے مجھ پر رحم کر اور اُسے میرے لئے مقتدا اور نور اور ہدایت اور رحمت کر الٰہی جو اس میں سے میں بھول گیا اُسے مجھے یاد دلا اور جو میں نہیں جانتا مجھے سکھا اور اس کی تلاوت رات کی ساعتوں اور دن کی طرفوں میں میرے نصیب کر اور اے دونوں جہان کے پروردگار اسے میرے لئے حجت کر۔

قاری جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدے میں جائے۔

پانچویں اگر ریا کا شبہ یا اندیشہ ہو یا کسی کی نماز میں خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑھے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ چپکے چپکے قرآن مجید پڑھنا پکار کر پڑھنے پر ویسی ہی فضیلت رکھتا ہے جیسے چپکے سے صدقہ دینا کھلم کھلا خیرات کرنے پر، وہاں اگر نمود و ریا اور کسی کی نماز میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو پکار کر پڑھنا بہتر ہے تاکہ اور لوگ بھی مضامین قرآن سنکر مستفید ہوں اور اس کی ہمت جمع ہو، شوق بڑھے، آگاہی حاصل ہو، نیند بھاگے، سوتے جاگیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان پر تشریف لے گئے، دیکھا تو وہ نماز میں قرآن شریف چپکے چپکے پڑھ رہے تھے، فرمایا کہ تم آہستہ آواز سے کیوں پڑھتے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جس سے میں کہتا ہوں وہ سنتا ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور ان کو چلا چلا کر قرآن پڑھتے دیکھا۔ فرمایا تم چلا چلا کر کیوں پڑھتے ہو؟ عرض کیا میں سوتوں کو جگاتا اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں صاحبوں کی تصویب کی اور فرمایا تم دونوں اچھا کرتے ہو، معلوم ہوا کہ تمام اعمال نیت کے تابع ہیں چونکہ دونوں حضرات کی نیت بخیر تھی دونوں طرح پر مستحق تصویب ہوئے، قرآن دیکھ کر پڑھنا بہتر ہے، تاکہ آنکھیں بھی ثواب سے محروم نہ رہیں، کہا گیا ہے کہ قرآن مجید ایک دفعہ دیکھ کر پڑھنا سات دفعہ حفظ پڑھنے کے برابر ہے، حفظ پڑھنے سے متشابہ لگنے کا خوف ہے اور متشابہ لگنے سے مطلب کے کچھ سے کچھ ہو جانے کا خوف ہے۔

چھٹے خوش آوازی سے پڑھنے کی کوشش کرے، جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو، ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہؓ کے غلام کو نہایت خوش آوازی سے قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَہٗ اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسا شخص پیدا کیا اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آواز جس قدر اچھی ہوگی قرآن کا اثر اتنا ہی زیادہ پڑے گا، لیکن کلمات و حروف میں بہت الحان کرنا جیسے قوالوں اور گویوں کی عادت ہے مکروہ ہے۔

یہ تلاوت کے آداب ظاہر تھے رہے آدابِ باطن وہ بھی چھ ہیں:۔

اوّل یہ کہ کلام کی عظمت ذہن نشین کرے اور اسے اللہ کا کلام یقین کرے۔

دوسرے یہ کہ قرآن شروع کرنے سے پہلے حق تعالیٰ کی عظمت دل میں ہو اور سمجھے کہ کس کا کلام پڑھتا ہے۔ کلام کی اور جس کا کلام ہے اس کی عظمت اور کلام کی حقیقت وہی دل پاتے ہیں جو اخلاقِ بد کی گندگی سے پاک اور ستھرے اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور و آراستہ ہوتے ہیں یہی وجہ تھی کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ جب مصحف کو کھولتے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ:

"ھُوَ کَلَامُ رَبِّیْ" "وہ میرے رب کا کلام ہے"۔

کوئی شخص قرآن کی عظمت نہیں جان سکتا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت معلوم نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت جب ہی دل میں سماتی ہے کہ آدمی اس کے صفات و افعال میں انتہا درجے کے غور و فکر سے کام لے۔

تیسرا ادب یہ ہے کہ تلاوت کرتے وقت دل حاضر رہے، غافل نہ ہو، وساوسِ نفس اسے ادھر سے ادھر نہ لئے پھریں اور جو کچھ غفلت کی حالت میں پڑھا اسے نہ پڑھنے کے برابر سمجھے کیونکہ قرآن مجید اصل میں ایمانداروں کا تماشہ گاہ ہے، اس میں بہت سے عجائبات اور حکمتیں موجود ہیں، اگر کسی

نے اس میں تامل وغور نہ کیا اس کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہے جو سیر کے لئے باغ میں تو پہنچا مگر اس کے عجائب وغرائب سے غافل رہ کر باہر چلا آیا، ایسے شخص کو اہل الرائے ضرور بے وقوف بتائیں گے تو جس نے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے معنی نہ سمجھا اُسے بڑا کم نصیب اور محروم الخیر سمجھنا چاہئے۔

چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال رکھے تاکہ مضامینِ قرآن اچھی طرح سمجھ میں آجائیں اگر ایک مرتبہ کے پڑھنے سے نہ سمجھے تو دوسری اور تیسری دفعہ پڑھے اور کسی مضمون سے لذت حاصل ہو تو اسے مکرر سہ کرر پڑھے۔

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شب نماز میں اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے:۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

اگر تو ان کو عذاب دے تو (تجھ کو اختیار ہے) یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کرے تو (کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا کیونکہ) بیشک تو ہی (سب پر) غالب (اور) حکمت والا ہے

حضرت سعید بن جبیرؓ نے آیت

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○

اور ہم گنہگاروں کو حکم دیں گے کہ) گنہگارو! آج ان (جنتیوں سے) الگ رہو۔

میں ساری رات بسر کر دی۔ جو شخص ایک آیت پڑھے اور اس کی اگلی آیت کے معنی میں غور کرے اس نے پہلی آیت کا کچھ حق ادا نہیں کیا۔

حضرت عامر بن عبداللہ ہمیشہ وسواس کی شکایت کیا کرتے تھے، لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو دنیاوی وساوس ستاتے ہیں؟ جواب دیا کہ اگر میرے سینے میں زہر کی بجھی ہوئی چھریاں ماریں تو نماز میں دنیوی خیالات لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے، مجھے اکثر یہ خیال رہا کرتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ کے آگے کیونکر کھڑا ہوں گا اور کس طرح وہاں سے لوٹوں گا۔

دیکھو! بزرگان دین اس طرح کے خیالات کو بھی وسواس جانتے تھے، پس آدمی کو مناسب ہے کہ جو آیت نماز میں پڑھے اُس کے معنی اور مطلب کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے۔ جب اور بات کا خیال آیا اگرچہ وہ بات دینی ہی کیوں نہ ہو تو بھی وسواس ہے۔ آدمی کو حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ ہر آیت میں اُسی کے معنی کی تصویر ذہن نشین رکھے اور دوسرے خیال کو پاس نہ آنے دے۔ مثلاً۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ

ہم نے آدمی کو مرکب نطفے سے پیدا کیا۔

تو نطفے کے عجائبات کا تصور کرے کہ ایک طرح کے پانی کے ایک قطرے سے کیسی کیسی مختلف چیزیں پیدا ہوتی ہیں، گوشت، پوست، ہڈی، رگ، پٹھے، سر، ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک، کان، زبان وغیرہ

پانچواں ادب یہ ہے کہ قاری کا دل آیات کے اختلافِ معنی کے وقت صفات مختلفہ کی طرف پھرتا رہے، مثلاً خوف کی آیت پر پہنچے تو دل پر خوف اور ہراس اور رقت غالب ہو، رحمت کی آیت پر گذرے تو دل میں فرحت اور انبساط پیدا ہو اللہ تعالیٰ کی صفتوں کا بیان ہو تو ہمہ تن تواضع اور مجسم انکسار ہو جائے کفار کے طعن آمیز اقوال سنے تو آواز نیچی کرے اور شرم و خجالت کے لہجے میں پڑھے۔

چھٹا ادب یہ ہے کہ قرآن اس طرح سنے کہ گویا حق تعالیٰ سے سنتا ہے اور فرض کرے کہ فی الحال اسی سے سنتا ہے، ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھے قرآن میں کچھ حلاوت اور لذت نہیں آتی تھی یہاں تک کہ میں نے فرض کر لیا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتا ہوں، اس سے مجھے کچھ حلاوت میسر ہوئی پھر میں آگے بڑھا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل سے سنتا ہوں اس سے اور زیادہ حلاوت پائی اب اور آگے بڑھا اور عظیم الشان رتبے کو پہنچا چنانچہ اب میں اس طرح پڑھتا ہوں کہ گویا بے واسطے اللہ سے سنتا ہوں، اس وقت مجھے وہ لذت حاصل ہوتی ہے جو اس سے پیشتر کبھی میسر نہیں ہوئی تھی۔

فَضْلُ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَسُوَرٍ مِّنْهُ وَاٰيَاتٍ

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ م يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْاَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّآئِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى سَآئِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهٖ تِ مِي تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَاقْرَءُوْهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهٗ فَقَرَاَهٗ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مُّلِئَ مِسْكًا يَّفُوْحُ رِيْحُهٗ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ تِ س ق حِب

ترجمہ: قرآن عظیم اور اُس کی سُورتوں اور آیتوں کی فضیلت

(حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) قرآن مجید پڑھا کرو! یہ قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے سامنے) اپنے پڑھنے والے کا شفیع بن کر آئے گا۔ مسلم (عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ)

حق سُبحانہ وتعالےٰ کا فرمان ہے جس شخص کو قرآن مجید کی مشغولیت (یعنی تلاوت وتفسیر وغیرہ) کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی، میں اس کو سب (دُعائیں اور حاجتیں مانگنے والوں سے کہیں زیادہ عطا کرتا ہوں) اور اللہ تعالےٰ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ خود اللہ تعالےٰ کو اپنی مخلوق پر۔ ترمذی، دارمی (عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

(حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) قرآن شریف سیکھو اور اسے پڑھو، کیونکہ قرآن مجید سیکھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے (یا نوافل میں پڑھنے والے) کی مثال اس مُشک کی بھری ہوئی تھیلی کی سی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ مہکتی ہے اور اس شخص کی مثال جو قرآن شریف سیکھتا ہے

مگر عمل نہیں کرتا (یا سوجاتا ہے) حالانکہ وہ اس کے دل میں ہے، اس مشک کی تھیلی جیسی ہے جس کے اندر مُشک تو ہے مگر اُس کا مُنہ بند ہے ——— ترمذی، (عن ابی ہریرۃ) نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان ؛

شرح: [۱] جو شخص قرآن مجید کی تلاوت و قرأت تعلیم و تعلّم اور تبلیغ و اشاعت غرض ہر طرح سے اسی کی خدمت میں مشغول رہا اور نہ ذکر کر سکا اور نہ اللہ سے کچھ حاجتیں مانگیں تو اللہ تعالےٰ اس کو تمام مانگنے والوں سے بہتر چیز عنایت فرمائے گا ؛

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ أَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ ت لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ خ م يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُ د ت الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُهٗ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ خ م

ترجمہ: جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے اس کے لئے ایک نیکی ہے، اور ایک نیکی کا (کم از کم) دس گنا ثواب ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سارا "الٓمّٓ" ایک حرف ہے، بلکہ "الف" ایک حرف ہے، "لام" ایک حرف ہے "میم" ایک حرف ہے۔ ترمذی (عن ابن مسعودؓ)

رشک[1] دو ہی شخصوں پر ہے، ایک تو وہ جس کو اللہ تعالے نے قرآن مجید کی دولت سے نوازا اور وہ دن رات اس پر عمل کرتا ہے (یا دن رات اس کو پڑھتا رہتا ہے) اور دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے سرفراز فرمایا اور وہ دن رات (اس کی راہ و رضا میں) اس کو خرچ کرتا ہے۔ بخاری۔ مسلم (عن ابن عمرؓ)

قرآن شریف پڑھنے والے سے کہا جائیگا پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں میں چڑھتا جا اور اسی طرح پڑھ جس طرح تو دنیا میں (عمدہ[2] آواز سے ٹھیر ٹھیر کر) پڑھا کرتا تھا، کیونکہ تیرا مقام سب سے آخری آیت کے پاس ہے جو تو پڑھے گا۔ ابوداؤد، ترمذی (عن ابن عمرؓ)

جو شخص قرآن پڑھتا ہے، اور اس سے خوب واقف ہے، تو وہ نیکیاں لکھنے والے بزرگ اور نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن مجید (اپنی زبان کی لکنت یا نہ جاننے کی وجہ سے) اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ بخاری۔ مسلم (عن ابن عمرؓ)

شرح: ہر نعمت[1] والے کو دیکھ کر رشک کرنا صحیح نہیں مگر ایسی نعمت والوں کو دیکھ کر جن کی نعمت اللہ کے نزدیک اور قریب کر دے، رشک کرنا صحیح اور درست ہے۔ مثلاً قاری، عالم، شہید اور مجاہد وغیرہ۔ ترتیل[2]: خوش الحانی کے ساتھ ٹھیر ٹھیر کر پڑھنے کو کہتے ہیں۔

اَلْفَاتِحَةُ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ خ د س ق اُعْطِیْتُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مس بَیْنَا جِبْرَئِیْلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِیْضًا مِّنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَهُمَا لَمْ یُؤْتَهُمَا نَبِیٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِیْتَهٗ مس

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

ترجمہ: سورۂ فاتحہ (الحمد) قرآن شریف کی سب سے بڑی (مرتبہ والی) سورت ہے، (جس کا نام قرآن پاک میں) "سبع مثانی" اور "قرآن عظیم" ہے۔ بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (عن ابی سعید الخدریؓ)

(حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) مجھے "فاتحۃ الکتاب" عرش الٰہی کے نیچے سے عطا ہوئی ہے۔ حاکم (عن معقل بن یسارؓ)

اس اثنا میں کہ جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے (یکایک انھوں نے اوپر سے) ایک آواز سنی، اور سر اٹھا کر فرمایا "یہ ایک ایسا فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا پھر اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا (یا رسول اللہ!) مبارک ہو! لیجئے یہ دو نور آپ کو دیئے گئے ہیں، اور (یہ نور) آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک سورۂ فاتحہ، دوسرے سورۂ بقر کی اخیر آیتیں، ان میں سے جو حرف آپ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ کو ملے گا۔ مسلم، نسائی، (عن ابن عباسؓ)

شرح: [1] السبع المثانی: سات آیتیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں، الحمد کو سبع مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سات آیتیں ہیں اور ہر نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔

[2] القرآن العظیم: بڑا قرآن، الحمد کو قرآن عظیم مبالغہ کے طور پر فرمایا ہے، کیونکہ یہ قرآن شریف کے تمام اصولی مضامین کا خلاصہ ہے۔

[3] فاتحۃ الکتاب: کتاب کی ابتدا، الحمد کو "فاتحۃ الکتاب" اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کلام اللہ کی سب سے پہلی سورت ہے جس سے کلام پاک کی ابتدا ہوتی ہے

اَلْبَقَرَةُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِىْ يُقْرَأُ فِيْهِ الْبَقَرَةُ
م ت س اِقْرَؤُوْهَا فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّ
لَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ م لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَّسَنَامُ الْقُرْاٰنِ الْبَقَرَةُ
ت مس حب مَنْ قَرَأَهَا لَيْلًا لَّمْ يَدْخُلِ الشَّيْطَانُ بَيْتَهٗ
ثَلٰثَ لَيَالٍ وَّمَنْ قَرَأَهَا نَهَارًا لَّمْ يَدْخُلِ الشَّيْطَانُ بَيْتَهٗ
ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حب اُعْطِيْتُ الْبَقَرَةَ مِنَ الذِّكْرِ الْاَوَّلِ مس
اَلْبَقَرَةُ وَاٰلُ عِمْرَانَ اِقْرَؤُا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةُ وَاٰلُ عِمْرَانَ
فَاِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا
غَيَايَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ
عَنْ اَصْحَابِهِمَا م

ترجمہ: یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ مسلم، ترمذی، نسائی (عن ابی ہریرۃ رض)

سورۂ بقرہ پڑھتے رہا کرو، کیونکہ اس کا پڑھنا (اس پر عمل کرنا) برکت ہے، اور اس کا چھوڑ دینا حسرت ہے، اور جادوگر اور سست آدمی اس کو نہیں پڑھ سکتے۔ مسلم (عن ابی امامۃ الباہلی رض)

ہر چیز کی ایک بلندی ہے، اور قرآن مجید کی بلندی سورۂ بقرہ ہے۔ ترمذی، حاکم، ابن حبان (عن ابی ہریرۃ رض)

رات میں جو شخص سورۂ بقرہ پڑھے گا، شیطان اس کے گھر میں تین رات تک داخل نہیں ہوگا اور جو دن میں اسے پڑھے گا، شیطان اس کے گھر میں تین دن تک داخل نہیں ہوگا۔ ابن حبان (عن سہل بن سعد رض)

(حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) لوح محفوظ سے مجھے سورۂ بقرہ عطا فرمائی گئی ہے۔ حاکم (عن معقل بن یسار رض)

دو چمکتی ہوئی سورتیں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھا کرو، کیونکہ یہ قیامت کے دن دو ابر کے ٹکڑے، یا دو سائبان یا صف باندھے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیوں کی طرح آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کے لئے اللہ تعالے سے جھگڑیں گی مسلم (عن ابی امامۃ رضؓ)

شرح: [1] یعنی سورۂ بقرہ کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔

[2] بطلۃ: باطل کی جمع ہے، جس کے معنی شیطان، جادوگر اور سست آدمی کے ہیں۔

[3] سنام: کے معنی اونٹ کی کوہان کے ہیں اس کی جمع اسمنۃ آتی ہے مگر اسے مرتبہ کی بلندی اور فضیلت کے موقع پر بھی بولتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے "فلان سنام قومہ" وہ اپنی قوم میں بڑا ہے یعنی قوم کی عزت و ناک ہے

[4] الذکر الاول: کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں ایک لوح محفوظ دوسرے کتب سماویہ مثلاً توریت، زبور، انجیل وغیرہ۔

آيَةُ الْكُرْسِيِّ هِيَ أَعْظَمُ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ م د هي
سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ ت حب مس لَا تَضَعُهَا عَلٰى
مَالٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حب اَلْاٰيَتَانِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
اٰخِرُ الْبَقَرَةِ لَا تُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ
ت س حب مس إِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ الْبَقَرَةَ بِاٰيَتَيْنِ أَعْطَانِيْهِمَا
مِنْ كَنْزِهِ الَّذِيْ تَحْتَ عَرْشِهٖ فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ
نِسَآءَكُمْ وَاَبْنَآءَكُمْ فَاِنَّهَا صَلٰوةٌ وَّقُرْاٰنٌ وَّدُعَآءٌ
مس اَلْاَنْعَامُ لَمَّا نَزَلَتْ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ شَيَّعَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ مِنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ مَا سَدَّ الْاُفُقَ مس

ترجمہ: آیۃ الکرسی (ثواب میں) قرآن مجید کی سب سے بڑھ کر آیت ہے۔ مسلم، ابوداؤد (عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) (اور) یہ قرآن کی آیتوں کی سردار ہے۔ ترمذی، ابن حبان۔ حاکم (عن سہل بن سعد وابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) اس لئے کہ اس میں اسماء الٰہی اور صفات الٰہیہ مذکور ہیں۔

جس بچہ اور مال پر اسے پڑھ کر دم کیا جائے، یا لکھ کر ڈالدی جائے شیطان اسکے قریب نہیں آئیگا (عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ) ابن حبان

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں آمن الرسول سے ختم تک ایسی ہیں کہ جس گھر میں تین رات تک پڑھی جائیں شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔ ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالےٰ نے سورۂ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے، جنھیں اپنے اس خزانے سے مجھے دی ہیں جو اس کے عرش کے نیچے ہے، انھیں خود بھی سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھلاؤ، کیونکہ وہ رحمت ہیں، اور قرآن ہیں اور دعا ہیں۔ حاکم، (عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

سورۂ انعام جب نازل ہوئی تو رسول انور صلے اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا پھر فرمایا اس سورت کے ساتھ اتنے فرشتے آئے، جن سے آسمان کا کنارہ ڈھک گیا۔ حاکم، (عن جابر رضی اللہ عنہ)

آیۃ الکرسی کی فضیلت، آمن الرسول کی فضیلت، سورۂ انعام کی فضیلت

اَلْکَهْفُ مَنْ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ
الْجُمُعَتَيْنِ مس مَنْ قَرَأَهَا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ
فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ مو مى مَنْ قَرَأَهَا كَمَا اُنْزِلَتْ
كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا مِّنْ مَّقَامِهٖ اِلٰى مَكَّةَ وَمَنْ قَرَأَ بِعَشْرِ اٰيَاتٍ مِّنْ
اٰخِرِهَا فَخَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ س مس مَنْ قَرَأَ
سُوْرَةَ الْكَهْفِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ مَّقَامِهٖ اِلٰى
مَكَّةَ وَمَنْ قَرَأَ بِعَشْرِ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰخِرِهَا ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ
لَمْ يَضُرَّهٗ طس مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِهَا عُصِمَ
مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ م د س ت مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ
م د مَنْ قَرَأَ الْعَشْرَ س الْاَوَاخِرَ مِنَ الْكَهْفِ عُصِمَ
مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ م د س مَنْ قَرَأَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِّنْ
اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ت مَنْ
اَدْرَكَ الدَّجَّالَ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَهَا الْحَدِيْث مُ عه
فَاِنَّهَا جِوَارٌ لَّهٗ مِنْ فِتْنَتِهٖ د وَاُعْطِيْتُ طٰهٰ وَالطَّوَاسِيْنَ
وَالْحَوَامِيْمَ مِنْ اَلْوَاحِ مُوْسٰے مس قَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ
لَا يَقْرَأُهَا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اللّٰهَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اِلَّا غُفِرَ
لَهٗ اِقْرَءُوْهَا عَلٰى مَوْتَاكُمْ س د ق حب اَلْفَتْحُ هِىَ
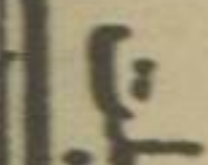
اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ خ س ت

ترجمہ: جمعہ کے دن جو شخص سورۂ کہف پڑھے، اس کے لئے اس جمعہ سے اس جمعہ تک ایک نور روشن رہتا ہے۔ حاکم (عن ابی سعید الخدری رضؓ)

اور جو جمعہ کی رات میں اس کو پڑھے اس کے لئے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان کے برابر نور روشن ہوتا ہے۔ دارمی موقوفاً (عن ابی سعید رضؓ)

اور جو اس کو اس طرح پڑھے جس طرح وہ اُتری ہے، تو وہ اس کے لئے اس کی جگہ سے مکہ تک نور ہوگی، اور جو اس کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے، تو جب دجال ظاہر ہوگا اُس پر قابو نہیں پائے گا۔ نسائی، حاکم (عن ابی سعیدؓ)

اور جو سورۂ کہف پڑھتا رہے گا اس کے لئے وہ قیامت کے دن اس کی جگہ سے مکہ تک نور ہوگی، اور جو اس کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے گا اور پھر دجال نکلے گا تو وہ اُسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ طبرانی فی الاوسط (عن ابی سعیدؓ)

جو اس کی پہلی دس آیتیں یاد کرلے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی (عن ابی الدرداءؓ)

جو سورۂ کہف کی دس آیتیں یاد کرے گا۔ مسلم، ابوداؤد (عن ابی الدرداءؓ)

(یا) آخری دس آیتیں پڑھتا رہے گا تو دجال کے فتنہ سے بچا رہے گا۔ مسلم، ابوداؤد نسائی (عن ابی الدرداءؓ)

اور جو سورۂ کہف کی پہلی تین آیتیں پڑھتا رہے گا، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا ترمذی (عن ابی الدرداءؓ)

جو شخص دجال کو پائے اُسے چاہیئے کہ اس پر سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں پڑھ دے (الحدیث) مسلم، سنن اربعہ (عن نواس بن سمعانؓ)

کیونکہ یہ آیتیں دجال کے فتنہ سے اس کے لئے قلعہ ہیں۔ ابوداؤد (عن ابی الدرداءؓ)

اور مجھ کو سورۂ طٰهٰ اور طواسین اور حوامیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے دی گئی ہیں۔ حاکم (عن معقل بن یسارؓ)

سورۂ یٰسین قرآن مجید کا دل ہے، جو اس کو اللہ اور آخرت ہی کے لئے پڑھتا ہے، اس کی مغفرت ہوجاتی ہے، اسے اپنے مُردوں پر پڑھو، یعنی جب نزاع کا وقت ہو تو سناؤ۔ نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان (عن معقل بن یسارؓ)

سورۂ فتح مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ بخاری نسائی، ترمذی (عن عمرؓ)

سورۂ کہف کی فضیلت

سورۂ یٰسین کی فضیلت

سورۂ طٰهٰ، طواسین اور حوامیم کی فضیلت

سورۂ فتح کی فضیلت

شرح : طواسین[1]: ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کے شروع میں طٰسٓ ہو، جیسے سورۃ نمل اور سورۃ قصص۔

حوامیم : وہ سورتیں ہیں جن کے شروع میں حٰمٓ ہے اور وہ سات ہیں، سورۃ[1] مومن، سورہ[2] حٰمٓ سجدہ، سورۃ[3] شوریٰ، سورۃ[4] زخرف، سورۃ[5] دخان، سورۃ[6] جاثیہ، سورۃ[7] احقاف۔

یعنی[2] دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب اور پسند ہے

تَبَارَكَ الْمُلْكُ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ حب
عه مس تَسْتَغْفِرُ لِصَاحِبِهَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهٗ حب وَدِدْتُّ اَنَّهَا
فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ مس يُؤْتَى الرَّجُلُ فِيْ قَبْرِهٖ فَتُؤْتٰى
رِجْلَاهُ فَتَقُوْلُ لَيْسَ لَكُمْ سَبِيْلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِيْ سُوْرَةَ الْمُلْكِ
ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ صَدْرِهٖ مِنْ بَطْنِهٖ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ رَّاْسِهٖ كُلٌّ
يَّقُوْلُ ذٰلِكَ فَهِيَ تَمْنَعُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهِيَ فِي التَّوْرٰىةِ
مَنْ قَرَأَهَا فِيْ لَيْلَةٍ فَقَدْ اَكْثَرَ وَاَطْيَبَ مو مس
اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ رُبُعُ الْقُرْاٰنِ ت تَعْدِلُ نِصْفَ
الْقُرْاٰنِ ت مس يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرِئْنِيْ سُوْرَةً جَامِعَةً
فَاَقْرَأَهٗ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا فَقَالَ وَ
الَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهَا اَبَدًا ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ مَرَّتَيْنِ
د س مس حب اَلْكَافِرُوْنَ رُبُعُ الْقُرْاٰنِ ت تَعْدِلُ
رُبُعَ الْقُرْاٰنِ ت مس نِعْمَ السُّوْرَتَانِ هُمَا تُقْرَاٰنِ
فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ اَلْكَافِرُوْنَ وَالْاِخْلَاصُ حب
اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ رُبُعُ الْقُرْاٰنِ ت

ترجمہ: سورۂ ملک کی تیس آیتیں آدمی کی اس قدر سفارش کرتی ہیں جس سے وہ بخش دیا

سورۂ ملک کی فضیلت

جاتا ہے۔ ابن حبان، سنن اربعہ، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

(سورۃ ملک) اپنے پڑھنے والے کی اس وقت تک مغفرت مانگتی رہتی ہے جب تک کہ اسے بخش نہ دیا جائے۔ ابن حبان (عن ابی ہریرۃؓ)

(حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) میں چاہتا ہوں (سورۃ ملک) ہر قلب مومن میں ہو (یعنی ہر شخص کو یاد ہو) حاکم (عن ابن عباسؓ)

عذاب کے فرشتے (جب) آدمی کے پاس اس کی قبر میں آتے ہیں تو اس کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو پاؤں کہتے ہیں تمہارے لئے (اس طرف سے کوئی) راستہ نہیں کیونکہ وہ ہمارے ساتھ سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا، پھر اس کے سینہ کی جانب سے (اور پھر) پیٹ کی طرف سے آتے ہیں، پھر سر کی جانب سے آتے ہیں (غرض) ہر عضو یہی کہتا ہے، پس یہ سورۃ عذابِ قبر سے بچاتی ہے اور توریت میں (اس کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے) کہ جس شخص نے رات میں اسے پڑھا اس نے بہت نیکیاں اور اچھے کام کئے۔ حاکم موقوفاً (عن ابن مسعودؓ)

سورۃ "اذا زلزلت" (ثواب میں) قرآن شریف کے چوتھائی (حصّہ کے برابر) ہے۔ ترمذی (عن انسؓ)

(ایک روایت میں ہے کہ) وہ نصف قرآن کے برابر ہے۔ ترمذی، حاکم (عن ابن عباسؓ)

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی جامع سورت پڑھا دیجئے، تو آپ نے انھیں "اذا زلزلت" پڑھا دی، جب آپ فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں کبھی بھی اس سے زیادہ نہیں کروں گا، اور پھر چلے گئے، تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا یہ شخص کامیاب ہوا، یہ شخص کامیاب ہوا، ابوداؤد، حاکم، نسائی، ابن حبان (عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ)

"قل یاایھا الکافرون" (ثواب میں) چوتھائی قرآن ہے۔ ترمذی (عن انسؓ)

(ایک روایت میں ہے کہ) چوتھائی قرآن مجید کے برابر ہے۔ ترمذی، حاکم (عن ابن عباسؓ)

دو سورتیں (سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص) اچھی ہیں (اور) یہ دونوں فرض سے پہلے فجر کی دو رکعت سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ابن حبان (عن عائشہؓ)

سورۃ "اذا جاء نصر اللہ" (ثواب میں) چوتھائی قرآن ہے۔ ترمذی، (عن انسؓ)

سورۃ اذا زلزلت کی فضیلت ❁ سورۃ قل یاایھا الکافرون کی فضیلت ❁ سورۃ اذا جاء نصر اللہ کی فضیلت

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

أَلْفَلَقُ وَالنَّاسُ أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا د س اِقْرَأْهُمَا
وَلَنْ تَقْرَأَ بِمِثْلِهِمَا س حب وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ
أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا ت س ق مَا سَأَلَ سَائِلٌ وَّ
لَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيْذٌ بِمِثْلِهِمَا س مص اِقْرَأْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ
وَكُلَّمَا قُمْتَ مص اِقْرَأْ بِأَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ فَإِنَّكَ لَنْ تَقْرَأَ
بِسُوْرَةٍ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ وَأَبْلَغَ عِنْدَهٗ مِنْهَا فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا
تَفُوْتَكَ فَافْعَلْ مس لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قُلْ
أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ى أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ تَرَ مِثْلَهُنَّ
قَطُّ الْفَلَقَ وَالنَّاسَ م ت س

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہؓ سے فرمایا کیا میں تمہیں وہ سب سے بہتر دو سورتیں (سورۂ فلق اور سورۂ والناس) نہ بتاؤں جو پڑھی جاتی ہیں؟ (ابوداؤد، نسائی (عن عقبہ بن عامرؓ)

ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو کہ ان جیسی تم ہرگز نہیں پڑھو گے۔ نسائی، ابن حبان (عن جابرؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن اور نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ دونوں معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) نازل ہوئیں، تو آپؐ نے ان دونوں کو اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ سب دعاؤں کو چھوڑ دیا نسائی، ترمذی

ان جیسی سورتوں کے ساتھ نہ کسی سائل نے سوال کیا اور نہ کسی پناہ مانگنے والے نے پناہ مانگی نسائی، ابن ابی شیبہ

جب تم سوؤ اور جاگو ان دونوں کو پڑھو۔ ابن ابی شیبہ (عن عقبہ بن عامرؓ)

"قل اعوذ برب الفلق" پڑھا کرو، کیونکہ تم کوئی ایسی سورت نہیں پڑھ سکتے جو اس سے زیادہ اللہ کو پسند ہو اور (اس سے پہلے) اس کے پاس پہنچنے والی ہو، اور اگر ہو سکے تو اسکو قضا نہ کرو حاکم (عن عقبہ بن عامرؓ)

تم ہرگز کوئی ایسی چیز نہ پڑھو گے جو "قل اعوذ برب الفلق" سے پہلے اللہ کے پاس پہنچنے والی ہو۔ ابن سنی (عن عقبہ بن عامرؓ)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس عجیب آیتیں ہیں جو رات کو اتری ہیں، تم نے ان جیسی کبھی نہیں دیکھی ہوں گی مسلم، ترمذی

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ خ م ت ق تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ خ
د ت ق وَقَالَ عَنْ رَّجُلٍ كَانَ يَقْرَأُ بِهَا لِاَصْحَابِهٖ فِي الصَّلٰوةِ اَخْبِرُوْهُ
اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ خ م س وَقَالَ لِرَجُلٍ كَانَ يَلْزَمُ قِرَاءَتَهَا مَعَ غَيْرِهَا
فِي الصَّلٰوةِ حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ خ ت وَسَمِعَ رَجُلًا يَّقْرَأُهَا
فَقَالَ وَجَبَتِ الْجَنَّةُ اَيْ لَهٗ م ت ط اس مس وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ خ د س مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ عَلٰى فِرَاشِهٖ
فَنَامَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَرَأَ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِذَا كَانَ يَوْمُ
الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ الرَّبُّ يَا عَبْدِيْ اُدْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ ت

ترجمہ: "قل ھو اللہ احد" (ثواب میں) تہائی قرآن ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ (عن ابی سعید الخدریؓ)
(دوسری روایت میں ہے، کہ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ (عن ابی سعید الخدریؓ)

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے متعلق جو ہر نماز میں اپنے مقتدیوں کے ساتھ سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے، فرمایا کہ انھیں خبر دیدو کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے"۔ بخاری، مسلم، نسائی (عن عائشہؓ)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے جو نماز میں ہمیشہ دوسری سورۃ کے ساتھ "قل ھو اللہ احد" بھی پڑھا کرتے تھے فرمایا کہ تمہاری اس سے یہ محبت تمہیں جنت میں لے جائیگی۔ بخاری، ترمذی (عن انسؓ)

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو (سورہ اخلاص) پڑھتے سنا تو فرمایا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ مسلم، ترمذی، طبرانی، نسائی، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

(حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) قسم ہے اس ذات کی جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ (سورت) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری، ابوداؤد، نسائی (عن ابی سعید الخدریؓ)

جو شخص اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے پھر اپنی داہنی کروٹ پر سو مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھ کر سو جائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو اپنی داہنی جانب کی جنت میں داخل ہو (کیونکہ داہنی جانب کی جنت کے باغ افضل و اعلیٰ ہیں) ترمذی (عن انسؓ)

وَالْاَدْعِيَةُ الَّتِيْ هِيَ غَيْرُ مَخْصُوْصَةٍ بِوَقْتٍ وَّلَا سَبَبٍ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ع اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ خ م د ت حب مس مص ط

ترجمہ:۔ وہ دُعائیں جو کسی وقت اور کسی سبب کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، عاجزی، سُستی، بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے، اور قرض اور گناہ سے، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب اور دوزخ کے فتنہ سے اور قبر کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے، اور مالداری کے بُرے فتنہ اور محتاجی کے بُرے فتنہ سے، اور کانے دجّال کے بُرے فتنہ سے۔

اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے (ایسا) پاک کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے، اور مجھ میں اور میرے گناہوں کے درمیان ایسا فاصلہ کر دے جیسا کہ مشرق و مغرب میں تو نے رکھا ہے۔ صحاح ستہ (عن عائشہؓ)

اے اللہ! مَیں تجھ سے عاجزی، کاہلی، بُزدلی اور انتہائی کبرسنی سے پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ پکڑتا ہُوں، اور زندگی و موت کے فتنہ سے تیری پناہ لیتا ہُوں۔ بخاری، مُسلم، ابوداوٗد، ترمذی، ابن حبان، حاکم، طبرانی فی الصغیر (عن انسؓ)
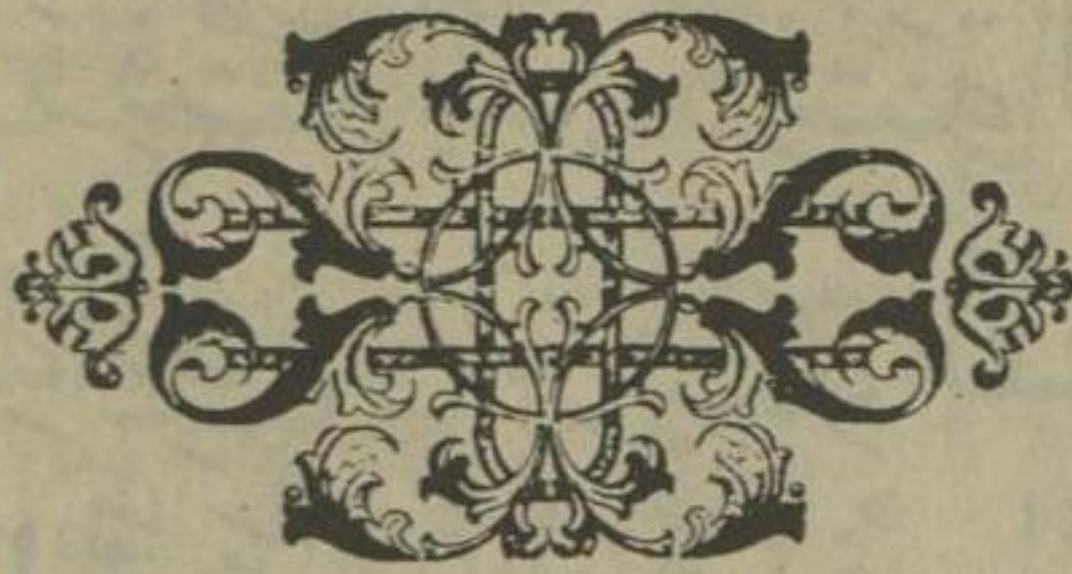
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَ
الْمَسْكَنَةِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ
وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ
وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ حب مس صط اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ
وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ خ م د ت س
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ
فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ خ ت س

ترجمہ: اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دل کی سختی، غفلت، محتاجی، ذلت اور خواری سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فقر سے اور کفر سے اور گناہ سے اور جھگڑے سے اور (لوگوں کے) سناوے اور دکھاوے سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن، گونگے پن، دیوانگی، جذام اور بُرے امراض سے اور قرض کے بوجھ سے۔ ابن حبان، حاکم، طبرانی فی الصغیر۔ (عن انس رضؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر وغم وعاجزی وسستی، بزدلی وبخل اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے دباؤں سے۔ بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی (عن انس رضؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بخل سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ ناکارہ عمر تک پہنچوں، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ بخاری، ترمذی، نسائی (عن سعد بن ابی وقاص رضؓ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَ
الْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ
خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ
لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ
لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا خ م ت س مص اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ
مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْٓءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ
الْقَبْرِ د س ق حب اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ اِلٰهَ
اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَ
الْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ م خ س اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ
الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ خ

ترجمہ: اے اللہ! میں عاجزی سستی، بزدلی، کنجوسی، ضعفِ پیری اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہُوں اے اللہ! میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری عطا کر، اور اسے پاک کر دے تو ہی اس کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک و آقا ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اُس علم سے (جو دنیا و آخرت میں) نفع نہ دے، اور اس دل سے جس میں تیرا ڈر نہ ہو، اور اس طبیعت سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی ابن ابی شیبہ۔ (عن زید بن ارقمؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی، بُخل اور بُری عمر (بہت ضعیف اور بوڑھے ہو جانے سے) اور سینہ کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان (عن عمرؓ)

اے اللہ! میں تیرے غلبہ اور قدرت کی پناہ لیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اس سے کہ تُو مجھے گمراہ کر دے، تو ہی وہ زندہ ہے جسے موت نہیں اور تمام جن و انس مر جائیں گے۔ مسلم، بخاری، نسائی (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! ہم بلا و مصیبت سختیوں اور بدبختی اور بُری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ حم، بخاری (عن ابی ہریرہؓ)

شرح: لَا يَخْشَعُ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے ذکر سے اطمینان اور سکون نہ ہو، اور جو چیز اللہ نے مقدر کر دی ہے اس پر قناعت نہ کرے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ اَعْمَلْ م د س ق اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ اَعْلَمْ س مص اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ م د س اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّیْ ت د س مس اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْفَاقَةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ د س ق مس

ترجمہ: اے اللہ! میں اپنے کردہ اور ناکردہ عمل کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ (عن عائشہؓ)

اے اللہ! میں اپنے علم اور جہل کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن عائشہؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے چھٹ جانے سے اور تیری عافیت کے ہٹ جانے سے اور تیری سزا کے اچانک آجانے سے اور تیرے ہر غصہ سے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن ابن عمرؓ)

اے اللہ! میں اپنے کان، ناک، دل، زبان اور منی کی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ ترمذی، ابوداؤد نسائی، حاکم (عن شکل بن حمیدؓ)

اے اللہ! میں فقر و فاقہ، محتاجی و ذلت اور ظالم یا مظلوم بننے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ، حاکم (عن ابی ہریرةؓ)

شرح منی: میم پر زبر کے ساتھ۔ مَنِيَّة کی جمع ہے اس کے معنی موت اور مادۂ منویہ کے ہیں، اس لئے اس لفظ کے دو ترجمے ہونگے، ایک یہ کہ میں منی کی برائی (یعنی زنا وغیرہ) سے پناہ مانگتا ہوں، دوسرے یہ کہ موت کی برائی سے پناہ لیتا ہوں۔

مُنیٰ و مِنیٰ پیش اور زیر کیساتھ مُنْيَة کی جمع ہے اسکے معنی آرزو کے ہیں اور حدیث شریف میں زبر کیساتھ مروی ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَاَعُوْذُبِكَ
مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ
وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا وَّاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ
اَمُوْتَ لَدِیْغًا د س مس اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ
الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَآءِ ت حب مس وَالْاَدْوَآءِ ت
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ
مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ
السُّوْٓءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ فَاِنَّ جَارَ الْبَادِیَةِ یَتَحَوَّلُ س حب
مس اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّیْنِ س حب مس

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں، دب کر، گر کر، ڈوب کر، جل کر مرنے سے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے، اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان مجھے مرتے وقت گمراہ کردے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے راستہ میں پیٹھ پھیرتے ہوئے مروں اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ سانپ کے کاٹے سے مروں۔ ابوداؤد، نسائی، حاکم (عن ابی الیسرؓ)

اے اللہ! میں ناپسندیدہ اخلاق و اعمال، خواہشاتِ نفسانی اور بُرے امراض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ترمذی، ابن حبان، حاکم (عن قطبۃ بن مالکؓ)

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ سب بھلائیاں مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں اور ہم ہر اس چیز سے پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، اور تو ہی مددگار ہے اور تو ہی کفایت کرنے والا ہے، اور طاقت و قوت تیری ہی مدد

سے ہے۔ ترمذی (عن ابی امامۃؓ)

اے اللہ! میں مستقل گھر کے بُرے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اس لئے کہ سفر کا ساتھی تو جدا ہو ہی جاتا ہے۔ نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: [۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دب کر، جل کر مرنے کو شہید ہونا فرمایا ہے وہاں آپ نے اس سے پناہ بھی مانگی ہے کیونکہ وہ وقت نازک ہوتا ہے۔ ممکن ہے صبر نہ کر سکے اور شیطان قابو پا کر راہِ حق سے بھٹکا دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ مس حب اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَدُعَآءٍ لَّا يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ مس مص وَمِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ مس مص وَمِنَ الْخِيَانَةِ فَبِئْسَتِ الْبِطَانَةُ وَمِنَ الْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَمِنَ الْهَرَمِ وَمِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ عَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ مُنْجِيَاتِ اَمْرِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ مس اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ حب

ترجمہ: اے اللہ! میں قرض کی زیادتی، دشمن کے غلبہ اور دشمنوں کے طعنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں حاکم، ابن حبان (عن عبد اللہ بن عمرو رض)

اے اللہ! میں اس علم سے جو نفع نہ دے، اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو اور اس طبیعت سے جو سیر نہ ہو تیری پناہ مانگتا ہوں۔ حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابن مسعود رض) اور بھوک سے کہ وہ بری ہمبستر (ساتھی) ہے۔ حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابن مسعود رض وابی ہریرۃ رض) اور خیانت سے (کہ وہ بری ہمراز ہے) اور سستی، بزدلی، بخل اور بہت بوڑھا ہو جانے سے، اور اس سے کہ ناکارہ عمر تک پہنچوں، اور دجال کے فتنہ اور قبر کے عذاب اور زندگی و موت کے فتنہ سے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے مانگتے ہیں مغفرت کے اسباب، نجات دلانے والے کام، اور ہر گناہ سے حفاظت اور ہر نیکی کی غنیمت اور بہشت میں اپنا پہنچنا اور دوزخ سے نجات پانا۔ حاکم (عن ابن مسعود رض)

اے اللہ! میں تجھ سے کار آمد علم چاہتا ہوں، اور غیر نافع علم سے پناہ مانگتا ہوں۔ ابن حبان (عن جابر رض)

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَعَمَلٍ لَّا يُرْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَقَوْلٍ لَّا يُسْمَعُ حب مس مص اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَّرْجِعَ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا اَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا مو خ م نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ عو اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَآءٍ لَّا يُسْمَعُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ مص طس اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ وَخَطَئِىْ وَعَمْدِىْ طس اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ دُعَآءٍ لَّا يُسْمَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط

ترجمہ: اے اللہ! میں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس عمل سے جو مقبول نہ ہو اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اور اس بات سے جو سنی نہ جائے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن انس رضؓ)

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم پچھلے پیروں لوٹ جائیں یا ہم دین کے بارے میں آزمائش میں ڈالے جائیں یعنی خدانخواستہ ہم دین حق سے مرتد ہو جائیں یا دین کی آزمائش میں مبتلا ہوں۔ بخاری، مسلم موقوفاً (عن ابن ابی ملیکہ رضؓ)

ہم دوزخ کے عذاب اور سارے فتنوں سے جو ظاہری ہوں یا باطنی اور دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ابوعوانہ (عن زید بن ثابت رضؓ)

اے اللہ! میں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دل سے جس میں عاجزی و فروتنی نہ ہو، اور

اس طبیعت سے جو سیر نہ ہو، اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو، تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں ان چاروں باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابن ابی شیبہ (عن ابن عمرؓ، طبرانی فی الاوسط (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! میرے دانستہ اور نادانستہ (سارے) گناہ بخش دے۔ طبرانی فی الاوسط (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو، اور ایسے دل سے جو نہ ڈرے اور ایسی طبیعت سے جو سیر نہ ہو۔ طبرانی (عن جریرؓ)

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سُستی سے اور بہت زیادہ بوڑھا ہو جانے سے اور سینہ کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے۔ طبرانی (عن ابن عباسؓ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ يَّوْمِ السُّوْٓءِ وَمِنْ لَّيْلَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ
سَاعَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْٓءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْٓءِ فِیْ دَارِ
الْمُقَامَةِ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَ
الْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ د س مص اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ
مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ د اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ
مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا
بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ د اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ
عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ
دُعَآءٍ لَّا يُسْمَعُ د اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی
الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ خ م د س اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ
خَطِيْٓئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ
خ م مص

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، بُرے دن سے اور بُری رات سے، اور بُری گھڑی سے اور بُرے ساتھی سے اور مستقل گھر کے بُرے پڑوسی سے۔ طبرانی (عن عقبۃ بن عامرؓ)

اے اللہ! مَیں برص، جنون، جذام اور بُرے امراض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابوداوٗد، نسائی، ابن ابی شیبہ (عن انسؓ)

اے اللہ! میں جھگڑے، نفاق اور بدخلقی سے تیری پناہ چاہتا ہُوں۔ ابوداوٗد (عن ابی ہریرۃؓ)

اے اللہ! مَیں بھُوک سے تیری پناہ مانگتا ہُوں کہ وہ بُری ہم خواب ہے! اور خیانت سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ بری ہمراز ہے۔ ابوداوٗد۔

اے اللہ! میں ان چار باتوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اس دل سے

جس میں خشوع نہ ہو، اس طبیعت سے جو سیر نہ ہو، اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔ ابوداؤد (عن ابی ہریرہؓ)

اے اللہ! ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر وبرکت دے اور آخرت میں بھی خیر وبرکت دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا، بقرہ رکوع ۲۵۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی (عن انسؓ)

اے اللہ! میری خطا، میری نادانی، میری اپنے کام میں زیادتی اور وہ کچھ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف کر دے۔ بخاری، مسلم، ابن ابی شیبہ (عن ابی موسی الاشعریؓ)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ خ م اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خ م اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ مص اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَایَ كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ خ م اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ م س اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ م اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْهُدٰی وَالسَّدَادَ م اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی م ت ق

ترجمہ: اے اللہ! مجھ سے سچ مچ اور ہنسی سے نادانستہ اور دانستہ جو کچھ گناہ ہوئے ہوں) معاف فرما دے، اور یہ سب مجھ سے ہوا ہے۔ بخاری، مسلم (عن عائشہؓ)

دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے ڈالنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ بخاری، مسلم (عن عائشہؓ)

الٰہی! سچ مچ اور ہنسی سے، غلطی سے اور ارادۃً (جو تقصیر ہوئی ہو) معاف فرما، اور یہ مجھ سے ہوا ہے۔ ابن ابی شیبہ (عن ابی موسی الاشعریؓ)

اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے (ایسا) صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے، اور مجھ میں اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا کہ مشرق و مغرب۔

اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت کی طرف پھیر دے مسلم، نسائی (عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ)

اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے استوار رکھ مسلم (عن ابی ہریرۃؓ) ــــ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور استقامت چاہتا ہوں مسلم (عن ابی ہریرۃؓ) ــــ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پارسائی اور استغنا

م چاہتا ہوں۔ مسلم، ترمذی، ابن ماجہ (عن عبداللہ بن مسعودؓ)

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیٰوةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ م اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ م وَاهْدِنِیْ م رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْكُرْ لِیْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَیَّ وَاهْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْهُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَكَ ذَكَّارًا لَّكَ شَكَّارًا لَّكَ رَهَّابًا لَّكَ مِطْوَاعًا لَّكَ مُطِیْعًا اِلَیْكَ مُخْبِتًا اِلَیْكَ اَوَّاهًا مُّنِیْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ عه حب مس مص

ترجمہ: اے اللہ! میرا دین سنوار دے جو میرا آسرا ہے اور میری دنیا بنا دے جو میری زندگی ہے، اور میری آخرت درست کر دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے، اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں ترقی کا ذریعہ بنا اور موت کو ہر برائی سے نجات کا سبب بنا۔ مسلم (عن ابی ہریرۃؓ)

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے چین دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ مسلم (عن ابی مالکؓ) ـــــ مسلم کی دوسری روایت میں "وَاهْدِنِیْ" (اور مجھے راہِ حق پر چلا) کا لفظ زیادہ ہے۔

اے میرے پروردگار میری مدد کر، اور میری مخالفت میں کسی کی مدد نہ کر، اور مجھے فتح دے اور میرے اوپر کسی کو غالب نہ کر، اور میرے حق میں تدبیر کر، اور میرے مقابلہ میں کسی کی تدبیر نہ چلا اور مجھے ہدایت دے اور میرے لئے ہدایت کو آسان کر اور جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے مقابلہ

ہیں مجھے مدد دے۔

اے میرے پروردگار تو مجھے اپنا بہت یاد کرنے والا، بہت شکر گزار، تجھ ہی سے بہت ڈرنے والا، تیری ہی بہت فرمانبرداری کرنے والا، تیرا ہی بہت مطیع، تجھ ہی سے عاجزی وفروتنی کرنے والا، تیرے ہی سامنے گریہ وزاری کرنے والا، تیری ہی طرف متوجہ ہونے والا، رجوع ہونے والا بنادے۔

اے میرے پروردگار، میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھودے، اور میری دعا قبول کر، اور میری حجت (دینی) قائم رکھ اور میری زبان درست رکھ، اور میرے دل کو ہدایت پر رکھ، اور سینہ کی کدورت کو نکال دے۔ سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن ابن عباس رضؓ)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهٗ ق د اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا د حب مس ط

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، اور ہم سے راضی ہوجا، اور ہمیں بہشت میں داخل کر، اور ہمیں دوزخ سے بچا دے، اور ہمارے تمام حالات درست کر دے۔ ابن ماجہ، ابوداؤد (عن ابی امامۃ الباہلیؓ)

اے اللہ! ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے، اور ہمارے آپس کے تعلقات خوشگوار کر دے، اور ہمیں سلامتی کے راستے دکھا، اور ہمیں تاریکیوں سے روشنی میں لا، اور ہمیں ظاہری و باطنی بے حیائیوں سے الگ رکھ، اور ہمارے کانوں میں، اور ہماری آنکھوں میں اور ہمارے دلوں میں، اور ہماری بیویوں میں، اور ہماری اولادوں میں برکت دے، اور ہماری توبہ قبول کر، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے، اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گذار اور ثناخواں بنا، اور نعمتوں کے قابل بنا، اور انھیں ہم پر پورا کر۔ ابوداؤد، ابن حبان، حاکم، طبرانی (عن ابن مسعودؓ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِى الْاَمْرِ وَاَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَاَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِيْمًا وَّخُلُقًا مُّسْتَقِيْمًا وَّاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ت حب مس مص اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ مس ا لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ا اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِىْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا ت س مس اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ت س مس اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِىْ رُشْدِىْ وَاَعِذْنِىْ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ ت

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے (دینی) امور میں ثابت قدمی، اعلیٰ صلاحیت، تیری نعمتوں کے شکریہ کی توفیق، حسن عبادت، زبان صادق، قلب سلیم اور اخلاق صحیح چاہتا ہوں اور اس برائی سے جسے تو جانتا ہے تیری پناہ لیتا ہوں اور وہ بھلائی مانگتا ہوں جس کو تو جانتا ہے، اور اس گناہ سے معافی چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے، بیشک تو ہی ہر غائب کا جاننے والا ہے۔ ترمذی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ (عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ)

الٰہی! میرے اگلے پچھلے، کھلے چھپے اور جن گناہوں کو تو زیادہ جانتا ہے، معاف فرما۔ حاکم، احمد (عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

اور مسند احمد میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ" تیرے سوا کوئی معبود نہیں، کے الفاظ بھی ہیں۔ (عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! ہمیں اپنے خوف کا ایسا حصّہ دے جس سے تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے، اور ایسی اطاعت جس سے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے، اور ایسا یقین جس سے تو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے اور جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمارے کان، ہماری آنکھیں اور ہماری قوت کو کام کا رکھ، اور اس کی خیر کو ہمارے بعد (بھی) باقی رکھ، اور ہم پر جو ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لے، اور جو ہم سے دشمنی کرے، اس پر ہمیں غلبہ دے، اور ہمیں دینی مصیبت میں مبتلا نہ کر، اور دنیا کو نہ ہمارا مقصود اعظم بنا، اور نہ ہماری رغبت کی منزلِ مقصود، اور جو ہم پر نامہربان ہو اس کو ہمارا حاکم نہ کر۔ ترمذی، نسائی، حاکم (عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! ہمیں بڑھا اور ہم کو گھٹا مت، اور ہمیں آبرو دے، اور ہمیں خوار نہ کر، اور ہمیں عطا کر، اور ہمیں محروم نہ رکھ، اور ہمیں ہی غالب رکھ، دوسروں کو ہم پر غالب نہ کر، اور ہمیں خوش رکھ، اور ہم سے خوش رہ۔ ترمذی، نسائی، حاکم (عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وثوبان رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! میرے دل میں میری سعادت ڈال دے، اور مجھے میرے نفس کی برائی سے محفوظ رکھ۔ ترمذی (عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)
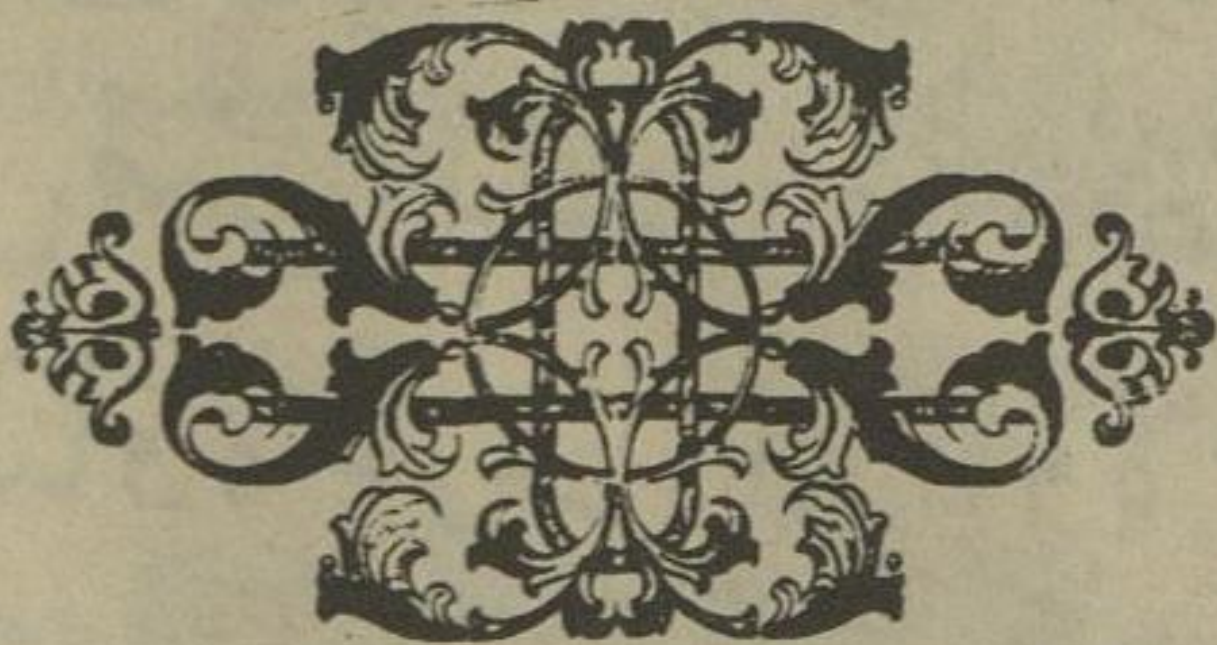
اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِ اَمْرِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَخْطَأْتُ وَمَا عَمَدْتُّ وَمَا جَهِلْتُ مُس س حب اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِیْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَّاَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّكَ ت مس اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ ت مس

ترجمہ: اے اللہ! مجھے میرے نفس کی برائی سے محفوظ رکھ، اور مجھے میرے کام کی اصلاح کی ہمت دے، اے اللہ! جو کچھ میں نے پوشیدہ کیا اور جو کچھ علانیہ کیا، اور جو کچھ بھول کر کیا، اور جو کچھ قصداً کیا، اور جو مجھے معلوم نہیں وہ سب معاف کر دے۔ حاکم، نسائی، ابن حبان (عن حصین بن عبیدؓ)

میں اللہ سے دنیا و آخرت (دونوں) میں عافیت چاہتا ہوں۔ ترمذی (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے نیکیوں کے کرنے کی اور برائیوں کے چھوڑنے کی اور غریبوں کی محبت کی توفیق چاہتا ہوں، اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کرے، اور جب تو لوگوں کو آزمانا چاہے تو مجھے بغیر آزمائش اٹھا لے، اور میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں، اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے، اور اس عمل کی محبت جو تیری محبت سے قریب کر دے۔ ترمذی، حاکم (عن ابی الدرداءؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اور وہ عمل جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے، اے اللہ! اپنی محبت مجھے میری جان سے، میرے گھر والوں سے اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب کر دے۔ ترمذی، حاکم (عن ابی الدرداءؓ)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّآ اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّیْ فِيْمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّیْ مِمَّآ اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّیْ فِيْمَا تُحِبُّ ت

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ يَّظْلِمُنِیْ وَخُذْ مِنْهُ بِثَارِیْ ت مس ر

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِيْنِكَ ت س مس اص

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ وَنَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰی دَرَجَةِ الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ س حب مس

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ صِحَّةً فِیْ اِيْمَانٍ وَّاِيْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّنَجَاحًا تُتْبِعُهٗ فَلَاحًا وَّرَحْمَةً مِّنْكَ وَعَافِيَةً وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا س مس

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنی محبت نصیب کر، اور اس شخص کی جس کی محبت تیرے یہاں مجھے نفع دے، یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے وہ دیا ہے، جو مجھے پسند ہے، تو اُسے میرا معین بھی اس کام میں بنا دے جو تجھے پسند ہے اور جو کچھ تو نے مجھ سے میری مرغوبات دور رکھی ہیں، تو اُسے میرے حق میں تیری مرضیات کے لئے فراغت کا سبب بنا دے۔ ترمذی (عن عبداللہ ابن یزید الخطمیؓ)

اے اللہ! مجھے میری سماعت اور میری بینائی سے (پورا پورا) استفادہ نصیب فرما، اور (آخر عمر تک) ان دونوں کو باقی رکھ اور جو مجھ پر ظلم کرے اس پر میری مدد کر اور اس سے میرا انتقام لے۔ ترمذی، حاکم، بزار (عن ابی ہریرۃؓ)

اے دلوں کے پلٹنے والے! میرا دل اپنے دین پر مضبوط رکھ۔ ترمذی، نسائی، حاکم، احمد، ابویعلی (عن ام سلمۃ وعائشہ وجابرؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو جاتا نہ رہے، اور ایسا آرام جو ختم نہ ہو، اور جنت کے اعلیٰ درجہ خُلد میں اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رفاقت۔ نسائی، ابن حبان، حاکم (ابن مسعودؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے صحت ایمان کے ساتھ اور ایمان حسن اخلاق کے ساتھ اور کامیابی جس کے بعد فلاح بھی ہو، اور تیری رحمت، عافیت، مغفرت اور خوشنودی مانگتا ہوں۔ نسائی، حاکم (عن انسؓ)

شرح: یعنی میری محبوب اور مرغوب چیزیں جو تو نے مجھ سے دُور رکھی ہیں، اس کا یہ اثر پیدا فرما کہ بس تیری ہی مرضیات کو پسند کرنے لگوں، اور اس کے ماسوا کو نہیں۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَارْزُقْنِيْ عِلْمًا
تَنْفَعُنِيْ بِهٖ س مس اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ
وَزِدْنِيْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ
اَهْلِ النَّارِ ت ق مص اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ
عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيٰوةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا
عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّيْ وَاَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
وَكَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِي الرِّضٰى وَالْغَضَبِ وَاَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَّا
يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَآءِ وَبَرْدَ
الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى
لِقَائِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَرَّآءَ مُضِرَّةٍ وَّفِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ
زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ س مس ط

ترجمہ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے دیا ہے، اس سے مجھے نفع بھی دے اور مجھے وہ علم نصیب فرما جس سے تو مجھے نفع دے۔ نسائی، حاکم (عن انس رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! تو نے جو علم مجھے دیا ہے، اس سے مجھے نفع دے اور مجھے زیادہ علم عطا کر، ہر حال میں اللہ کا شکر ہے، اور میں دوزخ والوں کی حالت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ترمذی۔ ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! تو اپنے عالم الغیب اور مخلوق پر قادر مطلق ہونیکے صدقہ میں مجھے زندہ رکھ، جبتک تیرے علم میں زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے اٹھا لے جب تیرے علم میں موت میرے لئے بہتر ہو، اور میں تجھ سے ظاہر و باطن میں تیرا ڈر اور عیش و طیش میں سچائی مانگتا ہوں ـــــ اور تجھ سے ایسا آرام مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک جو جاتی نہ رہے ـــــ اور میں تجھ سے تیرے فیصلہ پر تسلیم و رضا اور موت کے بعد پُرلطف زندگی اور تیرے دیدار کی لذّت اور تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں ـــــ اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، آزار دینے والی مصیبت اور گمراہ کرنے والی بلا سے ـــــ اے اللہ ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ کر دے اور ہمیں راہنما راہ یاب بنا دے۔ نسائی، حاکم، احمد، طبرانی (عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ)

إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ لِّيْ خَيْرًا ق حب مس وَأَسْأَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِيْ مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهٗ رُشْدًا مس اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ

حب مس

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ہر بھلائی جلد ہونے والی بھی اور دیر میں ہونے والی بھی جس کا مجھے علم ہے، اور جس کا مجھے علم نہیں سب کی سب مانگتا ہوں اور ہر بُرائی سے جلد ہونے والی اور دیر میں ہونے والی بھی جس کا مجھے علم ہے اور جس کا مجھے علم نہیں سب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ! میں تجھ سے وہ سب بھلائیاں مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ان تمام برائیوں سے جن سے تیرے بندے اور تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور وہ قول وعمل جو اس سے قریب کردے اور میں دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس قول وعمل سے جو اسکے قریب کرنے، اور تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنا ہر فیصلہ میرے حق میں بہتر کردے، اور تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ جو کچھ تو میرے حق میں فیصلہ کرے اس کا انجام اچھا کر۔ ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (عن عائشہؓ)

اے اللہ! ہمارے ہر کام کا انجام بہتر کر، اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ، ابن حبان، حاکم (عن بسر بن ابی ارطاۃؓ)

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَّاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَّاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّلَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهٗ بِيَدِكَ مس حب

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ وَاَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ هُوَ بِيَدِكَ كُلِّهٖ حب اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ مس ط اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط طب

ترجمہ: الٰہی مجھے اٹھتے، بیٹھتے، سوتے (جاگتے) اسلام ہی پر قائم رکھ اور کسی دشمن اور کسی حاسد کو مجھ پر طعنہ کا موقع نہ دے، الٰہی میں تجھ سے وہ سب بھلائیاں مانگتا ہوں جن کے خزانے تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ حاکم، ابن حبان (عن عمر بن الخطابؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ بھلائیاں مانگتا ہوں جو تمام تر تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔ ابن حبان (عن عمرؓ)

اے اللہ! ہم تجھ سے مانگتے ہیں تیری رحمت کے اسباب اور مغفرت کے سامان اور ہر گناہ سے حفاظت اور جنت کی کامیابی اور دوزخ سے نجات۔ حاکم، طبرانی (عن عمرؓ)

اے اللہ! ہمارا کوئی گناہ نہ چھوڑ جسے بخش نہ دے، اور نہ کوئی ایسی تشویش جسے تو دور نہ کر دے، اور نہ کوئی ایسا قرض جسے تو ادا نہ کر دے، اور نہ کوئی دنیا اور آخرت کی ایسی حاجت جسے تو پوری نہ کر دے، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ طبرانی فی الکبیر والدعاء (عن انسؓ)

اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ مس
اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ر اَللّٰهُمَّ
قَنِّعْنِىْ بِمَا رَزَقْتَنِىْ وَبَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَآئِبَةٍ
لِّىْ بِخَيْرٍ مس اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ عِيْشَةً نَّقِيَّةً وَّمِيْتَةً
سَوِيَّةً وَّمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزِىٍّ وَّلَا فَاضِحٍ مس اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ضَعِيْفٌ
فَقَوِّ فِىْ رِضَاكَ ضُعْفِىْ وَخُذْ اِلَى الْخَيْرِ بِنَاصِيَتِىْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ
مُنْتَهٰى رِضَائِىْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِىْ وَاِنِّىْ ذَلِيْلٌ فَاَعِزَّنِىْ
وَاِنِّىْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِىْ مس مص

ترجمہ: اے اللہ! ہماری اپنے ذکر و شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے میں مدد فرما۔ حاکم، احمد (عن ابی ہریرۃؓ)

اے اللہ! میری مدد فرما اپنی یاد اپنے شکر اور اچھی طرح بندگی کرنے پر۔ بزار (عن ابی ہریرۃؓ)

اے اللہ! جو تو نے مجھے دیا ہے، اس پر مجھے قانع کر دے، اور اس میں میرے لئے برکت عطا کر، اور میری ہر گم شدہ چیز کا مجھے نعم البدل عطا فرما۔ حاکم (عن ابن عباسؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ زندگی، ڈھنگ کی موت، اور ایسی مراجعت چاہتا ہوں جس میں میری رسوائی اور فضیحت نہ ہو۔ حاکم (عن ابن عمرؓ)

اے اللہ! میں کمزور ہوں سو میری کمزوری کو اپنی رضا (کے چاہنے) میں قوت دے اور مجھ کو بھلائی کی توفیق دے اور اسلام کو میری پسندیدگی کی انتہا بنا۔

اے اللہ! میں کمزور ہوں مجھے قوت دے، میں ذلیل ہوں مجھے عزت دے، میں محتاج ہوں مجھے رزق دے۔ حاکم، ابن ابی شیبہ (عن بریدۃ بن خصیب الاسلمیؓ)

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَا شَیْءَ قَبْلَكَ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَا شَیْءَ بَعْدَكَ
اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ نَاصِيَتُهَا بِيَدِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاِثْمِ
وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ
وَالْمَغْرَمِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَايَایَ كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ
مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ
بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ هٰذَا مَا سَاَلَ مُحَمَّدٌ رَّبَّهٗ ط طس
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَسْاَلَةِ وَخَيْرَ الدُّعَآءِ وَخَيْرَ النَّجَاحِ
وَخَيْرَ الْعَمَلِ وَخَيْرَ الثَّوَابِ وَخَيْرَ الْحَيٰوةِ وَخَيْرَ الْمَمَاتِ وَ
ثَبِّتْنِیْ وَثَقِّلْ مَوَازِيْنِیْ وَحَقِّقْ اِيْمَانِیْ وَارْفَعْ دَرَجَتِیْ وَتَقَبَّلْ
صَلٰوتِیْ وَاغْفِرْ خَطِيْئَتِیْ وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ
اٰمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهٗ وَجَوَامِعَهٗ
وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ
الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا اٰتِیْ وَخَيْرَ مَا اَفْعَلُ
وَخَيْرَ مَا اَعْمَلُ وَخَيْرَ مَا بَطَنَ وَخَيْرَ مَا ظَهَرَ وَالدَّرَجَاتِ
الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِیْ
وَتَضَعَ وِزْرِیْ وَتُصْلِحَ اَمْرِیْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِیْ وَتُحَصِّنَ فَرْجِیْ وَ
تُنَوِّرَ قَلْبِیْ وَتَغْفِرَ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ

اٰمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اَنْ تُبَارِكَ لِيْ فِيْ سَمْعِيْ وَفِيْ بَصَرِيْ وَفِيْ رُوْحِيْ وَفِيْ خَلْقِيْ وَفِيْ خُلُقِيْ وَفِيْ اَهْلِيْ وَفِيْ مَحْيَايَ وَفِيْ مَمَاتِيْ وَفِيْ عَمَلِيْ وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِيْ وَاَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ مُسْ طَسْ

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی اوّل ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اور تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر زمین پر چلنے والے سے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور پناہ مانگتا ہوں گناہ (طاعت میں) سستی، قبر کے عذاب اور آزمائش سے اور پناہ مانگتا ہوں ناجائز افعال اور قرض سے، الٰہی مجھے میرے گناہوں سے ایسا پاک کردے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے، اور مجھ میں اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کردے جتنا کہ مشرق و مغرب میں تو نے فاصلہ رکھا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے مانگی ہیں۔ طبرانی فی الکبیر والاوسط (عن ام سلمہؓ)

اے اللہ! میں تجھ ہی سے بہترین سوال، بہترین دُعا، بہترین کامیابی، بہترین اجر اور بہترین زندگی اور بہترین موت مانگتا ہوں، مجھے (حق پر) ثابت قدم رکھ اور میری نیکیوں کا پلہ بھاری کردے اور میرا ایمان ثابت و استوار رکھ اور میرا درجہ بلند کر، اور میری نماز قبول فرما، اور میری خطا بخش دے، اور میں تجھ ہی سے جنت کے بلند درجے مانگتا ہوں آمین۔

اے اللہ! میں تجھ ہی سے خیر کی ابتدائیں اور انتہائیں بھی مانگتا ہوں، اور سب کا سب خیر (دینی و دنیاوی) اور خیر کا اوّل بھی اور خیر کا آخر بھی، اور خیر کا ظاہر بھی اور خیر کا باطن بھی، اور جنت کے بلند درجے، آمین۔ اے اللہ! میں تجھ ہی سے اپنے ہر اس عمل کی خیر مانگتا ہوں جسے میں (اپنے اعضاء و جوارح اور قلب و جگر سے) کروں، اور اس کی بھی خیر جو پوشیدہ ہے، اور اس کی بھی خیر جو ظاہر ہے، اور جنت کے بلند درجے۔ آمین۔

اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میرا ذکر بلند کردے اور میرا بوجھ دُور کردے، اور میرا کام بنادے، اور میرا دل پاک کردے، اور میری شرم گاہ محفوظ رکھ، اور میرا دل روشن کردے، اور میرا (ایک ایک) گناہ بخش دے اور میں تجھ سے بہشت کے بلند درجے مانگتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! میں تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں کہ تو برکت دے میری سماعت میں، اور میری بصارت میں، اور میری روح میں، اور میری پیدائش میں اور میری سیرت میں، اور میرے گھر بار میں، اور میری زندگی میں، اور میری موت میں، اور میرے عمل میں، اور میری نیکیاں قبول کر، اور میں تجھ سے بہشت کے بلند درجے مانگتا ہوں، آمین (خدایا! میری دُعا قبول فرمالے) حاکم، طبرانی فی الکبیر والاوسط (عن ام سلمہؓ)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ
مس طس اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَئِيْ وَعَمْدِيْ حب
يَا مَنْ لَّا تَرَاهُ الْعُيُوْنُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ وَلَا يَصِفُهُ
الْوَاصِفُوْنَ وَلَا تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلَا يَخْشَى الدَّوَائِرَ
يَعْلَمُ مَثَاقِيْلَ الْجِبَالِ وَمَكَائِيْلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الْاَمْطَارِ
وَعَدَدَ وَرَقِ الْاَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَاَشْرَقَ
عَلَيْهِ النَّهَارُ وَلَا تُوَارِيْ مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَّلَا اَرْضٌ اَرْضًا وَّلَا بَحْرٌ
مَّا فِيْ قَعْرِهٖ وَلَا جَبَلٌ مَّا فِيْ وَعْرِهٖ اِجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ اٰخِرَهٗ وَخَيْرَ
عَمَلِيْ خَوَاتِيْمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِيْ يَوْمَ اَلْقَاكَ فِيْهِ طس يَا وَلِيَّ
الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ ثَبِّتْنِيْ بِهٖ حَتّٰى اَلْقَاكَ ط

ترجمہ: الٰہی مجھے بڑھاپے اور اخیر عمر میں فراخ روزی عطا کر، حاکم، طبرانی فی الاوسط (عن عائشہؓ)
اے اللہ! میرے گناہ، میری بھول چوک، اور میرا قصد و ارادہ بخش دے۔ ابن حبان (عن عثمان بن العلمؓ)
اے وہ ذات کہ آنکھیں جس کے دیدار کی تاب نہیں لا سکتیں، خیالات و تفکرات جسے نہیں پا سکتے، ثناخوان جس کی تعریف و توصیف نہیں کر سکتے، حوادث جسے متغیر نہیں کر سکتے، گردش زمانہ جسے ڈرا نہیں سکتا جو پہاڑوں کے بوجھ، دریاؤں کے پیمانے جانتا ہے، مینہ کی بوندیں اور درخت کے پتے جس کی شمار میں ہیں اور نیز اس چیز کی تعداد جسے رات اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے اور دن اپنی روشنی سے جگمگا دیتا ہے اور نہ اس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو چھپا سکتا ہے، اور نہ ایک زمین دوسری زمین کو چھپا سکتی ہے، اور نہ دریا اس چیز کو جو اس کی گہرائی میں ہے، اور نہ پہاڑ اس چیز کو جو اس کی کان میں ہے چھپا سکتا ہے۔ میری آخری عمر کو بہترین عمر اور میرے آخری عمل کو بہترین عمل فرما، اور میرا بہترین دن وہ کر جس روز میں تجھ سے ملوں۔ طبرانی فی الاوسط (عن انسؓ)
اے اسلام اور مسلمانوں کے مددگار مجھے اسلام پر ثابت قدم رکھ یہاں تک کہ میں تجھ سے مل جاؤں (عن انسؓ) طبرانی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْاَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَاۤءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَاۤئِكَ فِىْ غَيْرِ ضَرَّاۤءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ ط طس اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْىِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ اَط مَنْ كَانَ ذٰلِكَ دُعَاۤءَهٗ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَهُ الْبَلَاۤءُ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْاَلُكَ غِنَاىَ وَغِنَا مَوْلَاىَ اَط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْاَلُكَ عِيْشَةً نَّقِيَّةً وَّمِيْتَةً سَوِيَّةً وَّمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزِىٍّ وَّلَا فَاضِحٍ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ وَارْحَمْنِىْ وَاَدْخِلْنِى الْجَنَّةَ ط

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے فیصلہ پر رضامندی اور موت کے بعد پُر لطف زندگی، اور تیرے دیدار کی لذت اور تیری ملاقات کا شوق جو آزار دینے والی مصیبت اور گمراہ کرنے والی بلا کے بغیر ہو۔ طبرانی فی الکبیر والاوسط (عن فضالہؓ)

اے اللہ! ہمارے ہر کام کا انجام بہتر کر، اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ، احمد، طبرانی (عن بسر بن ابی ارطاۃؓ)

جس شخص کی یہ دعا ہوگی وہ مصیبت میں گرفتار ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ طبرانی (عن بسر بن ابی ارطاۃؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے اپنا اور اپنے متعلقین کا (ظاہری و باطنی) غنا چاہتا ہوں۔ احمد، طبرانی، (عن ابی صرمہؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ زندگی، اور ڈھنگ کی موت، اور ایسی واپسی مانگتا ہوں جس میں میری ذلت و رسوائی نہ ہو۔ (عن ابی عمروؓ) ۔ طبرانی

اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے جنت میں داخل کر۔ طبرانی (عن ابن عمروؓ)

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَفِيْ اٰخِرَتِيَ الَّتِيْ اِلَيْهَا مَصِيْرِيْ وَفِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا بَلَاغِيْ وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ ر اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا ر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَسْاَلُكَ الطَّيِّبَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَيَّ وَاِنْ اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً اَنْ تَقْبِضَنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ ر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ ط س اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ط س اَللّٰهُمَّ ضَعْ فِيْ اَرْضِنَا بَرَكَتَهَا وَزِيْنَتَهَا وَسَكَنَهَا ط س

ترجمہ: اسے اللہ! میرے دین میں برکت دے جو میرا بچاؤ ہے، اور میری آخرت میں جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے، اور میری دنیا میں، جو میرا وسیلہ ہے، اور زندگی کو میرے لئے بھلائی میں ترقی، اور موت کو میرے حق میں ہر بُرائی سے امن بنادے۔ بزار (عن زبیر ابن العوامؓ)

اے اللہ! مجھے بڑا صبر کرنے والا، اور بڑا شکر کرنے والا بنادے اور مجھے میری نظر میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنادے۔ بزار (عن ثوبانؓ)

اے اللہ! مَیں تجھ سے پاکیزہ چیزوں کی، اور بُرائیوں کے چھوڑنے کی اور غریبوں کی محبّت کی دُعا مانگتا ہوں، اور یہ کہ تو میری توبہ قبول کرلے اور جب تو اپنے بندوں کو آزمانا چاہے تو مجھے بغیر آزمائش اٹھالے۔ بزار (عن ...)

اے اللہ! مَیں تجھ سے مفید اور سُودمند علم چاہتا ہوں، اور غیر مفید اور بے سود علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ طبرانی فی الکبیر والاوسط (عن عائشہ وجابرؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم اور مقبول عمل چاہتا ہوں۔ طبرانی فی الاوسط (عن جابرؓ)

اے اللہ! ہمارے ملک میں برکت، شادابی اور امن عطا فرما۔ طبرانی فی الاوسط (عن سمرہؓ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ بِاَنَّكَ الْاَوَّلُ فَلَا شَیْءَ قَبْلَكَ وَالْاٰخِرُ فَلَا
شَیْءَ بَعْدَكَ وَالظَّاهِرُ فَلَا شَیْءَ فَوْقَكَ وَالْبَاطِنُ فَلَا شَیْءَ دُوْنَكَ
اَنْ تَقْضِیَ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَنْ تُغْنِیَنَا مِنَ الْفَقْرِ مص اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْٓ اَسْتَهْدِیْكَ لِاَرْشَدِ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ
حب اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْتَهْدِیْكَ لِمَرَاشِدِ
اَمْرِیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْٓ اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ
رَغْبَتِیْٓ اِلَیْكَ وَاجْعَلْ غِنَایَ فِیْ صَدْرِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ
وَتَقَبَّلْ مِنِّیْٓ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ مص یَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِیْلَ وَسَتَرَ
الْقَبِیْحَ یَا مَنْ لَّا یُؤَاخِذُ بِالْجَرِیْرَةِ وَلَا یَهْتِكُ السِّتْرَ یَا عَظِیْمَ
الْعَفْوِ یَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ
بِالرَّحْمَةِ یَا صَاحِبَ كُلِّ نَجْوٰی یَا مُنْتَهٰی كُلِّ شَكْوٰی یَا كَرِیْمَ
الصَّفْحِ یَا عَظِیْمَ الْمَنِّ یَا مُبْتَدِئَ النِّعَمِ قَبْلَ اسْتِحْقَاقِهَا یَا
رَبَّنَا وَیَا سَیِّدَنَا وَیَا مَوْلَانَا وَیَا غَایَةَ رَغْبَتِنَآ اَسْاَلُكَ یَا
اَللّٰهُ اَنْ لَّا تَشْوِیَ خَلْقِیْ بِالنَّارِ مس

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اس لئے کہ تو ہی اول ہے تیرے پہلے کوئی چیز نہیں، تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، تو ہی باطن ہے تیرے نیچے کوئی چیز نہیں یہ مانگتا ہوں کہ تو میرا قرض ادا کر دے اور ہماری مفلسی کو ہماری دولتمندی سے بدل دے ابن ابی شیبہ (عن ابی ہریرۃؓ)

اے اللہ! میں اپنے ہر اس کام کی جو میرے حق میں بہتر ہو تیری رہنمائی چاہتا ہوں، اور اپنے نفس کی بُرائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ابن حبان (عن عثمان بن ابی العاصؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اپنے معاملات میں میانہ رَوِی طلب کرتا ہوں، اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں، تو میری توبہ قبول کرلے بیشک تُو ہی میرا رب ہے۔

اے اللہ! مجھے اپنی طرف راغب کرلے، اور میرا دل مستغنی کردے، اور جو کچھ تو نے مجھے نصیب کیا ہے، اس میں مجھے برکت دے، اور مجھ سے قبول فرمالے، بیشک تو ہی میرا رب ہے۔ ابن ابی شیبہ، (عن عمرؓ)

اے وہ (ذات) جس نے اچھائی کو ظاہر کیا، اور بُرائی کو چھپایا، اے وہ جو گناہوں پر مواخذہ نہیں کرتا، اور (عیبوں کی) پردہ دری نہیں کرتا، اے بہت معاف کرنے والے، اے بہت درگزر کرنے والے، اے عام بخشش کرنے والے، اے دونوں ہاتھ رحمت سے کشادہ کرنے والے، اے ہر راز کے رازدار، اے ہر شکایت کے مُنتہا، اے بڑے درگذر کرنے والے، اے بڑے احسان کرنے والے، اے اِستحقاق سے پہلے نعمتوں کے دینے والے، اے ہمارے رب! اے ہمارے سردار! اے ہمارے مالک! اے ہماری رغبت کی انتہا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ! میرے بدن کو (جہنم کی) آگ سے نہ بھوننا، حاکم (عن عمرو بن شعیبؓ)

تَمَّ نُوْرُكَ فَهَدَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَظُمَ حِلْمُكَ فَعَفَوْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ بَسَطْتَ يَدَكَ فَاَعْطَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَجْهُكَ اَكْرَمُ الْوُجُوْهِ وَجَاهُكَ اَعْظَمُ الْجَاهِ وَعَطِيَّتُكَ اَفْضَلُ الْعَطِيَّةِ وَاَهْنَأُهَا تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْكُرُ وَتُعْصٰى رَبَّنَا فَتَغْفِرُ وَتُجِيْبُ الْمُضْطَرَّ وَتَكْشِفُ الضُّرَّ وَتَشْفِى السَّقِيْمَ وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ وَتَقْبَلُ التَّوْبَةَ وَلَا يَجْزِىْ بِاٰلَائِكَ اَحَدٌ وَّلَا يَبْلُغُ مِدْحَتَكَ قَوْلُ قَائِلٍ ص مو مص اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَاِنَّهٗ لَا يَمْلِكُهَا اِلَّا اَنْتَ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ مَا اَخْطَأْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُّ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَا جَهِلْتُ وَمَا عَلِمْتُ ا ر ط

ترجمہ: تیرا نور پورا ہوا تو تُونے ہدایت کی، پس تیرے ہی لئے تعریف ہے، تیرا حلم بڑھا تو تونے بخشش کی پس تیرے ہی لئے تعریف ہے، تونے اپنے ہاتھ کشادہ کئے تو عطا کیا، پس تو ہی قابلِ تعریف ہے۔ اے رب ہمارے! تیری ذات سب سے مقدس ہے، اور تیرا رُتبہ سب سے بڑا ہے اور تیری بخشش سب سے بڑھ کر اور خوشگوار ہے۔ اے رب! تیری اطاعت کیجاتی ہے تو تو اس کا ثواب دیتا ہے، اور تیری نافرمانی کیجاتی ہے تو تُو بخش دیتا ہے اور تُو بے قرار کی دعا سنتا ہے، اور مصیبت دُور کرتا ہے، اور بیمار کو شفا دیتا ہے، اور گناہ بخشتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے، تیری نعمتوں کا نہ کوئی بدلہ دے سکتا ہے اور نہ کوئی ثنا خواں تیری تعریف کر سکتا ہے، ابو یعلےٰ موقوفاً، ابن ابی شیبہ (عن علیؓ)

اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت چاہتا ہوں، کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی ان کا مالک نہیں۔ طبرانی (عن ابن مسعودؓ)

اے اللہ! مجھے بخش دے جو کچھ میں نے بھول کر کیا، اور جو کچھ میں نے قصداً کیا، اور جو کچھ میں نے پوشیدہ کیا اور جو کچھ میں نے علانیہ کیا اور جس کا مجھے علم ہے اور جس کا مجھے علم نہیں۔ احمد، بزار، طبرانی (عن عمران بن حصینؓ)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَظُلْمَنَا وَهَزْلَنَا وَجِدَّنَا وَخَطَأَنَا وَعَمْدَنَا وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدَنَا ا ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَئِيْ وَعَمْدِيْ وَهَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَلَا تَحْرِمْنِيْ بَرَكَةَ مَا اَعْطَيْتَنِيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ فِيْمَا اَحْرَمْتَنِيْ طس اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ ا ص رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِي السَّبِيْلَ الْاَقْوَمَ ا ص سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ تِ س ق حِب مس يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَدْعُو اللّٰهَ بِهٖ فَقَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ فَمَكَثْتُ اَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهٗ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ يَا عَمِّ سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے گناہ اور ہمارا ظلم بخش دے اور (وہ گناہ بھی) جو ہم سے ہنسی سے اور سچ مچ، اور جو غلطی سے اور ارادۃً ہوئے ہیں، اور یہ سب کچھ ہم ہی سے ہوا ہے۔ احمد، طبرانی (عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ)

اے اللہ! جو کچھ مجھ سے نادانستہ اور دانستہ، سہواً اور قصداً (گناہ) سرزد ہوئے ہیں، معاف فرما دے، اور جو کچھ تُو نے دیا ہے اس کی برکت سے محروم نہ کر، اور جس چیز سے محروم رکھا ہے اُس کی آزمائش نہ فرما۔ طبرانی فی الاوسط (عن ابی بن کعبؓ)

اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی تو میری سیرت بھی اچھی کر دے۔ احمد۔ ابویعلےٰ (عن اُم سلمہؓ)

اے رب! بخش دے اور رحم کر، اور مجھے سیدھی راہ پر چلا۔ احمد، ابویعلیٰ (عن ابن مسعودؓ)

(حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ) اللہ سے بخشش اور عافیت مانگو! کیونکہ یقیناً (ایمان) کے بعد کسی کو عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دی گئی۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (عن ابی بکر الصدیقؓ)

(حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا) یارسول اللہ! مجھے کوئی چیز ایسی بتا دیجئے جس کی میں اللہ سے دعا کروں۔ آپ نے فرمایا اپنے پروردگار سے عافیت مانگئے، میں کچھ دن بعد پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز فرما دیجئے جسے میں اپنے رب عز وجل سے مانگوں، آپ نے فرمایا اے چچا جان اللہ سے دنیا اور آخرت میں آرام و سلامتی طلب کیجئے۔ طبرانی (عن ابن عباسؓ)

يَا عَمِّ اَكْثِرِ الدُّعَاءَ بِالْعَافِيَةِ ط مَا سَأَلَ اللّٰهَ الْعِبَادُ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُمْ وَيُعَافِيَهُمْ ر يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تُعَلِّمُنِيْ دَعْوَةً اَدْعُوْ بِهَا لِنَفْسِيْ قَالَ بَلٰى قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْيَيْتَنَا اَلَا لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ لَقِّنِّيْ حُجَّتِيْ فَاِنَّ الْكَافِرَ يُلَقَّنُ حُجَّتَهٗ وَلٰكِنْ يَّقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَقِّنِّيْ حُجَّةَ الْاِيْمَانِ عِنْدَ الْمَمَاتِ ط

ترجمہ: اے چچا جان! عافیت کی کثرت سے دعا کیا کیجئے۔ طبرانی (عن ابن عباسؓ)
بندوں نے اللہ سے کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں مانگی کہ وہ ان کی مغفرت کر دے، اور انھیں عافیت دے، بزار (عن ابی الدرداءؓ)
(حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا) یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے ایسی دعا نہیں سکھاتے؟ جو میں اپنے لئے مانگا کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں! تو کہو، اے اللہ! نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رب! میرے گناہ بخش دے، اور میرے دل سے غصہ نکال دے، اور جبتک تو ہمیں زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے محفوظ رکھ، احمد (عن ام سلمۃؓ)
کوئی تم میں سے یہ نہ کہے کہ اے اللہ! مجھے میری حجت تلقین کر، کیونکہ کافر کو بھی اس کی حجت تلقین کی جاتی ہے، بلکہ کہے اے اللہ! مجھے موت کے وقت ایمان کی حجت (یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) تلقین فرما۔ طبرانی (عن عائشہؓ)

فَضْلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ حب ا د ت س مس أَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ د س ق حب

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کی فضیلت

ترجمہ: (رسول اللہؐ) پر بہترین درود وسلام ہو۔

جس مجلس میں لوگ جمع ہوں اور اس میں نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ اپنے نبیؐ پر درود بھیجیں تو وہ لوگ قیامت کے دن اس مجلس پر حسرت اور افسوس کریں گے، اگرچہ وہ ثواب کے لئے جنت میں داخل ہوں۔ ابن حبان، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم (عن ابی ہریرۃؓ)

(حضورؐ کا ارشاد ہے) جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان (عن اوس بن اوسؓ)

شرح: یعنی لوگ کسی جگہ بیٹھیں اور اس جگہ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں تو جب وہ قیامت میں درود شریف کا ثواب دیکھیں گے تو اس وقت اس نشست پر حسرت وافسوس کریں گے۔ شارحان حدیث نے اس کے دو مفہوم لکھے ہیں کہ حسرت ہر شخص کو ہوگی یا صرف اس شخص کو ہوگی جس نے نہ ذکر کیا ہوگا اور نہ درود بھیجا ہوگا۔

علامہ حنفیؒ نے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کا ہر شخص اللہ کا ذکر بھی کرے اور درود بھی بھیجے، اگر ایک سے بھی رہ جائے گا تو سب کو حسرت وافسوس ہوگا، اور ایک کا کرنا دوسرے کے واسطے سودمند نہ ہوگا، لیکن ملا علی قاریؒ رقمطراز ہیں کہ جو شخص نہ کرے گا حسرت اسی کو ہوگی، سب کو نہیں ہوگی۔

جمعہ کا دن آپ نے اس لئے فرمایا کہ جمعہ اور دنوں سے افضل ہے، اور آپ بھی سید الانبیاء ہیں۔

لَیْسَ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ یَّوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُهٗ

مس مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ

عَلَیْهِ السَّلَامَ د اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً

ت حب اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ ت

س حب مس اَکْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ فَاِنَّهَا زَکٰوةٌ لَّکُمْ

ص رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ ت

حب ر ط

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے، اس کا درود میرے سامنے ضرور پیش کیا جاتا ہے۔ حاکم، (عن ابن مسعودؓ)

جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ ابوداؤد (عن ابی ہریرۃؓ)

قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جس نے مجھ پر بکثرت درود بھیجا ہو گا۔ ترمذی، ابن حبان (عن ابن مسعودؓ)

بخیل وہی ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم (عن علیؓ)

مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو، اس لئے کہ وہ تمہارے واسطے زکوٰۃ (یعنی فلاح اور نجات کا ذریعہ) ہے۔ ابویعلیٰ (عن ابی ہریرۃؓ)

وہ شخص ذلیل و خوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ ترمذی، ابن حبان، بزار، طبرانی (عن ابی ہریرۃؓ)

شرح: اس حدیث سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرتؐ زندہ نہیں ہیں سلام کے جواب کے وقت روح لوٹ آتی ہے، حالانکہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عالم برزخ میں زندہ ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت کی روح اطہر جو جناب باری میں مستغرق رہتی ہے اس سے افاقہ دیکر ادھر متوجہ کرتے ہیں تاکہ سلام کا جواب دیں اور یہ مطلب نہیں ہے کہ روح اقدس بدن سے جدا ہے صرف جواب کے وقت آجاتی ہے۔

بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی کسی مجلس میں لیا جائے تو ہر بار آپ پر درود بھیجا جائے، مگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب بھی آپ کا نام مبارک لیا جائے تو ایک بار درود بھیجنا واجب ہے، اور ہر بار درود یعنی مستحب اور افضل ہے۔

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ س ط س ص ى فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ى مَنْ ذَكَرَنِيْ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ ص اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ س حب مس اِنِّيْ لَقِيْتُ جِبْرَئِيْلَ فَبَشَّرَنِيْ وَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُكْرًا مس ا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ جَعَلْتُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذَنْ يُّكْفٰى هَمُّكَ وَ يُغْفَرُ ذَنْبُكَ اَلْحَدِيْثَ ت مس ا

ترجمہ: جس کے سامنے میرا ذکر ہو اُسے مجھ پر درود پڑھنا چاہئے۔ نسائی، طبرانی فی الاوسط، ابو یعلےٰ، ابن سنی (عن انس رضؓ)

جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ تعالےٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ابن سنی (عن انسؓ)

جو کوئی میرا ذکر کرے اُسے چاہئے کہ مجھ پر درود بھیجے۔ ابو یعلےٰ (عن انسؓ)

بیشک اللہ کے کچھ فرشتے (زمین میں) پھرنے والے ہیں جو میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔ نسائی، ابن حبان، حاکم (عن ابن مسعودؓ)

میں جبرئیل علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے مجھے اس بات کی خوشخبری سُنائی کہ تمہارا رب یہ فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر اپنی رحمت نازل کروں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا۔ اس پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ حاکم، احمد (عن عبد الرحمٰن ابن عوفؓ)

(حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا) یا رسول اللہ! میں نے اپنا تمام وقت آپ کے درود ہی کے لئے کر دیا، تو آپ نے فرمایا اب تیری تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی اور تیری تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی، اور تیرے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ترمذی، حاکم، احمد (عن ابی بن کعبؓ)

شرح: یعنی انسان یہ نہ سمجھے کہ مجھ میں اور محبوب رب العالمین میں تو اتنی دوری ہے، میرا درود وسلام آپ تک کیسے پہنچے گا، بلکہ ہمیشہ توجہ اور حضور قلب کے ساتھ درود پڑھتا رہے، زمین کے پھرنے والے فرشتے بارگاہ رسالت میں اسے پہنچا دیتے ہیں۔

پوری حدیث اس طرح ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ پر درود بھیجوں، تو جو وقت میں نے دعا کے لئے متعین کیا ہے اس میں سے درود کے لئے کتنا وقت مقرر کروں۔ آپؐ نے فرمایا جس قدر تم چاہو۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا چوتھائی وقت مقرر کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا جس قدر چاہو صرف کرو، لیکن اس سے زیادہ کرو تو بہتر ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا آدھا وقت مقرر کروں۔ آپؐ نے فرمایا جس قدر تم چاہو مگر دو تہائی سے زیادہ ہو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا، تب حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے سارا وقت آپ کے درود ہی کے لئے کر دیا۔ اُس پر آپؐ نے یہ فرمایا کہ اب تیری تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی اور تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی اور تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ عَشْرًا م د ت س ط جَاءَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّالْبُشْرٰی فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنَّهٗ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا وَّلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا س حب مس مص مى مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ س حب مس ر ط وَکُتِبَ لَهٗ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ س ر ط مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوةً ا

ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم (عن ابی موسیٰؓ)

ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ خوش معلوم ہوتے تھے، آپؐ نے فرمایا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا، آپ کا رب فرماتا ہے "اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوگے؟ کہ جو کوئی تمہاری اُمت میں سے تم پر ایک بار درود بھیجے تو میں بھی اس پر دس بار رحمت نازل کروں، اور جو ایک بار سلام بھیجے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجوں؟ نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ، دارمی (عن ابی طلحہؓ)

جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور (بہشت میں) دس درجہ بلند ہوتے ہیں۔ نسائی، ابن حبان، حاکم، بزار، طبرانی (عن انسؓ) —— اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ نسائی، طبرانی، (عن عمرو بن سعدؓ وعن ابی ہریرۃؓ) —— جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اس پر اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ احمد (عن عبداللہ بن عمروؓ)

وَكَيْفِيَّةُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَدَّمَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ طس وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ ت وَقَالَ الشَّيْخُ اَبُوْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اِذَا سَاَلْتَ اللهَ حَاجَةً فَابْدَاْهُ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ادْعُ بِمَا شِئْتَ ثُمَّ اخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ بِكَرَمِهٖ يَقْبَلُ الصَّلَاتَيْنِ وَهُوَ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يَّدَعَ مَا بَيْنَهُمَا

ترجمہ: حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ہر دعا (بارگاہ الٰہی تک پہنچنے سے) رُکی رہتی ہے، جبتک محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔ طبرانی فی الاوسط (عن علیؓ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دُعا آسمان وزمین کے درمیان میں رُکی رہتی ہے، اس میں سے کوئی چیز بھی (اللہ کے پاس) نہیں (جاتی) جبتک تم اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو۔ ترمذی (عن سعید بن المسیبؒ)

شیخ ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ سے کوئی حاجت مانگو تو، اسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر شروع کرو، پھر جو چاہو دعا مانگو، اُس کے بعد پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر ہی اسے ختم کرو، اور وہ (اللہ) اس سے بالاتر ہے کہ ان دونوں کے درمیان کو چھوڑ دے۔

شرح: یعنی دعا کی قبولیت درود شریف پہنچنے پر موقوف ہے، کیونکہ درود شریف تو قبول ہی ہوتا ہے جو بھی دعا اس کے ذریعہ سے مانگی جائے گی قبول ہوگی، اس لئے ہر دعا مانگنے والے کو چاہئے کہ اپنی دعا کے ساتھ درود شریف ضرور پڑھے۔

یعنی اوّل وآخر درود شریف پڑھنے کے طفیل میں ان کے بیچ کی دعا بھی قبول ہوجاتی ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے دونوں درود کو تو قبول فرماتا ہی ہے، توجو (دعا) ان کے درمیان ہوگی وہ بھی قبول ہو جائے گی۔

شیخ ابوسلیمانؒ کا نام عبدالرحمٰن ہے شام کے بڑے اولیاء اور فضلاء میں سے ہیں ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ کُلَّمَا ذَکَرَهُ الذَّاکِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِهِ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَللّٰھُمَّ بِحَقِّهٖ عِنْدَکَ اَرْفَعْ عَنِ الْخَلْقِ مَا نَزَلَ بِهِمْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْهِمْ مَّنْ لَّا یَرْحَمُهُمْ فَقَدْ حَلَّ بِهِمْ مَا لَا یَرْفَعُهٗ غَیْرُکَ وَلَا یَدْفَعُهٗ سِوَاکَ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنَّا یَا کَرِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی، بیشک تو ہی تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

اے اللہ! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر (برابر) رحمت بھیج جب تک ان کو یاد کرنے والے انھیں یاد کرتے رہیں، اے اللہ! حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج جب تک ان کے ذکر سے غفلت برتنے والے غفلت برتتے رہیں، اور کثرت سے سلام بھیج۔

یا اللہ! محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حق کے طفیل میں جو تجھ پر ہے مخلوقات سے وہ مصیبت دُور کر دے جو ان پر نازل ہوئی ہے اور ان پر ایسا شخص مُسلّط نہ فرما جو ان پر رحم نہ کرے، ان پر ایسی مصیبت اُتری ہوئی ہے، جس کو نہ تیرے سوا کوئی دور کر سکتا ہے اور نہ کوئی ہٹا سکتا ہے۔ اے اللہ! ہماری مصیبت دُور کر دے، اے کرم کرنے والے، اے سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

قَالَ الْمُؤَلِّفُ الشَّيْخُ الْاَجَلُّ رُحْلَةُ اَجِلَّةِ الْعُلَمَاءِ وَارِثُ عُلُوْمِ
الْاَنْبِيَاءِ خَتْمُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَحِيْدُ الْعَصْرِ شَرْقًا وَّغَرْبًا وَفَرِيْدُ
الدَّهْرِ بَرًّا وَّبَحْرًا نِ الَّذِىْ نَالَ فِى الْاٰفَاقِ حَظًّا مِّنَ الْاِشْتِهَارِ
اِشْتِهَارَ الشَّمْسِ فِىْ نِصْفِ النَّهَارِ صَاحِبُ الْاَنْفَاسِ الْقُدْسِيَّةِ
وَالْكَمَالَاتِ الْاُنْسِيَّةِ وَالْاَخْلَاقِ السَّنِيَّةِ الْعَلِيَّةِ وَالْمَلَكَاتِ
الْمَلَكِيَّةِ مَوْلَانَا شَمْسُ الدِّيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنُ
الْجَزَرِىُّ اَفَاضَ اللّٰهُ بَرَكَاتِهٖ عَلَى الْعَالَمِيْنَ عُمُوْمًا وَّعَلٰى
اَصْحَابِهٖ خُصُوْصًا، قَالَ كَاتِبُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْجَزَرِىُّ لَطَفَ
اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ غُرْبَتِهٖ وَاَخَذَ بِيَدِهٖ فِىْ شِدَّتِهٖ فَرَغْتُ مِنْ تَرْصِيْفِ
هٰذَا الْحِصْنِ الْحَصِيْنِ مِنْ كَلَامِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحَدِ بَعْدَ الظُّهْرِ الثَّانِىْ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ
الْحَرَامِ سَنَةَ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ وَسَبْعِ مِائَةٍ بِمَدْرَسَتِى الَّتِىْ
اَنْشَأْهَا بِرَأْسِ عَقَبَةِ الْكَتَّانِ دَاخِلِ دِمَشْقَ الْمَحْرُوْسَةِ
حَمَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْاٰفَاتِ وَسَائِرَ بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا
وَجَمِيْعُ اَبْوَابِ دِمَشْقَ مُغْلَقَةٌ بَلْ مُشَيَّدَةٌ بِالْاَحْجَارِ وَ
الْخَلَائِقُ يَسْتَغِيْثُوْنَ عَلَى الْاَسْوَارِ وَالنَّاسُ فِىْ جُهْدٍ عَظِيْمٍ
مِّنَ الْحِصَارِ وَالْمِيَاهُ مَقْطُوْعَةٌ وَّالْاَيَادِىْ مَرْفُوْعَةٌ وَّقَدْ
اُحْرِقَ ظَوَاهِرُ الْبَلَدِ وَنُهِبَ اَكْثَرُهٗ وَكُلُّ اَحَدٍ خَائِفٌ

عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَاَهْلِہٖ وَجِلٌ مِّنْ ذُنُوْبِہٖ وَسُوْءِ اَعْمَالِہٖ وَقَدْ تَحَصَّنَ بِمَا یُقَدِّرُ عَلَیْہِ فَجَعَلْتُ هٰذَا حِصْنِیْ وَتَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ

ترجمہ: مصنف کتاب جو بہت بڑے شیخ، علمائے کرام کے مرجع، علوم انبیاء کے وارث، خاتم المحدثین، یکتائے زمانہ، یگانۂ روزگار ہیں، جن کی شہرت زمانہ میں اس طرح ہے، جس طرح آفتاب کی تمازت نصف النہار کے وقت ہوتی ہے، جن کی تقریر نہایت شستہ اور تحریر نہایت دلپذیر ہے، جن کے اخلاق انتہائی بلند، اور سیرت انتہائی پاکیزہ ہے (ہمارے سردار) جن کا لقب شمس الدین نام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیوض و برکات سے عالم کے تمام لوگوں کو عموماً اور ان کے ساتھیوں کو خصوصاً فیض یاب فرمائے، فرماتے ہیں:۔

اس کتاب کا مصنف محمد بن محمد بن محمد بن الجزری اللہ تعالیٰ غربت میں اس پر لطف و کرم فرمائے اور شدت و سختی میں اس کی دستگیری کرے، کہتا ہے کہ میں اس حصن حصین کی تصنیف سے جو سید المرسلین خاتم النبیین کے کلام کا مجموعہ ہے، بروز اتوار بتاریخ بائیس۲۲ ذی الحجہ ۷۹۱ھ کو اپنے مدرسے میں فارغ ہوا، جو میں نے دمشق کے (ایک موضع) عقبۃ الکتان کے سرے پر بنایا ہے۔ اللہ اسے اور مسلمانوں کے تمام شہروں کو تمام آفتوں سے محفوظ رکھے، اور یہ کتاب اس فتنہ و فساد کے وقت ختم ہوئی، جبکہ دمشق کے تمام دروازے بند بلکہ پتھروں سے مستحکم تھے، اور مخلوق شہر پناہ پر بارگاہِ الٰہی میں فریاد کر رہی تھی، اور لوگ (ظالموں کے) محاصرہ کی وجہ سے بڑی مصیبت میں تھے، یہاں تک کہ پانی تک بند کر دیا گیا تھا، (لوگوں کے) ہاتھ عجز و انکساری کے ساتھ بارگاہ رب العزۃ میں اٹھے ہوئے تھے، شہر کے گرد و نواح جلا دیئے گئے تھے، بلکہ اکثر و بیشتر لوٹ بھی لئے گئے تھے، ہر شخص اپنے جان و مال اور اہل و عیال کے بارے میں خائف اور اپنے گناہوں اور بداعمالیوں سے خوف زدہ تھا ہر ایک نے اپنی طاقت کے مطابق پناہ لے رکھی تھی، پس میں نے اس کتاب کو اپنی پناہ بنایا اور اللہ پر بھروسہ کیا، وہی میرے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔
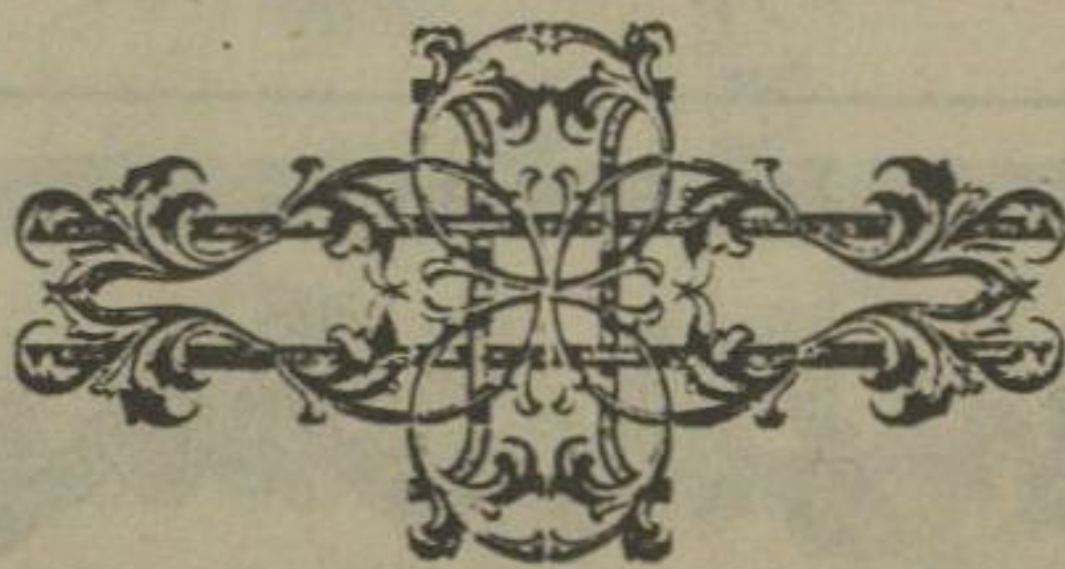
وَقَدْ اَجَزْتُ اَوْلَادِیْ اَبَا الْفَتْحِ مُحَمَّدًا وَّ اَبَا بَكْرٍ اَحْمَدَ وَاَبَا الْقَاسِمِ عَلِيًّا وَّ اَبَا الْخَيْرِ مُحَمَّدًا وَّ فَاطِمَةَ وَعَائِشَةَ وَسَلْمٰى وَخَدِيْجَةَ رِوَايَتَهٗ عَنِّيْ مَعَ جَمِيْعِ مَا يَجُوْزُ لِيْ رِوَايَتُهٗ وَكَذٰلِكَ اَجَزْتُ اَهْلَ عَصْرِيْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ بَاطِنًا وَّ ظَاهِرًا وَّصَلَاتُهٗ عَلٰى سَيِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهٖ وَلِكَاتِبِهٖ وَلِمَنْ قَرَأَ فِيْهِ وَلِمَنْ دَعَا لَهُمْ بِالْخَيْرِ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

تمّت

ترجمہ: اور میں نے اپنے لڑکوں ابوالفتح محمد، اور ابوبکر احمد، اور ابوالقاسم علی، اور ابوالخیر محمد اور لڑکیوں فاطمہ عائشہ، سلمیٰ اور خدیجہ کو اس کی اور تمام اُن چیزوں کی اجازت دے دی جن کی روایت کی مجھے اجازت ہے اور اسی طرح اپنے تمام اہلِ زمانہ کو اجازت دے دی، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو یکتا و یگانہ، اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہے اس کی رحمت نازل ہو سیّد الخلائق (مخلوق کے سردار) محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اور اس کا سلام ہو آپ پر اور آپ کے اصحاب پر۔

اے اللہ! اس کتاب کے مُصنّف اور اس کے کاتب اور اس کے پڑھنے والے کو بخش دے، اور جو ان کے لئے دُعائے خیر کرے اُس کی اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما، اور ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، جو یکتا و یگانہ ہے، اور ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلّم اور آپ کی آل پر درود و سلام بھیج ہمیں اللہ بس ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، اور بہترین حامی اور بہترین مددگار ہے۔

میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

حیاتِ امام ابن الجزریؒ

مؤلفہ:- مولانا محمد عبدالحلیم چشتی

حصن حصین عربی

مع ترجمہ

قولِ متین اردو

اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ہمارے پیشِ نظر

حسب ذیل کتابیں رہی ہیں

(۱) غایۃ النہایہ فی طبقات القراء مولفہ ابن الجزری شائع کردہ مستشرق ج، برجسترار G. Bergstraesser مطبعۃ السعادہ قاہرہ ۱۳۵۱ھ

(۲) المصعد الاحمد فی ختم مسند احمد از ابن الجزری، یہ دار الکتب المصریہ سے مسند احمد کے ساتھ ۱۳۴۹ء میں تین بار شائع ہو چکی ہے پہلی مرتبہ خصائص المسند کے ساتھ چھپی تھی۔

(۳) عجائب المقدور فی اخبار تیمور، تالیف ابن عربشاہ المتوفی ۸۵۴ھ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۲ء

(۴) الضوء اللامع لاہل القرن التاسع از مورخ شمس الدین محمد السخاوی المتوفی ۹۰۲ھ طبع قاہرہ ۱۳۵۴ھ

(۵) ذیل تذکرۃ طبقات الحفاظ للذہبی از جلال الدین عبد الرحمن السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ مطبعۃ التوفیق دمشق ۱۳۴۷ھ

(۶) الدارس فی تاریخ المدارس۔ تالیف عبد القادر بن محمد المتوفی ۹۲۷ھ مطبعۃ الترقی دمشق ۱۳۶۷ھ

(۷) الشائق النعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ، برحاشیہ وفیات الاعیان لابن خلکان طبع دوم مطبع میمنیہ مصر ۱۳۱۰ھ

(۸) مفتاح السعادہ ومصباح السیادہ ہر دو، از علامہ احمد بن مصطفےٰ المعروف بطاش کپری زادہ المتوفی ۹۶۲ھ طبع اول مطبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۹ھ

(۹) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون از حاجی خلیفہ المتوفی ۱۰۶۷ھ طبع استنبول ۱۳۶۰ھ

(۱۰) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، تالیف مورخ عبد الحی بن العماد الحنبلی المتوفی ۱۰۸۹ھ مکتبۃ القدسی مصر ۱۳۵۱ھ

(۱۱) شرح الشاطبیہ از ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۸ھ اس کے شروع میں ملا علی قاری نے موصوف کا تذکرہ لکھا ہے۔

(۱۲) قطب الارشاد، از فقیر اللہ شاگرد مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی المتوفی ۱۱۹۵ھ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۶ھ

(۱۳) البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع تالیف محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ طبع اول مطبعۃ السعادہ قاہرہ ۱۳۴۸ھ

(۱۴) تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین تالیف محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ طبع دوم مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۷۵ھ

(۱۵) بستان المحدثین فی تذکرۃ کتب الحدیث والمحدثین از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ نصرت المطابع دہلی ۱۸۷۷ء

(۱۶) ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون از اسماعیل پاشا طبع استنبول ۱۹۴۵ء

(۱۷) ہدیۃ العارفین اسماء المولفین وآثار المصنفین۔

(۱۸) اتحاف النبلاء المتقین باحیاء ماثر الفقہاء المحدثین، از نواب صدیق حسن خاں قنوجی المتوفی ۱۳۰۷ھ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ

(۱۹) ابجد العلوم، از نواب صدیق حسن خاں قنوجی المتوفی ۱۳۰۷ھ مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۵ھ

(۲۰) التاج المکلل من جواہر ماثر الطراز الاخر والاول از نواب صدیق حسن خاں قنوجی المتوفی ۱۳۰۷ھ مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۹ھ

(۲۱) الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ مع التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ، از مولانا عبد الحی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ مطبعۃ السعادہ قاہرہ ۱۳۲۴ھ

(۲۲) طرب الافاضل بتراجم الافاضل، از مولانا عبد الحی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ مجموعۃ الرسائل الست کے ساتھ مطبع یوسفی لکھنؤ سے ۱۳۴۰ھ میں شائع ہو چکا ہے۔

(۲۳) تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد الملقب بہ ظفر المنیہ بذکر اغلاط صاحب الحطہ، از مولانا عبد الحی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ مطبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ

(۲۴) ابراز الغی الواقع فی شفاء العی الملقب بہ حفظ اہل الانصاف عن مسامحات مولفہ الحطہ والاتحاف، از مولانا عبد الحی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ مطبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ

(۲۵) فہرس الفہارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات للعلامہ عبد الحی بن عبد الکبیر الحسنی الکتانی المطبعۃ الجدیدہ فاس ۱۳۴۶ھ

(۲۶) التعلیق علی الذیول، از محمد زاہد کوثری المتوفی ۱۳۷۱ھ یہ موصوف کے حواشی ہیں جو آپ نے ابن فہد اور سیوطی کے ذیل پر لکھے ہیں اور ذیول تذکرۃ الحفاظ کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔

(۲۷) الاعلام: تالیف خیر الدین زرکلی طبع اول مطبعۃ المصریہ قاہرہ ۱۳۴۷ھ
(۲۸) النشر فی القرأت العشر، مطبع توفیق دمشق ۱۳۴۵ھ اس کے شروع میں شیخ احمد دہمان نے موصوف کا تذکرہ کیا ہے۔
(۲۹) بروکلمان (عربی ادب کی تاریخ بزبان جرمنی) طبع جرمنی
(۳۰) انسائیکلوپیڈیا آف اسلام طبع قدیم
(۳۱) ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین بالکنیۃ اواللقب مولفہ محمد علی تبریزی چاپخانہ شرکت سہامی طہران ۱۳۶۸ھ
(۳۲) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، از مورخ ابوالیمن مجیر الدین الحنبلی المتوفی ۹۲۷ھ مطبعۃ الوھبیہ مصر ۱۲۸۳ھ

ان کے علاوہ جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان کا حوالہ دیدیا گیا ہے۔

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام ونسب

محمد نام، ابوالخیر کنیت، شمس الدین لقب اور ابن الجزری عرف ہے۔[1] سلسلۂ نسب یہ ہے: محمد بن محمد بن محمد[2] بن علی بن یوسف الجزری (العمری الدمشقی ثم الشیرازی)۔

ولادت

آپ کی ولادت کا واقعہ بھی نہایت دلچسپ ہے۔

آپ کے والد ایک تاجر تھے، شادی ہوئے چالیس برس گذر گئے مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، حج پر جانا ہوا، مکہ معظمہ پہنچے، خانۂ کعبہ کا طواف کیا اور چاہِ زمزم پر تشریف لائے، زمزم پیا، اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی، بارِ الٰہا ایک نیک اولاد عطا فرما!۔

دل سے دعا نکلی، عرش تک پہنچی، فرشتوں نے استقبال کیا، بارگاہِ الٰہی سے شرفِ قبول عطا ہوا، شب شنبہ ۲۵[3] رمضان المبارک ۷۵۱ھ میں دمشق کے مشہور محلہ قصاعین میں ابن الجزری کی

---

[1] محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی المتوفی ۹۰۲ھ نے الضوء اللامع (ج ۹ ص ۲۵۵) میں اور سید مرتضیٰ زبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ نے تاج العروس (مادۂ زجر) میں تصریح کی ہے کہ جزری، جزیرۂ (عبد العزیز) ابن عمر (برقعیدی) کی طرف نسبت ہے جو موصل کے قریب واقع ہے۔

یاقوت الحموی المتوفی ۶۲۶ھ المشترك وضعاً والمفترق صقعاً (مطبوعہ گوئیٹن جرمنی ۱۸۴۶ء ص ۱۰۳) میں رقمطراز ہے:۔ "جزیرۂ ابن عمر ایک چھوٹا سا شہر ہے جو موصل کے شمال میں واقع ہے اس کو دجلہ ہر سمت سے بصورتِ ہلال محیط ہے اور یہ بڑی مردم خیز بستی ہے۔"

[2] ابن الجزری کے بعض تذکرہ نگاروں کے بیان نسب میں غلطی ہوئی ہے چنانچہ انھوں نے محمد بن محمد بن محمد بن محمد لکھ دیا ہے جو موصوف کے فرزند کا نسب تو ہو سکتا ہے مگر ابن الجزریؒ کا نہیں۔ ہم نے اوپر وہی سلسلۂ نسب بیان کیا ہے جو موصوف نے غایۃ النہایہ (مطبعۃ السعادہ مصر ۱۳۵۱ھ ج ۲ ص ۲۴۷) اور المصعد الاحمد فی ختم مسند احمد (طبع دار المعارف مصر یہ مسند احمد کے ساتھ شائع ہوگئی ہے) میں نقل کیا ہے۔

[3] مولانا عبد الحی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ نے الحصن الحصین (مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۳۲۰ھ ص ۲۵۱) میں مورخ مجیر الدین الحنبلی کی تاریخ "الانس الجلیل فی تاریخ القدس والخلیل" کے حوالہ سے جو عرصہ ہوا مصر سے شائع ہو چکی ہے، آپ کی تاریخ ولادت ۱۶ رمضان ۷۵۱ھ لکھی ہے جو صحیح نہیں، "غایۃ النہایہ" میں ابن الجزریؒ کے ایک تلمیذ نے خود ابن الجزری سے آپ کی تاریخ ولادت آپ کے والد کی زبانی ان الفاظ میں نقل کی ہے:۔

ولہ فیما حققہ نفسہ من لفظ والدہ فی لیلۃ السبت الخامس والعشرین من شہر رمضان سنۃ احدی وخمسین وسبعمائۃ۔	موصوف نے اپنے والد کے الفاظ میں اپنی تاریخ ولادت شب شنبہ ۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ لکھی ہے۔

ولادت ہوئی، یہی بچہ آگے چل کر عالم اجل اور مسند المحدثین بنا۔

حُلیہ ابن الجزریؒ کے تذکرہ نگاروں نے آپ کے خط وخال کی تفصیل نہیں لکھی لیکن اس امر کی سب نے تصریح کی ہے کہ آپ نہایت حسین اور بڑے جمیل وشکیل انسان تھے۔ تقی الدین احمد المقریزی المتوفی ۸۴۵ھ العقود الفریدہ فی تراجم الاعیان المفیدہ میں لکھتے ہیں :۔

کان شکلاحسنا فصیحا بلیغا — آپ نہایت جمیل وشکیل اور فصیح وبلیغ انسان تھے۔

حافظ ابن حجر انباء الغمر فی ابناء العمر میں رقمطراز ہیں :۔

انہ کان ثریا وشکلا حسنا — آپ بڑے دولتمند اور نہایت حسین وجمیل تھے۔

تعلیم وتربیت آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں دمشق علوم وفنون کا مرکز بنا ہوا تھا، آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت دمشق ہی میں ہوئی، بچپن میں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا بارہ سال کی عمر (۷۶۴ھ) میں پورا قرآن پاک حفظ کرلیا اور ہر سال تراویح میں سنایا۔

فقہ شافعیہ کی پانچ مشہور اور متداول کتابوں میں سے فقیہ ابو اسحاق ابراہیم الشیرازی المتوفی ۴۷۶ھ کی مشہور تالیف التنبیہ کو حفظ کیا۔

قرأت سبعہ میں علامہ ابو عمرو عثمان الدانی المتوفی ۴۴۴ھ کی مشہور کتاب التیسیر اور ابو محمد قاسم الشاطبی المتوفی ۵۹۰ھ کی حرز الامانی ووجہ التہانی جو شاطبیہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے شیخ تقی الدین[1] البغدادی وغیرہ سے پڑھیں۔ سبع کی مشق ابن الحسین[2] الکفری اور شیخ ابن اللبان[3] سے کتابیں بھی پڑھیں

---

[1] عبدالرحمٰن بن احمد نام تقی الدین لقب اور ابو محمد کنیت تھی، بغداد وطن تھا۔ یہیں ۷۰۱ھ میں نامور قراء سے قراتوں کے فن کی تحصیل کی اور اس دور کے ممتاز ترین محدثین سے حدیث کی سند لی، قاہرہ آئے تو یہیں سکونت اختیار کرلی اور قراآت کی تعلیم دی، صفر ۷۸۱ھ میں انتقال ہوا۔ غایۃ الاحسان (نحو) اور شرح شاطبیہ آپ سے یادگار ہیں، ملاحظہ ہو، الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن طبع اول ۱۳۴۹ھ ج ۲ ص ۳۲۳ وشذرات الذہب ج ۶ ص ۲۷۱۔

[2] احمد بن الحسین نام ہے ۶۹۱ھ میں پیدا ہوئے، ارباب کمال سے اکتسابِ کمال کیا، ایک زمانے تک دمشق کے قاضی رہے اور یہیں قرآن وحدیث کا درس دیا۔ اہلِ دمشق کو آپ سے بڑا فیض پہنچا۔ ۷۷۶ھ میں یہیں سپردِ خاک ہوئے ملاحظہ ہو الدرر الکامنہ ج ۱ ص ۱۳۵۔

[3] محمد بن احمد نام ابو المعالی کنیت شمس الدین لقب اور ابن اللبان عرف تھا ۷۱۰ھ یا ۷۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ میں ابو حیان وغیرہ سے قراتوں کی تعلیم پائی پھر اسکندریہ آئے نامور قراء سے قراءتوں کی مشق کی اور اس فن میں بڑا کمال پیدا کیا ابن الشحنہ وغیرہ سے حدیث پڑھی۔ دمشق میں مدرسہ تربۃ ام الصالح میں شیخ القراء کے عہدہ پر فائز ہوئے اور قراءتوں کی تعلیم دی۔ ربیع الثانی ۷۷۶ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ الدرر الکامنہ طبع دوم ۱۳۸۳ھ ج ۳ ص ۳۰۰ وشذرات الذہب ج ۶ ص ۲۴۳۔

اور قرأت کا اجرار بھی کیا۔

ابن السلار[۵۱] اور ابن رجب[۵۲] بغدادی سے ۷۶۶ھ و ۷۶۷ھ میں چودہ قراءتوں کی علیحدہ علیحدہ مشق کی۔ ۷۶۸ھ میں شیخ ابن اللبان کو تمام قراءتوں کے ساتھ پورا قرآن سنایا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے نامور قرار سے استفادہ کیا اور سند لی ہے۔

ہر چند کہ دمشق اس دور میں علوم و فنون کا مرکز بنا ہوا تھا مگر آپ کا سند شوق اس پر کیونکر قانع ہو سکتا تھا چنانچہ ۷۶۸ھ میں جب کاروانِ عمر انیسویں منزل طے کر رہا تھا آپ کو تکمیل علوم کے لئے وطن سے نکلنا پڑا، پہلے حج کیا اور پھر بلادِ اسلامیہ قاہرہ اسکندریہ اور مصر وغیرہ میں اربابِ کمال سے بہ تمام و کمال اس فن کو حاصل کیا۔

فقہ کی تحصیل

ابن الجزریؒ نے فقہ کی تحصیل جمال الاسنوی[۵۳]، ابن رسلان[۵۴] اور ابو البقا السبکی[۵۵] سے کی ہے۔

---

۵۱ عبد الوہاب بن یوسف نام اور ابن السلار عرف ہے ۶۹۶ھ میں پیدا ہوئے، شام اور بغداد وغیرہ میں تحصیل علوم کی نامور محدثین سے حدیث پڑھی۔ قراءتوں سے خاص شغف تھا، اس میں بڑا نام پیدا کیا اور دمشق میں تعلیم دی۔ ۲۸ شعبان ۷۸۲ھ میں یہیں وفات پائی۔ ملاحظہ ہو الدرر الکامنہ ج ۳ ص ۴۳۱ وشذرات الذہب ج ۶ ص ۲۷۵۔

۵۲ احمد بن رجب نام ہے۔ بغداد میں ولادت ہوئی اور یہیں ائمہ فن قرار سے قرآن کی تحصیل کی۔ نامی گرامی محدثین سے حدیث کا سماع کیا، قرارت سے بڑا لگاؤ تھا، اسی فن میں کمال پیدا کیا اور تمام عمر اسی کی تعلیم دی۔ قاہرہ اور دمشق میں شائقین قرارت نے آپ سے قراءتوں کی تحصیل کی۔ اہل دمشق کو آپ سے بڑا فیض پہنچا۔ ۷۷۴ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ فرزند چھوڑا تو وہ بھی زین الدین عبد الرحمٰن بن رجب جیسا نامور محدث جس نے باپ کے نام کو زندۂ جاوید بنا دیا۔ دیکھو الدرر الکامنہ ج ۱ ص ۱۳۰ وشذرات الذہب ج ۶ ص ۲۳۰

۵۳ عبد الرحیم بن حسن نام ابو محمد کنیت اور جمال الدین لقب تھا۔ ذی الحجہ ۷۰۴ھ میں اسنا میں (جو مصر کے اطراف میں ایک قریہ ہے) پیدا ہوئے، نجابت اور ذکاوت کے آثار چہرے سے نمایاں تھے، حافظہ ایسا پایا تھا کہ صرف چھ مہینے میں التنبیہ کو پورا حفظ کر لیا تھا۔ قاہرہ میں جلیل القدر محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ ابو حیان اندلسی نے دیکھا تو کہا تمہاری عمر میں کوئی شیخ نہ بن سکا، بیت المال کے نگراں رہے۔ مدرسہ فاضلیہ میں درس دیا۔ جامع طولونی میں تفسیر پڑھائی آپ کے حلقۂ درس سے بڑے نامور علمار نکلے، ۷۷۲ھ میں وفات پائی۔ الدرر الکامنہ ج ۲ ص ۳۵۴۔ والبدر الطالع ج ۱ ص ۳۵۲ وشذرات الذہب ج ۶ ص ۲۲۳۔

۵۴ عمر بن رسلان نام ابو حفص کنیت اور سراج الدین لقب تھا۔ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ ۷۲۴ھ میں بُلقینہ میں پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا، پھر کافیہ، شافیہ اور شاطبیہ یاد کیں، بارہ برس کے ہوئے تو والد قاہرہ لے آئے یہاں تقی الدین سبکی اور عز بن جماعہ جیسے علمائے نامدار سے اکتساب علوم کیا اکابر علمار نے تدریس اور افتار کی اجازت دی تبحر علمی کا یہ عالم تھا کہ حافظ ابن کثیر نے دیکھا تو کہا تم نے ابن تیمیہ کو یاد دلا دیا۔

(باقی حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

اصولِ فقہ اور معانی وبیان کی تعلیم

اصولِ فقہ اور معانی وبیان کی تعلیم شیخ ضیاء القرمی[1] اور دیگر اربابِ فضل وکمال سے پائی۔

تحصیلِ حدیث

شیخ ابو الثناء المنبجی[2]، بہاء الدین الدمامینی[3]، ابن عبد الکریم الحنبلی[4]،

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ) ایک عرصہ تک مصر کے قاضی رہے۔ درسِ حدیث کا یہ حال تھا کہ صبح سے ایک حدیث پر کلام کرتے تو ظہر تک بمشکل فارغ ہوتے۔ اخیر عمر میں دمشق آگئے تھے جس سے اہلِ دمشق کو بڑا فائدہ ہوا ۲۱ ذی القعدہ ۸۰۵ھ میں اس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت فرمائی۔ لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ از ابن فہد ص۲۰۶، شذرات الذہب ج ۷ ص۵۱، البدر الطالع ج ۱ ص۵۰۶۔

۵ عبدالوہاب بن علی نام ابو النصر کنیت اور تاج الدین لقب تھا، ۷۲۷ھ میں پیدا ہوئے اساتذۂ وقت سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی، عبد المحسن الصابی، ابن سید الناس اور ابن الملوک جیسے بلند پایہ محدثین سے حدیث پڑھی ابن الشحنہ سے روایت حدیث اور افتاء کی اجازت حاصل کی۔ ۷۳۹ھ میں دمشق آئے تو ذہبی کی صحبت میں رہے۔ عنفوانِ شباب ہی میں فقہ، اصول فقہ اور عربیت میں ماہر ہو گئے اور دمشق کے بیشتر مدارس میں درس دیا اور شہرت پائی۔ ذی الحجہ ۷۷۱ھ میں فوت ہوئے متعدد تصانیف آپ سے یادگار ہیں ملاحظہ ہو الدرر الکامنہ ج ۲ ص۴۲۵ والبدر الطالع ج ۱ ص۴۱۰ وشذرات الذہب ج ۶ ص۲۲۱۔

(حاشیہ صفحۂ ہٰذا)۔

۱ موصوف کا اصل نام عبید اللہ بن سعد الدین تھا مگر یہی نام قاتلِ حسینؓ عبید اللہ بن زیاد کا بھی ہے اس لئے آپ نے بدل کر اپنا نام عبد اللہ رکھا کنیت ابو محمد اور ضیاء الدین لقب تھا۔ موصوف اپنے نام کے ساتھ الضیاء العفیفی لکھتے تھے، اس نے شہرت کی وجہ سے اسم کی جگہ لے لی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر العسقلانی نے الدرر الکامنہ میں آپ کا تذکرہ حرف الضاد میں بھی کیا ہے ابن قاضی القرم عرف تھا، نادرۂ روزگار فضلاء سے تعلیم پائی تھی، الکشاف اور الحاوی کے حافظ مشہور تھے۔ فنون عقلیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا، ہمیشہ بغیر مطالعہ درس دیا۔ علم معانی وبیان میں ایسا کمال پیدا کیا تھا کہ سعد الدین تفتازانی جیسے فن دان نے آپ سے کسبِ کمال کیا۔ ۷۸۲ھ میں انتقال ہوا ملاحظہ ہو الدرر الکامنہ ج ۲ ص۲۶۰ والبدر الطالع ج ۱ ص۳۰۰۔

۲ محمود بن خلیفہ نام اور ابو الثناء کنیت ہے ۶۸۶ یا ۶۸۷ ہجری میں پیدا ہوئے، فخر الدین ابن البخاری، تقی الدین الواسطی اور شرف الدین الدمیاطی جیسے نامور محدثین سے روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے علامہ ذہبی نے آپ سے حدیث پڑھی مگر شاگرد کا انتقال استاد سے تیس برس پہلے ہوا اور موصوف نے ۷۶۷ھ میں رحلت فرمائی، الدرر الکامنہ ج ۴ ص۳۲۳

۳ عبد اللہ بن ابی بکر نام بہاء الدین لقب تھا حفاظِ حدیث میں سے ہیں ۷۰۵ھ میں پیدا ہوئے جملہ علوم کی تحصیل اس دور کے نامور علماء سے کی اور ہر فن میں ید طولیٰ حاصل کیا پھر درس وتدریس کا شغل اختیار کیا آپ اپنے زمانہ کے نادرۂ روزگار فاضل تھے، شعر بھی خوب کہتے تھے ۷۹۲ھ میں رہ گرائے عالم بقا ہوئے۔ الدرر الکامنہ ج ۲ ص۲۵۱

۴ احمد بن عبد الکریم نام اور شہاب الدین لقب تھا، ۶۹۶ھ میں بعلبک میں پیدا ہوئے۔ زینب بنت عمر بن کندی سے صحیح مسلم کا سماع کیا اور تاج الدین عبد الخالق سے ابن قدامہ کے رسالۃ العلو، کتاب البکاء، کتاب السرقہ کا سماع کیا، ان کے علاوہ دیگر ممتاز محدثین سے آپ کو روایتِ حدیث کی اجازت حاصل تھی، بعلبک اور دمشق میں حدیث کا درس دیا اور بہت سے شائقین حدیث نے آپ سے حدیث کا سماع کیا ۱۰ رجب ۷۷۴ھ میں دار الفنا سے دار البقا کو کوچ کیا۔ الدرر الکامنہ۔

ابن المحب[۱] المقدسی اور ابن کثیر[۲] سے حدیث کا درس لیا۔
فخر ابن البخاری المتوفی ۶۹۰ھ حافظ شرف الدین عبد المومن الدمیاطی المتوفی ۷۰۵ھ اور شیخ شہاب الدین احمد بن رفیع الابرقوہی المتوفی ۷۰۱ھ کے نامور تلامذہ سے حدیث کا سماع کیا

[۱] محمد نام ابوبکر کنیت، شمس الدین لقب اور الصامت عرف تھا حفاظ حدیث میں سے ہیں اپنے والد محب المقدسی، جمال الدین المزی المتوفی ۷۴۲ھ اور شمس الدین محمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ سے حدیث پڑھی، تمام عمر مجرد رہے اور علوم کی خدمت کی، خاموش بہت رہتے تھے اس لئے الصامت سے مشہور تھے، ابن العماد کا بیان ہے:۔

اثنی علیہ الائمۃ وکان اخر من بقی	ائمہ فن نے آپ کی تعریف کی ہے فن حدیث میں آپ یادگار زمانہ
من ائمۃ ھذا الفن فسمع منہ خلق کثیر	لوگوں میں سے تھے، خلق کثیر نے آپ سے سماع کیا۔

۷۸۹ھ میں انتقال ہوا۔ آپ نے مسند احمد کی ایسی عظیم الشان خدمت کی کہ پوری مسند کو اسماء صحابہ اور رواۃ حدیث پر بلحاظ حروف تہجی مرتب کر دیا، موصوف کی یہ خدمت ایسی ہے جو کسی طرح فراموش نہیں کی جاسکتی اور وہ اس کو اسماء صحابہ اور رواۃ پر بلحاظ حروف تہجی مرتب کرنا ہے۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو موت نے اتنی مہلت نہیں دی تھی کہ آپ مسند کو حسب منشا مرتب کرتے، مسودات کی صورت میں غیر مرتب ہی چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے فرزند عبد اللہ نے مسند میں اضافہ کر کے اس کو مرتب کیا مگر حروف تہجی پر نہیں بلکہ صحابہؓ کی ترتیب رُتبی پر جس سے فائدہ اٹھانے کے لئے بڑی بصیرت کی ضرورت تھی، شیخ ابوبکر بن المحب پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے برسوں کی محنت کے بعد اس کو صحابہ اور رواۃ کی ترتیب ہجی پر مرتب کیا چنانچہ شیخ ابن الجزریؒ کا بیان ہے:۔

اما ترتیب ھذا المسند فقد اقام اللہ تعالیٰ لترتیبہ شیخنا خاتمۃ الحفاظ الامام الصالح الورع، ابا بکر محمد بن عبد اللہ بن المحب الصامت رحمہ اللہ تعالیٰ فرتبہ علی معجم الصحابۃ ورتب الرواۃ کذلک کترتیب کتاب الاطراف تعب فیہ تعباً کثیراً۔ (المصعد الاحمد)	لیکن اس مسند کی ترتیب پس اس کو اسماء صحابہ پر مرتب کرنے کا بیڑا بتوفیق الٰہی ہمارے شیخ صالح خاتمۃ الحفاظ ابوبکر بن المحب الصامت رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا تھا آپ نے اسکو اسماء صحابہ اور اسی طرح رواۃ حدیث پر مرتب کیا جس طرح کتاب الاطراف کی ترتیب ہوتی ہے آپ کو اس کام کے سرانجام کرنے میں بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

ملاحظہ ہو ذیل طبقات الحفاظ للذہبی مؤلفہ جلال الدین سیوطی ص ۳۶۶ و شذرات الذہب ج ۶ ص ۳۰۹

[۲] اسماعیل بن عمر نام ابو الفدا کنیت عماد الدین لقب اور ابن کثیر عرف ہے۔ حفاظ حدیث میں سے ہیں ۷۰۰ھ یا ۷۰۱ھ میں مجدل میں (جو شام کے شہر بصریٰ میں ایک مشہور بستی ہے) پیدا ہوئے مگر تعلیم و تربیت تمام تر دمشق میں ہوئی۔ ابن الشحنہ، ابن تیمیہ اور مزی سے حدیث پڑھی۔ تاریخ، حدیث، تفسیر اور فقہ وغیرہ میں یکتائے روزگار تھے۔ درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا شغل جاری رہا۔ ۲۶ شعبان ۷۷۴ھ میں رحلت فرمائی۔ متعدد تصانیف آپ سے یادگار ہیں آپ نے بھی مسند احمد پر ایک خاص نوع سے کام کیا تھا اگرچہ اس میں علامہ ابوبکر بن المحبؒ کی مذکورہ بالا کتاب سے بڑا استفادہ کیا تھا مگر وہ بھی مکمل نہ ہو سکا، چنانچہ ابن الجزریؒ "المصعد الاحمد" میں رقمطراز ہیں:۔

ان شیخنا الامام مورخ الاسلام حافظ الشام	ہمارے شیخ مورخ اسلام محدث شام، عماد الدین

(باقی بر صفحہ آئندہ)

شیخ ابن اُمیلہ المراغی سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور امالی ابن شمعون (ابوالحسین محمد بن احمد) کا سماع کیا اور شیخ صلاح الحنبلی المقدسی سے طبرانی کی المعجم الکبیر اور مسند احمد پڑھیں۔

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ)

عماد الدین ابا الفداء اسماعیل ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اخذ ھذا الکتاب المرتب من مؤلفہ واضاف الیہ احادیث الکتب الستۃ ومعجم الکبیر ومسند البزار ومسند ابی یعلی الموصلی واجھد نفسہ کثیرا و تعب فیہ تعبا عظیما فجاء لا نظیر لہ فی العالم واکملہ الا بعض مسند ابی ھریرۃ فانہ مات قبل ان یکملہ فانہ عوجل بکف بصرہ وقال لی رحمہ اللہ تعالیٰ: لا زلت اکتب فیہ فی اللیل والسراج ینونص حتی ذھب بصری معہ ولعل اللہ یقیض لمن یکملہ مع انہ سھل فان معجم الطبرانی الکبیر لم یکن فیہ شیٔ من مسند ابی ھریرۃ رض

ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مرتب کتاب کو شیخ ابو بکر بن المحب سے لیا اور اس پر صحاح ستہ کی احادیث اور معجم الکبیر طبرانی، مسند البزار، مسند ابو یعلی موصلی کا اور اضافہ کیا اور اس کام کے پیچھے بڑی مشقت اٹھائی اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالی مگر کام ایسا کیا ہے جس کی عالم میں نظیر نہیں، مسند کو پورا کر لیا تھا بس مسند ابی ہریرہؓ کا تھوڑا حصہ باقی تھا کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور موت آگئی اور یہ حصہ تکمیل نہ ہو سکا۔ موصوف نے مجھ سے فرمایا میں رات میں بیٹھ کر لکھا کرتا تھا اور چراغ کا دھواں آنکھوں میں بیٹھا جاتا تھا یہاں تک کہ آنکھیں جواب دے گئیں، شاید مردے از غیب بروں آید و کارے بکند، اب کام آسان ہے کیونکہ معجم الکبیر طبرانی میں مسند ابی ہریرہ نہیں ہے۔

اسی کتاب کا نام الہدی والسنن فی احادیث المسانید والسنن ہے اس کا مخطوطہ دار الکتب المصریہ اور استنبول کے بعض کتب خانوں میں ہے۔

حالات کے لئے دیکھو البدر الطالع ج ۱ ص ۱۵۳، النجوم الزاہرہ ج ۱۱ ص ۲۱۳، الشذرات ج ۶ ص ۲۳۱۔

(حاشیہ صفحۂ ھذا)

۵۱ عمر بن الحسن نام، ابوحفص کنیت اور ابن اُمیلہ عرف ہے، ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی المتوفی ۸۷۴ھ نے النجوم الزاہرہ (طبع دار الکتب المصریہ ج ۱۱ ص ۱۲۲) میں لکھا ہے کہ آپ نے ۹۸ سال کی عمر پائی تھی اطرافِ عالم سے لوگ سفر کر کے آتے اور آپ سے حدیث کا سماع کرتے تھے ۷۷۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

۵۲ محمد بن احمد نام ابو محمد کنیت صلاح الدین لقب تھا۔ ابن الجزری نے المصعد الاحمد میں آپ کا تذکرہ لکھا ہے جس میں تصریح کی ہے کہ آپ نے بچپن ہی میں فخر الدین ابن البخاری المتوفی ۶۹۰ھ سے مسند امام احمد بن حنبل کا پورا سماع کیا تھا، فخر الدین ابن البخاری اپنے دور کے ممتاز ترین محدثین میں سے تھے۔ حافظ عبد العظیم المنذری المتوفی ۶۵۶ھ ابو الحجاج یوسف المزی المتوفی ۷۴۲ھ قاسم بن محمد — البرزالی المتوفی ۷۳۹ھ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ جیسے نامور وسیع النظر اور نکتہ رس محدثین نے فن حدیث میں آپ سے کسبِ کمال کیا تھا۔

شیخ صلاح الدین "مسند الدنیا" (دنیا بھر کو حدیثوں کی سندیں بتانے والے) "رحلۃ الآفاق" (اطرافِ عالم سے جس کی طرف سفر کیا جائے) اور "ملحق الاحفاد بالاجداد" (سند میں پوتوں کو دادوں سے ملانے والے) کہلاتے تھے، علوِ اسناد میں منفرد اور زہد و ورع میں یکتا تھے آپ کا پورا گھرانہ محدثین کا خانوادہ تھا۔ (باقی بر صفحۂ آئندہ)

مسند احمد کو آپ سے سات برس میں پڑھا تھا جس کی وجہ نسخہ مسند احمد کی کمیابی تھی فرماتے ہیں:-

سببہ ان نسختہ اصل سماعہ کانت بخط الحافظ الضیاء رحمہ اللہ تعالیٰ فوجد بعضہا وکان شیخنا الحافظ الکبیر شمس الدین ابوبکر بن المحب یحرضنا علی سماع المسند منہ ویقول ولا تشکوا فی انہ سمعہ کاملا علی ابن البخاری فبادروا الی سماعہ کاملا فکنا نقرؤہ من نسخۃ وقف البلاذرانیۃ لوضوحہا وکان بعض المحدثین قد احتاط علیہا ولا یعطی منہا شیئا الا بعد تعب کثیر فطالت المدۃ لذلک۔ [۱]

اتنی مدت لگنے کا سبب یہ ہے کہ شیخ صلاح الدین کے اصل سماع والا نسخہ حافظ ضیاء الدین (ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی) کا لکھا ہوا تھا اس کا کچھ حصہ ملا تھا ہمارے شیخ حافظ شمس الدین ابوبکر بن المحب ؒ شیخ صلاح الدین سے سماع سند کی بڑی ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے اس میں شک نہ کرو شیخ نے پوری مسند فخر ابن البخاری ؒ سے سنی ہے تم بھی پوری مسند کے سماع میں جلدی کرو ہم چونکہ مدرسہ بلاذرانیہ کے وقف شدہ نسخہ سے پڑھتے تھے جو نہایت صاف اور بہت روشن خط تھا بعض محدثین اس نسخہ کی بڑی حفاظت کرتے تھے جو جز بھی ملتا تھا وہ بڑی دشواری سے ملتا تھا اسی لئے اتنی مدت ہوئی۔

اس نسخہ کی جلد ثانی پڑھنے کے زمانہ میں نہیں مل سکی تھی مگر شیخ سے اجازت حاصل تھی۔ شیخ صلاح الدین کی وفات سے قبل حافظ ضیاء الدین کے خط کی بقیہ جلدیں بھی مل گئیں جن میں شیخ نے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ابن الجزری فرماتے ہیں:-

وکان رحمہ اللہ عبدا خاشعا ناسکا من بیت الروایۃ والعلم والصلاح حدث ھو واخوہ وابوہ وجدہ وجد ابیہ وجد جدہ رحمہم اللہ تعالیٰ سریع الدمعۃ اذا قرئ علیہ الحدیث۔

اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو آپ بڑے خدا ترس اور عبادت گذار بندے تھے آپ کا پورا گھرانا علم و عمل کا گہوارہ تھا، خود محدث تھے، بھائی، باپ، دادا، پردادا، اور سکر دادا سب کے سب محدث تھے، اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمت نازل ہو، جب حدیث پڑھی جاتی تھی تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

مورخ ابن العماد کا بیان ہے:-

"آپ کے پاس حدیث پڑھنے والوں کا ہمیشہ اژدحام رہتا تھا، جب حدیث پڑھی جاتی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ اہل مصر کو خاص طور پر روایت حدیث کی عام اجازت دیدی تھی چنانچہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ہم بھی اس اجازت میں داخل ہیں" ۷۴۸ھ میں انتقال ہوا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] المصعد الاحمد ص ۵۱

سماع کیا تھا تو ہمارے استاد شیخ ابن المحبؒ نے فرمایا "کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ موصو نے پوری مسند کا سماع کیا ہے"۔

اسی طرح پھر شیخ صلاح الدین کی وفات کے بعد حافظ ضیاء الدینؒ کے قلم کا لکھا ہوا "تمتہ المسند" ملا۔ ابن الجزریؒ کا بیان ہے اس میں شیخ موصوف کے سماع کی تصریح تھی، طلبۂ حدیث اس سے بہت خوش ہوئے اور ہم نے ہمارے شیخ ابوبکر بن المحبؒ سے پوچھا، ہم روایتِ حدیث کے وقت اس کے لئے اجازت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں ہمیں سماع تو نہیں ہو سکا ہے مگر شیخ کا سماع پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے فرمایا: اس میں سماع کی احتیاج نہیں۔ ایسا ہی واقعہ شیخ ابوزرعہ طاہر بن محمد المقدسی کو سنن ابن ماجہ کے سلسلہ میں پیش آیا تھا اس وقت معتبر حفاظِ حدیث نے یہی فتوی دیا تھا کہ اس میں سماع کی حاجت نہیں، کیونکہ یہ شیخ کی اجازتِ عامہ میں داخل ہے۔

اس مدت میں ابن الجزریؒ نے شیخ صلاح الدین سے اس طرح سے حدیث پڑھی کہ آپ کی مسموعات میں سے کچھ نہیں چھوڑا تھا فرماتے ہیں:۔

فلم اترك من مسموعاته فيما علمت الا قرأته عليه او سمعته منه [1]	میں نے اپنے علم کے مطابق شیخ صلاح الدینؒ کی مسموعات اور مرویات میں سے کچھ نہیں چھوڑا جس کو آپ سے پڑھا یا سنا نہ ہو۔

ان مذکورہ بالا محدثین کے علاوہ اس عہد کے تمام نامور محدثین اور اکابر علماء کا علم آپ نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا، طاش کبری زادہ لکھتا ہے:۔

سمع الحديث من جماعة	آپ نے محدثین کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کا سماع کیا ہے۔

ابن الجزریؒ کا اصل فن قراءت تھا اس میں گرچہ عنفوانِ شباب ہی میں کمال پیدا کر لیا تھا مگر اس سے شغف اور انہماک کسی طرح کم نہ ہوتا تھا بعض جوہر شناس اساتذہ نے آپ کا یہ شغف اور انہماک دیکھکر فرمایا بلاشبہ قراءت سے شغف بھی اچھا ہے مگر یہ علم چونکہ بڑی محنت چاہتا ہے اس لئے اس سے فائدہ اٹھانے والے تھوڑے ہوتے ہیں تمہیں اس سے نافع تر علوم سے شغف رکھنا چاہئے تو آپ نے حدیث کی طرف توجہ کی اور سندوں کے ساتھ ایک لاکھ حدیثیں یاد کر لیں۔

علامہ شمس الدین الدیری کا بیان ہے:۔

ان سبب اشتغاله بالحديث بعد ان كان مكباً على علم القرأت ان	فن قراءت سے انہماک اور شغف کے بعد علمِ حدیث سے اشتغال پیدا ہونے کا سبب یہ ہوا کہ آپ کے

---

[1] المصعد الاحمد ص۵

بعض اشیاخہ قال لہ ذات یوم ان علم القرأت کثیر التعب قلیل الجدوی وانت اذھنک رائق وفہمک فائق ومن کان ھکذا فعلیہ بعلم الحدیث فاجتھد فیہ حتی حفظ مائۃ الف حدیث باسانیدھا۔ ؎۲

بعض شیوخ؎۱ نے ایک دن آپ سے یہ فرمایا: قراءات فن کثیر المشقت اور قلیل المنفعت ہے اور تم! تمہارا ذہن ماشاءاللہ اچھا ہے تمہاری سمجھ خوب ہے جو شخص ایسا ہو اسے تو علم حدیث پر محنت کرنی چاہئے چنانچہ آپ نے اس فن میں محنت کی اور ایک لاکھ حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد کرلیں۔

تدریس اور افتاء کی اجازت

آپ کے ذوق وشوق اور محنت نے آپ کو اپنے شیوخ کی نظروں میں جلد ہی اس قابل بنا دیا تھا کہ انھوں نے آپ کو درس وتدریس، افتا اور تحدیث (روایتِ حدیث) کی اجازت دیدی تھی، چنانچہ ۷۷۴ھ میں عماد الدین ابن کثیر اور ۷۷۸ھ میں ضیاء القرمی اور ۷۸۵ھ میں شیخ الاسلام البُلقینی نے تدریس اور افتاء کی اجازت دی تھی، ان کے علاوہ اور اربابِ فضل وکمال سے بھی آپ کو اجازت حاصل ہے مورخ سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ کا بیان ہے:۔

اذن لہ غیر واحد بالافتاء والتدریس والاقراء

آپ کو بہت سے علماء سے فتوی دینے پڑھانے اور قرائتیں سکھانے کی اجازت حاصل ہے۔

تحصیلِ علم کی فطری صلاحیت اور استعداد شفیق استادوں کی صحبت اور تربیت نے آپ کو جلد ہی مسندِ علم پر بٹھا دیا۔

درس وتدریس

تحصیل علوم کے بعد آپ نے درس وتدریس کا شغل اختیار کیا جس کی تفصیل مورخ سخاوی اس طرح لکھتے ہیں:۔

"چند سال آپ نے دمشق کے اندر "جامع بنی امیہ" میں قبۂ نسرین کے نیچے بیٹھ کر فن قراءت کی تعلیم دی پھر دار العلوم عادلیہ کے شیخ القراء مقرر ہوئے، اس کے بعد دار الحدیث اشرفیہ میں شیخ القراء رہے پھر اپنے شیخ ابن السلار کی وفات کے بعد تربۃ ام الصالح کے شیخ القراء ہوگئے۔ یہاں آپ نے ائمہ فن کی موجودگی میں درس دیا اور شیخ شہاب بن حجی (جیسے نامور علماء) نے اس امر کا اعتراف کیا کہ آپ کا درس نہایت شاندار ہوتا ہے"۔

یہاں آپ نے ایک مدرسہ دار القرآن کے نام سے بھی کھولا تھا۔

؎۱ ہمارا خیال ہے کہ بعض شیوخ سے مراد ابوبکر بن المحبؒ ہیں کیونکہ آپ ہی نے موصوف کو شیخ صلاح الدین سے مسند احمد کے سماع پر ترغیب اور تحریض دلائی تھی۔

؎۲ فہرس الفہارس از علامہ عبدالحی الادریسی الکتانی۔ طبع فاس ۱۳۴۶ھ ج ا ص ۲۲۳۔

خطابت

انہی ایام میں الملک الظاہر سیف الدین برقوق المتوفی سنہ ۸۰۱ھ نے جو ایک متدین اور نیک نفس بادشاہ تھا، آپ کو جامع توبہ کا خطیب مقرر کر دیا۔

سنہ ۷۹۵ھ میں الجامعۃ الصلاحیۃ[۱] (بیت المقدس) میں امور تعلیمی کے ناظم مقرر ہو گئے تھے۔

عہدۂ قضا

امیر شام قطلبک استادار الیُتمُش نے سنہ ۷۹۸ھ میں مملکت شام کا عہدۂ قضا آپ کے سپرد کیا[۲] لیکن اوقاف کے حسابات درست نہ ہونے کے باعث امیر الیتمش ناراض ہو گیا اور آپ پر ناروا سختی کی گئی، سارا مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔ ان کے مظالم سے تنگ آ کر اسکندریہ سے سمندر کے راستہ سے روم پہنچے اور روم کے پایہ تخت بروصا میں اترے، شاہِ بروصا بایزید بن عثمان سے

بروصا میں قیام

ملاقات ہوئی، یہ خود عالم اور اہلِ علم کا بڑا قدردان تھا آپ کا شہرہ پہلے سے سن چکا تھا، بڑی تعظیم اور تکریم سے پیش آیا، ازراہِ قدردانی اپنے پاس ہی ٹھہرایا اور تازندگی بروصا نہ چھوڑنے دیا۔

یہاں علمِ قراءت اور حدیث کی اشاعت

خدا نے آپ کو جس فیاضی کے ساتھ علم کی دولت عطا کی تھی اسی فیاضی کے ساتھ آپ نے اس کو تقسیم کیا۔ یہاں بھی آپ نے فن قراءت اور حدیث کا درس دیا۔ حاکم بروصہ بایزید بن عثمان نے قراءت عشرہ کی تکمیل کی۔ اہلِ بروصہ نے بھی اس موقعہ سے خوب فائدہ اٹھایا اور ایک جماعت نے عشرہ کی آپ سے مشق کی اور سند لی۔

---

[۱] اس مدرسہ کی داستان بھی بڑی درد انگیز ہے۔ یہ مدرسہ سلطان صلاح الدین ایوبی المتوفی سنہ ۱۱۹۱ء کی یادگار تھا جو صلاح الدین نے فقہ شافعیہ کی تعلیم کے لئے بنا کر فقہائے شافعیہ پر وقف کر دیا تھا اس میں شافعی فقہ کی خوب تعلیم ہوتی تھی، سلاطین عثمانیہ کے آخری عہد سنہ ۱۸۵۶ء میں فرانسیسیوں نے سلطان عبدالحمید خاں ثانی سے یہ کہہ کر کہ یہ اصل میں حضرت مریم علیہا السلام کی ماں کے نام پر کنیسہ حنہ تھا، مسلمانوں کے قبضہ سے نکلوا لیا۔ سلطان نے بھی فرانسیسیوں کی خوشنودی کی خاطر اس کو نپولین سوم کو ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ فرانسیسیوں نے اس کو کیتھولک مذہب کا دار التبلیغ بنا لیا۔ جب جنگِ عظیم کا آغاز ہوا اور اتحادی سلطنتوں کے مکاتب اور درس گاہیں ترکوں کے تصرف میں آ گئیں تو یہ پھر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور شیخ عبدالعزیز جاویش المتوفی سنہ ۱۹۲۹ء کی زیرِ نگرانی اس میں فقہ کی تعلیم کا آغاز ہوا جب جنگ عظیم میں ترکوں کو شکست ہو گئی اور بیت المقدس پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تو انہوں نے پھر اس مدرسہ کو فرانسیسی مشنری کے حوالہ کر دیا جس میں رومن کیتھولک مذہب کی تعلیم ہونے لگی ع

یہ انقلابات ہیں زمانے کے

[۲] اسی سال قاہرہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی آپ سے ملے آپ نے ابن حجرؒ کو دمشق آنے کی دعوت دی اور بعد میں اپنی مرویات اور تالیفات کی روایت کی اجازت بھی عربی اشعار میں عطا فرمائی تھی۔

یہاں آپ کی ذات سے قرارت اور حدیث کی اشاعت کا سلسلہ کم و بیش سات برس تک قائم رہا۔ تیمور جب سلطان بایزید بن عثمان سے نبرد آزما ہوا اور شکست دے کر اس کے قلمرو پر قابض ہو گیا اور اس کو حراست میں لے لیا[۱] تو بروصہ کے بعض اہلِ علم نے یہاں قیام کرنا مناسب نہ سمجھا اور براہِ دریا بروصہ سے نکل جانا چاہا انہی میں ابن الجزریؒ بھی تھے جنھیں شیخ نورالدین نے پکڑ کر تیمور کے پاس پہنچا دیا۔ غیاث الدین المعروف بہ خواند امیر المتوفی ۹۴۲ھ "حبیب السیر" میں ظفرنامہ اور مطلع سعدین سے ناقل ہیں فرماتے ہیں:

در ظفرنامہ و مطلع سعدین مذکور است کہ در آن اوان کہ امیر تیمور گورگان ایلدرم بایزید را اسیر گردانید میرزا محمد سلطان و امیر شیخ نورالدین را بر بروصہ فرستاد و جمعے از اکابر آں دیار فرار نمودند و لشکر ظفر شعار از عقب شتافتہ بیشتر آں مردم را گرفتند شیخ شمس الدین محمد جزری و سید محمد بخاری و مولانا شمس الدین فناری از آنجملہ بودند، امیر شیخ نورالدین شیخ شمس الدین محمد را ہمراہ خود بپایہ سریر اعلیٰ بردہ در کوتا بیہ بشرف ملاقات صاحبقرانی خجستہ صفات رسانید و آنحضرت شیخ را منظور نظر اعتنا ساختہ بصوب سمرقند فرستاد و آنجناب تا زمان وفات امیر تیمور در ماوراء النہر اوقات شریف می گزارنید۔[۲]

ظفرنامہ اور مطلع سعدین میں مذکور ہے کہ جن ایام میں امیر تیمور گورگان نے ایلدرم بایزید کو حراست میں لے لیا تو میرزا محمد سلطان اور امیر شیخ نورالدین کو بروصہ بھیجا اہل بروصہ کے ممتاز اشخاص کی ایک جماعت نے شہر سے راہِ فرار اختیار کی۔ لشکر ظفر شعار نے پیچھا کر کے اکثر لوگوں کو گرفتار کر لیا شیخ شمس الدین محمد جزری، سید محمد بخاری اور مولانا شمس الدین فناری بھی انہی لوگوں سے تھے امیر شیخ نورالدین شیخ شمس الدین محمد جزریؒ کو اپنے ہمراہ لیکر امیر تیمور کی قیام گاہ پر آئے اور بارگاہِ سلطانی میں ملاقات کیلئے بھیجا۔ امیر تیمور نے الطافِ کریمانہ کے ساتھ سمرقند روانہ کیا۔ آپ تا وفاتِ تیمور ماوراء النہر میں اپنے اوقات عزیز بڑے اطمینان سے بسر کرتے رہے۔

امیر تیمور چونکہ علماء اور فقراء کا عقیدتمند اور ان کی صحبت کا دلدادہ تھا، ان کی زیارت کو سعادت سمجھتا تھا، جیسا کہ "توزکات تیموری" میں لکھتا ہے:-

سادات و علماء و مشائخ و عقلاء و محدثین اخیار را برگزیدہ داشتم و تعظیم و احترام ایشاں نمودم . . . . وبا علماء صحبت داشتم و بردلہاے اصحاب قلوب رفتم و از ایشاں دریوزۂ ہمت نمودہ از انفاس متبرکہ ایشاں

میں نے سادات، علماء، مشائخ، فقراء، مورخین اور محدثین کو عزیز رکھا، اُن کا احترام کیا۔ . . . . علماء کی صحبت میں رہا اور اہلِ دل کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہی سے بلند حوصلگی کی دعا کراتا رہا اور ان کے

[۱] اسی واقعہ کے چند ماہ بعد آق (شہر زد) میں ۴ شعبان ۸۰۵ھ میں بعارضۂ ضیق النفس بایزید بن عثمان کا انتقال ہوا۔

[۲] ملاحظہ ہو حبیب السیر فی اخبار افراد البشر طبع اول مطبع احمدی بمبئی ۱۲۷۳ھ ج ۳ ص ۹۰۔

التماس فاتحہ کردم۔ ۵۱ نفوس قدسیہ سے دعا کا خواستگار رہا۔

اسی عقیدتمندی کی وجہ سے امیر تیمور آپ کو اپنے ساتھ ماوراء النہر لے گیا، پہلے کش میں اترا اور پھر سمرقند روانہ ہوا بس دو چار ہی صحبتوں میں وہ آپ کی بزرگی کا قائل ہو گیا اس کی گرویدگی اور موصوف کی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جو طاش کبری زادہ نے الشائق النعمانیہ میں آپ کے فرزند ابوالخیر محمد الجزریؒ کے تذکرہ میں نقل کیا ہے کہ تیمور لنگ جب سمرقند پہنچا تو اس نے ایک

ابن الجزریؒ کا درجہ امیر تیمور کی نظر میں

نہایت عظیم الشان دعوتِ ولیمہ منعقد کی۔[۵۲] جس میں اعیانِ مملکت اور عمائد سلطنت علماء و فقراء سب کو مدعو کیا، دعوت میں صفوف کی ترتیب ہمیشہ حلقہ نما ہوتی تھی، علماء و فضلاء کو حسب مراتب دائیں جانب اور امراء کو بائیں جانب بٹھایا جاتا تھا۔[۵۳]

---

۵۱ ملاحظہ ہو تو زکات تیموری مطبوعہ آکسفورڈ کلیرنڈن پریس لندن ۱۷۸۳ء ص ۱۶۴

۵۲ طاش کبری زادہ نے نہ واقعہ کی نوعیت بیان کی اور نہ کچھ تفصیل لکھی ہے بلکہ صرف اتنا لکھنے پر اکتفا کیا ہے:۔

لما ذھب بہ الامیر تیمور الی ماوراء النھر اتخذ الامیر تیمور ھناک ولیمۃ عظیمۃ

امیر تیمور جب آپ کو ماوراء النہر لے گیا تو وہاں اس نے ایک عظیم الشان دعوت ولیمہ کی۔

۵۳ محمد بن خاوند شاہ ہروی المتوفی ۹۰۳ھ کا وقائع نگار قلم واقعہ مذکور کی تفصیل اس طرح کرتا ہے۔

درآن زماں محمود بر حسب اشارت عالی سادات و قضاۃ و علماء و ارباب درس و فتوی بمجلس ہمایوں حاضر آمدند و مرزا الغ بیگ و امیرزادہ ابراہیم و سلطان میرزا میران شاہ و از اولاد امیرزادہ محمد شیخ، امیرزادہ احمد و سیدی احمد و شاہزادہ بایقرا ہر یک را بکریمۂ از کرائم خاندان سلطان و دودمان مملکت بآئیں شرع مطہر عقد بستند و دران محفل جنت مثال امام ائمہ، ستودہ خصال شیخ شمس الدین جزری بعد از رعایت شرائط عقد بقرأت خطبۂ نکاح اشتغال فرمودہ و کلمۂ ایجاب و قبول بقاضی قضاۃ سمرقندی مولانا صلاح الدین متعلق بود و نیاز بیشمار و گوہر بسیار نثار کردند۔

انہی مبارک ایام میں فرمانِ عالی کے مطابق سادات، قضاۃ، علماء، مدرسین اور مفتی، امیر تیمور کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ مرزا الغ بیگ، امیرزادہ احمد، سیدی احمد اور شاہزادہ بایقرا ہر ایک کا خاندانِ سلطنت اور دودمانِ مملکت کی شریف خواتین میں سے نہایت شریف خاتون کے ساتھ شرع شریف کے مطابق نکاح ہوا۔ اس جنت مثال محفل میں نہایت نیک خصال علامہ شیخ شمس الدین جزریؒ نے شرائط عقد کے طے پانے کے بعد نکاح کا خطبہ پڑھا ایجاب و قبول کے کلمات قاضی القضاۃ مولانا صلاح الدین نے کہلوائے اور بیشمار جواہرات نثار کیے گئے۔

ان شاہزادوں کی شادی پر جو ولیمہ ہوا اسی مجلس کا یہ واقعہ ہے۔

(ملاحظہ ہو روضۃ الصفاقی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفاء۔ مطبع نولکشور ۱۸۷۴ء ج ۶ ص ۱۲۳۴

۵۳ دعوتوں میں اسی ترتیب کو برقرار رکھنے کی تیمور لنگ نے اپنے فرزندان کو بھی وصیت کی تھی جیسا کہ "توزکات تیموری" میں لکھا ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

اس دعوت میں محقق سید شریف جرجانی المتوفی ۸۱۶ھ بھی مدعو تھے۔ جب وہ تشریف لائے تو امیر تیمور نے انھیں آپ کے پیچھے بٹھایا۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے امیر تیمور سے کہا کہ آپ نے سید شریف جرجانی کو ابن الجزری کے پیچھے کیوں بٹھایا آپ تو سب سے آگے بٹھانے کے لائق تھے۔ امیر تیمور نے فوراً یہ جواب دیا:-

کیف لا اقدم رجلا عارفا بالکتاب والسنة وبیشا وردما اشکل علیہ منھما النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالذات فیحل لہ۔

بھلا میں ایسے شخص کو آگے کیونکر جگہ نہ دوں جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کا عالم ہو اور جب اسے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں کوئی اشکال پیش آتا ہو تو وہ اس کو براہ راست بارگاہِ رسالت سے حل کر لیتا ہو۔

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ)

امر نمودم کہ فرزندان ونبایر وخویشان موافق مراتب خود ہالہ وار صف زدہ بردور سریر سلطنت بنشینند و سادات وقضاۃ وعلماء وفضلاء ومشائخ واکابر واشراف بر طرف دست راست نمایند۔ (ص ۳۲۶)

میں نے یہ حکم دیا ہے کہ فرزند نبائین اور اقارب کو حسب مراتب حلقہ نما صف بنا کر تخت شاہی کے گرداگرد بٹھائیں سادات، قضاۃ، علماء، فضلاء، مشائخ، اکابر اور اشراف کو دائیں جانب جگہ دیں۔

(حاشیہ صفحۂ ھذا)

لہ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ امیر تیمور محقق سید شریف جرجانی کے علمی مقام سے آگاہ اور آپ کا بڑا قدر دان تھا۔ سید شریف رحؒ نے تیمور کو اس دور کا مجدد قرار دیا تھا اور اس مضمون کا ایک خط بھی اس کو بھیجا تھا جیسا کہ "توزکات تیموری" میں ہے۔

امیر سید شریف کہ از فحول علمائے زمان بود درین باب مکتوبے بمن نوشت کہ اتفاق علمائے سلف و خلف برین رفتہ کہ در سر ہر صد سال از حضرت رسالت پناہ، اللہ تعالیٰ برائے رواج دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مجددے می انگیزد چوں دریں سر صد ہشتم امیر صاحبقران دین متین را رواج دادہ اند در اقطار وامصار عالم دین اسلام رواج یافتہ بتحقیق رسید کہ مروج دین امیر صاحبقران است۔ (ص ۱۷۸)

امیر سید شریف جو سر آمد روزگار علماء میں سے تھے اس معاملہ میں مجھے ایک خط لکھا تھا کہ علمائے سلف وخلف کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر صدی پر اللہ تعالیٰ دین محمدی کی ترویج واشاعت کے لئے ایک مجدد کھڑا کرتا ہے چونکہ اس آٹھویں صدی ہجری میں امیر صاحبقران نے دین متین کو رواج دیا ہے۔ اطرافِ عالم میں دینِ اسلام کی اشاعت خوب ہوئی لہذا اب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ امیر صاحبقران ہی آٹھویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔

اس کے بعد وہ اصل مکتوب درج ہے۔

⁂

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امیر تیمور کی نظر میں موصوف کا کیا مقام تھا یہی وجہ تھی کہ تیمور نے تاحیات آپ کو نہ چھوڑا۔ جب ۸۰۷ھ میں تیمور لنگ کا انتقال ہوا تو آپ خراسان آگئے اور ہرات، یزد اور اصفہان ہوتے ہوئے رمضان المبارک ۸۰۸ھ میں شیراز پہنچے۔

شیراز کا عہدۂ قضا

یہاں پیر محمد[۱] حاکم شیراز نے مملکتِ شیراز کے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر تقرر کر دیا جسے آپ نے مجبوراً قبول کیا اور نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض منصبی کو انجام دیتے رہے۔ یہاں بھی آپ نے حدیث اور قرأت کی تعلیم کے واسطے ایک مدرسہ کھولا جس میں بعض نے سبعہ قرأتوں اور بعض نے عشرہ کی تکمیل کی اور سندلی اور اہلِ شیراز نے آپ سے بڑا فیض پایا، مورخ سخاوی کا بیان ہے:۔

ونشر بھا ایضاً القرأات والحدیث وانتفعوا بہ۔ — شیراز میں بھی آپ کی ذات سے حدیث اور قراءتوں کی بڑی اشاعت ہوئی اور اہل شیراز کو آپ سے بڑا فیض پہنچا۔

درس و تدریس کا یہ سلسلہ ۸۲۲ھ تک برابر قائم رہا یہاں آپ نے اپنے فضل و کمال کی وجہ سے امام اعظم کے لقب سے شہرت پائی۔ کسی وجہ سے حاکمِ وقت کی نگاہیں بدل گئیں تو آپ حج کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

حج پر روانگی

۸۲۲ھ میں براہ بصرہ حج پر روانہ ہوئے سوء اتفاق سے راہ میں ڈاکوؤں نے ایسا لوٹا کہ کچھ بھی نہ چھوڑا اور حج بھی فوت ہو گیا۔ چاروناچار ینبع[۲] میں قیام کرنا پڑا۔ ربیع الاول[۳] میں مدینہ منورہ پہنچے اور حدیث کا درس دیا۔ رجب میں مکہ معظمہ آگئے حج کیا اور حرم ہی میں قیام فرمایا۔ ۸۲۷ھ میں حج کیا اور اسی سال اپنی ہر دو اہلیہ کے ہمراہ بلاد عجم کی سیر و سیاحت کا ارادہ ہوا، دمشق آئے پھر قاہرہ تشریف لائے، یہاں کے حاکم السلطان الاشرف نے آپ کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ کم و بیش سولہ[۴] دن قیام رہا مگر قاریوں کا اتنا ازدحام تھا کہ آپ صرف ایک آیت

۱ے پیر محمد، اصل نام محمد اور پیر محمد عرف تھا۔ یہ تیمور لنگ کا پوتا اور عمر کا بیٹا تھا، عمر بلادِ فارس کا حکمران تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا پیر محمد سریر آرائے مملکت ہوا۔ یہ نہایت نیک طینت اور خیر خواہ رعیت حاکم تھا، اس کی سلطنت کا زمانہ نہایت خوش گوار گزرا اس کے وزیر امیر حسین المعروف بہ شراب دار نے اس کو ۸۱۲ھ میں قتل کر دیا پھر پیر محمد کا بھائی تخت شاہی پر متمکن ہوا اور امیر حسین قصاص میں قتل کر دیا گیا۔

۲ے مدینہ کی قدیم بندرگاہ ہے۔

۳ے مورخ ابن العماد کا بیان ہے کہ آپ حج کر کے عراق آ گئے تھے یہاں تجارت کی اور ۸۲۶ھ میں حج پر روانہ ہوئے۔

تلاوت فرماتے تھے پھر سب اسی کو لوٹاتے تھے، طاش کبری زادہ کا بیان ہے:۔

ان الشیخ شمس الدین الجزری لما قدم القاهرة وازدحمت علیه خلق لم یتسع وقته لقراءة الجمیع فکان یقرأ علیهم الآیة ثم یعیدونها علیه دفعة فلم یکتف بقراءته [1]

شیخ شمس الدین الجزریؒ جب قاہرہ آئے تو قاریوں کا بڑا ازدحام تھا اور آپ کے پاس سب کے لئے قراءت کا وقت نہ تھا اس لئے آپ انھیں ایک آیت پڑھ کر سناتے اور پھر وہ سب مل کر اس کو لوٹاتے تھے۔ آپ نے محض اپنے پڑھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان سب سے اجرا کرایا اور سنا۔

حافظ ابن حجر العسقلانی انباء الغمر میں لکھتے ہیں:۔

لما قدم القاهرة انثال الناس للسماع علیه والقراءة وکان قد ثقل سمعه قلیلا ولکن بصره صحیح یکتب الخط الدقیق علی عادته۔

جب آپ قاہرہ آئے تو لوگ حدیث کے سماع اور قراءتوں کی تعلیم کے لئے آپ پر ٹوٹ پڑے اس وقت سماعت میں کچھ فرق آگیا تھا لیکن آنکھ کی بینائی بالکل درست تھی چنانچہ آپ اپنی دیرینہ عادت کے مطابق نہایت باریک لکھتے تھے۔

یہاں آپ نے مسند احمد، مسند امام شافعی وغیرہ کا بھی درس دیا۔ چنانچہ مورخ ابن العماد کا بیان ہے کہ

حدث بالقاهرة بمسند احمد ومسند الشافعی وغیر ذلك۔

قاہرہ میں آپ نے مسند احمدؒ اور مسند امام شافعیؒ وغیرہ کو اپنی سند سے روایت کیا تھا۔

یہاں سے آپ پھر یمن ہوتے ہوئے حج پر روانہ ہوئے، یمن میں آپ کی کتاب الحصن الحصین کا بڑا چلن تھا، اہلِ یمن اس کی روایت میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے تھے، جب آپ کا ورود یہاں ہوا تو بہت سے وہ لوگ جنھیں آپ سے اس کتاب کا سماع حاصل تھا، گذر چکے تھے ان کے بیٹے پوتوں نے آپ سے اس کا سماع کیا، زبید کے اندر مسجد الاشاعرہ میں حدیث کا درس دیا اور علمائے زبید نے حدیث کی اجازت لی، خود حاکم یمن الملک المنصور نے آپ کو صحیح مسلم سنائی اور روایت حدیث کی اجازت لی

[1] مفتاح السعادة ج ۲ ص ۲۶۰۔ علامہ ابن الجزریؒ نے اپنی قراءت پر اکتفا نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قاری کو اپنے استاد سے اجراء قراءت میں کم از کم کتنا پڑھنا ضروری ہے یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے چنانچہ صدرِ اول میں محض دس آیتوں کا پڑھ لینا بھی کافی سمجھا جاتا تھا مگر بعد میں شاگرد کی صلاحیت اخذ اور استعداد مدار رہی، گر ابن الجزریؒ نے (ان قیود کے ساتھ) یہ بھی اضافہ کیا کہ کسی ایک امام کی قرأت کی مشق میں کم از کم ایک سو بیس آیتیں پڑھنا اور متعدد ائمہ کی قراءت کے اجراء کی صورت میں دو سو چالیس آیتوں کا پڑھنا ضروری ہے حالانکہ کسی اور نے یہ تحدید نہیں کی ہے۔

زاد راہ اور انعام دے کر مکہ معظمہ پہنچایا۔

یہاں مسجد الحرام کے اندر ربیع الاول ۸۲۸ھ میں مسند احمد کا درس دیا اور اسی سال حج کیا پھر اپنے فرزند ابوبکر احمد الجزری کے ساتھ مصر تک آئے وہ روم چلے گئے اور آپ جمادی الآخرہ ۸۲۹ھ میں دمشق آگئے یہاں سے شام ہوتے ہوئے بصرہ پہنچے اور پھر شیراز آگئے۔

فضل وکمال ابن الجزریؒ بہ واسطہ امام شاطبیؒ کے شاگرد اور نہایت عالی اسناد کے حامل تھے[۱]۔ آپ کا خاص اور امتیازی فن قرارت تھا اور اس فن کے آپ امام تھے مورخ سخاوی کا بیان ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ابناء الغمر میں موصوف کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:۔

الحافظ الامام المقری۔ . . انه لهج بطلب الحديث والقرأأت وبرز فی القرأأت . . . انتهت اليه رياسة علم القرأأت فی الممالك۔

حافظ، امام قرارت۔ . . . آپ کی حدیث اور قرارتوں کی تحصیل کی طرف رغبت ہوئی، آپ قرارتوں کے فن میں مشہور ہوگئے۔ . . . بلاد اسلامیہ میں علم قرارت کی ریاست آپ پر ختم ہوگئی۔

حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ ذیل طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں۔

الحافظ المقری شيخ الاقراء فی زمانه

حافظ، قرارتوں کی سند دینے والے اور اپنے زمانے میں قرارتوں کے امام تھے۔

محدث محمد بن علی الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ البدر الطالع میں رقمطراز ہیں۔

فن تفرد بعلم القرأأت فی جميع الدنيا ونشره فی كثير من البلاد وكان اعظم فنونه واجل ما عنده۔

آپ علم قرارت میں سارے عالم میں یکتا تھے اور بہت سے ملکوں میں آپ نے اس کی اشاعت کی آپ کے فنون میں یہ فن سب سے ممتاز اور نمایاں تھا۔

اسی طرح حدیث بھی آپ کا خاص موضوع تھا اور علوم حدیث میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ایک لاکھ حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد تھیں جیسا کہ گذر چکا — حفظ حدیث میں روایات کی کثرت سے زیادہ ان کی کیفیت اور نوعیت معیار کمال ہے۔ اس اعتبار سے بھی

---

[۱] ابوالقاسم یوسف ابن علی الہذلی المعروف بابن جبارہ المتوفی ۴۶۵ھ کی معرکۃ الآرا کتاب الکامل فی القرأأت الخمسین کی آپ کے پاس نہایت اعلیٰ سند تھی حافظ ابن حجر اپنی معجم الشیوخ میں لکھتے ہیں۔

ان من احسن ما عنده الكامل فی القرأأت لابن جبارة۔

قراءتوں کی سندوں میں آپ کے پاس سب سے اعلیٰ سند الکامل فی القرارت لابن جبارہ کی تھی۔

اور پھر آپ کی پوری سند درج کی ہے۔

آپ کا پایہ نہایت بلند ہے۔ محدث طاؤسی[1] کا بیان ہے:۔

انہ تفرد بعلو الروایۃ وحفظ الاحادیث والجرح والتعدیل ومعرفۃ الرواۃ المتقدمین والمتاخرین یعنی بالنسبۃ[2] الی تلک النواحی و اوردا سانیدہ بالصحیحین وابی داؤد و النسائی وابن ماجتہ وبمسانید الدارمی و الشافعی واحمد وبموطاء مالک عن طریق یحیی بن یحیی وابی مصعب والقعنبی و ابن بکیر وبمصنفات البغوی والنووی کما سقتہا فی التاریخ الکبیر۔

موصوف علو روایت، حفظِ احادیث، جرح و تعدیل اور متقدمین اور متاخرین رواۃ (یعنی بالنسبۃ انہی اطراف کے) کی معرفت میں یکتائے روزگار تھے، صحیحین، سنن ابی داؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند دارمی، مسند امام شافعی، مسند احمد اور موطا امام مالک کی سندوں کو بطریق یحیی بن یحیی، ابو مصعب، القعنبی اور ابن بکیر روایت کرتے تھے۔ مصنفات بغوی اور نووی کو بھی بالسند بیان کرتے تھے جیسا کہ میں نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے۔

ذیل طبقات الحفاظ میں محدث سیوطی نے تصریح کی ہے:۔

وصفہ (ابن حجر) بالحفظ فی مواضع عدیدۃ من الدرر۔

درر الکامنہ میں متعدد جگہ حافظ ابن حجر نے آپ کے حفظ حدیث کی تعریف کی ہے۔

مورخ سخاوی اپنے استاد حافظ ابن حجرؒ سے ناقل ہیں:۔

فنہ الذی مہر فیہ القراأت ولہ عمل فی الحدیث ونظم وسط۔

آپ کا اصل فن جس میں مہارت حاصل تھی وہ قراءتوں کا فن ہے اور حدیث میں بھی آپ کا کارنامہ ہے۔ نظم البتہ اوسط درجہ کی ہے۔

ابن الجزریؒ کا شمار حفاظ حدیث میں ہے، محدث سیوطی ذیل طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں:۔

لانظیر لہ فی القراأت فی الدنیا فی زمانہ حافظ للحدیث وغیرہ۔

قراءتوں کے فن میں عالم میں آپ کا نظیر نہ تھا حدیث اور دیگر علوم کے آپ حافظ تھے۔

محدث محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ فرماتے ہیں:۔

ابو الخیر شمس الدین ابن الجزری الدمشقی

ابو الخیر شمس الدین ابن الجزری الدمشقی فن قرأت کے امام

---

[1] طاؤسی سے مراد شہاب الدین ابو العباس احمد الطاؤسی ہیں جو محدث عبد اللہ بن عبد القادر المتوفی ۸۳۳ھ کے فرزند اور محقق سید شریف جرجانی اور علامہ ابن الجزریؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ حالات کے لئے دیکھو الضوء اللامع ج ۱ ص ۳۶۰۔

[2] غالباً یہ جملہ سخاویؒ کا بڑھایا ہوا ہے۔

الامام فی القرأت الحافظ للحدیث [1] اور حافظ الحدیث تھے۔

مورخ ابن العماد کا بیان ہے:۔

فانہ کان عدیم النظیر طائر الصیت انتفع الناس بکتبہ وسارت فی الآفاق مسیر الشمس۔

آپ مشہور خلائق تھے اور اپنی نظیر نہ رکھتے تھے لوگوں نے آپ کی کتابوں سے فائدہ اٹھایا۔ آپ کی کتابیں عالم میں ایسی تیزی سے پھیلی ہیں جس طرح سورج تیز گامی سے اپنی منزل کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔

حدیث اور قراءتوں کے فن کے علاوہ اور بھی بہت سے علوم اسلامیہ تاریخ، طبقات، رجال نحو اور اصول فقہ وغیرہ میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا چنانچہ علامہ شوکانی نے لکھا ہے:۔

مھر فی کثیر من العلوم خصوصاً علم القرآن فانہ تفرد بہ ولخذ عنہ الناس فیہ وفی غیرہ من العلوم۔

آپ کو بہت سے علوم میں مہارت حاصل تھی خاص طور سے قراءتوں کے علم میں تو یقیناً آپ یکتائے زمانہ تھے بہت سے لوگوں نے آپ سے قرائتیں اور دیگر علوم حاصل کئے ہیں۔

ابن الجزریؒ کو ترویج سنت اور غیر معمولی خدمتِ حدیث و قرآن کے باعث آٹھویں صدی ہجری کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے چنانچہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ حافظ ابن حجر عسقلانی اور محدث سیوطی سے ناقل ہیں:۔

تفصیل این مباحث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ الخ) در رسالہ حافظ ابن حجر عسقلانی مسمیٰ بہ الفوائد الجمہ فی من یبعثہ اللہ لھذہ الامہ و رسالہ جلال الدین سیوطی مسمیٰ تنبئہ بمن یبعثہ اللہ علی راس المأتہ وغیرہ باید دید واز معائنہ این رسائل واضح است کہ در صدی اول مجدد مائۃ اول بالاتفاق عمر بن عبد العزیزؒ بودند و مجدد صدی دوم امام شافعیؒ اتفاقاً۔ ۔ ۔ ۔ واز مجددین صدی ہشتم زین الدین۔

ان مباحث کی تفصیل (کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی پر اس امت کے واسطے ایسا شخص پیدا فرماتا ہے جو امور دین کی تجدید اور اصلاح کرتا ہے) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے رسالہ الفوائد الجمہ فی من یبعثہ اللہ (یجدد الدین) لہذہ الامہ میں اور جلال الدین سیوطیؒ کے رسالہ التنبئہ بمن یبعثہ اللہ علی راس المائۃ (کل مائۃ) وغیرہ میں دیکھنی چاہئے ان رسالوں کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بالاتفاق پہلی صدی ہجری کے مجدد عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما ہیں اور دوسری صدی ہجری کے مجدد بالاتفاق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور آٹھویں صدی

[1] ملاحظہ ہو شرح المواہب اللدنیہ طبع اول مصر ۱۳۲۵ھ ج ا ص ۱۳۹۔

عراقی وشمس الدین جزری و سراج الدین بلقینی ۔ [1]

ہجری کے مجددین میں زین الدین عراقی، سراج الدین بلقینی اور شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے: لیس لہ ید فی الفقہ (موصوف کو فقہ میں دستگاہ حاصل نہ تھی) اور آپ کے شاگرد سخاوی نے استاذ کی اتباع میں یہاں تک لکھدیا ہے لم یکن محمود السیرۃ فی القضاء (آپ قضا کے معاملہ میں کچھ زیادہ نیک کردار بھی نہ تھے)۔

ہمارے خیال میں یہ دونوں باتیں کچھ زیادہ قرین قیاس نہیں کیونکہ موصوف کے واقعاتِ زندگی سے ان باتوں کی تصدیق نہیں ہوتی۔ موصوف کو اگر فقہ میں درک حاصل نہ ہوتا یا آپ محمود السیرہ نہ ہوتے تو ما وراء النہر میں جو اک زمانۂ دراز سے فقہ کا مرکز بنا ہوا تھا وہاں مدت مدید تک عہدۂ قضا پر کیونکر فائز رہ سکتے تھے، پھر فقہ میں آپ کی تالیفات اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ آپ کو فقہ پر بھی عبور حاصل تھا۔ طاش کبری زادہ کا بیان ہے:۔

الف فی التفسیر والحدیث والفقہ

فقہ، حدیث اور تفسیر میں آپ کی تالیفات ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کی بڑھتی ہوئی شہرت اور قبولیت کو دیکھ کر بعض معاصرین نے آپ کو طرح طرح سے بدنام کرنے کی کوششیں کیں، مجازفت (من گھڑت باتیں کرنا) سے بھی آپ کو متہم کیا گیا۔ چونکہ یہ تہمت اتنی سنگین تھی کہ موصوف کی شخصیت ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہوئے جاتی تھی اس لئے خود حافظ ابن حجرؒ نے اس اتہام کی نہایت سختی سے تردید کی جیسا کہ موصوف کا بیان ہے:۔

قد سمعت بعض العلماء یتھمہ المجازفۃ فی القول واما الحدیث فما اظن بہ ذلک الا انہ رأی للعصریین شیئا اغار علیہ ونسبہ للنفسہ وھذا امر قد اکثر المتاخرون منہ ولم ینفرد بہ

میں نے بعض علما سے سنا وہ موصوف کو مجازفت فی القول (من گھڑت باتیں کرنا) سے متہم کرتے تھے میں آپ کے متعلق حدیث کی نسبت تو کبھی یہ گمان بھی نہیں کرسکتا بات اتنی ہوگی کہ جب موصوف نے اپنے معاصرین کے پاس کوئی ایسی چیز دیکھی (جو آپ کے پاس نہ تھی) تو آپ کو غیرت آئی اور اس کی نسبت اپنی طرف بھی کردی یہ بات متاخرین علماء میں آپ سے بھی زیادہ موجود ہے اس میں آپ ہی منفرد نہیں ہیں ایسا تو اکثر متاخرین نے کیا ہے۔

❖ ❖

فقہ کے باب میں غالباً حافظ ابن حجر بھی معاصرین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر

[1] مجموعۃ الفتاوی مطبع شوکت اسلام ۱۳۰۹ھ ج ۲ ص ۱۵۲

نہ رہ سکے۔

بھلا جس شخص کے زہد و ورع کا یہ عالم ہو کہ سفر و حضر میں بھی اس کے معمولات میں کوئی فرق نہ آتا ہو جس کی للٰہیت اور دربارِ رسالت میں رسائی کا یہ حال ہو کہ اس کے اشکالات براہِ راست بارگاہِ نبوی سے حل ہوتے ہوں اس کو غیر محمود السیرۃ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے۔

شعر و سخن کا ذوق

ابن الجزریؒ کو شعر و سخن کا فطری ذوق تھا موصوف نے اس خداداد ملکہ سے بھی قرآن اور حدیث کی خدمت کی۔ فن تجوید کے اصول اور قواعد کو اشعار میں منضبط کیا اور اختلافِ قراءت کو نظم کیا تاکہ یاد کرنے میں سہولت ہو چنانچہ اٹھارہ سال کی عمر میں قراءتِ عشرہ میں شاطبیہ کا تکملہ نظم الہدایہ فی تتمۃ العشرہ نامی لکھا جس کا وزن اور قافیہ بھی وہی ہے جو شاطبیہ کا ہے۔[۱]

مقدمۃ الجزریہ طالبعلموں کو آج بھی ابتدا میں یاد کرایا جاتا ہے۔ طیبۃ النشر میں سبعہ اور عشرہ قراءتوں کے اختلافات کو ایک ہزار اشعار میں نظم کیا جو اس زمانے میں بھی قاری یاد کرتے اور تکمیل فن کے لئے آج بھی اس کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اصولِ حدیث میں بھی ایک ارجوزہ آپ سے یادگار ہے۔ بیشتر اشعار اسی قسم کے ہیں۔ ان کے علاوہ جو اشعار ہیں وہ عشقِ نبویؐ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

آپ نے جب شاگردوں کو شمائل ترمذی ختم کرائی تو فی البدیہہ یہ دو شعر کہے:-

اخلائی ان شط الحبیب و ربعہ	وعزّ تلاقیہ وناءت منازلہ
میرے پیارے دوستو! اگر محبوب اور اسکی منزل دور ہے	اس سے ملاقات مشکل اور اس کے کوچہ تک رسائی دشوار ہے

---

[۱] علامہ شاطبیؒ کے انداز پر لکھنا بڑا مشکل کام ہے جیسا کہ ابن الجزریؒ لکھتے ہیں۔

من وقف علی قصیدتیہ علم مقدار ما آتاہ اللہ تعالیٰ فی ذلک خصوصاً اللامیۃ التی عجز البلغاء من بعدہ عن معارضتہا فانہ لا یعرف مقدارہا الا من نظم علی منوالہا او قابل بینہا وبین ما نظم علی طریقہا۔

جو آپکے دونوں قصیدوں سے واقف ہوگا اس کو اس کا اندازہ ہوگا کہ فن قراءت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنا علم عطا کیا۔ خاص طور سے لامیہ کہ جس کے مقابلہ سے بعد کے بلغاء بھی عاجز آگئے اس کی قدر وہ ہی جان سکتا ہے جس نے اس انداز پر نظم لکھی ہو یا اس کے اور اس نظم کے درمیان جو اس انداز پر کہی گئی ہو موازنہ کیا ہو۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف کو نظم پر کیسی زبردست قدرت حاصل تھی کہ عنفوانِ شباب ہی میں شاطبیہ کے انداز پر اس کا تکملہ لکھ دیا تھا۔

وفاتکم ان تبصروه بعینکم　　فما فاتکم بالسمع هذه شمائله

اور اگر تم سے یہ نہ ہو سکے کہ تم انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو　　یہ تو ممکن ہے کہ تم ان کے خصائل اور شمائل کا حال سنو۔

دیارِ حبیبؐ کے متعلق یہ دو شعر بھی سُن لیجئے :۔

مدینة خیر الخلق تجلو لناظری　　فلا تعذلونی ان قتلت بها عشقا

افضل الموجودات کا مدینہ میری آنکھوں کو جِلا بخشتا ہے　　پس اگر میں اس کے عشق میں مارا جاؤں تو مجھکو برا بھلا نہ کہو

وقد قیل فی زرق العیون شآمة　　وعندی ان الیمن فی عینها الزرقا

اور کہا تو یہ جاتا ہے کہ چشم نیلگوں بدفال ہے　　اور میرے نزدیک تو اس کے عین الزرقا (منبع آب) میں نیک فالی ہی نیک فالی ہے

ختم مسندِ احمدؒ پر ایک دالیہ کہا تھا جس میں بلا کی آمد اور روانی ہے فرماتے ہیں :۔

حدیث النبی المصطفی خیر مسند　　وسنته الغراء ارفع مسند

نبی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بہترین مسند ہے　　اور آپ کی تابناک سنت سب سے اعلیٰ مسند ہے

فطوبی لمن اضحی الحدیث شعاره　　وبشری لمن امسی بالاخیار یقتدی

خوش نصیب ہے وہ جس کا شعار علم حدیث بن گیا ہو　　اور قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو بزرگوں کی پیروی کرنے لگا ہو

ویا فوز من بات النبی سمیره　　ومن نوره فی ظلمة الجهل یهتدی

اور اے بامراد انسان کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہمکلام ہوں　　اور انھیں کے نور سے جہالت کی تاریکی میں ہدایت یافتہ ہو

ویا سعد من کان الصحابة حوله　　یروح علیهم بالحدیث ویغتدی

اور اے خوش نصیب کہ جس کے پاس صحابہ کرام موجود ہوں　　اور صبح وشام وہ ان سے باتیں کرتا ہو۔

وان کتاب المسند البحر للرضی　　فتی حنبل للدین آیة مسند

اور حقیقت میں مسند احمد تسلیم و رضا کا سمندر ہے　　حنبل کے نوجوان دین کیلئے اسناد کی ایک نشانی ہیں۔

حوی من حدیث المصطفی کل جوهر　　وجمع فیه کل درّ منضّد

اس نے حدیث مصطفٰے کا ہر ایک جوہر اکٹھا کیا ہے　　اور اس میں تہ بتہ ہر موتی کو جمع کر دیا ہے

فما من صحیح کالبخاری جامعاً　　ولا مسند یلفی کمسند احمد

صحیح بخاری کی طرح کوئی جامع کتاب نہیں ہے　　اور نہ کوئی مسند احمد کی طرح مسند ہے۔

امام هدی للناس افضل مقتدی　　شدید کبیر للخلائق مرشد

وہ لوگوں کے واسطے امام ہدایت اور افضل رہنما ہیں　　خلق کے لئے بہترین مرشد اور رہبر ہیں۔

ھو الصابر الاوّاہ فی محنٍ دھت	لہ المنۃ العظمیٰ علی کل مھتدی
وہ ناگہانی مصیبتوں میں صبر کرنے والے اور نرم دل ہیں	ہر ہدایت یافتہ پر آپ کا بڑا احسان ہے
الٰھی وارحم کل من ھو حاضر	ومن غاب ایضاً فاعف (عنہ) واسعد
یا الٰہی حاضرینِ مجلس پر رحم فرما	اور جو موجود نہیں ہیں انھیں بھی معاف فرما اور نیک بخت بنا
ما کان من حاجاتنا فاقضہ لنا	وحطنا وجد وانصر وسلّم وایّد
ہماری جو بھی حاجتیں ہیں ان کو پورا فرما۔	ہمارے گناہ معاف کر ہم پر عنایت فرما ہماری مدد کر ہمیں سلامت رکھ اور قوت بخش
وقد قالہ العبد الفقیر محمدٌ	فتی الجزری السائل العفوَ فی غد
یہی دعا ہے عاجز فقیر محمد	الجزری کی جو کل بھی تجھ سے معافی کا طلب گار ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے جو آپ کی نظم کے متعلق یہ لکھا ہے "نظم وسط" کہ نظم اوسط درجہ کی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شعر و سخن کا تعلق حسن و عشق سے ہے شاعر کے اصلی جوہر اسی میدان میں کھلتے ہیں۔ موصوف نے فن کے قواعد کو اشعار میں نظم کیا ہے وہ بھی اصول تجوید اور قراءتوں کے اختلافات کو علومِ حدیث اور اصولِ حدیث کو، بھلا ان اشعار میں رنگینی اور لطف کیونکر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ بڑے سے بڑا شاعر بھی کسی خاص فن کے قواعد کو اشعار میں نظم کرے تو وہ خوبیاں ہرگز پیدا نہیں کر سکتا جو حسن و عشق کی داستان میں کی جا سکتی ہیں۔ کسی فن کے مسائل کو نثر میں لکھنا ہی مشکل ہوتا ہے پھر نظم کرنا تو اور بھی مشکل ہوتا ہے، اس کے باوجود آپ کی نظم اوسط درجہ کی ہے تو بھی آپ کا بڑا کمال ہے۔

فصاحت وبلاغت

مذہبی علوم کے علاوہ زبان و ادب کا مذاق بھی نہایت پاکیزہ تھا اور ادب میں بھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ آپ کا شمار اپنے دور کے فصیح لوگوں میں تھا۔ تقی الدین احمد المقریزی المتوفی ۸۴۵ھ درر العقود الفریدہ فی تراجم الاعیان المفیدہ میں لکھتے ہیں:-

کان شکلاً حسناً فصیحاً بلیغاً لہ نظم ونثر وخطب۔	آپ نہایت جمیل و شکیل اور فصیح و بلیغ انسان تھے۔ نظم و نثر اور خطبے آپ سے یادگار ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی انباء الغمر میں اس امر کا اعتراف کیا ہے موصوف کے الفاظ ہیں۔

انہ کان ثریاً وشکلاً حسناً و فصیحاً بلیغاً۔	آپ صاحب ثروت، نہایت خوبصورت اور بڑے فصیح و بلیغ تھے۔

٭

حافظہ اور ذکاوت

علم کے ذوق و شوق کے ساتھ حافظہ بھی نہایت قوی پایا تھا، جو چیز ایک دفعہ یاد کرلی وہ گویا کتاب میں محفوظ ہوگئی۔ حافظہ کا یہ حال تھا کہ ایک لاکھ حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد تھیں۔ فہم و ذکاء سے بھی وافر حصہ ملا تھا جس کا اندازہ آپ کے شیوخ کے اِن الفاظ سے ہوتا ہے جو انھوں نے فنِ حدیث کی ترغیب دیتے ہوئے آپ سے کہے تھے:۔

انت باذھنك رائق وفھمك فائق — تم! تمہارا ذہن اچھا ہے تمہاری سمجھ خوب ہے۔

اخلاق و عادات

آپ بڑے ملنسار، شیریں گفتار اور خدا ترس بزرگ تھے، جب بات کرتے تھے تو منہ سے پھول جھڑتے تھے، جملہ جملہ سے فصاحت و بلاغت ٹپکتی تھی، مزاج میں تواضع اور انکسار تھا۔ لوگوں کے ساتھ احسان اور حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دولت بھی خوب دی تھی، اہلِ حجاز کے ساتھ خصوصیت سے بہت احسان کرتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ انباء الغمر میں لکھتے ہیں:۔

کثیرا الاحسان لاھل الحجاز — اہلِ حجاز کے ساتھ دل کھول کر احسان کرتے تھے۔

آپ گفتگو میں ہر شخص کے مرتبہ کا خیال رکھتے اور اس کی فہم کے مطابق اس سے گفتگو کرتے تھے بسا اوقات علماء اور فقہاء کے سامنے بھی ایسی باتیں بیان کرنے سے گریز کرتے تھے جنھیں آپ ان کی فہم و ادراک سے بالاتر سمجھتے تھے۔ چنانچہ محقق داود الباخلی الشاذلی، اللطیفۃ المرضیہ میں رقمطراز ہیں۔

لقد ذاکرت الشیخ الامام شیخ وقتہ و امام عصرہ شیخنا الشیخ شمس الدین الجزری فی مسئلۃ من ذلك فقال لی! حضرت مع جماعۃ من الفقہاء فحاولت ان اوصل الی اذھانھم معنی ھذہ المسئلۃ فلم یمکن لبعد اذھانھم من ادراك ذلك۔ ؎۲

شیخ وقت اور امام العصر ہمارے شیخ علامہ شمس الدین جزریؒ سے میں نے اس مسئلہ میں (کہ آیاتِ قرآنی کی شعروں میں تضمین جائز ہے یا نہیں) گفتگو کی تو موصوف نے مجھ سے فرمایا، ایک مرتبہ میں فقہاء کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا، میں نے چاہا کہ اس مسئلہ کی حقیقت سے انھیں آگاہ کروں مگر میں نے ان کے دماغوں کو اس کی حقیقت کے ادراک سے عاجز پایا تو پہلو تہی کرگیا۔

؎۱ شیخ داؤد شاذلی مالکیہ میں محقق عالم اور نہایت بلند پایہ صوفی گزرے ہیں۔ شیخ تاج الدین عطاء اللہ سے علم طریقت حاصل کیا اور علوم عربیہ کی تحصیل علامہ ابن الجزری سے کی ہے۔ موصوف کی تالیفات آپ کی دقتِ نظر اور ژرف نگاہی کی شاہد ہیں۔

؎۲ ملاحظہ ہو اللطیفۃ المرضیہ فی شرح دعاء الشاذلیہ بحوالہ الحاوی للفتاوی از جلال الدین سیوطی طبع قاہرہ ۱۳۵۲ھ ج ا ص ۲۷۹

عبادت اور ریاضت

آپ علم کے ساتھ عمل کے زیور سے بھی آراستہ تھے بڑے عابد اور مرتاض بزرگ تھے، زندگی کے مشاغل ثلاثہ میں تیسرا مشغلہ عبادت اور ریاضت ہی تھا جو سفر اور حضر میں بھی نہ چھوٹتا تھا۔

انضباطِ اوقات

ابن الجزریؒ نے اپنے شبانہ روز کے مشاغل اور اوقاتِ کار کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

(۱) قرارت کی تعلیم اور درس حدیث۔

(۲) تصنیف وتالیف۔

(۳) عبادت اور یادِ الٰہی۔

تمام عمر ان امور ثلاثہ پر بڑی پابندی سے عمل پیرا رہے، ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ اس کے علاوہ تھا جو کبھی قضا نہ ہوا۔ سفر تک میں بھی شب بیداری اور تہجد گذاری میں کبھی فرق نہ آیا۔ نواب صدیق حسن خاں قنوجی اتحاف النبلاء میں لکھتے ہیں۔

اوقاتش معمود بود بہ شغل قرارت قرآن یا اسماع حدیث یا عبادت در اوقات او برکت محسوس بود باوجودیکہ مردم بطلب ایں دو علم بروے ہجوم داشتند و اوراد و عبادات وظیفہ داشت آں قدر ہر روز تصنیف می کرد کہ کاتب جید سریع الکتابت می نوشت در سفر و حضر بیدار و قائم اللیل می ماند ہرگز روزۂ دوشنبہ و پنجشنبہ از وے فوت نمی شد و سہ روزہ از ماہ نیز می نہاد۔

آپ کے اوقاتِ زندگی تین کاموں میں منحصر تھے، قرآن پڑھنا اور پڑھانا، حدیث کا درس اور عبادتِ الہی۔ ان اوقات میں بڑی برکت تھی، باوجودیکہ لوگوں کا علم حدیث اور قرارت کی تحصیل کے لئے آپ کے پاس ٹھٹ لگا رہتا مگر اوراد و وظائف اور معمولات بھی برابر انجام پاتے رہتے تھے مزید برآں ہر روز اتنا تصنیفی کام کر لیتے تھے کہ جتنا ایک زود نویس کاتب لکھ سکتا ہے۔ شب بیداری اور تہجد گذاری سفر و حضر میں بھی برابر قائم رہتی تھی دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ کبھی قضا نہ ہوتا تھا ہر مہینے میں تین روزے اس کے علاوہ رکھتے تھے۔

قبولیتِ عام

ابن الجزریؒ اپنے فضل وکمال اور زہد و ورع کی وجہ سے ایسے ہر دلعزیز اور مرجع خلائق بن گئے تھے کہ قرّا اور طالبانِ حدیث دور دور سے استفادہ کے لئے آتے تھے جہاں جاتے تھے شائقین کا ٹھٹھ لگ جاتا تھا قاہرہ میں پہنچے تو لوگ ٹوٹے پڑتے تھے، یمن آئے تو یمنی حصول سند میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرنے لگے۔ خلفاء کی گرویدگی کا یہ عالم تھا کہ جس خلیفہ کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا اس نے تاحیات آپ کو نہ چھوڑا۔ بایزید بن عثمان جبتک

زندہ رہا اس نے آپ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ امیر تیمور نے بھی مرکر ہی مفارقت اختیار کی۔ پیر محمد حاکم شیراز نے زندگی بھر شیراز سے نکلنے نہ دیا۔

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست   قبول خاطر اندر دست کس نیست

وفات ابن الجزریؒ نے کم وبیش ۵۵ سال تک متواتر قرآن وحدیث کی خدمت کرکے ۸۲ سال کی عمر میں جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ میں (جو میرزا شاہرخ کا عہد تھا) شیراز کے اندر اپنی قیامگاہ محلہ اسکافیین (موچی محلہ) میں انتقال فرمایا اور اپنے مدرسہ دار القرآن میں سپرد خاک ہوئے۔[1] سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ منزلہ ومثواہ۔ آمین

"غایۃ النہایہ" میں آپ کے جنازہ کی کیفیت آپ کے ایک تلمیذ کی زبانی اس طرح مرقوم ہے :۔

جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو اتنا ہجوم تھا کہ اعیان مملکت، عوام وخواص جنازہ کو کندھا دینے، چھونے اور بوسہ دینے میں ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے جن کو جنازہ تک پہنچنا ممکن نہ تھا وہ ان لوگوں کے ہاتھ لگا کر برکت حاصل کرتے تھے جنھیں امام ابن الجزریؒ کے جنازہ کے ہاتھ لگانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی، آپ کے انتقال سے اسلام کی بہت سی مہتم بالشان یادگاریں مٹ گئیں۔

وما کان قیس ھلکہ ھلك واحد   ولکنہ بنیان قوم تھدما

---

[1] بعض کتابوں میں موصوف کا سال وفات سہواً غلط درج ہو گیا ہے یہ غلطی حاجی خلیفہ سے کشف الظنون میں ہوئی انھوں نے الحصن الحصین کے ضمن میں بھی اور موصوف کی بعض دوسری کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے بھی سال وفات ۸۳۳، اور ۸۱۱ تک لکھ دیا ہے نواب صدیق حسن خاں نے اتحاف النبلاء میں ۸۳۴ بیان کیا ہے جس پر مولانا عبد الحی فرنگی محلی نے "تذکرۃ الراشد وتبصرۃ الناقد" اور "ابراز الغی" میں نہایت سخت تنقید کی ہے۔ نواب صدیق حسنؒ خاں سے یہ غلطی صاحب کشف الظنون کی اتباع میں ہوئی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کشف الظنون تراجم رجال کی کتاب نہیں وہ اسلامی علوم پر کتابوں کی ایک جامع فہرست اور ان کا اجمالی تعارف ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں بیان وفیات کا چنداں اہتمام نہیں ہے جو لوگ صرف اس پر اعتماد کرکے تاریخ وفات نقل کرتے ہیں وہ عموماً غلطی کرتے ہیں۔ کشف الظنون چونکہ نواب صدیق حسن خاں کے بھی پیش نظر رہی ہے اس لئے موصوف سے بھی تاریخ وفات بیان کرنے میں بڑی غلطیاں ہوئی ہیں انہی میں سے ایک یہ غلطی بھی ہے۔

تاج العروس میں مادہ جزر کے تحت موصوف کا سال وفات ۸۳۵ لکھا ہوا ہے جو کتابت یا طباعت کی غلطی ہے۔

مولانا عبد الحی فرنگی محلی نے "الانس الجلیل" کے حوالہ سے طرب الاماثل بتراجم الافاضل (مطبع یوسفی لکھنؤ سنہ ۱۳۳۰ھ ص ۲۶۰) میں لکھا ہے کہ آپ نے بقرعید کے دن ۸۳۳ھ میں انتقال فرمایا مگر یہ تاریخ وفات بھی صحیح نہیں۔

ہم نے جو تاریخ وفات اور سال وفات اوپر نقل کیا ہے وہی صحیح ہے۔ "غایۃ النہایہ" میں ابن الجزریؒ کے تلمیذ کی زبانی یہی منقول ہے، یہی طاش کبری زادہ نے نقل کیا ہے۔ علامہ سخاوی نے بھی یہی سال وفات بیان کیا ہے، حافظ جلال الدین سیوطی، ابن عربشاہ، محدث عبد الباقی زرقانی اور مولف حبیب السیر نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

اولاد واحفاد

چھ فرزند اور تین دختر آپ نے یادگار چھوڑی تھیں۔ سب سے بڑے ابوالفتح الجزری تھے۔

(۱) محمد نام اور ابوالفتح کنیت تھی۔ بدھ کے دن ۲؍ربیع الاول ۷۷۷ھ میں دمشق کے اندر پیدا ہوئے، بڑے ذہین اور ذکی تھے، آٹھ برس کی عمر میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ علامہ شاطبی کے ہر دو قصیدے دالیہ اور رائیہ، التنبیہ، الفیہ حدیث الفیہ نحو منہاج الاصول بیضاوی اور بُلقینی کی تلخیص کو بچپن ہی میں یاد کر لیا تھا۔ والد کے بعض اساتذہ اور شیوخ سے قرارت اور حدیث پڑھی، عبدالوہاب بن السلار سے سورۂ فاتحہ کو سبع قرارت کے ساتھ پڑھا۔ ابن الجزریؒ نے محدث ابن امیلہ، صلاح بن ابی عمرو اور ابراہیم بن احمد السکندری کی مجلس درس میں بھیجا علامہ بُلقینی اور ابناسی سے فقہ کی تحصیل کی، ان بزرگوں سے درس وتدریس اور افتا کی بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ ابن الجزریؒ نے طبقات القرا میں آپ کا تفصیلی تذکرہ لکھا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ ابنا الغمر میں لکھتے ہیں:۔

کان جید الذھن یستحضر کثیرا من الفقہ و یقرئ بالروایات و یخطب جیدا وقد رایتہ بالقاھرۃ۔	آپ بڑے ہی ذہین تھے، فقہ شافعیہ کا بیشتر حصہ مستحضر تھا قرآن پڑھاتے تھے نہایت عمدہ خطبہ دیتے تھے قاہرہ میں میں نے آپ کو دیکھا ہے۔

ابھی زندگی کی چالیس بہاریں بھی نہ دیکھنے پائے تھے کہ ماہِ صفر ۸۱۴ھ میں بعارضہ طاعون دمشق میں انتقال فرمایا۔

(۲) ابوبکر الجزری، محمد نام اور ابوبکر کنیت تھی، ۱۷؍رمضان المبارک ۷۸۰ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے، دس برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور ۷۹۱ھ میں تراویح میں سنایا۔ پھر علامہ شاطبی کے قصیدے اور اپنے والد کی بعض تالیفات یاد کیں۔ بڑے بھائی ابوالفتح سے بارہ قرارتوں کی مشق کی، والد بزرگوار سے النشر اور الطیبہ پڑھی اور متعدد مرتبہ اس کا سماع کیا۔ حافظ عراقی جیسے نادرۂ روزگار محدثین سے حدیث کی تحصیل کی تھی۔

ابن الجزریؒ کا بیان ہے، جب میں روم پہنچا تو یہی میری کتابیں لے کر آئے تھے اور میرے پاس رہ کر بہت کچھ استفادہ کیا تھا۔ ملک عادل بایزید بن عثمان کے فرزند محمد، سعید، مصطفیٰ اور موسیٰ نے آپ ہی سے فیض پایا تھا۔ بایزید بن عثمان نے جامع بایزیدی کا متولی بنا دیا تھا۔ جب تیمور لنگ بروصہ پر قابض ہوا تو اس نے السلطان الناصر فرج بن برقوق کے پاس آپ ہی کو سفیر بنا کر بھیجا تھا، بیس برس تک روم میں رہے اور والد بزرگوار شیراز میں۔ مگر ملاقات کی نوبت نہ آئی۔ ۸۲۷ھ میں جب

ابن الجزری نے حج کیا تو کچھ مدت آپ کا ساتھ رہا تھا۔

حاکم قاہرہ السلطان الاشرف نے آپ کی صلاحیتوں کو دیکھکر آپ کے بھائی ابوالفتح کی جگہ تقرر کردیا تھا۔ موصوف کا تذکرہ بھی طبقات القرار میں ابن الجزری نے کیا ہے۔

(۳) ابوالخیر الجزری، محمد نام اور ابوالخیر کنیت تھی، جلجولیہ بمقام شاش ۷۸۹ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، ارباب فضل وکمال اور ائمہ وقت سے علوم وفنون کی تحصیل کی۔ ۸۰۱ھ میں اپنے والد بزرگوار کے پاس بروصہ پہنچے اور تراویح میں قرآن سنایا، پھر معلوم ہوتا ہے واپس چلے گئے۔ جب ابن الجزری تیمور کے ہمراہ کش میں اترے تو ابوالخیر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۸۰۹ھ تک آپ کے پاس رہے اور عشرہ کی مشق کی، اپنے والد کی تالیفات میں سے مقدمۃ الجزریہ، طیبۃ النشر اور جوہرہ کو یاد کیا۔ طبقات القرار میں جزری نے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ سخاوی کا بیان ہے مجھے اب تک (موصوف کا تذکرہ قلم بند کرنے کے وقت تک) تاریخ وفات کا علم نہ ہوسکا۔

تین فرزند ابوالقاسم علی، ابوالبقاء اسماعیل اور ابوالفضل اسحاق بھی قاری اور محدث تھے۔

دختران نیک اختر میں فاطمہ، عائشہ، سلمیٰ اور خدیجہ تھیں۔ یہ بھی جلیل القدر محدثہ اور فن قرارت کی ماہر تھیں، طاش کبری زادہ کا بیان ہے:۔

جمیع ہولاء من القراء المجودین والمرتلین ومن الحفاظ المحدثین

یہ سب فن تجوید کے ماہر بہترین قاری اور حافظ حدیث تھے۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است

تالیفات

تجوید وقرارت

(۱) اتحاف المہرہ فی تتمۃ العشرہ۔ یہ عشر اور اثنا عشر قراءتوں کے بیان میں ہے۔

(۲) اصول القراأت: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اصول قرارت میں ایک مختصر ہے۔

(۳) اعانۃ المہرہ فی الزیادۃ علی العشرہ: یہ عشرہ کے بعد کی قراءتوں کے بیان میں ہے۔

(۴) الغاز: یہ فن قرارت میں ایک منظوم ہمزیہ ہے جس میں قرارت کے اختلافات بطور چیستاں بیان کئے ہیں۔

(۵) تحبیر التیسیر فی العشر: علامہ دانی کی مشہور کتاب التیسیر جو سبع قراءتوں کے بیان

میں سب سے زیادہ قابلِ اعتماد اور نہایت مقبول کتاب ہے، اس میں آپ نے تین اور قراءتوں کا اضافہ کرکے اسی کا نام تحبیر التیسیر رکھا ہے۔

(۶) التقریب: یہ النشر کی تلخیص اور اس کا نہایت جامع مختصر ہے۔

(۷) التمہید فی علم التجوید: یہ رسالہ علم تجوید میں ہے۔ موصوف نے ۷۶۹ھ میں اس کو تالیف کیا تھا۔

(۸) الدرۃ: اس کا نام نظم الہدایہ فی تتمۃ العشرہ ہے۔ یہ مشہور دس قراءتوں کے بیان میں ایک منظوم رسالہ ہے، موصوف نے اٹھارہ سال کی عمر میں اس کو نظم کیا تھا، یہ اسی زمانے میں اتنی مقبول ہوئی کہ موصوف کے بعض اساتذہ نے اس کو زبانی یاد کیا تھا۔

(۹) الدرۃ المضیئہ فی قراءات الائمۃ الثلاثۃ المرضیہ: یہ عشرہ میں شاطبیہ کا منظوم تکملہ ہے جس کا وزن اور قافیہ بھی وہی ہے جو شاطبیہ کا ہے اور ۲۴۱ اشعار پر مشتمل ہے، جمادی الاخری ۸۲۳ھ میں مکمل ہوا ابن الجزری کے بعض تلامذہ اور بعض جید علما نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب مجموعۂ قراءات کے ساتھ قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے۔

(۱۰) شرح طیبۃ النشر: یہ عشرہ قراءتوں میں ایک منظوم کتاب طیبۃ النشر پر حواشی اور اس کی مختصر شرح ہے۔

(۱۱) شرح النشر: یہ النشر پر حواشی اور اس کے مغلق مقامات کی توضیح اور شرح ہے۔

(۱۲) طیبۃ النشر فی القراءات العشر: یہ قراءت عشر کے اصول اور باہمی اختلافات میں ایک منظوم کتاب ہے، جو شعبان ۷۹۹ھ (مطابق مئی ۱۳۹۶ء) میں آپ نے نظم کی تھی، ایک ہزار بیتوں پر مشتمل ہے۔ قاہرہ سے پہلی مرتبہ ۱۲۸۲ھ اور پھر ۱۳۰۸ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

(۱۳) العقد الثمین: یہ الالغاز کی غیر منظوم شرح ہے اس کی ایک شرح سراج الدین ابوحفص عمر بن قاسم انصاری نے بھی کی تھی جس کا نام العقد الجوہری فی حل الغاز الجزری رکھا تھا۔

(۱۴) غایۃ المہرہ فی الزیادۃ العشرہ: یہ عشر اور اثنا عشر قراءتوں کے بیان میں ہے۔

(۱۵) القراءۃ الشاذہ: یہ شاطبیہ کے انداز پر قراءات شاذہ کے بیان میں ایک منظوم رسالہ ہے جو رمضان ۷۹۷ھ کی تالیف ہے۔

(۱۶) المقدمۃ الجزریہ: یہ فن تجوید میں ایک منظوم رسالہ ہے جو ایک سو دس بیتوں پر مشتمل ہے، مصر اور تبریز میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔

تلاوت قرآن مجید سے قبل قرآن پڑھنے والے پر جن باتوں کا جاننا ازبس ضروری ہے انہی باتوں کو اس

رسالہ میں بیان کیا ہے، موصوف کے فرزند ابوبکر احمد الجزری نے اس کی شرح لکھی تھی جس کا نام الحواشی المفہمہ بشرح المقدمہ رکھا تھا۔ بعد میں علماء نے اس کی بکثرت شرحیں لکھیں اور مختلف زبانوں میں لکھی ہیں۔ چودہ شرحوں کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے۔ ملا علی قاری کی شرح المنحۃ الفکریہ بہت مشہور ہے اور مصر میں چھپ چکی ہے اردو زبان میں قاری محمود اور قاری محمد ادریس نے بھی اچھی شرح لکھی ہے جو ۱۳۵۲ھ میں برقی پریس دہلی سے شائع ہو گئی ہے۔

(۱۷) منجد المقرئین ومرشد الطالبین: یہ کتاب سات ابواب پر منقسم ہے۔ حاجی خلیفہ کا بیان ہے کہ یہ نہایت مفید کتاب ہے۔ شیخ محمد زاہد کوثری لکھتے ہیں اس میں موصوف نے حافظ ابو شامہ کی کتاب المرشد الوجیز فی علوم القرآن العزیز پر بڑا رد کیا ہے۔ اس کتاب کے باب رواۃ العشر میں ثابت کیا ہے کہ قراءت عشرہ کا ثبوت متواتر ہے اور یہ سلسلہ طبقہ بعد طبقہ برابر قائم ہے اس کے راوی ہر زمانے میں نہایت کثیر رہے ہیں۔ محدث شوکانی اور نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے اس کتاب کا مطالعہ کے بغیر ابن الجزری سے اس کے غیر متواتر ہونے کا قول نقل کیا ہی اور سبعہ قراءت کی تنقیص کی ہے عشرہ کا تو ذکر ہی کیا ہے[1]؟

(۱۸) النشر فی القرأت العشر: یہ عشرہ قراءتوں میں نہایت مشہور اور بڑی مقبول کتاب ہے اور فن قراءت کی امہات الکتب میں اس کا شمار ہے۔ یہ اہم کتاب موصوف نے صرف نو مہینے کی قلیل مدت میں تالیف کی تھی حاجی خلیفہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:-

الجامع لجمیع طرق العشرہ ولم یسبق الی مثلہ — یہ عشرہ کی تمام طریقوں کی جامع ہے اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔

محمد احمد دھمان کے مقدمہ اور تصحیح کے ساتھ مطبعۃ التوفیق دمشق سے دو جلدوں میں پہلی بار ۱۳۴۵ھ میں نہایت

---

[1] یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ائمہ فن قراءت نے قراءتوں کی صحت کے لئے ارکان ثلاثہ ضروری قرار دیئے ہیں۔ ابن الجزریؒ "النشر" میں رقمطراز ہیں:-

(۱) ہر وہ قراءت جو اصول عربیت کے مطابق ہو اگرچہ کسی ایک ہی طریقے سے ہو۔

(۲) مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے ضرور مطابق ہو خواہ وہ مطابقت احتمالی ہو۔

(۳) سند صحیح سے ثابت ہو۔

اس کو صحیح قراءت کہا جاتا ہے اس کا رد جائز نہیں اور انکار روا نہیں یہ "احرف سبعہ" میں سے ہے جن کے مطابق قرآن پاک کا نزول ہوا ہے لہٰذا اس کا قبول کرنا لوگوں پر واجب اور فرض ہے خواہ یہ ائمہ سبعہ سے منقول ہو یا عشرہ سے یا ان کے علاوہ دیگر ائمہ قراءت سے مگر جب ان ارکان ثلاثہ میں سے کوئی رکن مختل ہو جاتا ہے تو پھر اس قراءت پر ضعیف یا شاذ یا باطل کا اطلاق ہوتا ہے خواہ وہ ائمہ سبعہ سے منقول ہو یا ان سے بھی بڑے بڑے ائمہ سے۔ یہی بات محققین سلف وخلف کے نزدیک صحیح اور قابل اعتبار ہے چنانچہ علامہ دانی، مکی، مہدوی اور ابو شامہ نے اس امر کی تصریح کی ہے۔

تنبیہ: فن قراءت میں ابن الجزریؒ کی ایک کتاب کا اور پتہ چلا ہے اس کا نام ہے تحفۃ الاخوان فی الخلف بین الشاطبیۃ و[44]

[44] العنوان، اس کا مخطوطہ خزانۂ تیموریہ مصر میں موجود ہے۔

آب وتاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

(۱۹) نظم الهدایة فی تتمة العشرة: یہ الدرہ کے نام سے اوپر گزر چکی ہے۔

تفسیر

کفایة الالمعی فی آیة یاارض ابلعی: یہ آیت شریفہ یاارض ابلعی کی تفسیر اور اس کے وجوہ اعجاز کے بیان میں لکھا ہے۔ صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ ابن الجزریؒ نے آغاز کتاب میں لکھا ہے:۔

"ایک مجلس میں اعجاز قرآن کی بحث آئی (اور تذکرہ ہوا) کہ علامہ سکاکیؒ نے اس آیت پاک کے وجوہ اعجاز کو خوب لکھا ہے تو آپ نے اسی آیت پاک کے ان وجوہ اعجاز کو لکھا (جن کو علامہ سکاکی بھی بیان نہ کر سکا تھا) اور یہ لکھکر سلطان رضا کیا ابن سید علی کیا الحسینی العلوی کی خدمت میں پیش کیا۔

حدیث

(۱) الاجلال والتعظیم فی مقام ابراهیم: اس میں مقام ابراہیم کے فضائل مذکور ہیں۔

(۲) الاربعین: اس میں چالیس نہایت مختصر اور جامع حدیثیں جمع کی ہیں، اس کے متعلق حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:۔

اختار فیه ما هو اصح وافصح	اس میں ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جو سب سے زیادہ صحیح سب سے زیادہ
واوجز.	فصیح اور سب سے مختصر ہیں۔
الاولویة فی الاحادیث الاولیه	اس رسالہ میں موصوف نے اپنی اولیات حدیثیہ کو بیان کیا ہے۔

(۳) التوضیح فی شرح المصابیح: یہ کتاب علامہ حسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ کی مشہور کتاب مصابیح السنہ کی تین جلدوں میں نہایت مبسوط شرح ہے جو موصوف نے ماوراء النہر میں لکھی تھی جس زمانہ میں تیمور آپ کو وہاں لے گیا تھا۔ صاحب کشف الظنون نے اس کا نام "تصحیح المصابیح" لکھا لیکن علامہ سخاوی اور دیگر تذکرہ نگاروں نے وہی نام نقل کیا ہے جو ہم نے اوپر درج کیا۔ یہی نام زیادہ مناسب اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔

(۴) جنة الحصن الحصین: یہ الحصن الحصین کا مختصر ہے، جو طبع نہیں ہوا۔

(۵) الحصن الحصین: اس کتاب کا پورا نام "الحصن الحصین من کلام سید المرسلین" ہے جس کے معنی سید المرسلین کے کلام سے انتخاب کیا ہوا مضبوط قلعہ ہیں۔ یہ نام بھی غالباً حدیث ہی سے ماخوذ ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے۔

امرکم ان تذکروا الله فان مثل ذلك کمثل رجل	(حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا) میں تمہیں حکم دیتا ہوں
خرج العدو فی اثرہ سراعا حتی اذا اتی علی حصن حصین	کہ تم اللہ کا ذکر کرو، کیونکہ اس ذاکر کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے پیچھے
فاحرز نفسه منهم کذلك العبد لایحرز نفسه من	دشمن دوڑتا ہوا نکلا اور اس نے ایک مضبوط قلعہ پر پہنچکر اپنے آپ کو بچا لیا
الشیطان الا بذکر الله تعالیٰ۔	اسی طرح بندہ اپنے آپ کو بغیر ذکر الٰہی کے شیطان سے نہیں بچا سکتا ہے۔

محدث محمد الشوکانی المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ "تحفۃ الذاکرین" میں رقمطراز ہیں :-

لعل المصنف رحمہ اللہ اخذ تسمیۃ کتابہ الحصن الحصین الذی ھو اصل ھذا الکتاب من ھھنا[1]

شاید مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الحصن الحصین کا نام جو عدۃ الحصن الحصین کی اصل ہے حدیث کے اسی ٹکڑے سے لیا ہے۔

یہ اذکار اور ادعیہ کی نہایت جامع کتاب ہے موصوف نے ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۷۹۱ھ میں سنیچر کے دن ظہر کے بعد اس کتاب کی تکمیل سے فراغت پائی اس وقت کسی غنیم نے دمشق کا محاصرہ کر رکھا تھا خلق خدا بڑی پریشان تھی آپ نے ایسے نازک وقت میں اسی کتاب کو باعث پناہ بنایا جیسا کہ خاتمۃ الکتاب میں تحریر فرماتے ہیں :-

وجمیع ابواب دمشق مغلقۃ بل مثینہ بالاحجار والخلائق یستغیثون علی الاسوار فی جھد عظیم من الحصار والمیاہ مقطوعۃ و الایادی مرفوعۃ وقد احرق ظواھر البلد نھب اکثرہ وکل احد خائف علی نفسہ ومالہ و اھلہ وجل من ذنوبہ وسوء اعمالہ وقد تحصن بما یقدر علیہ فجعلت ھذا حصنی وتوکلت علی اللہ تعالیٰ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

یہ کتاب اس فتنہ و فساد کے وقت ختم ہوئی جب کہ دمشق کے تمام دروازے بند بلکہ پتھروں سے مستحکم تھے اور مخلوق شہر پناہ پر بارگاہ الٰہی میں فریاد کر رہی تھی اور ظالموں کے محاصرہ کی وجہ سے بڑی مصیبت میں تھی یہانتک کہ پانی تک بند کر دیا گیا تھا، (لوگوں) کے ہاتھ عجز و انکساری کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں اٹھے ہوئے تھے، شہر کے گرد و نواح میں آگ لگی ہوئی تھی اور اکثر حصہ زیر لوٹ بھی لئے گئے تھے، ہر شخص اپنی جان و مال اور اہل و عیال کے بارے میں خائف اور اپنی بداعمالی اور گناہوں سے خوف زدہ تھا ہر ایک نے اپنی طاقت کے مطابق پناہ لے رکھی تھی، پس میں نے اس کتاب کو اپنی پناہ بنایا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا وہی میرے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

معلوم ہوتا ہے جس ظالم نے محاصرہ کر رکھا تھا وہ آپ کا جانی دشمن تھا اس نے ہزار تدبیروں سے آپ کو پکڑوا کر ملوانا چاہا مگر آپ روپوش ہوگئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اسی کتاب کے طفیل اس سے نجات پائی جیسا کہ آغاز کتاب میں لکھتے ہیں :-

لما اکملت ترتیبہ وتھذیبہ طلبنی عدو لا یمکن ان یدفعہ الا اللہ تعالیٰ فھربت منہ مختفیاً وتحصنت بھذا الحصن فرأیت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وانا جالس

جب میں اس کتاب کی ترتیب اور اصلاح مکمل کر چکا تو مجھے ایک میرے سخت جان دشمن نے طلب کیا جس کو اللہ کے سوا کوئی دفع کرنے والا نہ تھا، اس لئے میں اس سے چھپ کر بھاگ گیا[2] اور اس (مضبوط و مستحکم) قلعہ سے اپنی حفاظت کی (یعنی وظیفہ کے طور پر اسے پڑھنا شروع کیا)

---

[1] تحفۃ الذاکرین صـ ۳۳

[2] اس بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں آپ عوام الناس میں اپنی ہر دلعزیزی کے باعث ارباب اقتدار کی نظروں میں کھٹکتے تھے اسی لئے دشمن آپ کو پکڑنے کی فکر میں تھا۔

علی یسارہ وکانہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ماتریدین فقلت لہ یارسول اللہ ادع اللہ لی وللمسلمین فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ الکریمتین وانا انظر الیہما فدعا ثم مسح بہما وجہہ الکریم وکان ذلک لیلۃ الخمیس فہرب العدو لیلۃ الاحد وفرج اللہ عنی وعن المسلمین ببرکتہ ما فی ھذا الکتاب عنہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس میں نے سرکار دو عالمؐ کو خواب میں دیکھا، گویا میں آپ کے بائیں جانب بیٹھا ہوں اور آپ فرما رہے ہیں تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ میرے اور تمام مسلمانوں کے واسطے دعا فرمائیں، فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری درخواست پر) اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے، میں آپ کے ہاتھوں کی طرف دیکھتا رہا، پھر آپ نے دعا فرمائی اور اپنے روئے مبارک پر ہاتھ پھیرے، جمعرات کو میں نے یہ خواب دیکھا تھا، اتوار کی رات میں دشمن بھاگ گیا۔ اور ان احادیث نبویہ کی برکت سے جو اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے میری اور تمام مسلمانوں کی مصیبت دور فرمائی۔

اسی لئے یہ قطعہ بہت مشہور ہے:۔

ان نابک الامر المہو — لماذکر اللہ العالمینا

اگر کسی مصیبت کا سامنا ہو جائے — تو پروردگار عالم کو یاد کرو

واذا بغی باغ علیہ.......... — ملعقدنک الحصن الحصینا

اور جب کوئی باغی تم پر ظلم کرے تو اس مضبوط قلعہ کو جائے پناہ قرار دو

یہ عدو کون تھا حاجی خلیفہ کا بیان ہے کہ امیر تیمور تھا جس نے آپ کو طلب کیا تھا اور آپ اس سے بھاگ کر روپوش ہو گئے تھے پھر حضورؐ کی دعا کے طفیل آپ کو اور اہل دمشق کو نجات ملی چنانچہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں:۔

لما اکمل ترتیبہ طلبہ عدوہ وھو تیمور فہرب منہ مختفیا وتحصن بھذا الحصن فرای سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جالسا علی یمینہ۔

جب آپ نے اس کتاب کو مکمل کر لیا اور مرتب کر لیا تو آپ کے ایک دشمن نے آپ کو طلب کیا جو تیمور تھا اس سے آپ بھاگ کر چھپ گئے اور اسی کتاب الحصن الحصین کو پناہ بنایا۔ (شب میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اپنی دائیں جانب تشریف فرما دیکھا۔

مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ کی بھی یہی تحقیق ہے چنانچہ موصوف الحصن الحصین (مطبع یوسفی لکھنؤ) کے خاتمہ میں رقمطراز ہیں۔

کان تصنیفہ الحصن فی وقعۃ تیمورلنک وھو المراد بالعدو المذکور فی دیباجتہ کما یفہم من عجائب المقدور فی اخبار تیمور۔

الحصن الحصین ابن الجزریؒ کی تیمور لنگ کے فتنہ کے زمانہ کی تالیف ہے اور لفظ عدو جو مؤلف کے دیباچہ میں مذکور ہے اس سے تیمور مراد ہے جیسا کہ عجائب المقدور فی اخبار تیمور سے بھی سمجھا جاتا ہے۔

ہمارے خیال میں تیمور کو عدو قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ ۷۹۱ھ میں تیمور کا دمشق یا اطرافِ دمشق کا محاصرہ تاریخ سے ثابت نہیں ان ایام میں تیمور فارس کے اطراف میں تھا۔ [۱]

دمشق کی تباہی کا جو واقعہ عجائب المقدور میں تاریخ ابن الشحنہ سے نقل کیا ہے مذکورۂ بالا عبارت میں غالباً اسی طرف مولانا عبدالحی کا اشارہ ہے وہ بھی بعد کا واقعہ ہے جس شخص نے دمشق کا محاصرہ کیا ہے وہی صحیح معنوں میں عدو (غنیم) کا مصداق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دمشق ۷۹۱ھ میں سخت خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کے دور سے گذر رہا تھا شہر سے باہر الملک الظاہر برقوق اور امیر تمربغا افضلی جو منطاش کے نام سے مشہور ہے باہم نبرد آزما تھے۔ منطاش نے دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا گرد و نواح میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا اس معرکہ میں میدان برقوق کے ہاتھ رہا تھا اس سے ظاہر ہے وہ عدو منطاش ہی تھا۔ [۲]

یہ کتاب ادعیہ و اذکار کی نہایت جامع کتاب ہے جو ابن الجزری نے حدیث کی ۲۶ نہایت مستند اور صحیح کتابوں سے انتخاب کر کے تالیف کی ہے اور ہر ماخذ کا ہر جگہ بطور علامت مختصر بھی ساتھ ساتھ لکھ دیا ہے۔

کتاب میں صحت کا بڑا خیال رکھا ہے اس سلسلہ میں کسی اور کا کلام نقل کرنے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ ابن الجزریؒ کا قول ہی پیش کر دیا جائے کیونکہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان، فرماتے ہیں:۔

اخرجتہ من الاحادیث الصحیحۃ	میں نے صحیح حدیثوں سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

انتخاب بھی اس طرح سے کیا ہے کہ کوئی صحیح حدیث چھوٹنے نہیں پائی موصوف کے الفاظ ہیں:۔

مع اقتصارہ واختصارہ لم یدع حدیثاً صحیحاً فی بابہ الا استحضرہ واتی بہ۔	باوجودیکہ یہ کتاب چھوٹی اور مختصر ہے مگر اپنے باب کی کوئی صحیح حدیث بغیر لائے اور ذکر کئے نہیں چھوڑی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو اس کتاب میں کچھ ایسے انداز سے یکجا کیا ہے اور ایسی جامعیت پیدا کی ہے جو اس موضوع پر بڑی سے بڑی کتاب میں بھی مفقود ہے، لکھتے ہیں:۔

قد جمع بحمد اللہ تعالیٰ ھذا المختصر اللطیف مالم تجمعہ مجلدات من التالیف۔	الحمد للہ یہ مختصر مجموعہ ان تمام حدیثوں کا جامع ہے جس سے بڑی بڑی تالیفات بھی خالی ہیں۔

یہ کتاب کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کا بولتا ہوا مرقع ہے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ خطباتِ مدارس میں لکھتے ہیں:۔

[۱] ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (تیمور) اور عجائب المقدور۔

[۲] دیکھو النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ طبع دار المعارف المصریہ، اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (برقوق) نیز The Mamelűke or slave Dynasty of Egypt by William Muir London. 1896. P. 111

"شب و روز میں کم کوئی ایسا لمحہ تھا جب آپ کا دل خدا کی یاد سے اور آپ کی زبان خدا کے ذکر سے غافل ہو، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، پہنتے اوڑھتے، ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کا ذکر اور اس کی حمد زبان مبارک پر جاری رہتی تھی آج حدیث کی کتابوں کا ایک کثیر حصہ انہی مبارک کلمات اور دعاؤں کے بیان میں ہے جو مختلف حالات اور مختلف وقتوں کی مناسبت سے آپ کی زبان فیض اثر سے ادا ہوئیں حصن حصین، دو سَو صفحوں کی کتاب صرف ان کلمات اور دعاؤں کا مجموعہ ہے جن کے فقرہ فقرہ سے خدا کی محبت، عظمت، جلالت، اور خشیت نمایاں ہے اور جن سے ہر وقت زبانِ اقدس تر رہتی تھی۔"

ان دعاؤں میں نبوت کا نور، پیغمبر کا یقین اور عبد کامل کی نیازمندی اور اطاعت ہے ان دعاؤں کا فقرہ فقرہ دریائے رحمت کو جوش میں لانے کے لئے کافی ہے ان میں درد بھی ہے اور دوا بھی، ان میں انسان کی درماندگی کا اظہار بھی ہے اور خدا کی عظمت اور جبروت کا اعتراف بھی، ان میں سادگی اور خلوص بھی ہے، قبولیت اور تاثیر بھی، ان میں دل کی تڑپ بھی اور سکونِ قلب بھی، اختصار بھی اور جامعیت بھی اور ان تمام چیزوں کا ذکر بھی جن کی انسان کو مہد سے لحد تک ضرورت پیش آتی ہے بلکہ دنیا اور آخرت کی ہر ضرورت کا تذکرہ ہے یہ پیغمبروں کی صداؤں کا مجموعہ ہے جو بھی یہ صدا لگاتا ہے اس کی صدا خالی نہیں جاتی۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی زبانیں ان صداؤں سے تر رہتی ہیں۔

اس کتاب کی تمام دعائیں مسلمان کو یاد ہونا چاہئیں اگر نہ ہو سکے تو کم از کم وہ دعائیں تو سب ہی یاد ہونی چاہئیں جو کسی وقت اور سبب کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں اور اس کتاب کے آخر میں درج ہیں کیونکہ یہ سب نہایت جامع دعائیں ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع دعائیں بہت پسند تھیں آپ یہی دعائیں اکثر مانگتے اور دعائیں چھوڑ دیتے تھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الجوامع من الدعاء ویدع ما سوی ذلک۔ [1]	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع دعائیں بہت پسند تھیں یہی مانگتے اور دوسری دعائیں چھوڑ دیتے تھے۔

اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ابن الجزریؒ نے عدۃ الحصن الحصین میں لکھا ہے کہ اس باب کی مذکورہ حدیثوں میں سے ہر ایک حدیث پر صحیح مجربؒ لکھنا بجا اور درست ہے۔ موصوف کے الفاظ ہیں:-

ادعیۃ صحت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقات غیر مقیدات فجاء بحمد اللہ کبیر المقدار غایۃ الاختصار جامعا للصحیح	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح دعائیں جو کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہیں ان کی بہت بڑی تعداد نہایت اختصار کے ساتھ جو صحیح احادیث کی جامع ہیں بحمد اللہ جمع کردی گئی ہیں اس جیسی کتاب تو

[1] ملاحظہ ہو کنز العمال، طبع اول دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲ھ ج ۱ ص ۳۱۰

من الاخبار لم يؤلف مثله فی الاعصار جمع الذکر النبوی والحدیث المصطفوی والخیر الدنیوی والاخروی، لو کتب بماء الذهب لکان من حقه ان یکتب بل بسواد الاحداق لاستحق وکان الجدر ان یسطر علی کل حدیث منه صحیح مجرب۔ ؎۱

اگلے زمانے میں بھی کبھی تالیف نہیں ہوئی جو احادیث رسولؐ و اذکار نبوی نیز دنیا و آخرت کی بھلائی کی جامع ہو، اگر اس کو آب زر سے لکھا جائے تو یہ اس کی بجا طور پر مستحق ہے بلکہ اگر دیدۂ بینا کی روشنائی سے قلمبند کی جائے تو یہ اس کی سزاوار ہے اور اس امر کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی ہر حدیث پر لکھ دیا جائے کہ یہ صحیح اور آزمودہ ہے۔

ہندوستان کے سرخیلِ گروہ اہلحدیث نواب صدیق حسن خاں قنوجی اس کی صحت اور قبولیت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ایں کتاب جامع اوراد و ادعیہ و اذکار ہر باب ست و در وے ذکر کردہ کہ اخراج اوراد بہ احادیث صحیحہ نمودہ است۔

یہ کتاب ہر قسم کے اوراد و اذکار اور ادعیہ کی جامع ہے اس میں بیان کیا ہے کہ اس کو صحیح حدیثوں سے مرتب کیا۔

آگے رقمطراز ہیں:۔

ایں کتاب از روز تالیف تا ایں دم شرقاً و غرباً درود اہل علم فضل است و تاثیرات وے بر ہمگنان ظاہر

یہ کتاب زمانۂ تالیف سے اِس وقت تک عالموں اور درویشوں کے معمولات میں رہی ہے اس کی تاثیرات سب پر عیاں ہیں۔

ان ادعیہ کی صحت اور صداقت آج بھی عالم آشکارا ہے محدث شوکانی نے "تحفۃ الذاکرین" میں اس قسم کے متعدد واقعات لکھے ہیں جس سے اس کی صداقت اور صحت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ مثال کے طور پر یہاں ایک حدیث نقل کی جاتی ہے جس کے متعلق ابن الجزری نے لکھا ہے کہ یہ مجرب ہے، وہو ہذا۔

اذا انفلت دابۃ فلینادوا عینوا یا عباد (ر) وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی ؎۲ وقد جرب۔

جب اس کا کسی کا حالتِ سفر میں کوئی جانور بھاگ جائے تو پکار کر کہے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو (بزار عن ابن عباس) اور اگر مدد چاہے تو تین بار کہے، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو (ابن ابی شیبہ موقوفاً عن ابن عباس) یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

؎۱ ملاحظہ ہو عدۃ الحصن الحصین، مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۶ھ ص۲

؎۲ حدیث مذکور میں عباد اللہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو بنی نوع انسان کی حفاظت اور نگہبانی پر مامور ہیں چنانچہ فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں ہے:۔

ان للّٰہ ملائکۃ فی الارض یسمون الحفظۃ یکتبون مایقع فی الارض من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم حرجۃ واحتیاج الی عون بفلاۃ من ارض فلیقل یا عباد اللہ رحمکم اللہ فانہ یحصل انشاء اللہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر بھی کارفرما ہیں جن کو حفظہ (محافظ اور نگہبان) کہتے ہیں، زمین پر پتہ بھی گرتا ہے تو یہ اسے لکھ لیتے ہیں پس اگر تم میں سے کوئی بے آب و گیاہ میدان میں مشکل میں پھنس جائے اور اسے مدد کے بغیر چارہ نہ ہو تو کہے یا عباد اللہ رحمکم اللہ (اے بندگانِ خدا (فرشتو!) تم پر خدا کی رحمت ہو، میری مدد کرو) انشاء اللہ مقصد برآری ہو جائیگی (باقی بر صفحۂ آئندہ)

اس پر نواب صدیق حسن خاں اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں:۔

مرا نیز یک بار مثل این واقعہ روے دادہ در سنہ خمس وسبعین و مائتین والف از بلدۂ مرزا پور براہ جبلپور ببلدۂ بھوپال می آمدم بر سیلے از آب رسیدم موسم بارش بود جوئے طغیان داشت بگمان آنکہ آب بکثرت است اسپ با عجلہ در آں انداختم، انداختن ہمیں بود طغیان آب بسیل دیگر ہمیں، قریب شد کہ ہمہ غرق شویم از عجلہ خود در آب انداختم آب مرکب را بر بود سہ بار بآواز بلند گفتم یا عباد اللہ اعینونی گفتن ہمیں بود استادن مرکب بر سنگے مرتفع از آب ہمیں، ودر آں وقت جز من وکرایہ دار آب دیگر موجود نبود حق تعالی محض بفضل عام خود نجات از آں ورطہ بخشید وللہ الحمد۔

زندگی میں مجھے بھی ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے۔ میں مرزا پور سے براہِ جبلپور بھوپال آرہا تھا ایک سیلاب سے واسطہ پڑا بارش کا زمانہ تھا ندی چڑھ آئی اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہے گھوڑا مع سواری اس میں ڈالدیا، اس کا ڈالنا تھا کہ ندی میں طغیانی آگئی قریب تھا کہ ہم سب اس میں ڈوب جائیں، میں گاڑی سے نکل کر پانی میں کود پڑا، پانی گاڑی کو بہالے گیا، میں فوراً بلند آواز سے تین مرتبہ پکارا "اے اللہ کے بندو میری مدد کرو" بس یہ کہنا تھا کہ گاڑی پانی سے نکل کر ایک اونچے پتھر پر آکھڑی ہوئی، اس موقعہ پر میرے اور کوچوان کے سوا وہاں دوسرا شخص کوئی ساتھ نہ تھا، اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے اس بھنور سے ہم کو نجات بخشی۔ وللہ الحمد

اس کتاب کی صحت اور قبولیت کی ایک یہ دلیل بھی ہے کہ یہ کتاب صوفیاء اور علماء کے معمولات میں رہی ہے ان کے یہاں اس کے پڑھنے کا بھی خاص طریقہ ہے، نواب صدیق حسن خاں قنوجی اتحاف النبلاء میں لکھتے ہیں:۔

طریق دعوتش از بعض صلحائے راسخین مروی ست کہ لیلۃ الخمیس بعد نماز فرض یا سنت یا نفل شروعش کند و قبل از شروع بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود فرستد ولیلۃ الاحد تمامش کند یا یوم الخمیس شروع نماید و یوم الاحد ختم کند پس این چار روز شد یوم اول از اول کتاب الی قولہ وکیفیۃ الصلوۃ بخواند و روز دوم از آنجا تا قول او واذا رائی باکورۃ ثمرۃ و روز سوم تا قول او

اس کے پڑھنے کا طریقہ بعض اہلِ علم صلحاء سے یہ منقول ہے کہ شب پنجشنبہ کو فرض یا سنت اور نفل سے فارغ ہوکر اس کو شروع کرے مگر شروع کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور شب یکشنبہ کو پورا کرے یا جمعرات کے دن شروع کرے اور اتوار کو ختم کردے پس یہ چار روز ہوئے۔ پہلے دن شروع کتاب سے کیفیۃ الصلوۃ تک پڑھے دوسرے دن کیفیۃ الصلوۃ سے اذا رائی باکورۃ ثمرۃ تک پڑھے۔ تیسرے دن اذا رائی باکورۃ ثمرۃ سے فصل الادعیۃ

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ)

عن عتبۃ بن غزوان مرفوعاً اذا اضل احدکم شیئاً واراد عوناً وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی ثلثاً فان للہ عباداً لا نراھم (فیض القدیر بحوالہ فتاوی نذیریہ طبع دہلی ج ۱ ص ۳۷)

عتبہ بن غزوان سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی ایسی جگہ اپنی کوئی چیز کھو بیٹھے جہاں اس کا کوئی مونس و ہمدم نہ ہو اور وہ مدد کا خواستگار ہو تو ایسے موقعہ پر تین بار یہ کہے یا عباد اللہ اعینونی (خدا کے بندو میری مدد کرو) کیونکہ اللہ کے بندے (فرشتے) بھی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے ہیں۔

فصل الادعیۃ التی ھی غیر مخصوصۃ، روز چہارم
ازانجا تا آخر کتاب بعدہ از اول کتاب شروع کردہ باشد و
در ہر چہار یوم ختمش نماید ہر حصص مذکورہ و ختمش خواہ یکبار کند
یا ہفت بار یا چہل بار و ایں اہم است در اجابت و لابدست
قرأت آں بحضور دل و یقین اجابت و حروف علامات رابہماں حرکات
کہ در اسامی اصلیہ ے واقع شدہ بخواند واللہ اعلم۔ [۵۱]

التی ھی غیر مخصوصۃ تک چوتھے دن فصل الادعیۃ التی
غیر مخصوصۃ سے آخر کتاب تک پڑھے اسی ترتیب سے چار دن میں
ختم کرے اور اس کا ختم خواہ ایک بار کرے یا سات بار یا چالیس بار اور
چالیس بار پڑھنا قبولیت کے لئے اکسیر ہے بس حضور قلب اور قبولیت
کے یقین کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور علامات کتاب کو اسی حرکات سے
جو اصلی ناموں میں واقع ہیں پڑھنا ضروری ہے۔

قول متین میں چہار روزہ تقسیم اور ہفتہ واری تقسیم دونوں شروع کتاب میں درج کردی گئی ہیں کتابوں کی علامتوں کو جس طرح پڑھنا ضروری ہے اس پر ہر جگہ اعراب دیا گیا ہے۔ میرے بڑے بھائی مولانا عبدالعلیم ندوی زید مجدہ فرماتے ہیں:۔

"مجھے تین بزرگوں سے "حصن حصین" کی اجازت حاصل ہے (۱) میرے مربی اور شفیق استاد شیخ الحدیث ندوۃ العلما مولانا حیدر حسن[۵۲] خاں ابن احمد حسن خاں نجیب آبادی ثم ٹونکی المتوفی سـ خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) مولانا حیدر حسن خاںؒ کے برادر بزرگ علامہ محمود حسن خاں مولف معجم المصنفین[۵۳] (۳) میرے شیخ طریقت مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی متعنا اللہ والمسلمین بفیوضہ ابدا۔

میں تمام برادران اسلام کو اس کی اجازت دیتا ہوں اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو شرف قبولیت سے نوازے آمین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ والہ واصحابہ اجمعین۔"

نامور محدثین کا اس کتاب کی شرحیں لکھنا بھی اس کی صحت اور قبولیت کی نہایت واضح دلیل ہے جن میں اہل دل بھی ہیں اور زاہدان خشک بھی۔ انہی شروح میں ملا علی قاری کی شرح "الحرز الثمین" بہت مشہور ہے۔

---

[۵۱] اتحاف النبلاء ص ۷۳

[۵۲] موصوف کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو دید و شنید از رئیس احمد جعفری کتاب منزل لاہور ۱۹۴۸ء ص ۹۴ تا ۱۱۴۔ و یادرفتگان از سید سلیمان ندوی مکتبۃ الشرق کراچی ۱۹۵۵ء ص ۲۵۸۔

[۵۳] موصوف کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:۔

(۱) فہرست کتب عربیۃ کتب خانہ ریاست رامپور مطبع سرکاری رامپور ۱۹۲۸ء ج ۲ ص ۴۱۳

(۲) "معجم المصنفین اور اس کا مصنف" از ہاشمی فرید آبادی اسلامک کلچر جولائی ۱۹۳۲ء ص ۴۶۰ (حیدرآباد دکن)۔

ہندوستان میں اس کی متعدد شرحیں فارسی زبان میں لکھی گئیں اور اردو زبان میں سب سے پہلے نواب قطب الدین خاں[1] دہلوی رحؒ نے نہایت جامع شرح لکھی جو ظفر جلیل کے نام سے مشہور ہے یہ نام بھی حکیم خیر اللہ مرحوم کا تجویز کردہ تھا جو خیر کے باعث دائم و قائم رہا ہے۔ اس میں آپ نے ہر دعا کا سلیس اور مطلب خیز ترجمہ کیا

[1] محمد قطب الدین بن محمد محی الدین نام تھا۔ ۱۲۱۹ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ عبد المجید آپ کے جد امجد شاہ احراری کے نام سے زیادہ مشہور تھے، اسی نسبت سے آپ بھی احراری لکھتے تھے، آباء و اجداد ہمیشہ سلطنت مغلیہ میں نہایت ممتاز عہدوں پر فائز رہے آپ کو بھی آخری تاجدار شاہ ظفر کے دربار میں عزو جاہ حاصل تھا، علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل دہلی کے نامور ارباب کمال سے کی تھی، حدیث شاہ محمد اسحاق دہلوی المتوفی ۱۲۶۲ھ سے پڑھی اور شاہ محمد اسحاق رحؒ کے شاگردوں میں بڑا نام پایا۔ امارت و ثروت کے باوجود نہایت فقیرانہ زندگی گذاری، تا زیست استاد کے نقش قدم پر چلے، بدعت کی بیخ کنی اور ترویج سنت میں ہمیشہ کوشاں رہے، فقیر محمد جہلمی "حدائق الحنفیہ طبع نولکشور ۱۹۰۶ء ص ۴۸۸ میں لکھتے ہیں:-

"اپنے زمانہ کے عالم اجل، فاضل اکمل، فقیہ، محدث، مفسر، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول قامع شرک و بدعت و متعفف، عابد، متورع، مردود فرقۂ غیر مقلدہ، صاحب تصانیف کبیرہ تھے علوم شرقیہ خصوصاً حدیث و اصول حدیث شاہ اسحاق دہلوی سے حاصل کئے اور ان سے اور علمائے حرمین شریفین سے حدیث کی سندیں لیں اور کئی دفعہ حج کیا۔ راقم نے بھی دہلی میں ۱۲۷۶ھ میں آپ کی زیارت کی بیشک آپ صورت و سیرت میں آیات ربانی میں سے ایک آیت تھے"۔

نواب محمد غوث خاں والی جاورہ "سیر المحتشم" (مطبع سرکاری ریاست جاورہ ۱۸۵۲ء ص ۶۲۵) میں فرماتے ہیں:-

"مولانا اسحاق صاحب کے شاگردان رشید میں قدوۃ الصالحین، مقتدائے راہ دین، مولوی محمد قطب الدین صاحب ایسے عالم باعمل اور فاضل اجل ہیں کہ انجمن اہل اسلام میں شمع رشادت اور کاشانۂ دین متین میں چراغ ہدایت انھیں کو کہتے ہیں اور اب فیوضات وعظ و نصیحت اور بیان تفسیر و حدیث بجائے مولانائے مغفور انھیں سے جاری رہتے ہیں اور عقائد دینیہ اور دقائق مسائل شرعیہ وہی حل کرتے ہیں"۔

سرسید احمد خاں آثار الصنادید (مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۶ء باب چہارم ص ۶۰) میں رقمطراز ہیں:-

"اتباع شریعت میں سب پیش روان مسلک دین سے آپ کا قدم آگے بڑھا ہوا ہے، وضع لباس میں اپنے استاد عالی نہاد سے ایسے مشابہ ہیں کہ جس نے ان کو نہ دیکھا ہو ان کو دیکھے، اخلاق و حلم علاوہ فضل و کمال علمی کے ایسا آپ کی ذات میں جمع ہے کہ اوروں میں بہت کم پایا گیا، ان دونوں فنون میں توغل بہم پہنچایا، تقوی اور ورع کا تو حساب نہیں . . . . چوتھے دن اپنے استاد کی پیروی اور خلق کی رہنمائی کے لئے مجلس وعظ منعقد فرماتے ہیں۔ اکثر رسائل زبان ریختہ میں واسطے فوائد عوام کے تحریر کئے اور اس میں مسائل ضروریہ ہر طرح کے مندرج فرمائے اور حق یہ ہے کہ ان رسالوں سے خلق کو بہت فائدہ ہوا کہ ضروریات دین سے ہر شخص مطلع اور آگاہ ہوگیا۔ کتب حدیث سے مشکوٰۃ کا ترجمہ زبان اردو میں بہت صاف و شستہ و فائدہ مند کیا اور اکثر فوائد کتب متداولہ اور غیر متداولہ سے اس پر بڑھایا جب اس کتاب کا چھاپہ ہوا باوجود مبسوط ہونے کے خلق نے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا"۔

نواب قطب الدین رحؒ کو ہمیشہ سے بقیع میں دفن ہونے کی آرزو تھی، اپنی تالیفات میں جابجا اس آرزو کا اظہار کیا ہے۔ مشکوٰۃ کا ترجمہ مظاہر حق جب مکمل کر لیا تو خاتمۃ الکتاب (مظاہر حق مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۲ھ ج ۴ ص ۲۳۹) میں یہی دعا کی ہے فرماتے ہیں:-

(باقی بر صفحہ آئندہ)

جا بجا مفید اور ضروری فوائد کا اضافہ کیا۔ جب آپ نے یہ شرح مکمل کر لی تو حرفاً حرفاً شاہ محمد اسحاق ؒ کو سنائی اور انھوں نے بہت پسند فرمائی چنانچہ آغاز کتاب میں لکھتے ہیں:-

"حکیم خیر اللہ نے کہ اجائے عاجز کے سے ہیں تاریخ اس شرح کے اتمام کی ظفر جلیل کہی اور یہی نام اس کا رکھا گیا یعنی اس پر عمل کرنے سے آدمی مطلب یاب و فتح باب دارین کا ہوتا ہے اور تیار ہونے کے اول سے آخر تک بیچ خدمت مخدومی مکرمی استاذی مولوی محمد اسحاق صاحب زاد اللہ شرفاً کے عرض کی اور انھوں نے ازراہ کرم عمیم کے باوجود بے استعدادی میری کے پسند فرمائی پس بعد اس کے بھی اگر کوئی صاحب غلطی ملاحظہ فرماویں شرحوں سے تحقیق کر کے بتادیں کہ بندہ بہر حال تقصیروار ہے۔"

یہ فوائد زیادہ تر حرز ثمین از ملا علی قاری اور حرز وصین از فخر الدین دہلوی سے ماخوذ ہیں (جو عرصہ ہوا مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہیں) اور آپ کی ژرف نگاہی وسعتِ معلومات اور حسن انتخاب کا بین ثبوت ہیں، اس کی زبان بہت پرانی ہے اور انداز بیان میں بھی کوئی جاذبیت نہیں مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں بلا کی سادگی اور خلوص ہے اور یہی اس کی قبولیت کی بڑی دلیل ہے۔

یہ کتاب سب سے پہلے ۵ جمادی الاخری ۱۲۵۸ھ میں مولوی محمد حسین کے زیر اہتمام بڑی تقطیع پر مطبع دہلی اخبار سے شائع ہوئی ہے۔ میرے والد محمد عبد الرحیم خاطر قدس سرہ العزیز کے کتب خانہ میں یہی نسخہ تھا جو الحمد للہ احقر کے پاس ہے اس نسخہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں فوائد کو حواشی کتاب میں درج کیا ہے اور خاتمۃ الکتاب پر باب الرقاق کا اضافہ کیا ہے جو کم وبیش سو صفحات پر مشتمل ہے اور مشکوٰۃ المصابیح سے ماخوذ ہے، دنیا سے بے رغبتی کے لئے اکسیر ہے یہ نسخے سال ڈیڑھ سال میں بک گئے تو مصطفےٰ خاں المتوفی ۱۲۶۹ھ نے اپنے مطبع مصطفائی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

از گدایان توام شاہ بفرما مدد دے	کہ چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم
الٰہی نجّنی من کل ضیق	بجاہ المصطفےٰ مولی الجمیع
وھب لی فی مدینتہ قرارا	بایمان و دفن با لبقیع

یہی وجہ تھی کہ ہر دوسرے تیسرے سال حج پر جاتے رہتے تھے۔ چنانچہ ۱۲۸۹ھ میں حج پر گئے اور جنت البقیع میں سپرد خاک ہوئے اور وہ دیرینہ آرزو پوری ہو گئی طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ منزلہ ومثواہ۔

مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو:-

(۱) تذکرہ علمائے ہند طبع نولکشور لکھنؤ ۱۹۱۴ء ص ۱۶۹

(۲) الحیات بعد الممات از فضل حسین مطبع اکبری آگرہ ۱۳۲۶ھ ص ۴۱ و ۷۳ تا ۷۶۔

(۳) ارواح ثلاثہ مرتبہ ظہور الحسن یونین پریس دہلی ۱۳۷۰ھ ص ۳۶۸۔

(۴) روزنامہ بہادر شاہ ظفر ص ۴۲

لکھنؤ سے ۱۲۶۰ھ میں اس کو نہایت آب و تاب سے شائع کیا مگر اس سے باب الرقاق کو خارج کر دیا اور صرف حصن حصین معہ ترجمہ ظفر جلیل ہی پر اکتفا کیا۔ یہ نسخے بھی دو تین برس میں فروخت ہو گئے تو عبد الرحمن بن محمد صالح نے ۱۲۶۴ھ میں اس نسخہ کی نقل اپنے مطبع رحمانی بمبئی سے شائع کی پھر ۱۲۸۸ھ میں قمر الدین خاں نے مطبع بدر الدجیٰ دہلی سے شائع کی۔ اس کے بعد ۱۳۱۰ھ میں جب مولانا محمد احسن نانوتویؒ نے خیر متین لکھی اس وقت بھی محمد ابراہیم کے اہتمام سے ظفر جلیل مطبع افتخار دہلی سے شائع ہوئی۔ مطبع نامی لکھنؤ سے تین مرتبہ شائع ہو چکی ہے تیسری بار ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی تھی۔ ان مطبعوں کے علاوہ بعض اور مطابع سے بھی شائع ہوتی رہی ہے۔

ظفر جلیل کی زبان پرانی تھی مولانا محمد احسن نانوتویؒ[1] نے اس کی زبان بدل کر اس کو از سر نو زندگی بخشی۔

---

[1] محمد احسن بن لطف علی صدیقی نام اور نانوتہ (جو ضلع سہارنپور میں ایک مشہور قصبہ ہے) وطن تھا۔ شیخ لطف علی خود حافظ تھے ہونہار فرزند کو بھی بچپن میں قرآن مجید حفظ کرایا۔ ابتدائی تعلیم نانوتہ میں پائی پھر دہلی جا کر مولانا مملوک العلی نانوتوی اور شاہ عبد الغنی مہاجر مکیؒ سے علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل کی اور ہر فن میں نہایت اعلیٰ استعداد بہم پہنچائی، بقدر ضرورت انگریزی بھی پڑھی اور جید علماء میں شمار ہوئے، پہلے بنارس کے کسی مدرسہ میں مدرس رہے اور پھر بریلی کالج میں آگئے۔ تالیف اور ترجمہ کا آغاز بنارس ہی میں ہو گیا تھا چنانچہ یہیں ۱۲۶۵ھ میں بعض احباب کے اصرار سے تحفۃ المحصنین نامی رسالہ لکھا۔ جب بریلی کالج میں آگئے تو یہاں ایک سنگی پریس قائم کیا اور اس کا نام مطبع صدیقی رکھا جس سے بعض نہایت اہم کتابیں . . . شائع کیں جن میں ازالۃ الخفا، الشفا فی حقوق المصطفیٰ اور غایۃ الاوطار بہت مشہور ہیں کچھ عرصہ بعد بعض وجوہ سے مطبع بند کرنا پڑا مگر ترجمہ اور تالیف کا مشغلہ ہمیشہ قائم رہا۔ ۱۲۸۳ھ میں فریضۂ حج ادا کیا اور پھر شاہ عبد الغنیؒ سے اجازت ارشاد و بیعت حاصل کی۔ حافظ محمد حسین چشتی صابریؒ انوار العارفین (مطبع نولکشور ۱۲۹۴ھ ص ۵۸۱) میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

مولوی محمد احسن حافظ قرآن، واعظ خوش بیان، عالم فروع و اصول و داننده باریکی دلائل معقول و مدرس علم معانی و کلام و درس کننده بفصاحت و بلاغت تمام و مفسر کلام اللہ و محدث حدیث رسول اللہ و جامع جمیع علوم مترجم احیاء العلوم و متصف باخلاق حسن ہستند کہ شیخ صدیقی و صاحب مطبع صدیقی ساکن نانوتہ اند حالا سکونت در بانس بریلی میدارند و تحصیل علوم ظاہر در شاہجہاں آباد حاصل کردہ بودند پس از آں چوں جوش علم باطن در سینہ مکینہ ایشاں شورش آورد متلاشی درویشی گزیدند۔ سمند ہمت خود را در میدان خدمت دوسہ درویش تاختند آخر کار بخدمت صاحبزادہ مولانا عبد الغنی موصوف رسیدند و مقصود خود را عرض داشتند . . . .
و دست ارادت باصدق عقیدت در دست حق پرست ایشاں دادند و بیعت طریقت کردند و از برکت بیعت ایشاں بر علمے کہ علم ماسوا حجاب آں علم است علم یافتند و از تعلیم توجہ خاص از اسم بمسمیٰ پے بردند . . . . .
. . . باز در آں مقام شریف (مدینہ) در صحبت شیخ خود از کیفیت نسبت لطیف اثر بلیغ برداشتند و اجازت یافتند و ماذون گردیدند۔

اسی عبارت کا مختصر ترجمہ آفتاب بیگ عرف محمد نواب مرزا بیگ نے کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ موسوم بہ تحفۃ الابرار مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۳ھ ج ۵ ص ۱۶۰ میں درج کیا ہے۔

(باقی حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

جیسا کہ لکھتے ہیں:-

"عرصہ شاون برس کا ہوا کہ جناب مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب مغفور دہلویؒ نے ترجمہ کتاب حصن حصین کا جس کا نام ظفر جلیل ہے معہ فوائد شروح اور حواشی معتبرے اردو تحت لفظ میں کیا تھا . . . . . . امتداد زمانہ کے باعث سے محاورے محاورات میں بھی تبدیلی و تغیر واقع ہوا تو اب وہی ترجمہ جس کو لوگ ہزار جان سے عزیز رکھتے تھے نظروں سے گرنے لگا اور لوگوں کی زبان اس بے محاورگی پر کھلنے لگی اور اس کے مطالب عام فہم نہ رہے لہذا فرزند عزیز مولوی عبدالاحد نے مجھ سے درخواست کی کہ اس ترجمہ کو حال کے موافق کردوں میں نے ان کی درخواست کو رفاہِ عام کے لئے منظور کیا اور مترجم کے ترجمہ میں بموجب تفصیل ذیل تصرف کیا۔

اول: تقدیم و تاخیر الفاظ کی بموجب محاورۂ حال کے۔

دوم: جہاں مترجم سے لغزش قلم یا سہو ہوا اس کو درست کرنا اور کہیں کہیں اس غلطی یا سہو کا اظہار بھی کردیا گیا۔

سوم: بعض مشکل عبارتوں کی ترکیب اور الفاظ دقیق کے معانی بقید اعراب بیان کردیئے۔

چہارم: اگر کسی حدیث کا مضمون مترجم کی تحریر میں مجمل رہا یا ترجمہ سے واضح نہ ہوا تو اس کو شرحوں سے دیکھ کر واضح کردیا۔

. . . . . میں نے اس ترجمہ کا نام بھی نہیں بدلا لیکن چونکہ ظفر جلیل تاریخی نام تھا اور اس ترجمہ کی ترمیم سنہ تیرہ سو نو ہجری میں شروع ہوئی اور نئے ڈھنگ پر ہوگئی اس لئے "ظفر جلیل نو" (۱۳۰۹) تاریخی نام قرار پایا اور اس کا انجام سنہ تیرہ سو دس میں ہوا۔ چنانچہ قطعۂ تاریخ اتمام ہدیۂ ناظرین ہے۔

یہ مجموعہ عجب حصن حصین ہے — بیان قول ختم المرسلین ہے

ارادہ تھا لکھوں تاریخ اتمام — کہ ہاتف نے کہا خیر المتین ہے"[۵۱]

۱۳۱۰ھ

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ) مولانا کے تراجم اور تالیفات میں بعض ضخیم ضخیم کتابوں کے ترجمے بھی شامل ہیں جو موصوف کے علوم عقلیہ اور نقلیہ میں جامعیت کا بین ثبوت ہیں۔ سنہ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء میں ٹونک میں انتقال ہوا۔ حسب ذیل کتابیں آپ سے یادگار ہیں، اس میں تالیفات، ترجمے اور بعض تصحیح کردہ کتابیں شامل ہیں جو تینوں زبانوں میں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) تحفۃ المحصنین۔ (۲) تہذیب الایمان۔ (۳) رسالۃ العروض۔ (۴) زاد المخدرات (۵) قواعد اردو۔ (۶) مفید الطالبین (عربی)۔ (۷) احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق۔ (۸) خیر متین ترجمہ حصن حصین۔ (۹) غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار از ابتدا تا کتاب الاذان (۱۰) کشاف ترجمۂ انصاف۔ (۱۱) مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین۔ (۱۲) نکات نماز ترجمہ اسرار الصلوٰۃ۔ (۱۳) ازالۃ الخفا حاشیہ اور تصحیح کے ساتھ (۱۴) حاشیہ نفحۃ الیمن (۱۵) حجۃ اللہ البالغہ (۱۶) الشفا فی حقوق المصطفٰے ہر دو تصحیح اور تحشیہ کے ساتھ۔ (حاشیہ صفحۂ ہٰذا)

[۵۱] ملاحظہ ہو خیر متین ترجمہ حصن حصین مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ دیباچہ صفحہ ۱

حصن حصین کا ایک ترجمہ "ظہیر الیقین" شاہ ظہیر احمد ظہیری سہسوانی[۵۱] کے نام سے بھی ہے جو لاہور سے شائع ہوا تھا، یہ ترجمہ بامحاورہ رواں اور چست ہے مگر یہ ترجمہ ہی ترجمہ ہے تشریحی فوائد سے یکسر خالی ہے۔ اس کے علاوہ اردو میں حصن حصین کا انتخاب بھی ترجمہ کے ساتھ کہف المنین من منہج الرسول الامین کے نام سے شائع ہو چکا ہے حصن حصین کے ترجمہ کے وقت مذکورہ بالا تینوں ترجمے پیش نظر رہے ہیں بلکہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ترجمہ مناجات مقبول بھی سامنے رہا ہے۔ ترجمہ میں حسب ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۱) جہاں تک ہو سکا ہر لفظ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ لفظ کے معنی اور مراد دونوں واضح ہو جائیں اور زبان کا لطف بھی باقی رہے۔

(۲) مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق بھی کر دی گئی ہے۔

(۳) جا بجا حدیث کی مختصر اور معنی خیز تشریح کی ہے۔

(۴) جہاں کسی فقہی مسئلہ کا بیان کرنا ضروری تھا وہاں وہ مسئلہ بھی ذکر کر دیا ہے۔

(۵) مصنف نے جہاں کسی آیت کا کوئی ٹکڑا نقل کیا تھا وہاں پوری آیت لکھدی ہے۔

(۶) نماز، روزے وغیرہ کے اداب اور ان سے متعلق ضروری مسائل کو بھی ضمناً بتا دیا ہے۔

(۷) شروع میں مضامین کی دو فہرستیں دی گئی ہیں ایک اجمالی اور دوسری تفصیلی۔

اجمالی فہرست نمبروار ہے اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ قاری بیک نظر عنوانات کتاب معلوم کر لیتا ہے اور پھر ہر عنوان کے تحت اس کے ذیلی عنوانات میں حسب ضرورت دعا کو نکال سکتا ہے۔

(۶) **عدۃ الحصن الحصین**: یہ بھی الحصن الحصین کا مختصر ہے اور متوسط تقطیع کے ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مولوی عبدالمجید دہلوی کے زیر اہتمام ۱۳۰۶ھ میں پہلی بار مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوا تھا۔ یہ الحصن الحصین کی نہایت کامیاب تلخیص ہے جو ابن الجزری نے اجاب[۵۲] کے اصرار سے کی تھی، آغاز کتاب میں لکھتے ہیں:۔

حدانی علی اختصارہ فی ھذہ الاوراق من	ان اوراق میں حصن حصین کی تلخیص پر ایک ایسے شخص کے پیہم اصرار نے
اصلہ المذکور بعد ان کنت سئلت عن ذلک	آمادہ کیا جس کا سلسلہ برسوں سے قائم تھا اور وہ ایسا شخص تھا جس نے
مرارا فی سنین وشہور ممن آنس غربتی وکشف	میری بے چینی کو دور کیا اور بے وطنی میں مجھے مانوس بنایا پس حق تعالیٰ
کربتی فاوجب الحق علی مکافاتہ ولم اقدر	نے اس کا بدلہ ضروری قرار دیا اور اس کے بدلہ میں مجھ سے بجز دعا کے

[۵۱] ظہیر احمد بن فتح اللہ نام اور ظہیری تخلص تھا۔ سہسوان میں پیدا ہوئے اور یہیں تعلیم پائی نولکشور اور لاہور کے بعض اہل مطابع کتابوں کے ترجمے آپ سے کراتے تھے۔ بدایوں کے مشہور تفضیلی بزرگ مذاق میاں کے مرید تھے۔ آخر عمر میں بدایوں میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۳۶۱ھ میں یہیں سپرد خاک ہوئے۔

[۵۲] اجاب سے مراد سلطان ابراہیم بن تیمور لنگ ہے جیسا کہ آئندہ اشعار میں اس جانب اشارہ ہے (تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین)۔

علیها الا بالدعاء لہ فاسأل اللہ تعالیٰ
نصرہ ومعافاتہ

اور کچھ نہ ہو سکا، بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ خدایا اس کی مدد اور نصرت فرما۔

ملیك علی الدنیا لغرۃ وجہہ
وہ اپنے رخ روشن سے دنیا کا بادشاہ ہے۔

جمال واجلال وعز مؤید
اس میں جلال بھی جمال بھی اور عزتِ دائمی بھی۔

فتی ما سمعنا قبلہ کان مثلہ
وہ ایسا جوان ہے کہ اس جیسا جوان اس سے پہلے نہیں سُنا۔

سلوا اللہ یبقیہ لنا ویؤید
خدا سے دعا کرو کہ وہ اس کو ہماری بہبودی کیلئے قائم رکھے اور تائید فرماتا رہے۔

یہ کتاب دس بابوں پر مشتمل ہے:۔

پہلے باب میں ذکر، دعا، درود و سلام اور اس کے آداب کا ذکر ہے۔

دوسرے باب میں دعا کی قبولیت کے اوقات، احوال واماکن اور کس کی دعا قبول ہوتی اور کیوں کر قبول ہوتی ہر اسم اعظم اور اسماءِ حسنیٰ کا بیان ہے۔

تیسرے باب میں وہ دعائیں مذکور ہیں جو شب و روز اور صبح و شام پڑھی جاتی ہیں۔

چوتھے باب میں ان دعاؤں کا تذکرہ ہے جو فرائض ونوافل اور اذان کے بعد یا مسجد میں آتے جاتے مانگی جاتی ہیں۔

پانچویں باب میں وہ دعائیں بیان کی گئی ہیں جو حج، جہاد، نکاح، نماز روزے اور کھانے پینے کے وقت مانگی جاتی ہیں۔

چھٹے باب میں ان دعاؤں کا ذکر ہے جو بجلی کی گرج، بادل کی کڑک، طوفان باد و باران اور چاند دیکھنے پر مانگی جاتی ہیں۔

ساتویں باب میں وہ دعائیں ہیں جو بنی نوع انسان کو زندگی کے نشیب و فراز اور گوناگوں حالات میں مانگنا چاہئیں۔

آٹھویں باب میں وہ دعائیں بیان ہوئی ہیں جو دکھ بیماری اور ابتلاء و آزمائش میں کی جاتی ہیں۔

نویں باب میں ذکر و استغفار، قرآن اور اس کی سورتوں کے فضائل کا بیان ہے۔

دسویں باب میں وہ دعائیں مذکور ہیں جو کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ان کا ہمیشہ ورد رکھنا چاہئے۔

یہ کتاب مطبع انصاری دہلی میں نواب صدیق حسن قنوجی کے ایماء سے چھپی تھی چنانچہ خاتمۃ الکتاب میں مولوی محمد حسین خاں نے تقریب طباعت کی داستان حسب ذیل الفاظ میں زیب قرطاس فرمائی ہے۔

اما بعد فیقول المفتقر الی اللہ فی الدارین
العبد المدعو بمحمد حسین انی کنت التمست
کتابا یشتمل علی الادعیۃ المأثورۃ عن رسول
العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم شہورا عدیدۃ
بل مدۃ مدیدۃ حتی وردت بلدۃ شاہجہان آباد

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر الی اللہ جو محمد حسین کے نام سے مشہور ہے، عرض کرتا ہے کہ مہینوں گیا بلکہ ایک مدت سے ایسی کتاب کی تلاش میں تھا جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں مذکور ہوں تا آنکہ میرا ورود شاہجہاں آباد میں ہوا (اللہ تعالےٰ اس کو شر و فساد سے محفوظ رکھے) تو میں نے عدۃ الحصن الحصین کو دیکھا اس کے چھاپنے کا نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے مطبع انصاری کو

حرسها الله عن الشر والفساد رأيت عدة الحصن الحصين التى اشار بطبعها الامير مولينا النواب صديق حسن خان فى المطبع الانصارى الذى اهتم به المولوى عبد المجيد فوجدتها مقبولة بين العلما والصلحاء كيف لا والحق انها كالدر الثمين على جبين الحسين كتابتها محبوبة فى انظار الخواص والعوام وتصحيحها مرغوبة بين الانام والله المستعان وعليه التكلان۔

حکم دیا تھا جس کی زمام کار مولوی عبد المجید کے ہاتھ میں ہے تو میں نے اس کو علماء اور صلحا میں مقبول پایا اور کیوں نہیں، حق تو یہ ہے کہ یہ کتاب جبین جبین پر نہایت قیمتی موتی ہے اس کی کتابت بھی عوام وخواص کی نظروں میں پسندیدہ ہے اس کی تصحیح بھی مرغوب خاطر ہے۔

والله المستعان وعليه التكلان

موصوف کا یہ مختصر بھی بہت مقبول ہوا صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ ۸۳۷ھ میں ہرات کے اندر سید اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن الحسینی نے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا اور بعض اہم امور کا اضافہ بھی کیا، پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر اس کو ترتیب دیا۔ متاخرین علماء میں محدث محمد بن علی الشوکانی نے اس کی نہایت جامع اور مفید شرح لکھی ہے جس کا نام تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین ہے۔ اس شرح کے بارے میں نواب صدیق حسن خاں ابجد العلوم میں رقمطراز ہیں:-

واحسن هذه الكتب ما كان فيه الروايات الصحيحة الثابتة من السنة المطهرة بلا نزاع ومنها شرح عدة الحصن الحصين شيخنا الامام العلامة محمد بن على الشوكانى رضى الله تعالىٰ عنه وارضاه [۱]

ان دعاؤں کی کتابوں میں سب سے زیادہ عمدہ کتاب وہ ہے جس میں صحیح حدیثوں کا التزام رکھا گیا ہے اسی میں سے ہمارے شیخ علامہ محمد بن علی شوکانی رضی اللہ عنہ وارضاہ کی شرح عدۃ الحصن الحصین ہے۔

یہ شرح محدثانہ رنگ میں منفرد اور بہت سے فوائد کی جامع ہے اس پر شیخ محمد بن محمد زبارۃ الیمنی کی تعلیقات بھی ہیں۔ تحفۃ الذاکرین مصر سے دو مرتبہ شائع ہو چکی ہے دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا ہے۔

(۶) **عقد اللآلی فی الاحادیث المسلسلۃ العوالی**: اس میں موصوف نے اپنی مسلسلات کو بیان کیا ہے یہ ۸۰۸ھ میں شیراز میں تالیف کی تھی۔

(۷) **غایۃ المنی فی زیارۃ منیٰ**: اس میں منیٰ کے فضائل مذکور ہیں۔

(۸) **فضل حراء**: اس میں حراء کے فضائل بیان کئے ہیں۔

(۹) **مفتاح الحصن الحصین**: یہ الحصن الحصین کی نہایت مفید اور مختصر شرح ہے جس میں ابن الجزریؒ نے مشکل الفاظ کی تشریح اور مغلقات کی توضیح کی ہے۔ یہ موصوف نے الحصن الحصین کی تالیف کے چالیس سال بعد

[۱] ابجد العلوم مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۵ھ ج ۲ ص ۳۰۸

تصنیف کی اور رمضان ۸۳۱ھ میں شیراز میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔ وہ وعدہ جو الحصن الحصین کے دیباچہ میں بایں الفاظ کیا تھا :-

اذا انتھی اجعل فی آخرہ فصلاً یفتح ما اقفل من لفظ ما فیہ قد اشکل

اور جب یہ ختم ہو جائے تو میں اس کے آخر میں ایک ایسی فصل لکھوں گا جو اس کے مغلق لفظ کو کھول دے گی جس میں اشکال ہوگا۔

مفتاح الحصن الحصین لکھ کر پورا کر دیا۔

مخدوم فقیر اللہ سندھی نے قطب الارشاد میں اس کتاب سے ایک نہایت مفید بات نقل کی ہے کہ مصنفؒ سے سوال ہوا، قرآن کی تلاوت افضل ہے یا درود شریف کا پڑھنا، وہ جواب و سوال دونوں ہدیۂ ناظرین ہیں، فرماتے ہیں :-

وسئلت مرۃ وانا مجاور بالمدینۃ الشریفۃ ایما افضل قراءۃ القرآن ام الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجبت اما الصلوٰۃ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم فی المواطن التی ورد النص افضل ولا یقوم غیرھا مقامھا واما فی غیر ذلک فالقراءۃ افضل۔

جب میں مدینہ میں قیام پذیر تھا مجھ سے یہ سوال ہوا کہ قرآن کی تلاوت افضل ہے یا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ میں نے جواب دیا، جن مقامات اور مواقع پر درود پڑھنے کا حکم وارد ہے ان مقامات پر درود پڑھنا افضل ہے اور دوسری کوئی چیز پڑھنا روا نہیں اور اس کے سوا دیگر مواقع پر تلاوت قرآن پاک افضل ہے۔

یہ کتاب ابتک زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی ہے ضرورت ہے کہ اس کے قلمی نسخے حاصل کر کے اس کو بھی شائع کیا جائے۔

اصولِ حدیث

(۱) البدایۃ فی علوم الروایۃ : یہ کتاب نثر میں علوم الحدیث اور اصول حدیث پر ہے اسی کتاب کی "نوع السابق واللاحق" کے حوالہ سے المصعد الاحمد میں عجیب و غریب واقعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں :-

ان الحافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری روی عن ابن البخاری وذکرہ فی معجم شیوخہ، وتوفی سنۃ ست وخمسین وستمائۃ وروی عن ابن البخاری شیخنا صلاح الدین المذکور، وتوفی سنۃ ثمانین وسبعمائۃ وبین وفاتیھا مائۃ واربع وعشرون سنۃ۔

حافظ زکی الدین عبد العظیم المنذریؒ نے ابن البخاری سے حدیث کا سماع کیا اور اپنی معجم الشیوخ میں آپ کا تذکرہ لکھا ہے ۶۵۶ھ میں المنذریؒ کا انتقال ہوا۔ ہمارے شیخ صلاح الدینؒ نے بھی ابن البخاریؒ سے حدیث کا سماع کیا اور ۷۸۰ھ میں وفات پائی ہے دونوں کی وفات کے درمیان ایکسو چوبیس برس کا زمانہ ہے۔

(۲) تذکرۃ العلماء : یہ کتاب اصول حدیث میں ہے اور التوضیح فی شرح المصابیح کا مقدمہ ہے۔ جب تیمور کے ساتھ موصوف کا کش میں قیام رہا اور آپ نے مصابیح کی شرح توضیح لکھی اس میں مصطلحات فن کا ذکر آیا جس کے سمجھنے میں رومیوں کو کچھ دقت ہوئی اور انھوں نے آپ سے اس امر کی خواہش کی کہ مصطلحات فن پر جداگانہ کتاب لکھیں اس سے پیشتر آپ الھدایہ الی معالم الروایہ لکھ چکے تھے، مگر وہ منظوم تھی اس میں ایجاز تھا، چنانچہ

آپ نے مصطلحات حدیث پر ایک جداگانہ رسالہ لکھا اور اس میں حدیث کے مصطلحات اور اصول حدیث کو نہایت تفصیل سے بیان کیا جو طریقہ ابن الاثیر جزریؒ نے جامع الاصول کے مقدمہ میں اختیار کیا ہے وہی طریقہ آپ نے اس میں اختیار کیا۔ چنانچہ پہلے علمِ حدیث کی فضیلت اور اس کی ترقی کے دوروں کو بیان کیا ہے پھر اس کی کساد بازاری پر اظہارِ افسوس اور اہلِ روم کی بے اعتنائی کا ذکر ہے پھر اپنے شیوخِ حدیث کو نام بنام گنایا اور اپنی سندیں بیان کی ہیں نیز لکھا ہے کہ ماوراء النہر میں آمد کی غرض صرف حدیث کی نشر و اشاعت تھی۔ آخر میں اپنے کتب خانہ کی بربادی پر اظہارِ افسوس کیا ہے۔ یہ ۸۰۶ھ کی تالیف ہے۔ یہ چونکہ التوضیح کا مقدمہ ہے اس لئے المقدمۃ فی الحدیث کے نام سے بھی مشہور ہے، موصوف کے فرزند ابوبکر احمد الجزری نے اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

(۳) **الهدایة الی علوم الدرایة**: یہ اصول حدیث میں ایک منظوم رسالہ ہے جو (۳۳۰) اشعار پر مشتمل ہے۔ شیخ تقی الدین حسین بن علی بن عبدالرحمٰن الحصنی نے ۹۵۹ھ میں الغنایہ کے نام سے اس کی ایک مبسوط شرح بھی لکھی ہے۔

فقہ

الابانة فی العمرة من الجعرانة، التکریم فی العمرة من التنعیم: ان دونوں رسالوں میں جعرانہ اور تنعیم سے عمرہ کے احرام پر فقہی نقطہ نگاہ سے بحث کی گئی ہے۔

اصول فقہ

(۱) **شرح التحصیل**: سراج الدین ابو الثناء محمود بن ابی بکر الارموی المتوفی ۶۸۲ھ نے فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ھ کی کتاب المحصول (فی اصول الفقہ) کا مختصر التحصیل کے نام سے کیا تھا جو بہت مقبول ہوا۔ ابن الجزری نے تین جلدوں میں اسی کتاب کی یہ شرح لکھی ہے۔

(۲) **شرح منهاج الوصول الی علم الاصول**: یہ علامہ بیضاوی کی کتاب منہاج الوصول کی شرح ہے جو موصوف نے زندگی کے آخری ایام میں تالیف کی تھی چنانچہ آغاز کتاب میں اپنے بڑھاپے اور بے بسی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

سیرت

(۱) **التعریف بالمولد الشریف**: یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور بیانِ ولادت میں ہے جو ایک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب میلاد شریف کے نام سے اردو ترجمہ اور فوائد کے ساتھ مطبع نامی لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

(۲) **ذات الشفا فی سیرة المصطفیٰ ومن بعده من الخلفاء**: یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اپنے زمانہ تک کے خلفا کے حالات میں ایک منظوم کتاب ہے جو آپ نے بایزید بن عثمان کی فرمائش پر ۲۵ ذی الحجہ ۷۹۸ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۳۹۶ء میں تالیف کی تھی۔

(۳) **عرف التعریف**: یہ التعریف بالمولد الشریف کا خلاصہ ہے جس میں صرف سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حاجی خلیفہ کا بیان ہے:-

"یہ انتہائی اختصار کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احوال اور وقائع پر حاوی ہے اور ایک مقالہ اور دو مقصدوں پر مشتمل ہے۔"

تاریخ ورجال

(۱) اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابیطالبؓ: یہ کتاب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب میں ہے اور مصر سے شائع ہو چکی ہے

(۲) تاریخ ابن الجزری: یہ شمس الاسلام ذہبی کی تاریخ الاسلام کا مختصر ہے۔ ۷۹۸ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی ہے۔ حاجی خلیفہ نے تصریح کی ہے وھو غیر الطبقات، یہ کتاب طبقات القراء کے علاوہ ہے۔

(۳) غایۃ النہایۃ فی القراء: اس کا پورا نام ہے غایۃ النہایۃ فی اسماء رجال القرأت اولی الروایۃ والدرایۃ: اس کی ترتیب حروف معجم پر ہے اور طبقات الصغریٰ کے نام سے زیادہ مشہور ہے، یہ دراصل نہایۃ الدرایات کا مختصر ہے۔ مستشرق برجستراسر (Bergstraesser) نے مطبعۃ السعادہ قاہرہ سے ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں اسے دو ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔

حافظ سخاوی نے اس پر ایک ذیل بھی لکھا ہے موصوف کا بیان ہے:-

کتبت علیہ ذیلا حافلا — میں نے اس پر ایک نہایت جامع ذیل بھی لکھا ہے۔

غایۃ النہایہ کا اختصار مولف کے تلمیذ عبد الرزاق بن حمزۃ الحنفی الطرابلسی نے بھی کیا تھا جس کا نام "نہایۃ الغایۃ فی بعض اسماء رجال القرأت اولی الروایۃ" رکھا تھا۔ موصوف نے اوائل ۸۵۷ھ میں اس کو شروع کیا اور ۱۲ رجب سنہ مذکور کو مکمل کیا تھا اس کا ایک مخطوطہ دار الکتب المصریہ میں موجود ہے۔[۱]

(۴) المسند الاحمد فیما یتعلق بمسند احمد: اس میں مسند احمد کی اہمیت اور دخول مسند فی مسند پر بحث کی ہے۔

(۵) المصعد الاحمد فی ختم مسند احمد: موصوف نے یہ رسالہ ربیع الاول ۸۲۸ھ میں جب مسجد الحرام میں مسند احمد ختم کرائی اس وقت لکھا تھا جو متوسط تقطیع کے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے پہلی مرتبہ محمد امین خانجی نے الرسائل النادرۃ کے عنوان سے ۱۹۳۹ء میں مطبعۃ السعادہ مصر سے شائع کیا تھا اب احمد محمد شاکر نے مسند احمد کی جلد اول کے ساتھ دار الکتب المصریہ سے شائع کرا دیا ہے اس میں موصوف نے اپنی سند لکھی ہے اور اس میں جن شیوخ کا نام آیا ہے ان کے حالات اور تحصیل مسند کی مختصر کیفیت نقل کی ہے۔ امام احمدؒ کا

---

[۱] ملاحظہ ہو فہرس الکتب العربیہ الملحق الثانی مطبع دار الکتب المصریہ قاہرہ ۱۹۴۲ء ج ۸ ص ۲۷۔

نہایت مختصر اور جامع تذکرہ لکھا ہے جس کے خاتمہ میں لکھتے ہیں:-

ومن العجب ان مثل ھٰذا الشیخ یروی مثل المسند الجلیل الذی لم یکن علی وجہ الارض حدیث اعلیٰ منہ، ولم یکن فی ھمۃ حکام الزمان ولا رؤسا ئھم ان یجمعوا علی اسماعہ جماعۃ من الشبان والصبیان والصغار لینتفع الناس بہ کما انتفع من قبلھم بمن مضیٰ حتی وصل الینا بھٰذا العلو، ولکن قصرت الھمم وتغیرت الاحوال، وقرب الزمان، فلذٰلک لا اعلم بوجہ الارض من یروی ھٰذا المسند العظیم عن ھٰذا الشیخ الجلیل غیری، فلا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ بھی عجائبات زمانہ میں سے ہے کہ اتنا جلیل القدر شیخ (صلاح الدین) ایسی جلیل القدر مسند کو روایت کرے کہ روئے زمین پر اس سے بڑھ کر اعلیٰ حدیث نہیں ہے اور حکام زمانہ اور رؤسائے وقت میں اتنی بھی ہمت نہیں رہی کہ وہ نوجوان لڑکوں اور چھوٹے بچوں کی ایک جماعت بنائیں اور انھیں اس مسند کے پڑھنے کیلئے جمع کریں تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں جیسا کہ پچھلے لوگوں نے فائدہ اٹھایا تا آنکہ یہ عالی سلسلہ ہم تک پہنچا لیکن اب ہمتیں پست ہوگئیں حالات بدل گئے، زمانہ بربادی کا قریب آلگا اس لئے اب میں نہیں سمجھتا کہ روئے زمین پر اس عظیم الشان مسند کا ایسے بلند پایہ محدث سے میرے سوا کوئی راوی ہو (اس میں فخر ومباہات کا اظہار نہیں) سرفرازی اور قوت اللہ ہی کو حاصل ہے۔

(۶) المقصد الاحمد فی رجال مسند احمد: یہ کتاب مسند احمد کے رواۃ کی جرح وتعدیل اور رجال کے حالات میں ہے۔ ابن الجزریؒ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس موضوع پر نہایت مبسوط کتاب تھی مگر اس کا کچھ حصہ کسی فتنہ میں ضائع ہوگیا جس کو آپ نے پھر مختصر لکھ کر کتاب کے ساتھ شامل کر دیا۔ اس میں ان رواۃ کا اضافہ کیا تھا جو آپ کے شیخ ابوبکر بن المحب سے بھی چھوٹ گئے جیسا کہ لکھتے ہیں:-

اما رجال المسند فما لم یکن فی تھذیب الکمال افردہ المحدث الحافظ شمس الدین محمد بن علی بن الحسین الحسینی بافادۃ شیخنا الحافظ ابی بکر محمد ابن المحب فیما قصر وما فاتہ فانی استدرکتہ و اضفتہ الیہ فی کتاب سمیتہ (المقصد الاحمد فی رجال مسند احمد) وقد تلف بعضہ فی الفتنۃ، فکتبتہ بعد ذٰلک مختصراً۔

لیکن مسند کے رجال پس جو تہذیب الکمال میں نہیں تھے ان کو محدث حافظ شمس الدین محمد بن علی بن الحسین الحسینی نے ہمارے شیخ حافظ ابی بکر بن المحب سے استفادہ کرکے یکجا کیا ان سے جو چھوٹ گئے ان کو میں نے اپنی کتاب میں جس کا نام المقصد الاحمد فی رجال مسند احمد ہے جمع کیا ہے اس کا کچھ حصہ فتنہ میں تلف ہوگیا تھا میں نے اس کو پھر مختصر لکھ کر اس میں شامل کردیا۔

(۷) نہایۃ الدرایات فی اسماء رجال القرأت: یہ کتاب طبقات الکبریٰ کے نام سے بھی

مشہور ہے اس میں موصوف نے علامہ ابوعمرو عثمان الدانی اور شمس الدین محمد الذہبی دونوں کی کتابوں کو جو اسی موضوع پر تھیں یکجا کر دیا ہے۔ مورخ سخاوی کا بیان ہے:۔

اخذ ابن الجزری کتاب الذهبی وضم الیه زیادات کثیرة فی التراجم وتراجم مستقلة۔	ابن الجزری نے ذہبی کی کتاب کو اصل قرار دیکر اس کے تراجم رجال میں بیش بہا معلومات کا اضافہ کیا اور بہت سے لوگوں کا مستقل اور جداگانہ تذکرہ لکھا ہے

طاش کبری زادہ کا بیان ہے:۔

ولا اجمع ولا انفع من طبقات الشیخ الجزری۔	طبقات القراء میں ابن الجزری کی طبقات القراء سے زیادہ نافع اور جامع اور کوئی کتاب نہیں ہے۔

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:۔

هو اجمع الکتب فی هذا النوع۔	اس موضوع پر یہ کتاب سب کتابوں سے زیادہ جامع ہے۔

(۸) هدایة المهرة فی ذکر الائمة العشرة: یہ ائمہ قرارت عشر کے حالات ہیں۔

معانی وبیان حاشیة الایضاح: یہ علامہ جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن القزوینی المتوفی ۷۳۹ھ کی تالیف "الایضاح فی المعانی والبیان" پر موصوف کا حاشیہ ہے۔

نحو الجوهرة: یہ علم نحو میں ہے۔
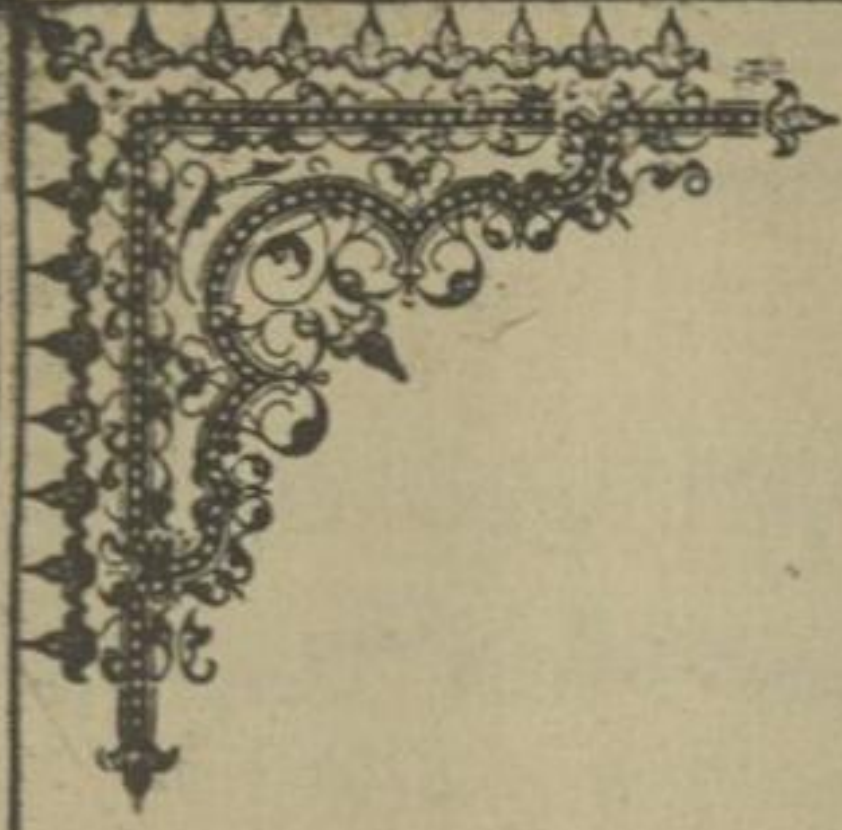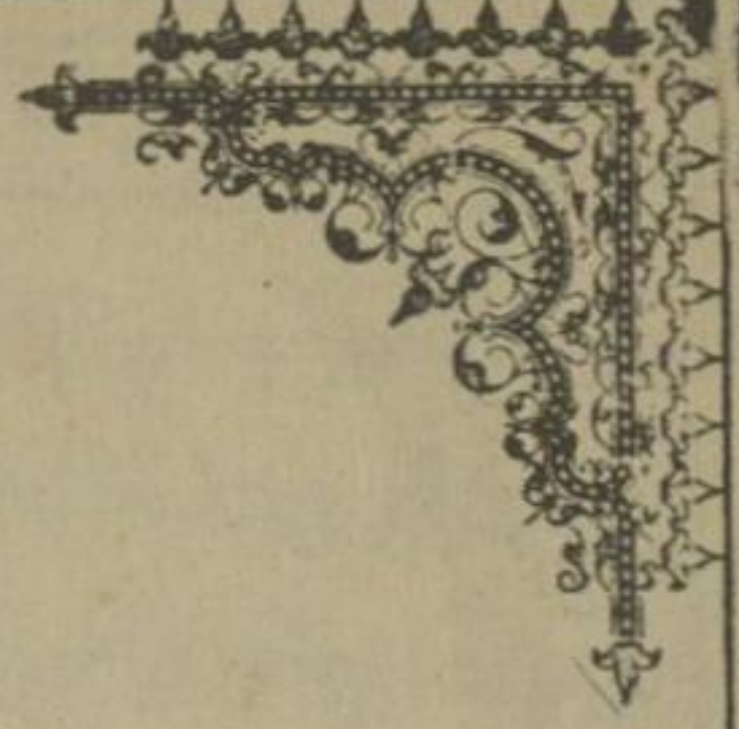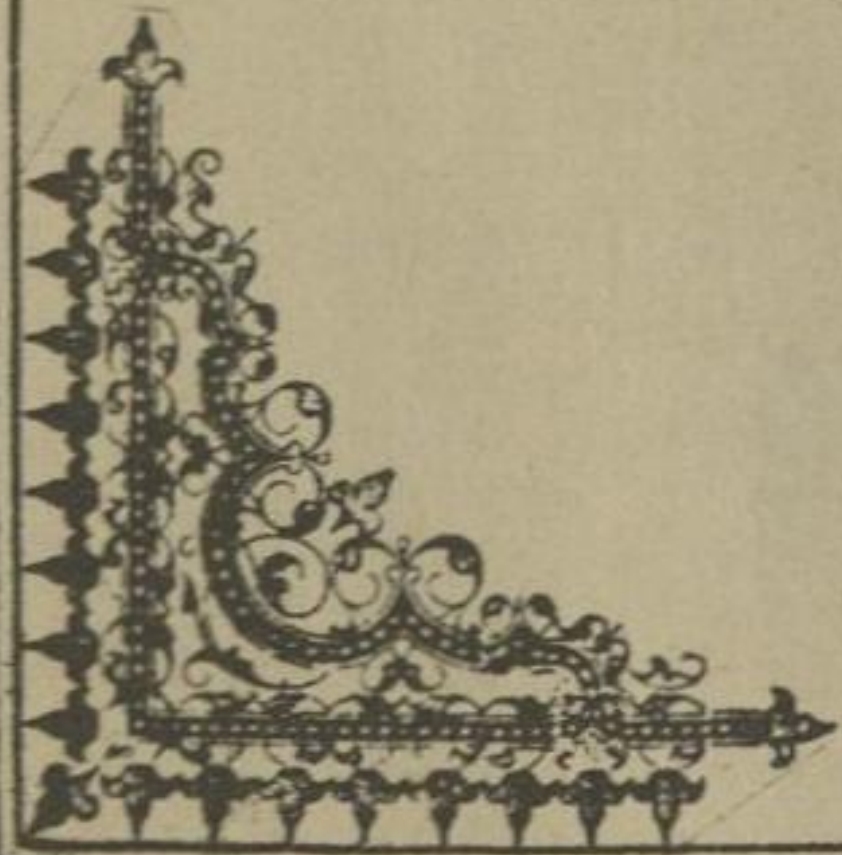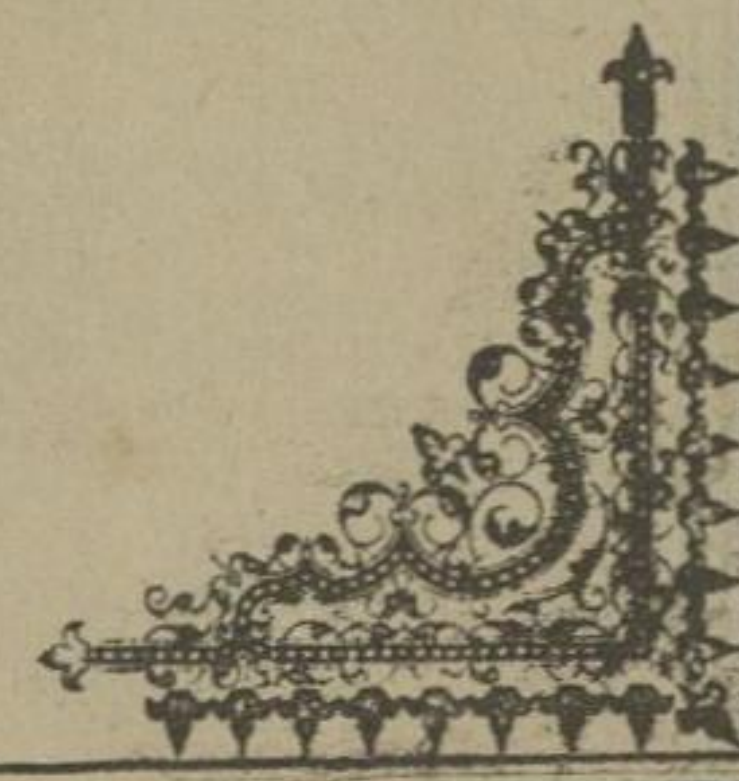
پند و موعظت

(۱) الزهر الفائح فی ذکر من تنزه من الذنوب والقبائح: اس کتاب میں گناہ اور بری باتوں سے باز رہنے کی ترغیب دی گئی ہے، یہ متوسط تقطیع ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے پہلی مرتبہ مطبع عبدالرزاق مصر سے ۱۳۰۵ھ میں شائع ہوئی پھر مطبع میمنیہ سے ۱۳۱۰ھ چھپی اور اس کے بعد ۶۸ صفحات پر مطبعہ علمیہ مصر سے ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوئی ہے۔

(۲) مختار النصیحة بالادلة الصحیحة: اس میں اخلاقی امور پر احادیث کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

دُعا
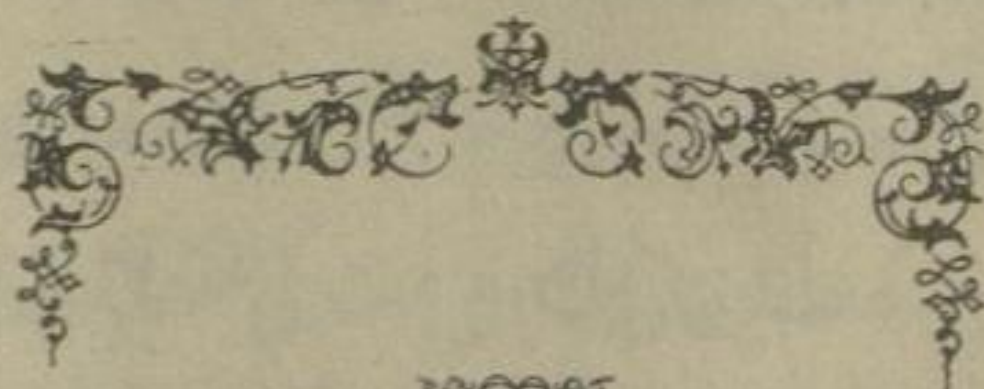
(۱) دعا

(۲) دعا ضمیر کی آواز ہے

(۳) دعا کی حقیقت

(۴) اسلام میں دعا کی اہمیت اور اس کا مقام

(۵) بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے

(۶) قبولیت دعا کے شرائطِ ستّہ

(۷) قبولیت دعا کے مراتب اربعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

دعا کے معنی پکارنے، سوال کرنے اور خیر مانگنے کے ہیں۔ قاضی محمد بن علی الشوکانی المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ "فتح القدیر" میں لکھتے ہیں:-

قلت بل الثانی (السوال بجلب النفع ودفع الضر) اولیٰ، لان معنی الدعاء حقیقۃ وشرعا وھو الطلب فان استعمل فی غیر ذلک فھو مجاز۔ [1]

میں کہتا ہوں دعا کے دوسرے معنی یعنی جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کا سوال کرنا (میرے نزدیک) اولیٰ اور بہتر ہیں کیونکہ دعا کے معنی باعتبار حقیقت اور شریعت، مانگنے اور سوال کرنے کے ہیں، پس اگر دعا کا لفظ اس معنی کے علاوہ کسی اور معنی میں استعمال ہوگا تو وہ مجازی معنی ہوں گے۔

سید مرتضیٰ زبیدی المتوفی سنہ ۱۲۰۶ھ کا خیال ہے کہ اصل میں دعا کا لفظ مشترک ہے جو کئی معنی میں آتا ہے کبھی اس کے معنی پکارنے کے ہوتے ہیں، کبھی موحد بننا مراد ہوتا ہے، کبھی فریاد رسی کے معنی میں آتا ہے اور کبھی سوال اور طلب کے معنی ہوتے ہیں چنانچہ "اتحاف السادۃ المتقین" میں رقمطراز ہیں:-

واما لغۃ فاصل ھذہ الکلمۃ مصدر من دعوت الشیئ ادعوہ دعاء اقاموا المصدر مقام الاسم تقول سمعت دعاء کما تقول سمعت صوتا ویطلق ویراد بہ التوحید کما فی قول اللہ تعالیٰ وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ وقولہ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم ویطلق ویراد بہ الاستغاثۃ ومنہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ای استغیثوا ویطلق

لغت میں دعا کی اصل یہ ہے کہ یہ لفظ دعوت الشیئ ادعوہ دعاء کا مصدر ہے اہل عرب مصدر کو اسم مصدر کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں، بولتے ہیں سمعت دعاء میں نے دعا سنی، جس طرح تم سمعت صوتا میں آواز سنی کہتے ہو، کبھی دعا کا لفظ بولا جاتا ہے اور اس سے توحید مراد ہوتی ہے جیسا ان دونوں آیتوں میں ہے وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ اور جب خدا کے بندے (محمد) (توحید کی) دعوت کے لئے کھڑے ہوئے (سورۃ الجن ۲۹/۱۱) اور اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ مشرکو! جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں (الاعراف ۹/۱۴) کبھی دعا کا اطلاق ہوتا اور استغاثہ مراد ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت

---

[1] فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، طبع اول مطبع مصطفیٰ محمد مصر سنہ ۱۳۵۰ھ ج ۴ ص ۴۸۲۔

ویراد بہ النداء ومنہ قولہ یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہ ە

و . . . .

یطلق ویراد بہ السوال والطلب وھو المراد ھنا ومنہ قولہ وقال ربکم ادعونی استجب لکم وھو فی الاصل مصدر واما حقیقتہ اصطلاحا فمعنی قائم بالنفس وھو نوع من انواع الکلام النفسی ولہ صیغ تخصہ فی الایجاب افعل وفی النفی لاتفعل وقد اجتمعا فی قولہ ربنا لا تؤاخذنا [1]

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭
٭ ٭ ٭ ٭
٭ ٭ ٭
٭

وَادْعُوْا شُهَدَاءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اور داد خواہی اور فریاد کرو اس سے جو تمہارا مددگار ہو اللہ کے سوا (سورہ بقرہ پ۱) میں ادعوا بمعنی استغیثوا داد خواہی اور فریاد کرو کے معنی میں ہے اور کبھی دعا کا لفظ آواز دینے اور پکارنے کے معنی میں آتا ہے یہی معنی اس آیت پاک یَوْمَ یَدْعُوْکُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِہٖ ہ۔ جس دن تم کو پکارے گا پھر چلے آؤ گے اس کی تعریف کرتے ہوئے۔ (سورۂ بنی اسرائیل پ۱۵) میں مراد ہیں کبھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور مقصد مانگنا اور سوال کرنا . . . ہوتا ہے، یہی معنی دعا کے موقعہ پر مراد ہوتے ہیں آیت شریفہ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا (سورۃ المومن پ۲۴) لفظ دعا اصل میں مصدر ہے جو اسم مصدر کے معنی میں آتا ہے، اصطلاح میں اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ایسے معنی ہیں جو نفس کے ساتھ قائم ہیں اور یہ کلام نفسی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے، امر اور نہی دونوں صورتوں میں اس کے واسطے چند صیغے مخصوص ہیں جیسا کہ ایجاب (حالت امر) میں اِفْعَلْ (تو کر) اور نفی (حالتِ نہی) میں لاتفعل (مت کر) وغیرہ، یہ دونوں اس آیت پاک رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ (سورۃ البقرہ پ۳) میں پائے جاتے ہیں۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دعا کا لفظ اگرچہ مشترک ہے مگر مقامِ دعا میں اس کے معنی سوال کرنے اور طلب مراد ہی کے آتے ہیں۔

دعا ضمیر کی آواز ہے

یہ بات انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے یا اس کے دل کو ٹھیس لگتی ہے یا وہ تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو ایسے موقعوں پر اس کی نگاہیں سہارے ڈھونڈتی ہیں اور وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور استعانت کے لئے رجوع کرتا ہے اگر وہ امر ایسا ہو کہ کوئی انسان اس کی مدد کر سکتا ہے تو وہ انسان سے مدد کا خواستگار ہوتا ہے ورنہ وہ کسی ایسی ہستی سے مدد چاہتا ہے جو اس کے نزدیک اس امر میں اس کی مدد کر سکتی ہے اور وہ خالقِ کائنات ہی کی ذات ہے کیونکہ وہی حاجت روا

[1] اتحاف السادۃ المتقین باحیاء علوم الدین، طبع اول مطبعۃ المیمنیۃ مصر ۱۳۱۱ھ ج ۵ ص ۲۷

اور عالم کا کارساز ہے قرآن اس فطرتِ انسانی کا ذکر اس طرح کرتا ہے :-

إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ (سورۂ زمر ۲۳/۱۵)

جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار ہی کی طرف رجوع ہو کر اس کو پکارتا ہے۔

سورۂ روم میں ارشاد ہے :-

إِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ (۲۳/۵)

جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتے اور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

اسی فطرتِ انسانی کا ذکر ہے :-

وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ۔ (سورۂ حم السجدة ۲۵/۱)

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

سورۂ یونس میں ارشاد ہوتا ہے :-

إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (۱۱/۲)

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا، اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔

سورۂ نمل میں ہے :-

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ءَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ۔ (۲۰/۵)

بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے یہ سب کچھ خدا کرتا ہے تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) تم بہت کم غور کرتے ہو۔

ان آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھے یا نہ رکھے جب وہ بے بس ہو جاتا ہے تو خدا ہی کو پکارتا ہے اور اسی کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے (جو لوگ فطرت سلیمہ پر قائم رہتے ہیں وہ دکھ تکلیف ہی میں نہیں بلکہ راحت اور خوشی میں بھی خدا ہی سے دعا مانگتے ہیں اور اس کو کبھی فراموش نہیں کرتے۔

دعا کی حقیقت

بارگاہِ الٰہی میں اپنی ناتوانی اور عاجزی کا اقرار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو منبع جود و سخا سمجھ کر سوال کرنا بس یہی دعا کی حقیقت ہے چنانچہ علامہ ابوسلیمان خطابی

فرماتے ہیں :-

حقیقۃ الدعاء استدعاء العبد ربہ العنایۃ واستمدادہ ایاہ المعونۃ وحقیقتہ اظہار الافتقار الیہ والبراءۃ من الحول والقوۃ التی لہ وھو سمۃ العبودیۃ واظہار الذلۃ البشریۃ وفیہ معنی الثناء علی اللہ تعالیٰ و اضافۃ الجود والکرم الیہ [۱]

دعا کی حقیقت ہے بندہ کا اپنے پروردگار سے طلبگار عنایت ہونا اور اسی سے مدد اور معاونت کا خواستگار بننا، اسی کی بارگاہ میں اپنی بے چارگی کا اظہار کرنا اور اس کے سامنے اپنی ناتوانی اور بے طاقتی کا اعتراف کرنا، یہی بندگی کی راہ چلنا اور بشریت کی درماندگی اور عجز کا اظہار کرنا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے معنی مضمر ہیں اور اس امر کا اعتراف ہے کہ وہی ذات منبع جود وکرم ہے

اسلام میں دعا کی اہمیت اور اس کا مقام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات نے دعا کی اہمیت اور مقام کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

الدعاء ھو العبادۃ دعا مانگنا ہی عبادت ہے اور آپ نے ثبوت میں قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی :-

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ - (سورۃ المومن ۲۴)

اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے ازراہِ تکبر کتراتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

اس آیت شریفہ پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا اللہ تعالیٰ کو مطلوب اور مرغوب ہے اور اس سے اعراض اور گریز، استکبار اور استغنا، سرکشی کی علامت اور ناراضگی کا باعث ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یسأل اللہ یغضب علیہ۔ [۲]

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض رہتا ہے۔

سنن ابن ماجہ میں صاف الفاظ ہیں من لم یدع اللہ سبحانہ یغضب علیہ [۳] جو خدا سے دعا نہیں کرتا خدا اس سے ناراض رہتا ہے، مگر انسان کا حال اس کے برعکس ہے جب کوئی ضرورتمند اس سے کچھ مانگتا ہے تو یہ اس پر ناراض ہوتا ہے، عربی کا شاعر کہتا ہے :-

اللہ یغضب ان ترکت سؤالہ
وبنی آدم حین یسأل یغضب

اگر تم خدا سے نہیں مانگتے تو وہ ناراض ہوتا ہے
اور اولادِ آدم سے جس وقت سوال کیا جاتا ہے تو وہ بگڑ جاتی ہے۔

---

[۱] اتحاف السادۃ المتقین ج ۵ ص ۲۷
[۲] الادب المفرد از امام بخاری رح مطبع خلیلی آرہ سنہ ۱۳۰۶ھ ص ۹۵
[۳] سنن ابن ماجہ مع حاشیۃ السندی، طبع اول مطبعۃ التازیہ مصر سنہ ۱۳۴۹ھ ج ۲ ص ۲۸۴

ایک حدیث میں دعا کی اہمیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

الدعاء مخ العبادۃ۔ [۵۱] دعا عبادت کی جان ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی سب سے بڑی اور اہم عبادت نماز وہ بھی دعا ہی پر مشتمل ہے۔ بلکہ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ صلوۃ کا لفظ عربی زبان میں دعا کے معنی میں آتا ہے چنانچہ علامہ محمد انصاری قرطبی الجامع لاحکام القرآن میں رقمطراز ہیں:۔

قال النحاس وحکی اهل اللغۃ جمیعاً فیما علمنا ان الصلوۃ فی کلام العرب الدعاء ومنہ الصلوۃ علی الجنائز۔ [۵۲]

امام لغت نحاس فرماتے ہیں کہ تمام اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے "صلوۃ" کا لفظ کلام عرب میں دعا کے معنی میں مستعمل ہے اور اسی وجہ سے صلوۃ کا لفظ جنازہ پر بولا جاتا ہے (کہتے ہیں صلوۃ الجنائز حالانکہ یہ نماز نہیں صرف دعا ہے)۔

سید مرتضیٰ زبیدی المتوفی سنہ ۱۲۰۶ھ نے الدعاء مخ العبادۃ (دعا عبادت کی روح وروان ہے) اس کی تشریح اس طرح کی ہے:۔

وانما کان مخالھا لان الداعی انما یدعوا اللہ عند انقطاع امله عما سواہ وذلك حقیقۃ التوحید والاخلاص ولاعبادۃ فوقھا ولما فیہ من اظہار الافتقار والتبری من الحول والقوۃ وھو سمۃ العبودیۃ واستشعار ذلۃ البشریۃ۔ [۵۳]

اور دعا عبادت کی روح ہے کیونکہ جب تمام امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں تو انسان خدا ہی کو پکارتا ہے اور یہی اخلاص اور توحید کی حقیقت ہے اور ان سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے یا یہ وجہ ہے کہ دعا میں اپنی احتیاج اور درماندگی، بیچارگی اور بے بسی کا اظہار ہوتا ہے یہی بندگی کی علامت اور بشریت کی کمزوری کا احساس ہے۔

ان حدیثوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں دعا کا کتنا اعلیٰ مقام ہے اور یہ قرب الٰہی کا کتنا عمدہ وسیلہ ہے اسی لئے دعا مانگنے کی بڑی فضیلت ہے۔

بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے

جب بندہ خدا کے آگے ہاتھ پسارتا ہے تو وہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور جب کوئی اس کو پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار کو سنتا ہے اور جب کوئی دعا کرتا ہے تو وہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے، جیسا کہ اس آیت شریفہ میں ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ

اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہدو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا

---

[۵۱] جامع الترمذی مطبع العلوم دہلی سنہ ۱۲۶۵ھ ص ۵۹۱

[۵۲] الجامع لاحکام القرآن، مطبعۃ دار الکتب المصریہ قاہرہ سنہ ۱۹۳۹ء ج ۸ ص ۲۵۰

[۵۳] اتحاف السادۃ المتقین ج ۵ ص ۲۹

وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۔ (سورۃ البقرہ پ۲)

مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں (لہذا) ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔

اس آیت پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کرنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے لیکن دعا کی قبولیت کے کچھ شرائط اور لوازم اور کچھ آداب ہیں۔ آداب کا بیان کتاب میں تفصیل سے مذکور ہے لہذا ہم شرائط کے بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:۔

قبولیت دعا کے شرائط ستہ

اللہ تعالیٰ بلاشبہ ہر دعا سنتا ہے مگر وہی دعا قبول فرماتا ہے جو بندہ کے حق میں بہتر اور اس کی مشیت کے مطابق ہوتی ہے جیسا کہ اس آیت پاک میں ارشاد ہے:۔

أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَٰكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَاءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ (سورۃ الانعام پ۷)

کافرو! بھلا دیکھو تو اگر تم پر خدا کا عذاب آجائے یا قیامت آموجود ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں) خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) نہیں بلکہ مصیبت کے وقت تم) اسی کو پکارتے ہو تو جس دکھ کیلئے اسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو دور کر دیتا ہے اور (جن کو تم شریک بناتے ہو) اس وقت ان کو بھول جاتے ہو۔

اس آیت میں اِنْ شَآءَ کی قید نے اس امر کی وضاحت کردی کہ دعا کی قبولیت کی شرط اول مشیت ایزدی ہے دوسری شرط، اکل حلال اور نیک اعمال پر مداومت اور پابندی ہے اگر کمائی حلال نہیں اور مالِ حرام سے احتراز نہیں تو پھر دعا بھی کارگر نہیں ہوتی، صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايها الناس ان الله طيب لا يقبل الا طيبا وان الله امر المؤمنين بما امر به المرسلين فقال يا ايها الرسل كلوا من الطيبت واعملوا صالحا انى بما تعملون عليم ۔ وقال يا ايها الذين امنوا كلوا من طيبت ما رزقنكم ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه الى السماء يا رب يا رب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیزیں قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس کام کا حکم رسولوں کو دیا تھا اسی کا حکم مومنوں کو دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَٰٓأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَٰتِ وَاعْمَلُوا صَٰلِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو تم جو کچھ کرو گے میں اس سے واقف ہوں (پ۱۸) اور خدا نے مومنوں سے فرمایا یَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ۔ مومنو! ہم نے تم کو جو چیزیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے پاک چیزیں کھاؤ (پ۲) اس کے بعد

ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے (اسی سبب سے) پراگندہ مُنھ اور پراگندہ وچال غبار آلود رہتا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے پکارتا ہوتا ہے پروردگار پروردگار حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام کا ہے پینا بھی حرام کا ہے، لباس بھی حرام کا ہے اور غذا بھی حرام کی ہے پھر کیونکر اس کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔ [2]

اسی امر کی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں فرمائی یاسعد اطب مطعمك تستجب دعوتك [3] (اے سعدؓ اکل حلال پر عمل پیرا رہو دعا قبول ہوتی رہے گی) کیونکہ یہی بات تقوی کی ہے۔ آیت شریفہ میں ارشاد ہے:۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے) ۲۷ ۔

تیسری شرط: اکل حلال اور نیک اعمال کا دوسروں کو حکم کرتے رہنا، جس کو عرف عام میں امر بالمعروف (اچھی باتوں کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (بری باتوں سے روکنا) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس فرض سے غفلت بھی دعا کو قبول ہونے نہیں دیتی چنانچہ حدیث میں وارد ہے:۔

عن حذیفۃ بن الیمان عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لتامُرُنَّ بالمعروف ولتنھوُنَّ عن المنکر اولیوشکنَّ اللہ ان یبعث علیکم عذابا منہ فتدعونہ فلا یستجیب لکم۔ [4]

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے اور پھر تم خدا سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔

چوتھی شرط: نتیجۂ دعا کی طلب میں عجلت نہ کرنی چاہیئے [5]۔ جو دعا مانگی وہ فی الفور قبول ہو اور مراد فوراً بر آئے

---

[1] صحیح مسلم مع الشرح للنواوی، مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۹ھ ج ۱ ص ۳۲۶، سنن دارمی مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۳ھ ص ۳۶۴ نیز مسند احمد طبع مصر ج ۲ ص ۳۲۸۔

[2] یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسافر کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس کی دعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے، جب اس کی دعا بھی رد ہو جاتی ہے تو اوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

[3] اتحاف السادۃ المتقین ص ۲۹

[4] جامع الترمذی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۰ء ج ۲ ص ۳۹

[5] دعا کا سلسلہ برابر جاری رکھنا چاہئے، یہی انبیاء کرام سے ثابت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی نتیجۂ دعا میں جلدی نہیں کی۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ قبیلۂ کلاب کا ایک رئیس ابو براء کلابی صفر ۴ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ کچھ مبلغین میرے ساتھ بھیج دیجئے کہ وہ میری قوم کو اسلام کی دعوت دیں۔ (باقی بر صفحۂ آئندہ)

یا تھوڑے عرصہ دعا مانگی اور مراد بر نہ آئی تو دعا کرنا ہی چھوڑ دی اور کہہ دیا کہ دعا قبول ہی نہیں ہوتی، کیونکہ یہ باتیں شانِ بندگی کے خلاف ہیں۔ حافظ شیرازی نے کہا ہے:-

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس　　　در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

کسی شاعر نے اسی بات کو ان اشعار میں اور بھی رنگین اور لطیف تر بنا دیا ہے، کہتا ہے:-

از دعا نبود مرادِ عاشقاں　　　جز سخن گفتن باں شیریں دہاں
گر اجابت کرد شان فہو المراد　　　ورنہ با دیدار نقد ایند شاد
ور کند رد لذتِ آں بیشتر　　　بہر تقریب سخن بارِ دگر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یستجاب لاحدکم مالم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ (نتیجہ کی طلب میں) جلدی نہیں کرتا اور یوں نہیں کہتا کہ میں نے (توبہت) دعا کی مگر وہ قبول ہی نہ ہوئی۔

سلہ

پانچویں شرط: دعا میں کوئی معصیت اور گناہ کی بات نہ ہو اور رشتے ناتے توڑنے کی دعا نہ ہو کیونکہ ان باتوں سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے حدیث میں وارد ہے:-

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال لایزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم مالم یستعجل قیل یارسول اللہ ما الاستعجال قال یقول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ اور رشتے ناتے توڑنے کی دعا نہیں مانگتا اور جب تک وہ جلدی نہیں کرتا۔ حضورؐ سے دریافت کیا گیا کہ جلدی کرنے کا کیا مطلب ہے

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ) آپ نے فرمایا مجھے اہل نجد کی طرف سے اطمینان نہیں ہے ابوبراء نے کہا ان کا میں ضامن ہوں آپ نے منظور فرمایا اور ستر قاریوں کو ساتھ کر دیا۔ ان بزرگوں نے بیر معونہ پہنچکر قیام کیا اور حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیکر یہاں کے قبیلہ کے سردار عامر بن طفیل کے پاس بھیجا، عامر نے حرامؓ کو قتل کرا دیا اور آس پاس کے قبیلوں عُصَیّہ، رعل اور ذکوان کو اکٹھا کر کے ایک لشکر تیار کیا اور صحابہ سے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ صحابہؓ حرامؓ کی واپسی کے منتظر تھے جب آتا نہ دیکھا تو خود آگے بڑھے۔ راستہ میں ان قبیلوں نے گھیر لیا اور سب کو شہید کر ڈالا، صرف عمرو امیہ کی عامر نے چوٹی کاٹی اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی، میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی نہیں ہوا۔ مہینہ بھر نماز فجر میں ان ظالموں کے حق میں بددعا کی، لہذا دعا کرتے رہنا چاہئے۔

(حاشیہ صفحۂ ھذا)

سلہ جامع الترمذی، مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۹۳۰ء ج ۲ ص ۱۷۲

قد دعوت فلم ارِ یستجاب لی فیستحسر عند ذلك ویدع الدعاء۔ [1]

آپ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ وہ یوں نہ کہے میں نے (تو بار بار) دعا مانگی وہ قبول ہی نہ ہوئی اور اس کے بعد دعا کرنا چھوڑدے اور تھک کر بیٹھ رہے۔

چھٹی شرط: دل کی لگن اور یقین کامل ہے کیونکہ جو دعا بے توجہی اور لاپرواہی کے ساتھ ہوتی ہے وہ کارگر نہیں ہوتی جیسا کہ "جامع الترمذی" کی روایت سے ثابت ہے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادعوا اللہ و انتم موقنون بالاجابۃ واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاہٍ۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دعا، قبولیت کے یقین کے ساتھ مانگا کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب میں لگے ہوئے دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

جو دعا ان شرائط کے ساتھ مانگی جاتی ہے وہ کبھی رد نہیں ہوتی ضرور قبول ہوتی ہے کیونکہ جب بندہ خدا کے آگے ہاتھ پھارتا ہے تو اس کو رد کرتے ہوئے حیا آجاتی ہے حدیث میں آتا ہے:۔

عن سلمان الفارسی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ حیّ کریم یستحیی اذا رفع الرجل الیہ یدیہ ان یردھما صفرا خائبین۔ [3]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شرم اور کرم والا ہے جب کوئی شخص اس کی طرف دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اس کو خالی اور محروم لوٹاتے ہوئے شرماتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا رد نہیں کرتا بلکہ ہر دعا کو شرفِ قبول عطا فرماتا ہے مگر انسان کو چونکہ غیب کا علم نہیں ہوتا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ انجام کار کونسی چیز بہتر ہوگی اور کونسی نہیں اس لئے ضروری نہیں کہ جس چیز کو بندہ اپنے حق میں مفید سمجھتا ہے وہ واقع میں بھی اس کے حق میں مفید ہی ہو اور بظاہر جس چیز کو وہ اپنے حق میں مضر سمجھتا ہے وہ واقع میں بھی اس کے حق میں مضر ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ بندہ ایک چیز (مثلاً دعا کے قبول ہونے کو) اپنے لئے مضر سمجھتا ہو اور وہ اس کے حق میں مفید ہو یا کسی چیز (مثلاً دعا کے قبول ہونے کو) مفید خیال کرتا ہو اور وہ مضر ہو، اسی طرح ممکن ہے کوئی مفلس تونگری کی دعا کرے اور دعا قبول ہو جائے مال و دولت بھی مل جائے مگر یہی مال و دولت اس کے حق میں وبال جان بن جائے، وقِس علیٰ ہٰذا۔

---

[1] صحیح مسلم شرح النووی مطبع انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۹ھ ج ۲ ص ۳۵۲ و ادب المفرد از امام بخاری مطبع خلیلی آرہ ص ۹۵

[2] جامع الترمذی مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۹۳۰ء ج ۲ ص ۱۸۶

[3] " " " ج ۲ ص ۱۹۵

اسی حقیقت کو قرآن مجید کی ان آیتوں میں سمجھایا گیا ہے:-

عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (سورۂ بقرہ پ۲)

عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو، (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات انسان مفاد کی جگہ مضرت کی دعا کر بیٹھتا ہے آیت پاک میں اسی طرف اشارہ ہے

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ (سورۂ بنی اسرائیل پ۱۵)

اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز پیدا ہوا ہے۔

ایسی صورتوں میں اللہ تعالیٰ اپنی کمال مہربانی سے ایسی دعاؤں اور التجاؤں کو جو اس کے حق میں بہتر نہیں ہوتی ہیں منظور نہیں فرماتا مگر وہ مجیب الدعوات اور معطی برحق ہے اس لئے بیجا دعاؤں کے بدلے اپنے بندوں کے ساتھ جو اُن کے حق میں بہتر ہوتا ہے مقدر فرما دیتا ہے جیسا کہ "جامع الترمذی" کی روایت سے ثابت ہے:-

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما من رجل یدعو اللّٰه بدعاء الا استجیب له فاما ان یعجل له فی الدنیا واما ان یدخر له فی الاخرة واما ان یکفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعا ما لم یدع باثم او قطیعة رحم او یستعجل قالوا یا رسول اللّٰه وکیف یستعجل قال یقول دعوت ربی فما استجاب لی۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے بس یا تو اس کو جلدی سے دنیا میں اس کی مراد مل جاتی ہے یا اس دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے یا جتنی دعا کی ہے اتنے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے جب تک وہ گناہ کی یا رشتہ توڑنے کی دعا نہیں کرتا یا وہ جلدی نہیں کرتا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا میں جلدی کیونکر ہوتی ہے آپ نے فرمایا ایسے کہ وہ یہ کہے میں نے پروردگار سے (بار بار) دعا کی مگر اس نے میری دعا قبول نہیں کی۔

قبولیتِ دعا کے مراتبِ اربعہ

حدیث مذکور میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں یہ بھی حقیقت میں دعا کا قبول ہونا ہی ہے البتہ ہم نے جو مانگا تھا وہ نہیں ملا، اس لئے ہم نے مقبول نہ ہونے سے تعبیر کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ مومن کی دعا رد نہیں کرتا بلکہ دنیا اور آخرت میں جو بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے عطا فرماتا ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں:-

(۱) جو دعا کی تھی وہ قبول ہو جاتی ہے۔

[1] جامع الترمذی، مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۴۰ء ج ۲ ص ۲۰۰

(۲) دعا کے بدلہ آخرت میں نیکیاں ذخیرہ کردی جاتی ہیں۔

(۳) دعا کے بدلہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

(۴) کوئی مصیبت ٹال دی جاتی ہے، اس امر کی تصریح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو مسند احمد بن حنبلؒ میں بایں الفاظ وارد ہے:-

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم ید عوبد عوۃ لیس فیہا اثم ولا قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بہا احدی ثلاث اما ان یعجل لہ دعوتہ واما ان ید خرھا لہ فی الاٰخرۃ واما ان یصرف عنہ من السوء مثلہا قالوا اذا نکثر قال اللہ اکثر۔ [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان دعا مانگے اور اس میں کوئی ایسی دعا نہ ہو جس میں گناہ اور رشتے ناتے توڑنے کا ذکر ہو تو خدا دعا مانگنے والے کو ان تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتا ہے (۱) یا تو اس کا مقصد جلد پورا کردیتا ہے (۲) یا اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے (۳) یا دعا مانگنے والے کی کوئی اسی درجہ کی مصیبت دور کردیتا ہے (جتنی کہ اس نے دعا میں اپنے نفع کی خواہش کی تھی) صحابہؓ نے یہ سن کر عرض کیا اب ہم خوب دعا مانگا کریں گے، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فضل بہت زیادہ ہے (اس کے یہاں دینے سے گھاٹا نہیں آتا ہے)۔

اسی حقیقت کا تذکرہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ہے:-

عبادۃ بن الصامت حدثہم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما علی الارض مسلم ید عو اللہ تعالیٰ بدعوۃ الا اٰتاہ اللہ ایاھا او صرف عنہ من السوء مثلہا ما لم ید ع باثم او قطیعۃ رحم فقال رجل من القوم اذا نکثر قال اللہ اکثر۔ [2]

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین پر جو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو خدا اس کو وہ چیز عطا فرما دیتا ہے یا اس کے برابر کوئی مصیبت اس سے ٹال دیتا ہے جب تک کہ وہ کسی گناہ یا رشتے ناتے توڑنے کی دعا نہیں مانگتا۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا پھر تو خوب مانگا کریں گے۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دینے والا ہے۔

یہاں یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ دعا کے اثر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مشاہدہ ہے اکثر دعا ہوتی ہے مگر مطلب براری نہیں ہوتی، یہ ایسے ہی ہے جیسے اکثر دوا کی جاتی ہے اور صحت نہیں ہوتی۔

---

[1] مسند احمد طبع اول مطبعۃ المیمنیہ مصر ۱۳۱۳ھ ج ۳ ص ۱۸

[2] جامع الترمذی، مطبع مجتبائی ج ۲ ص ۱۹۷

حقیقت یہ ہے کہ دوا اور دعا کا اثر یقیناً ہوتا ہے بظاہر ہم جو دیکھتے ہیں کہ دوا سے کوئی فائدہ نہ، یا دعا کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مرض اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس دوا کا فائدہ بھی محسوس نہیں ہوتا مگر اس کا اثر ضرور ہوتا ہے کیونکہ دوا اگر نہ کی جاتی تو مرض کی پھر صورت ہی کچھ اور ہوتی، یہ دوا ہی کا اثر ہوتا ہے کہ وہ پیش آنے والے مہلک اثرات سے بچا لیتی ہے جو عموماً دوا کے نہ کرنے کی صورت میں فی الفور ظاہر ہو جاتے ہیں مگر دوا کرنے سے ان مہلک اثرات کا ظہور تا حال نہیں ہوتا بعینہٖ یہی حالت دعا کی ہے۔

غور کرو بُرے بول اثر رکھتے ہیں کوئی گالی دیتا ہے تو دکھ ہوتا ہے جب برے بول اثر کرتے ہیں تو اچھے بول اثر سے کیونکر خالی ہو سکتے ہیں پھر بول بھی وہ بول جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوں وہ تو یقیناً اثر کرتے ہیں اس کے ادراک کے لئے چشمِ بصیرت درکار ہے جو دیدۂ بینا رکھتے ہیں وہ اس اثر کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔

محمد عبد الحلیم چشتی

۲ ۲/۷۷ھ مطابق ۲۸ ۸/۵۷ء

ناشر

میر محمد کتب خانہ مرکزِ علم و ادب آرام باغ کراچی